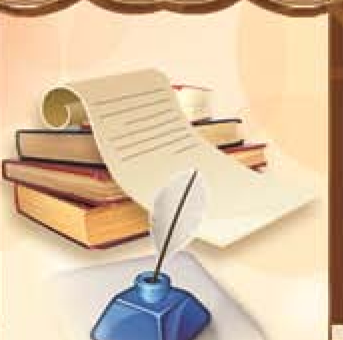
اضافہ شدہ انٹرنیٹ ایڈیشن

اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے تو
ہم اسے اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اسے دوزخ میں ڈال دینگے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے (النساء:115)

مطالعۂ

قادیانیت



قادیانی تحریرات کے آئینہ میں

ترتیب و تحقیق

حافظ عبید اللہ

ورلڈ ختم نبوت فورم

فہرست مضامین

ولی کامل، نمونہ اسلاف، پیکرِ اخلاص

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی **محمد حسن** صاحب دامت برکاتہم العالیہ

امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ضلع لاہور

خلیفہ ومجاز شیخ الحدیث حضرت مولانا **صوفی سرور صاحب** دامت برکاتہم العالیہ

خلیفہ ومجاز قطب الاقطاب **حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب** رحمۃ اللہ علیہ

تقریظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اللہ رب ذوالجلال کا بہت بڑا احسان اور فضل وکرم ہے کہ انہوں نے اپنے دینِ مُبین کی حفاظت کا ذمہ خود لے رکھا ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے :

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون (القرآن)

اور عالم اسباب میں اس کی حفاظت کا یوں انتظام فرمایا کہ اہلِ حق کی ایک جماعت کو چُن لیا ہے جو قیامت کی صبح تک دینِ مُبین کے تمام شعبوں کی پاسداری کرتی رہے گی۔

دینِ مُبین دین اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک اہم عقیدہ، عقیدہ ختم نبوت ہے اور عقیدہ ختم نبوت کا آسان لفظوں میں مفہوم یہ ہے کہ اللہ پاک کے پیارے حبیب ﷺ آپ اللہ تعالیٰ کے آخری برگزیدہ پیغمبر ہیں، آپ جیسی پیاری ہستی نہ پہلے دُنیا میں آئی ہے نہ قیامت کی صبح تک آئے گی، آپ ﷺ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ کذاب اور دجال تو ہوسکتا ہے نبی قطعاً نہیں ہوسکتا۔

یہ قربِ قیامت کا دور ہے بہت سے فتنے ہیں ایمان کو لُوٹنے والے، ان میں سے ایک بڑا فتنہ، قادیانیت کا فتنہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے پوری امت مسلمہ کو محفوظ فرمائے۔ اب بھی یہ خفیہ طور پر دوستی کے بہانے، تعلقات کے بہانے سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ مسلمان کتنا گنہگار کیوں نہ ہو، اس کے پاس اللہ تعالیٰ کی رحمت کی اُمید کا اول و آخر سہارا وہ اللہ پاک کے پیارے حبیب ﷺ کی محبت عظمت ختم نبوت کا سہارا ہے، یہ سہارا چھن گیا تو پلّے کچھ نہیں۔

بعض سادہ لوح مسلمان کہہ دیتے ہیں کہ قادیانیوں کے اخلاق ایسے ہیں یعنی اچھے ہیں۔ ایسے بھولے بھالے مسلمانوں کی خدمت میں عرض ہے کہ یہ قادیانیوں کے اخلاق نہیں، یہ اخلاق کے روپ میں مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالتے ہیں جیسے بعض ڈاکو پولیس کی وردی پہن کر لُوٹتے ہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ محافظ (پولیس والے) کھڑے ہیں گاڑی کھڑی کی، سب کچھ صاف کر کے رکھ دیتے ہیں۔ قادیانیوں کے میٹھے بول سانپ اور بچھو کے زہر سے زیادہ خطرناک ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کے ایمان کی حفاظت فرمائے۔

عقیدہ ختم نبوت کی پاسداری امت مسلمہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے آج تک سر دھڑ کی بازی لگا کر کی ہے اور قیامت کی صبح تک کرتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے مولانا حافظ عبید اللہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کو، جنہوں نے فتنہ قادیانیت سے آگاہ کرنے کے لیے مطالعہ قادیانیت کے نام سے بڑی عمدہ کتاب مرتب فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اِس نیک کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اپنی رضا اور خوشنودی کے حصول کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

محتاجِ دُعا

محمد حسن عفی عنہ

محترم حافظ سید محمد کفیل شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہم العالیہ

نائب امیر مجلس احرارِ اسلام پاکستان ، مدیر ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلامی عقائد کا پورا نظام عقیدۂ ختمِ نبوّت کے ساتھ وابستہ ہے۔ اگر یہ عقیدہ متزلزل ہو جائے تو اسلام کی پوری عمارت زمیں بوس ہو جائے گی۔ یہود و نصاریٰ اور دیگر کفار و مشرکین نے اسلام کے مقابلے کے لیے سب سے بڑا حملہ خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے منصبِ ختمِ نبوّت پر کیا۔ مسیلمہ کذاب، اسود عنسی اور دیگر جھوٹے مدعیانِ نبوّت کے ذریعے کئی فتنے برپا کیے۔ مسلمانوں کو سب سے زیادہ نقصان انہی فتنوں سے پہنچا جو اسلام کے نام اور عنوان کا لبادہ اوڑھ کر نمودار ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے منصبِ ختمِ نبوّت اور پورے دینِ اسلام کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے۔ چنانچہ نبی خاتم محمد کریم ﷺ کے بعد جب بھی کسی ملعون نے نبوت کا دعویٰ کیا، اللہ تعالیٰ نے اُسے ہر طرح سے ذلیل و رسوا کیا۔ امیر المؤمنین خلیفۂ بلا فصل رسول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے مسیلمہ کذاب کے فتنۂ ارتداد کے خلاف جہاد کر کے اس کا مکمل خاتمہ کیا۔ جہادِ یمامہ میں بارہ سو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے جامِ شہادت نوش کر کے تحفظِ ختمِ نبوت کا حق ادا کیا۔ اِن شہداء میں تقریباً سات سو صحابہ حفاظِ قرآن تھے۔ تب سے اب تک تحفظِ ختمِ نبوّت کی ایمانی جدوجہد جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گی۔

مرزا قادیانی بھی دراصل مسیلمہ کذاب ہی کا ظل و بروز تھا۔ مسیلمہ کی طرح وہ بھی سیدنا محمد کریم ﷺ کی نبوت کو مانتا تھا لیکن اپنی نبوت کا اعلان بھی ساتھ ہی کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے مرزا قادیانی کے زمانے میں موجود علمائے حق نے تحریر و تقریر کے ذریعے کتاب و سنت کی حجت کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا۔ دلائل و براہین کے ساتھ مرزا کے تمام دعووں کو مسترد کرتے ہوئے اُسے چت کیا۔ مولانا محمد لدھیانوی، مولانا عبد اللہ لدھیانوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، علامہ محمد انور شاہ کشمیری، حضرت پیر مہر علی شاہ اور مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہم اللہ جیسے اساطینِ اُمّت جہادِ ختمِ نبوّت میں پیش پیش تھے۔ ان اکابر نے مرزا قادیانی کے مناظروں اور مباہلہ کے چیلنج قبول کیے، اُس کے خبثِ باطن اور باطل عقائد سے مسلمانوں کو خبردار کر کے ان کے ایمانوں کی حفاظت کی اور گمراہی سے بچایا۔ قادیانیت کے اجتماعی اور عوامی محاسبہ و تعاقب میں امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی جماعت مجلس احرار اسلام

نے تحریکِ ختم نبوت ۱۹۳۴ء (قادیان)، ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء (پاکستان) میں لازوال قربانیاں دیں، ۱۹۵۳ء میں دس ہزار مسلمانوں نے اپنی جانوں کی شہادت کا نذرانہ پیش کیا جس کے نتیجے میں پاکستان کی پارلیمنٹ نے آئینی طور پر ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔

برادرِ عزیز حافظ عبید اللہ صاحب سے میری شناسائی آج سے تقریباً بائیس برس پہلے ہوئی تھی۔ تب اُن کے والد ماجد حضرت مولانا عبدالغفور رحمہ اللہ حیات تھے اور میں استفادے کے لیے اُن کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ حافظ عبید اللہ اور اُن کے دوسرے بھائیوں میں اپنے والد ماجد کی دعاؤں اور تعلیم و تربیت کی وجہ سے دینی رنگ تو پہلے ہی غالب تھا لیکن میں نے محسوس کیا کہ مولانا کے انتقال کے بعد ان میں دینی فرائض اور دینی خدمات کی انجام دہی کا جذبہ زیادہ قوت کے ساتھ اُبھرا۔

گذشتہ سال انہوں نے ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت میں مطالعہ قادیانیت کے سلسلے میں مضامین لکھنا شروع کیے اور اب انہی مضامین کو بہت سارے اضافوں کے ساتھ ایک ضخیم کتاب کی صورت میں شائع کررہے ہیں۔ ''مطالعۂ قادیانیت'' تین ابواب پر مشتمل ہے۔

۱۔ختمِ نبوّت اور خاتم النبیین کا قرآنی مفہوم ۲۔رفع ونزولِ عیسیٰ علیہ السلام ۳۔مرزا قادیانی کا تعارف وکردار

فاضل مؤلف حافظ عبید اللہ صاحب نے ائمہ لغات، عربی لغات، ائمہ فقہا، مفسرین امّت اور قرآن وحدیث کو بطور حوالہ و حجت پیش کیا ہے۔ مرزا قادیانی کی طرف سے قرآن وحدیث میں تحریف ودجل، کفریات، شبہات اور تلبیسات کو باحوالہ طشت ازبام اور الزامات واعتراضات کا مسکت جواب دیا ہے۔ رفع ونزولِ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے عنوان پر اسلامی عقائد کے مقابلے میں مرزا قادیانی کے عقائد باطلہ اور تضادات کا نہایت علمی رد کیا ہے۔ نیز مرزا قادیانی کے تعارف وکردار کے باب میں مرزا کی ناکام پیش گوئیاں، کذب بیانیاں، تمام مسلمانوں کو گالیاں، الٹے سیدھے خواب، اوٹ پٹانگ قصے، شرم ناک واقعات، شیطانی الہام، مضحکہ خیز تاویلات اور متضاد دعوؤں کو درج کر کے اتمامِ حجت کر دیا۔ ان شاءاللہ یہ کتاب ردِّ قادیانیت کے محاذ پر کام کرنے والے مبلغین اور کارکنوں کے لیے بہترین ہتھیار اور قادیانیوں کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنے گی۔

اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور آخرت میں حصولِ نجات و شفاعتِ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

سید محمد کفیل بخاری

۱۰ رذیقعدہ ۱۴۳۵ھ ——۶ رستمبر ۲۰۱۴ء

دارِ بنی ہاشم ملتان

محترم جناب میاں رضوان نفیس صاحب دامت برکاتہم العالیہ

نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ضلع لاہور

خادمِ خاص وخلیفہ ومجاز قطب الاقطاب حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حرفِ رضوان

الحمد للّٰہ وحد والصلواۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ

ہمارے دادا پیر قطب الارشاد حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ (وفات:1382ھ/1962ء) جو کہ اپنے زمانہ کے تمام اکابر ختم نبوت کے پیر ومرشد اور اس تحریک کے سرپرست تھے! فرمایا کرتے تھے کہ:

''انشاءاللہ العزیز ایک دن آئے گا کہ ایک بھی قادیانی ڈھونڈے سے بھی نہیں ملے گا''

اسی طرح ہمارے حضرت شیخ المشائخ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ (وفات: 1317ھ/ 1899ء) نے حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ (وفات:1356ھ/1937ء) (جو ہندوستان کو خیر باد کہہ کر حرمین کی سکونت کے ارادہ سے وہاں تشریف لے گئے تھے) سے فرمایا کہ:

''آپ ہندوستان تشریف لے جائیں وہاں ایک بہت بڑا فتنہ پیدا ہونے والا ہے جو کہ آپ کی برکت سے دبا رہے گا''

پھر حضرت حاجی صاحبؒ نے پیر صاحبؒ کو سلسلۂ چشتیہ صابریہ کی اجازت عطا فرما کر ہندوستان رخصت کیا۔

اور جب مرزا نے اپنے مجدد، مہدی، مسیح موعود اور نبی ہونے کا دعویٰ کیا تو ہمارے اکابر علمائے کرام میدان میں نکلے اور مرزا قادیانی کا تعاقب کیا، اور پھر تحریر، تقریر، مناظرہ اور مباہلہ کے ذریعے سے اُس کا مقابلہ کیا **الحمد للہ ثم الحمد للہ** ہر میدان میں اُس مردود کو شکست فاش دی۔

ہمارے پیر و مرشد قطب الاقطاب حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ (وفات:1429ھ/2008ء) بھی اپنے شیخ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے طریقے کو آگے بڑھاتے ہوئے تحریک ختم نبوت کی سرپرستی فرماتے رہے اور عقیدہ ختم نبوت کے سلسلہ میں حضرت شاہ جیؒ کی خدمات قابل قدر اور آپ کا کلام اور آپ کے اقوال خونِ جگر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ اختصار کے پیشِ نظر حضرت شاہ جیؒ کے نعتیہ کلام کے صرف ایک شعر پر اکتفا کرتا ہوں۔

اے رسول امین، خاتم المرسلیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
ہے عقیدہ یہ اپنا بصدق و یقیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

اب جب کہ مرزا مردود کو جہنم واصل ہوئے ایک صدی سے زائد عرصہ گزر چکا ہے مگر آج بھی اُس کی بچی کچی ذریت جو کہ مسلمانوں کے ایمان کی دشمن ہے اور ان کا تعلق حضور خاتم النبیین رحمۃ اللعالمین ﷺ کے دامن شفقت سے توڑنا چاہتی ہے اور اس کے لئے وہ جدید زمانہ کے مطابق اپنے شیطانی جال کو سنوارتے اور سیدھے سادھے مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں، اس فتنے کا سارا محل دجل، فریب، دھوکے اور کتمانِ حق کے تارِ عنکبوت سے تعمیر کیا ہوا ہے۔ لہذا علمائے اسلام نے احقاقِ حق اور ابطالِ باطل میں کبھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور ہر پہلو سے امت کے ایمان کو بچانے اور قادیانی تلبیسات کا توڑ کرنے کے واسطے میدان میں ڈٹے ہوئے ہیں، اور ان کے دجل و فریب کا توڑ کرنے کے لیے اپنی زندگیاں وقف کیے ہوئے ہیں، اللہ پاک ہمارے اکابر کی حفاظت فرمائے اور قادیانیت سمیت تمام فتنوں سے اس اُمت کو محفوظ فرمائے۔ آمین

ہمارے نوجوان فاضل حافظ عبیداللہ زید مجدہٗ بھی عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کو بے نقاب کرنے کے لیے اپنی توانائیاں صرف کر رہے ہیں، حافظ صاحب نے اس کتاب **مطالعۂ قادیانیت** کو تین ابواب (۱۔ختم نبوت، ۲۔رفع و نزول عیسٰی علیہ السلام، ۳۔مرزا غلام قادیانی کا کردار) میں بہت احسن انداز سے مرتب کیا ہے، حافظ صاحب نے بہت محنت سے مرزائیوں کی کتب سے عبارت نقل کرتے ہوئے مرزائی کتب کے نئے ایڈیشن سے حوالہ جات درج کیے ہیں جو کہ ایک قابل تحسین کام ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حافظ صاحب اور ان کے ساتھیوں کے علم و عمل میں ترقی عطا فرمائے اور اس کتاب کو مرزائیوں کی ہدایت اور مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کا ذریعہ بنائے۔

یہ عاجز بھی اپنے مشائخ کے نقش قدم پہ چلتے ہوئے اللہ اور اُس کے حبیب حضور نبی کریم ﷺ کی خوشنودی کے لیے یہ چند سطریں لکھ رہا ہے، اللہ پاک کی رحمتِ بے پایاں سے اُمید ہے کہ وہ اس کی برکت سے راقم کو بھی کامیاب و کامران فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو محشر میں حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت اور آپ کے دستِ مبارک سے جامِ کوثر نصیب فرمائے۔

خاکپائے شاہ نفیس الحسینی قدس سرہٗ
احقر رضوان نفیس

ممتاز محقق ومصنف، نبض شناسِ قادیانیت

محترم جناب **محمد متین خالد** صاحب دامت برکاتہم العالیہ

آوازِ دوست

عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے سلسلے میں انٹرنٹ، سوشل میڈیا اور فیس بک کے محاذ پر ''حافظ عبید اللہ'' کا کام میں دیکھتا رہتا ہوں۔ان کی پوسٹیں اس قدر علمی اور نکتہ رس ہوتی ہیں کہ مسلمان قاری عش عش کر اٹھتا ہے۔وہ قادیانی کتب ورسائل سے ایسے حوالے ڈھونڈ کر لاتے ہیں جس کا جواب قادیانیوں کے پاس سوائے شرمندگی کے کچھ اور نہیں ہوتا۔بڑے بڑے جغادری مربی ان کی پوسٹیں دیکھ کر دم دبا کر بھاگ جاتے ہیں اور پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھتے۔

جناب حافظ عبید اللہ سے میری پہلی ملاقات گوجرانوالہ میں منعقدہ ایک رِدّ قادیانیت کورس میں ہوئی۔اِس موقع پہ انہوں نے بتایا کہ وہ رِدّ قادیانیت پر ایک کتاب تحریر کر رہے ہیں۔ اس پر میں نے اُن کی حوصلہ افزائی کی اور اپنی علمی استعداد کے مطابق چند مشورے بھی دیئے۔ایک ماہ قبل جناب حافظ عبید اللہ نے اپنی گراں قدر کتاب ''مطالعہ قادیانیت'' کا مسودہ ارسال کیا اور اس پر ایک تقریظ لکھنے کا کہا۔ بعدازاں اِس سلسلہ میں ہم سب کے محترم اور انٹرنیٹ پر قادیانی مربیوں کو شکست فاش دینے والے جناب سمیر ملک کا بھی فون آیا۔اِن حضرات کا شکریہ کہ انہوں نے مجھے اِس قابل سمجھا۔

رد قادیانیت کے سلسلہ میں تین موضوعات بڑے بنیادی اور اہم ہیں۔ختم نبوت، حیات ونزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور جھوٹے مدعی نبوت آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کا کردار۔یہ تینوں موضوعات بڑے جامع اور وسیع ہیں لیکن جناب حافظ صاحب کا کمال یہ ہے کہ

انہوں نے اِن تینوں موضوعات کا زبردست احاطہ کر کے سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔فیس بک پر قادیانی ہمارے سادہ لوح مسلمانوں بالخصوص نوجوانوں کو اپنی پازندانہ تاویلات سے گمراہ کرتے ہیں، مناظرے میں تلبیسانہ سوالات کرتے ہیں، غلط حوالے پیش کرتے ہیں.................. افسوس یہ کہ وہ کمال ڈھٹائی سے اِس پر اصرار بھی کرتے ہیں۔جناب حافظ صاحب نے اِس ساری صورت حال کو سامنے رکھ کر زیرِ نظر کتاب تیار کی ہے جس کی افادیت موجودہ حالات میں بے حد بڑھ گئی ہے۔میرے خیال میں اگر قادیانی حضرات غیر جانبدار ہو کر اِس کا مطالعہ کریں تو یقیناً وہ بھی اپنے شبہات کی دلدل سے باہر آجائیں گے۔

ایک بہترین مصنف کی یہ خوبی ہوتی ہے کہ وہ حقائق کی روشنی میں ایسی کتاب ترتیب دیتا ہے جو نہ صرف دلائل و براہین سے لیس ہوتی ہے بلکہ پڑھتے وقت قاری کے ذہن میں جو سوالات پیدا ہوتے ہیں، اُس کے جوابات بھی ازخود دیئے جاتی ہے۔بلاشبہ زیرِ نظر کتاب ایسی ہی خوبیوں کی حامل ہے۔کتاب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اِس کا اندازِ بیان ذہن وعقل کو اس قدر اپیل کرتا ہے کہ کتاب کو پورا پڑھے بغیر اِسے چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا.......... آیئے! آزمائش شرط ہے۔

میں آخر میں جناب حافظ عبید اللہ کو اتنی علمی وفکری کتاب لکھنے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں...........اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

طالب شفاعت محمدی ﷺ بروز محشر

محمد متین خالد

لاہور

mateenkh@gmail.com

❁.....❁.....❁

پیش لفظ

الحمد لله رب العالمين . والصلوة والسلام على خاتم الانبياء والمرسلين .
وعلى آله واصحابه اجمعين. ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين.

جب سے فتنہ قادیانیت ومرزائیت کا ظہور ہوا علماء حق اور اکابرین امت نے اپنا فرض ادا کرتے ہوئے اس کے دجل وفریب اور کذب وافتراء کا پردہ چاک کیا، فتنہ مرزائیت کا یہ تعاقب آج تک جاری وساری ہے، بے شمار کتابیں لکھی گئیں، علمی، تحقیقی اور الزامی ہر رنگ میں بسط وتفصیل کے ساتھ مرزائی مذہب کا محاسبہ کیا گیا، الغرض عقیدہ ختم نبوت ہو یا رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام، مرزا قادیانی کے کردار کا ذکر ہو یا اس کے کذب کی بحث، تحریفات مرزا ہو یا کذبات مرزا، ہر ایک موضوع پر مدلل اور جامع کتابیں لکھی گئیں اور اس فتنہ کے ہر پہلو کے چہرے سے نقاب اٹھایا گیا، اور پھر ایک صدی سے زیادہ عرصہ پر محیط اس لٹریچر کو نہایت محنت سے اکٹھا کر کے ایک مجموعے کی صورت میں بھی جمع کر دیا گیا، اللہ تعالی جزائے خیر دے یادگار اسلاف مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ العالی کو جن کی سعی مسلسل سے یہ سلسلہ ''احتساب قادیانیت'' کی صورت میں معرض وجود میں آیا جو ہم جیسے طلباء کے لئے نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں۔

آج کے اس نئی ٹیکنالوجی کے دور میں فتنہ قادیانیت کی یلغار کا انداز بدل گیا ہے، اب کتابوں کی جگہ سیٹلائٹ، انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا نے لے لی ہے، آج سے تقریباً تین سال پہلے کی بات ہے، انٹرنیٹ پر کچھ تلاش کر رہا تھا کہ ایک چیز پر نظر پڑی کچھ کتابوں کے حوالے تھے، پوری تحریر پڑھی تو سمجھ آئی کہ کسی قادیانی نے لکھا ہے اور ختم نبوت کا مفہوم بدلنے کی کوشش ہے، اپنی

اس وقت کی علمی استعداد کے مطابق کچھ الفاظ میں نے بھی اس پر بطور تبصرہ (Comments) لکھ دیے، لیکن دلچسپی پیدا ہوئی کہ اسے مفصل جواب دیا جائے لیکن جواب کیسے دیا جائے؟ اس تحریر میں تو بہت سی کتابوں کے حوالے تھے کہ فلاں نے ختم نبوت کا مفہوم یہ لکھا ہے فلاں نے وہ لکھا ہے اللہ نے تحقیق وجستجو کی طرف مائل فرمایا، دل میں ایک شوق پیدا ہوا، اور میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب مجھ پر اس حقیقت کا انکشاف ہوا کہ مرزائی مربی (مرزائی اپنے عالم کو مربی کہتے ہیں) کس طرح مختلف بزرگوں کی کتب سے چند عبارات لے کر اور ان کے اندر قطع وبرید کر کے لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں، میری پریشانی میں اس وقت مزید اضافہ ہوا جب میں نے دیکھا کہ کس طرح انٹرنیٹ پر قادیانی نیٹ ورک کام رہا ہے اور ان کا ہدف وہ مسلمان نوجوان ہیں جن کا دین کے بارے میں علم یا تو بہت محدود ہے یا صرف نام کی حد تک ہے، میں اس نتیجے پر پہنچا کہ آج کے دور میں اس فتنے کے خلاف انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا پر کام کی از حد ضرورت ہے کیونکہ آج کا نوجوان کتابیں پڑھے یا نہ پڑھے وہ فیس بک اور انٹرنیٹ پر باپندی سے بیٹھتا ہے (یہ ہماری قوم کا ایک المیہ ہے) اور فتنہ قادیانیت نے شاید اسی لئے انٹرنیٹ کو اپنی ارتدادی مہم کے لئے منتخب کیا ہے۔

چلن بدلا ہے اب کے دشمنوں نے ...... اب ان کے ہاتھ میں خنجر نہیں ہیں

چنانچہ میں نے اللہ کا نام لے کر انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا پر تحفظ ختم نبوت کے کام کے لئے اپنے آپ کو وقف کیا، دوست ملتے گئے کارواں بنتا گیا، تمام دوستوں نے مل کر ایک فورم بنایا جس کا نام ''ورلڈ ختم نبوت فورم'' رکھا گیا جس کے ممبران مختلف ممالک میں انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے محاذ پر تحفظ ختم نبوت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں، اسی دوران میں نے قادیانی لٹریچر کا بالتفصیل مطالعہ بھی کیا، علماء اسلام کی کتب کو بھی پڑھا اور گاہے بگاہے فریق مخالف کے ساتھ بحث ومباحثے (سوشل میڈیا پر) ہوتے رہے اور اب تک جاری ہیں۔

یہ سب بیان کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ آپ جو کتاب پڑھنے جا رہے ہیں یہ صرف میرا حاصل مطالعہ ہے، اس تحریر میں جہاں تک امت اسلامیہ کے موقف اور قادیانی شبہات کے

جوابات کا تعلق ہے یہ سب کچھ اکابرین امت اپنی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ لکھ چکے ہیں جسے میں نے اپنے الفاظ میں ڈھالا ہے، ہاں کچھ ایسی چیزیں بھی آپ کو ملیں گی جن پر شاید پہلے کسی نے تحقیق نہ کی یا ضرورت محسوس نہ کی، آج کل مرزائی کچھ ایسے نئے دلائل بھی پیش کرتے ہیں جو خود مرزا قادیانی کے خیال میں بھی نہیں گذرے تھے چنانچہ ان کا جواب مجھے پرانی کتابوں میں نہیں ملا کیونکہ پہلے وہ دلائل پیش ہی نہیں کیے گئے تھے، ان نئے شبہات کا بھی جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے، اور جہاں تک قادیانی عقائد کی بات ہے وہ میں نے ان کی اپنی کتابوں سے اچھی طرح مطالعہ کرکے نقل کیے ہیں۔ میں نے یہ کتاب لکھتے وقت مندرجہ ذیل باتوں پر خاص توجہ دی ہے، اور قارئین سے بھی التماس ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ کرتے وقت یہ باتیں ذہن میں رکھیں۔

نمبر 1

میں نے کوئی بھی حوالہ پیش کرتے وقت اصل کتاب سے اس کی تحقیق کی ہے اور اس کے سیاق وسباق کو اچھی طرح دیکھ کر پیش کیا ہے، صرف کسی دوسری کتاب سے نقل نہیں کیا گیا، اور سہولت کے لئے جس ایڈیشن سے حوالہ نقل کیا ہے اس کی وضاحت بھی کردی ہے۔

نمبر 2

جماعت قادیانیہ کی کتب سے جو حوالے دیے گئے ہیں وہ بھی میں نے اُن کی اصل کتابوں سے اچھی طرح سیاق وسباق کو دیکھ کر درج کیے ہیں، صرف کسی مسلمان عالم کی کتاب سے نقل کرنے پر اکتفا نہیں کیا، لہذا کوئی جب چاہے جہاں چاہے میرے پیش کردہ کسی بھی حوالے کا فوٹو یا سکین طلب کرسکتا ہے۔

نمبر 3

احادیث کو پیش کرتے وقت حتی الوسع کوشش کی گئی ہے کہ ان تمام مشہور کتب کا حوالہ مع حدیث نمبر لکھ دیا جائے جن کے اندر وہ احادیث موجود ہیں، اور اگر کسی روایت کے الفاظ کسی دوسری کتاب میں مختلف ہیں تو ان کی نشاندہی بھی کردی گئی ہے۔

نمبر 4

قادیانی مربیوں کے ساتھ ہونے والے تحریری وتقریری مباحثوں کے دوران سامنے آنے والے نئے اعتراضات یا شبہات کی طرف اشارہ کرکے ان کا جواب بھی دیا گیا ہے۔

نمبر 5

مرزا غلام احمد قادیانی نے 80 کے قریب چھوٹی بڑی کتابیں اور رسالے لکھے، ان سب کتابوں کو اس کے مرنے کے بعد ایک مجموعے کی صورت میں 23 جلدوں میں شائع کیا گیا اور اس کا نام ”روحانی خزائن“ رکھا گیا، بعض لوگ غلط فہمی سے روحانی خزائن کو مرزا کی کتاب سمجھ لیتے ہیں جبکہ یہ کوئی مستقل کتاب نہیں بلکہ اس کی کتابوں کے مجموعے (Collection) کا نام ہے، ہم نے حوالہ دیتے وقت مرزا کی اصل کتاب کا نام اور ساتھ ”رخ“ کا اشارہ دے کر روحانی خزائن کی طرف اشارہ کیا ہے، روحانی خزائن کا جو ایڈیشن ہمارے سامنے ہے وہ نظارت اشاعت ربوہ (حالیہ چناب نگر) اور ضیاء الاسلام پریس کا مطبوعہ ہے جو سنہ 2008 میں شائع ہوا، نیز مرزا قادیانی کی تحریرات میں کئی جگہ عربی اور اردو گرامر کی غلطیاں ہیں، ہم نے اس کی کتابوں سے حوالہ پیش کرتے وقت بعینہ وہی الفاظ نقل کیے ہیں جو مرزا نے لکھے ہیں۔

نمبر 6

اس کے علاوہ مرزا قادیانی نے اپنی زندگی میں بہت سے اشتہارات شائع کیے، ان اشتہارات کو پہلے ”تبلیغ رسالت“ کے نام سے دس جلدوں میں شائع کیا گیا اور بعد ازاں ”مجموعہ اشتہارات“ کے نام سے تین جلدوں میں شائع کیا گیا، طبع اول میں ہمارے پیش نظر الشرکۃ الاسلامیہ، چناب نگر (سابقہ ربوہ) کا شائع کردہ تین جلدوں والا ایڈیشن تھا، لیکن جماعت قادیانیہ نے حسب عادت اشتہارات کا ایک نیا ایڈیشن صرف دو جلدوں میں بھی شائع کیا ہے لہذا طبع دوم میں ہم نے تمام حوالے اسی جدید ایڈیشن کے مطابق تبدیل کردیے ہیں۔ (واضح رہے کہ قادیانی اپنی کتب کے نئے ایڈیشنوں میں جلدوں اور صفحات کا ردوبدل کرتے رہتے ہیں)۔

نمبر 7

مرزا قادیانی کے مطابق اس کے خدا نے اس پر جو الہامات اور وحی نازل کی اس کا مجموعہ ''تذکرہ'' کے نام سے شائع ہوا، (اسے اگر قادیانیوں کے بقول مرزا قادیانی پر اس کے خدا کی طرف سے نازل ہونے والی کتاب کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا چنانچہ قادیانی اخبار الفضل 15 فروری 1919، صفحہ 8، کالم 3 پر مرزا قادیانی کو ''صاحب کتاب'' نبی لکھا ہے) ہمارے پیش نظر تذکرہ کا چوتھا ایڈیشن ہے جو سنہ 2004 کا شائع شدہ ہے۔

نمبر 8

اسی طرح جماعت مرزائیہ نے مرزا قادیانی کے بیانات اور باتوں کو ایک مجموعے کی شکل میں شائع کیا جس کا نام ''ملفوظات'' رکھا، یہ مجموعہ پہلے دس جلدوں میں شائع ہوا، بعد ازاں اس کا نیا ایڈیشن پانچ جلدوں میں چھاپا گیا ہمارے پیش نظر یہی پانچ جلدوں والا ایڈیشن ہے جو ضیاء الاسلام پریس چناب نگر (سابقہ ربوہ) کا شائع کردہ ہے۔

نمبر 9

مرزا نے مختلف لوگوں کو جو خطوط لکھے انہیں پہلے ''مکتوبات احمدیہ'' کے نام سے سات جلدوں میں شائع کیا گیا جس میں پانچویں جلد کے الگ پانچ حصے تھے، پہلی چھ جلدیں شیخ یعقوب علی عرفانی قادیانی کی مرتب کردہ تھیں اور ساتویں جلد ملک صلاح الدین نامی مرزائی کی مرتب کردہ، بعد ازاں ان خطوط کا نیا ایڈیشن ''مکتوبات احمد'' کے نام سے سنہ 2008 میں صرف دو جلدوں میں شائع ہوا، ہمارے پیش نظر یہی نیا ایڈیشن ہے۔

نمبر 10

اسی طرح مرزا کے بیٹے اور دوسرے مرزائی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی کتب اور تقاریر وغیرہ کو بھی ایک مجموعے کی شکل میں شائع کیا گیا جس کا نام ''انوار العلوم'' رکھا گیا، ہم نے مرزا بشیر الدین محمود کی کتابوں کے حوالے اسی مجموعے انوار العلوم سے دیے ہیں۔

نمبر 11

مرزا قادیانی کے دوسرے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے نے اپنے والد کی سوانح حیات لکھی جس کا نام ''سیرۃ المہدی'' رکھا، اس کا پرانا ایڈیشن تین حصوں میں چھپا تھا، اس کے بعد سنہ 2008 میں نیا ایڈیشن دو جلدوں میں شائع ہوا، اس نئے ایڈیشن کی پہلی جلد میں پرانے ایڈیشن کے تینوں حصے شامل کر دیے گئے اور جلد دوم میں بقول ناشر وہ روایات پہلی بار شائع کی گئیں جو پرانے ایڈیشن میں نہیں تھیں اور جو مرزا بشیر احمد ایم اے اپنی زندگی میں شائع نہ کر سکا تھا، سیرۃ المہدی کے حوالہ جات اسی نئے ایڈیشن سے دیے گئے ہیں۔

نمبر 12

جماعت مرزائیہ کی کتابوں میں چونکہ مرزا قادیانی کو مسیح موعود کے لفظ سے یاد کیا جاتا ہے اور اس کے نام کے ساتھ ''علیہ السلام'' بھی لکھا ملتا ہے، ہم نے مرزائی کتب سے اقتباس پیش کرتے وقت علیہ السلام وغیرہ کے الفاظ نہیں لکھے اور مسیح موعود کے ساتھ بین القوسین ''نقلی اور جعلی'' کے الفاظ کا اضافہ کیا ہے، یہ وضاحت ہم نے اس لئے کر دی تا کہ کوئی یہ نہ کہے کہ ہم نے حوالہ پیش کرتے وقت اپنی طرف سے الفاظ زیادہ کیے ہیں۔

نیز قارئین محسوس فرمائیں گے کہ ہم نے مرزا قادیانی یا جماعت مرزائیہ کے کسی بھی فرد کا ذکر کرتے ہوئے ایسے الفاظ ہرگز استعمال نہیں کیے جو کسی قسم کے ادب یا تعظیم کو ظاہر کریں کیونکہ ہمارے خیال میں اگر ابو جہل وابو لہب یا اسود عنسی، مسیلمہ کذاب اور صالح بن طریف برغواطی وغیرہ کا نام عزت واحترام کے ساتھ نہیں لیا جا سکتا تو خاتم الانبیاء ﷺ کی ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے والے اور آپ ﷺ کی نشست پر کسی جھوٹے کو بٹھانے کی کوشش کرنے والوں کے نام بھی تعظیم وتکریم کے ساتھ نہیں لیے جا سکتے، ہاں ہم نے بھرپور کوشش کی ہے کہ سخت الفاظ سے حتی الامکان پرہیز کیا جائے کیونکہ ہمارا مقصد صرف حق وباطل کے درمیان تفریق کرنا اور ان لوگوں کو قادیانی عقائد سے آگاہ کرنا ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد سے واقف نہیں، ممکن ہے روشن خیالی

کے نعرے سے متاثر کچھ دوستوں کو ہمارا یہ طرزِ عمل پسند نہ آئے لیکن ہمارا یہ ماننا ہے کہ جیسے خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ محبت ایمان کا جزو ہے اسی طرح آپ کے دشمنوں کی تعظیم وتکریم نہ کرنا اور انہیں ادب سے یاد نہ کرنا بھی ایمان کا لازمی حصہ ہے، ہم سے یہ نہیں ہوسکتا کہ:۔

حج بھی کیا کعبہ کا ، گنگا کا اشنان بھی...... راضی رہے رحمان بھی، خوش رہے شیطان بھی

ہمارا حبّ وعداوت اور دوستی ودشمنی کا پیمانہ تو یہ ہے:۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں...... یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح وقلم تیرے ہیں

میں نہ تو کوئی ادیب ہوں اور نہ ہی تصنیف وتالیف کا کوئی تجربہ، اس لئے ممکن ہے میری اردو تحریر میں ادبی نقطہء نظر سے کہیں غلطیاں نظر آئیں جس کے لئے پیشگی معذرت چاہتا ہوں۔

خاکپائے مجاہدین وشہداء ختم نبوت، خادم العلماء

حافظ عبید اللہ

h.ubaid153@gmail.com

11 ذیقعدہ 1435ھ ۔ 7 ستمبر 2014ء

اسلام آباد

☆☆☆☆

تُو غنی از ہر دو عالَم من فقیر
روزِ محشر عذر ہائے من پذیر
ور حسابم را تُو بینی ناگزیر
از نگاہِ مصطفےٰؐ پنہاں بگیر

مقدمہ

اللہ جل شانہ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت ﷺ تک بہت سے انبیاء اور رسول مبعوث فرمائے لیکن ان کی بعثت کسی خاص علاقے، خاص قوم یا ایک خاص مدت کے لئے تھی، جب ان کی بعثت کا وقت ختم ہوتا تو دوسرا نبی یا رسول مبعوث کر دیا جاتا، یہاں تک کہ سب سے آخر میں اپنے اس نبی کو مبعوث فرمایا جو امام الانبیاء ہیں ﷺ، اور انہیں کسی خاص قوم، خاص علاقے یا خاص وقت کے لئے نہیں بلکہ ساری مخلوق اور ہر علاقے کے لئے نبی بنا کر بھیجا، اللہ جل شانہ نے آپ ﷺ کو حکم دیا کہ آپ اعلان فرمادیں کہ ﴿قل یا أیھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا ......﴾ آپ کہہ دیجیے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ (الاعراف:158)، ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وما أرسلناک الا کافة للناس بشیرا ونذیراً﴾ اور اے (محمد ﷺ) ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے۔ (السبأ:28)، خود نبی کریم ﷺ نے دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام پر اپنی فضیلتیں بیان فرماتے ہوئے ایک فضیلت یہ بیان فرمائی کہ ''وأُرسلتُ الی الخلق کافة وخُتم بي النبیون'' مجھے ساری مخلوق کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اور مجھ پر انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

(صحیح مسلم: حدیث نمبر 523، کتاب المساجد ومواضع الصلاة)

پھر اللہ جل شانہ نے جو دین اور شریعت اپنے اس آخری پیغمبر ﷺ کو دیے اس کے بارے میں فرمادیا کہ ﴿الیوم اکملتُ لکم دینکم واتممت علیکم نعمتي ورضیت لکم الاسلام دیناً﴾ آج میں تمہارے لئے تمہارا دین پورا کر چکا اور میں نے تم پر اپنا احسان پورا کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔ (المائدہ:3)، اور پھر اس دین کی حفاظت کی ذمہ داری بھی اللہ جل شانہ نے خود لے لی اور فرمایا ﴿انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون﴾ بے شک ہم نے ہی اس ذکر (یعنی قرآن) کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ

ہیں۔(الحجر:9)۔

قرآن وحدیث میں اس طرح کا مضمون جا بجا ملتا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کو مبعوث کرنے کی نہ کوئی ضرورت ہے اور نہ کسی نئی شریعت یا دین کی، کیونکہ نئے نبی کی ضرورت کے ممکنہ اسباب یہ ہوسکتے ہیں:۔

☆ اللہ کی کتاب اصلاً مفقود ہوجائے، یا اس میں تحریف وتبدیلی کردی جائے۔

☆ جب احکام الٰہیہ میں سے کوئی حکم کسی خاص قوم یا خاص زمانے کے ساتھ مختص ہونے کی وجہ سے قابل تنسیخ ہو یا کوئی نیا حکم آنا ہو۔

☆ شریعت میں ابھی تک تکمیل کی ضرورت باقی ہو۔

☆ الگ الگ قوموں یا الگ الگ ملکوں کے لئے الگ الگ نبی ہوں اور ابھی تک ساری دنیا کے لئے ایک نبی نہ آیا ہو۔

☆ جب تک اللہ کی کتاب کے محفوظ رہنے کا الٰہی وعدہ نہ ہو۔

☆ آخری نبی کا روحانی فیض بند ہوجائے اور اس کے دین میں کامل انسان بنانے کی طاقت نہ رہے۔

لیکن جب اللہ کے فضل وکرم سے اللہ کی آخری کتاب قرآن کریم اپنی اصلی حالت میں موجود ہے جس میں کوئی تحریف یا تبدیلی نہ ہوئی اور نہ ہوسکتی ہے، دین اسلام قیامت تک کے لئے ہے کسی خاص وقت یا خاص قوم کے لئے نہیں، شریعت بھی کامل ہوچکی اس میں کوئی کمی باقی نہیں، وہ نبی آچکا جو ساری دنیا کے لئے مبعوث ہوا، اور اس نبی کا روحانی فیض قائم ودائم ہے اور اس کی امت میں بے شمار روحانی طور پر کامل انسان ہوتے رہے اور ہوتے رہیں گے تو پھر کسی نئے نبی کے مبعوث ہونے کے امکان کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، بالالفاظ دیگر بالفرض (جی ہاں فرض کرتے ہوئے) اگر آپ ﷺ سے پہلے گذرے سارے کے سارے انبیاء بھی دنیا میں واپس آجائیں تو انہیں شریعت محمدیہ کے تابع ہوکر ہی رہنا ہوگا وہ اپنے اس دین یا کتاب کی ترویج وتبلیغ نہیں کرسکیں

گے جوان کے زمانہ بعثت میں انہیں دیے گئے تھے۔

یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر نبی کو مستقل نبوت عطا ہوئی اور قسطوں میں یا تدریجاً نہیں بلکہ یکدم عطا ہوئی، نہ تو "ظلی بروزی امتی نبوت" نام کی کوئی نبوت ہے اور نہ ہی کوئی ایسی نبوت ہے جو درجہ بدرجہ عطا کی گئی ہو کہ مثال کے طور پر پہلے کسی کو صرف ملہم بنایا گیا ہو، پھر مجدد کے درجے پر ترقی دی گئی ہو، اس کے بعد محدّث کا عہدہ دیا گیا ہو، اور اسی طرح ترقی کرتے وہ مکمل نبی بنا ہو، قرآن وحدیث میں ایسی کسی نبوت کا کوئی ذکر نہیں۔

یہاں یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی احادیث متواترہ میں یہ خبر موجود ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے قرب قیامت نازل ہونا ہے، اور یہ بات بھی سب کو معلوم ہے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں تو اگر آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا تو وہ کیسے آئیں گے؟۔

تو یاد رکھیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت بطور نبی صرف بنی اسرائیل کے لئے تھی اور ایک خاص وقت تک تھی، جب حضرت محمد ﷺ کی بعثت ہوگئی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کا زمانہ بھی ختم ہوگیا، اب وہ ہرگز امت محمدیہ کی طرف بطور نبی مبعوث نہ کیے جائیں گے اور نہ وہ اپنی نبوت اور اپنی کتاب انجیل کا پرچار کریں گے، اگرچہ وہ نبی تھے، نبی ہیں اور نبی رہیں گے لیکن اب جب وہ نازل ہوں گے تو ایسے رہیں گے جیسے کہ آپ ﷺ کے ایک امتی، اب رہا یہ سوال کہ انہیں کس مقصد کے لئے نازل کیا جائے گا؟ تو اس کا جواب انہی احادیث میں موجود ہے جن کے اندر آنحضرت ﷺ نے ان کے آسمان سے نازل ہونے کی خبر دی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے یہ چاہا کہ جن یہود نے انہیں قتل کرنے کی کوشش کی اور جن عیسائیوں نے آپ کی اصل تعلیمات کو بھلا کر صلیب پرستی شروع کردی انہیں سبق سکھانے کے لئے انہی عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجے، چنانچہ احادیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد جو بڑے کام مذکور ہیں وہ اس وقت کے یہودیوں کے بادشاہ دجال اکبر کا قتل، صلیب کو توڑنا اور خنزیر کو قتل کرنا ہیں (خنزیر کے قتل اور کسرِ صلیب سے مراد یہ ہے کہ وہ ظاہری طور پر بھی خنزیر کے قتل اور صلیب کے توڑنے کا

حکم صادر فرمائیں گے کیونکہ خنزیر شریعت موسویہ وعیسویہ دونوں میں حرام تھا اور صلیب پرستی بھی ایک شرکیہ عقیدہ ہے، نیز اس سے مراد یہ بھی ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ آپؑ یہودی اور عیسائی غلط عقائد کا رد بھی فرمائیں گے)۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کو جو خاتم الانبیاء کہا جاتا ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوسکتا، کسی کو نبوت نہیں مل سکتی، کسی نئے نام کا اضافہ انبیاء کی فہرست میں نہیں ہوسکتا، انبیاء کی تعداد میں فرق نہیں پڑسکتا، جن نبیوں کی نبوت پر ایمان لانا ضروری ہے ان کی تعداد میں اب آپ ﷺ کے بعد اضافہ نہیں ہوسکتا، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو پہلے کے نبی ہیں نہ یہ کہ آپ کو اب نبوت ملے گی، اس کی تفصیل آگے بیان ہوگی۔

لیکن قرآن وحدیث کی ان واضح نصوص کے ہوتے ہوئے ایک گروہ ایسا پیدا ہوا جس نے یہ کہا کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی نہیں ہیں بلکہ آپ ﷺ کے بعد بھی ایک نبی پیدا ہونا تھا اور وہ نبی مرزا غلام احمد ہے اور اس کی نبوت پر ایمان نہ لانے والے مسلمان نہیں، اس گروہ کا نام ہے مرزائی یا قادیانی جو اپنے آپ کو ''احمدی'' اور تمام مسلمانوں کو ''غیر احمدی'' کہتے ہیں، یہ منطق بھی آج تک ہماری سمجھ میں نہیں آئی، اگر تو احمدی نسبت ہے حضرت محمد واحمد ﷺ کی طرف (آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں ہی محمد ہوں اور میں ہی احمد ہوں۔ الحدیث) تو پھر جماعت مرزائیہ کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ مسلمانوں کو غیر احمدی کہیں کیونکہ تمام مسلمان آنحضرت ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں، اور اگر احمدی نسبت ہے مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف تو یہ نسبت غلط ہے کیونکہ اس کا نام احمد نہیں بلکہ غلام احمد قادیانی تھا، تو اگر اس کے نام کی طرف ہی نسبت کرنی ہے تو صحیح لفظ ہوگا غلام احمدی، یا غلمدی، یا مرزائی یا قادیانی، ہمارے کئی سادہ لوح مسلمان بھی مرزائیوں کو احمدی کہہ دیتے ہیں انہیں احتیاط کرنی چاہیے کیونکہ اس طرح وہ انجانے میں یہ تسلیم کررہے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اصل میں احمد ہے اور اس ''احمد'' نامی نبی سے وہی مراد ہے جس کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی جو کہ مرزائی عقیدہ ہے جو آگے باحوالہ بیان ہوگا۔

بہت سے وہ مسلمان دوست جو قادیانیت کے بارے میں سطحی سا علم رکھتے ہیں اور ان کی معلومات صرف اس حد تک ہیں کہ قادیانی یا مرزائی ایک گروہ ہے جسے سنہ **1974** میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے صرف اس لئے غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا کیونکہ وہ حضرت محمد ﷺ کو خاتم النبیین نہیں سمجھتے اور ختم نبوت کو نہیں مانتے، اس کے علاوہ ان مسلمان دوستوں کو مرزائی مذہب کے حدود اربعہ یا عقائد ونظریات سے کوئی تعارف نہیں اور نہ یہ سب جاننے کی انہوں نے ضرورت محسوس کی، ایسے دوست جب کسی قادیانی سے ملتے ہیں یا اس جدید ٹیکنالوجی کے دور میں سوشل میڈیا پر یا انٹرنیٹ پر کوئی قادیانی صفحہ یا ویب سائٹ دیکھتے ہیں تو وہاں جلی حروف کے ساتھ یہ لکھا ہوا پاتے ہیں کہ ''ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین وخیر المرسلین ہیں'' اور ساتھ ہی انہیں کلمہ اسلام ''**لا اله الا الله محمد رسول الله**'' بھی لکھا نظر آتا ہے تو ایسے دوست اکثر تذبذب کا شکار ہوجاتے ہیں اور سوچنے لگتے ہیں کہ یہ تو لکھ رہے ہیں کہ ہم حضرت محمد ﷺ کو خاتم النبیین سمجھتے ہیں جبکہ کہا یہ جاتا ہے کہ مرزائی ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے تو کیا صحیح ہے اور کیا غلط؟، اسی طرح ان کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ ہم اسی کلمہ پر ایمان رکھتے ہیں جو دوسرے مسلمانوں کا ہے تو پھر انہیں غیر مسلم کیوں کہا جاتا ہے؟ کئی بار ہم سے بھی مختلف موقعوں پر یہی سوال کیا گیا اس لئے اس بات کی اشد ضرورت محسوس کی گئی کہ اس موضوع پر لکھا جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں کو سنہ **1974** میں غیر مسلم قرار نہیں دیا گیا بلکہ ان کے ملت اسلامیہ سے خارج ہونے اور غیر مسلم ہونے کا فتویٰ تو اسی وقت جاری ہوگیا تھا جب مرزا قادیانی گمنامی کے پردے سے باہر نکلا اور اس نے اپنے کفریہ عقائد کا برملا اظہار شروع کیا تھا یہ غالباً سنہ **1301** ہجری کی بات ہے جب علماء لدھیانہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا فتوی جاری کیا تھا اس وقت تک ابھی مرزا قادیانی کی صرف ایک کتاب ''براہین احمدیہ'' ہی منظر عام پر آئی تھی، اس وقت سے مسلسل امت اسلامیہ کا

مرزا قادیانی کے کفر پر اتفاق چلا آرہا ہے، 1974 میں تو صرف اس بات کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں شامل کیا گیا تھا۔

یوں تو قادیانیت کا ملت اسلامیہ کے ساتھ تقریباً ہر چیز میں اختلاف ہے، چنانچہ قادیانی مذہب کے موجد مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے کہ ''ہم تو دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (یعنی نقلی مسیح مرزا غلام احمد قادیانی۔ناقل) نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریم ﷺ نے عیسائیوں کے ساتھ کیا، غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں، ان کو لڑکیاں دینا حرام کیا گیا، ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا، اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ ملکر کر سکتے ہیں، دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں، ایک دینی دوسرے دنیوی، دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلق کا بھاری ذریعہ رشتہ وناطہ ہے سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیے گئے'' (کلمۃ الفصل، مرزا بشیر احمد ایم اے کا مضمون جو مرزائی رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ مارچ اپریل 1915 میں شائع ہوا)، پھر خلاصہ نکالتے ہوئے اگلے صفحے پر یوں لکھا ''غرض ہر ایک طریقے سے ہم کو حضرت مسیح موعود (نقلی اور جعلی۔ناقل) نے غیروں سے الگ کیا ہے اور ایسا کوئی تعلق نہیں جو اسلام نے مسلمانوں کے ساتھ خاص کیا ہو اور پھر ہم کو اس سے نہ روکا گیا ہو'' (کلمۃ الفصل، صفحہ 170، واضح ہو کہ یہ مضمون ''کلمۃ الفصل'' آج بھی جماعت قادیانیہ کی ویب سائٹ پر مرزا بشیر احمد ایم اے کی تصنیفات میں موجود ہے)۔

لیکن جماعت قادیانیہ جن دو تین چیزوں پر مسلمانوں کے ساتھ بحث مباحثے کرتی نظر آتی ہے ان میں عقیدہ ختم نبوت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول جیسے امت اسلامیہ کے اجماعی عقائد ہیں، ختم نبوت کے حوالے سے جماعت قادیانیہ کا امت اسلامیہ کے ساتھ اصل اختلاف تین باتوں میں ہے، اول یہ کہ خاتم النبیین یعنی وہ نبی جس کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملے گی کون ہے؟ امت اسلامیہ کا موقف ہے کہ وہ خاتم النبیین حضرت محمد بن عبداللہ ﷺ ہیں جبکہ

مرزائی جماعت کا خاتم النبیین ''مرزا غلام احمد قادیانی'' ہے، آسان لفظوں میں مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں، اللہ نے آپ پر نبوت کا سلسلہ ختم فرمادیا، آپ کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملے گی جس جس کو نبوت ملنی تھی مل چکی اب آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نام انبیاء کی فہرست میں داخل نہیں ہوگا اس طرح آنحضرت ﷺ خاتم النبیین والمرسلین ہیں، جبکہ مرزائی مذہب کہتا ہے کہ آپ ﷺ پر نبوت کا سلسلہ ختم نہیں ہوا تھا بلکہ ایک اور نبی پیدا ہونا تھا جو کہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے، وہی آخری نبی ہے اور وہی خاتم النبیین ہے، آنحضرت ﷺ کے بعد تیرہ سو سال تک کوئی اس قابل نہ ہوا کہ اسے نبوت ملتی اور نہ مرزا غلام احمد کے بعد کسی کو ملے گی اس طرح اللہ کا آخری نبی مرزا غلام احمد قادیانی ہے (نقل کفر، کفر نہ باشد)، مرزا کا آخری نبی ہونے کا دعویٰ باحوالہ آگے پیش کیا جائے گا۔

امت اسلامیہ اور مرزائیت کا دوسرا اختلاف اس بات پر ہے کہ ملت اسلامیہ کا موقف تو یہ ہے کہ آپ ﷺ کی صرف ایک بعثت ہوئی اور آپ کو ساری مخلوق کے لئے اور قیامت تک کے لئے مبعوث کیا گیا، نہ آپ کی کوئی دوسری بعثت ہونی ہے اور نہ ہی کسی اور کی شکل میں آپ ﷺ کو دوبارہ بھیجا جانا ہے۔ جبکہ مرزائی مذہب یہ کہتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں حضرت محمد ﷺ کا دوبارہ ظہور ہوا اور مرزا غلام احمد (نعوذ باللہ) آنحضرت ﷺ کا ہی وجود ہے اور ان دونوں میں کوئی فرق نہیں، یعنی ان کے نزدیک جب ''محمد رسول اللہ'' بولا جاتا ہے تو اس میں مرزا غلام احمد بھی داخل ہو جاتا ہے کیونکہ وہ آنحضرت ﷺ کے وجود کا ہی مظہر ہے۔ (اس قادیانی عقیدے کی تفصیل بھی آگے بیان کی جائے گی)۔

مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے تیسرا اختلاف یہ ہے کہ اہل اسلام کے نزدیک قرآن وحدیث کے مطابق اللہ تعالی کا ہر نبی مستقل اور حقیقی نبی تھا، چاہے اسے نئی شریعت یا کتاب دے کر بھیجا گیا یا وہ اپنے سے پہلے نبی کی شریعت پر عمل پیرا ہوا، جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کی ایک نئی قسم ایجاد کی جس کا نام ''ظلی بروزی غیر مستقل ناقص

امتی نبوت‘‘ رکھا، یہ نبوت کیوں ایجاد کی گئی؟ اس کی وجہ بھی آگے بیان کی جائے گی۔

خلاصہ کلام یہ کہ اہل اسلام اور مرزائی جماعت کا ختم نبوت کے حوالے سے اصل اور بنیادی اختلاف اس پر نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت جاری ہے یا نہیں یا آپ ﷺ کے بعد انبیاء کا سلسلہ کھلا ہے یا نہیں، بلکہ اصل اختلاف اس پر ہے کہ آخری نبی یا خاتم النبیین کون ہے؟ حضرت محمد ﷺ یا مرزا غلام احمد قادیانی؟ اور کیا آنحضرت ﷺ مرزا غلام احمد کی صورت میں دوبارہ ظاہر ہوئے؟ کیونکہ مرزائی عقیدے کی مطابق بھی مرزا غلام احمد کے بعد اب ظلی بروزی نبوت بھی بند ہے، وہ ان کے نزدیک آخری نبی تھا (یہ بات مرزائی کتب سے باحوالہ بیان کی جائے گی)۔

اس کے علاوہ قرآن کریم اور احادیث متواترہ کی بنیاد پر امت اسلامیہ کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو اللہ نے زندہ آسمان پر اٹھا لیا اور قربِ قیامت وہ آسمان سے نازل ہوں گے، احادیث نبویہ میں آپ کا نزول قیامت کی بڑی علامات میں سے ایک علامت کے طور پر بیان کیا گیا ہے، اس کے برعکس مرزا قادیانی نے یہ دعویٰ کیا کہ جن عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے آنے کی خبر احادیث میں دی گئی ہے اس سے مراد میں ہوں اور اصلی والے عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور ان کی قبر سری نگر (کشمیر) میں ہے۔

اب آیئے اس اجمال کی تفصیل کی طرف آتے ہیں، یہ کتاب ایک مقدمہ، تین ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے، ہم باب اول میں ختم نبوت اور خاتم النبیین کا مفہوم کتبِ لغت، قرآن وحدیث اور مفسرین امت سے پیش کریں گے، اس کے بعد خود مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریرات سے بھی ثابت کیا جائے گا کہ وہ بھی ختم نبوت کا مفہوم وہی تسلیم کرتا تھا اور یہی وجہ ہے کہ اسے ظلی بروزی نبوت ایجاد کرنے کی ضرورت پیش آئی، نیز یہ بھی بیان ہوگا کہ بعد میں اُس نے لفظ ’’خاتم النبیین‘‘ کا کیا عجیب وغریب ایجاد کیا اور کس طرح اپنے دعوائے نبوت میں زندگی بھر قلابازیاں کھاتا رہا، اسی باب میں مختصر طور پر اُن قادیانی دلائل کا جائزہ بھی لیا جائے گا جو وہ اپنے خیال میں یہ

ثابت کرنے کے لئے پیش کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے، اور باب دوم میں مختصر طور پر عقیدہ رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں امت اسلامیہ اور قادیانی عقیدہ میں فرق اور چند اہم باتیں بیان کی جائیں گی نیز جماعت مرزائیہ کی طرف سے عوام الناس میں پیش کیے جانے والے شکوک وشبہات پر بھی روشنی ڈالی جائے گی، باب سوم میں ہم مرزا غلام احمد قادیانی کی سیرت وکردار، دعووں، پیش گوئیوں، الہامات، اور کذبات وتحریفات وغیرہ کا قادیانی تحریرات کے آئینے میں جائزہ لیں گے، اور خاتمہ میں یہ بیان ہوگا کہ مسلمانوں کے بارے میں قادیانی کیا عقیدہ رکھتے ہیں نیز ان کی موجودہ حالتِ زار پر ایک نظر ڈالیں گے۔

وما توفيقي الا بالله العلي العظيم

☆☆☆☆

باب اول

ختم نبوت اور خاتم النبیین کا مفہوم

اور

قادیانی تحریفات وتلبیسات

ختم نبوت اور خاتم النبیین کا قرآنی مفہوم

لفظ ﴿ختم﴾ کا مادہ قرآن کریم میں جہاں بھی استعمال ہوا ہے ہر جگہ اس کا سیاق وسباق دیکھ لیں وہ اسی مفہوم کے لئے استعمال ہوا ہے کہ کسی چیز کا ایسے طور پر بند کرنا کہ باہر سے کوئی چیز اس کے اندر نہ جاسکے اور کوئی چیز اندر سے باہر نہ نکالی جاسکے یا آخری کے معنی میں آیا ہے مثال کے طور پر ﴿ختم اللہ علی قلوبھم﴾ مہر کردی اللہ نے ان کے دلوں پر (البقرۃ:7)، اور جس دل پر مہر لگادی جائے جب تک اس پر مہر لگی رہے گی اس دل میں ہدایت داخل نہیں ہوسکتی، یا ﴿یُسقون من رحیق مختوم﴾ انہیں (یعنی جنتیوں کو) ایسی خالص شراب پلائی جائے گی جس پر مہر لگی ہوگی۔ (المطففین:25) اس سے اگلی آیت ہے ﴿وختامہ مسک﴾ اور اس کی مہر بھی مشک ہی ہوگی۔ (المطففین:26) یعنی جب جنتی وہ شراب نوش کریں گے تو اس کا آخری اثر یہ ہوگا کہ ان کے منہ سے مشک کی خوشبو آئے گی۔

یاد رہے کہ ﴿ختم﴾ کا ترجمہ جو ''مہر لگانا'' ہے یہ وہ مہر ہے جسے اردو میں ''سر بمہر کرنا'' یا ''سیل کرنا'' اور انگریزی میں ''Seal'' کہا جاتا ہے، اور جب کسی عمارت وغیرہ کو سر بمہر کردیا جائے یا سیل کردیا جائے تو آپ نے دیکھا ہوگا کہ اس کے تالے پر ایک خاص قسم کی مہر لگادی جاتی ہے اور اس مہر کو توڑے بغیر نہ کوئی اندر جاسکتا ہے اور نہ کوئی باہر نکل سکتا ہے، اگر اس کا معنیٰ وہ مہر بھی کردیا جائے جسے انگریزی میں ''Stamp'' کہا جاتا ہے تو بھی یہ آخری کے معنی میں ہی ہوگا کیونکہ کسی بھی دستاویز پر مہر سب سے آخر میں لگائی جاتی ہے ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ مہر پہلے لگادی جائے اور دستاویز بعد میں لکھی جائے، اور جب مہر لگ جائے تو پھر اس دستاویز میں کسی قسم کی کمی بیشی نہیں کی جاسکتی۔

اب آتے ہیں سورۃ الاحزاب کی آیت 40 کی طرف جسے آیت خاتم النبیین بھی

کہا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیء علیما﴾ محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں میں سے سب سے آخری نبی ہیں اور اللہ ہر بات کو خوب جاننے والا ہے۔ اس آیت کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو چونکہ آنحضرت ﷺ نے اپنا بیٹا قرار دیا تھا اس لئے لوگ ان کو زید بن محمد کہہ کر پکارتے تھے، پچھلی آیتوں میں جب یہ حکم جاری ہوا کہ منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹا قرار نہیں دیا جاسکتا تو حضرت زید کو ''زید بن محمد'' کہنے کی بھی ممانعت ہوگئی، چنانچہ اس آیت کریمہ میں یہ فرمایا گیا ہے کہ آپ کسی مرد کے نسبی باپ نہیں (کیونکہ آپ کی زندہ رہنے والی اولاد صرف بیٹیاں تھیں) لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہونے کی وجہ سے پوری امت کے روحانی باپ ہیں، اور چونکہ آخری نبی ہیں اور قیامت تک اب اور کسی کو نبوت ملنے والی نہیں ہے اس لئے جاہلیت کی رسموں کو ختم کرنے کی ذمہ داری آپ پر ہی عائد ہوتی ہے۔

اس آیت کریمہ میں لفظ ﴿خاتم النبیین﴾ نص صریح ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی بعثت کے ساتھ ہی سلسلہ انبیاء کا خاتمہ ہوگیا، آپ کی بعثت چونکہ تمام اقوام اور تمام علاقوں اور قیامت تک کے لئے ہے اس لئے اب کسی اور کو نبوت نہ ملے گی اور نہ کوئی نیا نبی پیدا ہوگا۔ آیئے مختصر طور پر دیکھتے ہیں کہ اس لفظ ﴿خاتم النبیین﴾ کا مفہوم صحابہ وتابعین، ائمہ لغت اور مفسرین و اکابرین امت نے کیا بیان فرمایا ہے۔

(اگرچہ عقیدہ ختم نبوت قرآن کریم کی 100 کے قریب آیات سے ثابت ہوتا ہے لیکن ہم یہاں صرف آیت خاتم النبیین کی تفسیر تک ہی محدود رہیں گے)۔

☆☆☆☆

خاتم النبیین کا مفہوم ائمہ لغت سے

صاحب لسان العرب علامہ ابن منظورؒ نے لکھا ہے:۔

''وختام القوم وخاتِمهم وخاتَمهم آخرهم'' ختام القوم اور خاتِم (تاء کے نیچے زیر کے ساتھ) اور خاتَم (تاء پر زبر کے ساتھ) ان سب کا معنی ہے قوم کا آخری آدمی۔ اور آگے لکھا ''وفي التنزيل العزيز ماكان محمد أبا أحد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين . اي آخرهم'' اور قرآن کریم میں جو خاتم النبیین کے الفاظ آئے ہیں ان کا مطلب ہے آخری نبی۔

(لسان العرب، جلد12، صفحہ 164 مادہ ختم، دار صادر بیروت، لبنان)

یاد رہے کہ مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے کے بیان کے مطابق لسان العرب مرزا قادیانی کی پسندیدہ لغات میں سے تھی اور وہ اس کی بہت تعریف کیا کرتا تھا (سیرت المہدی، جلد اول، حصہ سوم، صفحہ 782 روایت نمبر 897 نیا ایڈیشن)۔

سید مرتضی حسن الزبیدیؒ اپنی شہرہ آفاق کتاب (تاج العروس) میں لکھتے ہیں:۔

''وقال الزجاج : معنى خَتَمَ وطَبَعَ واحد في اللغة ، وهو التغطية على الشيء والاستيثاق من أن لا يدخله شيء '' زجاج (مشہور نحوی) نے کہا ہے کہ ختم اور طبع دونوں کا ایک ہی مفہوم ہے، یعنی کسی چیز کو ایسے ڈھانپ دینا اور پکا بند کر دینا کہ اس میں کوئی چیز داخل نہ ہو سکے۔

(تاج العروس من جواهر القاموس، جلد32 صفحہ 41 مادہ ختم، طبع کویت)

اور پھر لفظ ''خاتم'' کا مفہوم بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

''والخاتَم من كل شيء عاقبته وآخرته خاتمته، والخاتَم آخر القوم كالخاتِم ومنه قوله تعالى وخاتَم النبيين أى آخرهم'' کسی چیز کا خاتَم اس کا خاتمہ اور آخر ہوتا ہے، اور خاتَم قوم کے آخری فرد کو کہا جاتا ہے (اس کا وہی معنی ہے) جو خاتم (حرف ت

کے نیچے زیر) کا ہے اور اسی سے اللہ تعالی کا یہ قول ہے خاتم النبیین یعنی آخری نبی۔

(تاج العروس من جواهر القاموس، جلد32 صفحہ 45 مادہ ختم، طبع کویت)

علامہ اسماعیل بن حماد الجوہریؒ نے الصحاح میں لکھا ہے:۔

''والخاتَم والخاتِم بكسر التاء وفتحها والختام والخاتام كله بمعنىً'' خاتَم اور خاتِم (تاء کے زبر کے ساتھ ہو زیر کے ساتھ) اور ختام اور خاتام ان سب کا ایک ہی معنی ہے۔ آگے لکھتے ہیں ''وخاتمة الشيء آخره ومحمد ﷺ خاتم الانبياء عليهم الصلاة والسلام'' اور کسی چیز کا خاتمہ اس کے آخر کو کہتے ہیں (اسی سے ہے) کہ محمد ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام کے خاتم یعنی آخری ہیں۔

(الصحاح تاج اللغة وصحاح العربية، جلد1 مادہ ختم، طبع دار العلم للملايين، بیروت)

علامہ ابو البقاء ایوب بن موسی الکفویؒ اپنی کتاب الکلیات میں لکھتے ہیں:۔

''وتسمية نبينا خاتم الانبياء لأن الخاتم آخر القوم قال الله تعالى ماكان محمد أبا أحد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين'' اور ہمارے نبی ﷺ کا نام خاتم النبیین اس لئے رکھا گیا کیونکہ خاتم قوم کے آخری فرد کو کہتے ہیں (اور آپ انبیاء کے آخری ہیں)۔

(کلیات ابی البقاء، صفحہ 431، مؤسسۃ الرسالۃ)

شیخ محمد طاہر پٹنیؒ مجمع بحار الانوار میں لکھتے ہیں:۔

''والخاتَم والخاتِم من أسماء ه صلى الله عليه وسلم بالفتح اسم آخرهم وبالكسر اسم فاعل'' خاتم (تاء کے زبر کے ساتھ ہو یا زیر کے ساتھ) نبی کریم ﷺ کے ناموں میں سے ایک نام ہے، اگر تاء پر زبر کے ساتھ ہو تو یہ اسم ہے جس کا معنی ہے آخری نبی، اور اگر تاء کے نیچے زیر پڑھیں تو پھر اسم فاعل ہوگا (یعنی ختم کرنے والا)۔

(مجمع بحار الانوار، جلد1 صفحہ 330 طبع نولکشور)

امام راغب اصفہانیؒ لکھتے ہیں:۔

''وخاتم النبيين لأنه ختم النبوة أى تممها بمجيئه'' آپ ﷺ کو خاتم النبیین اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ نے نبوت کو ختم کر دیا یعنی آپ کی تشریف آوری سے نبوت مکمل ہوگئی۔

(المفردات فی غریب القرآن، صفحہ 143، طبع دار المعرفۃ، بیروت، لبنان)

مشہور امام نحو ابواسحاق ابراہیم بن سریؒ جو کہ ''زجاج'' کے نام سے جانے جاتے ہیں، لکھتے ہیں:۔

''وقُرئت وخاتِم النبيين وخاتَم النبيين فمن كسر التاء فمعناه خَتَم النبيين ، ومن قرأ وخاتَم النبيين بفتح التاء فمعناه آخر النبيين لا نبي بعده'' خاتم النبیین کو دو طرح سے پڑھا گیا ہے، خاتِم (تاء کے نیچے زیر کے ساتھ) اور خاتَم (تاء پر زبر کے ساتھ) جس نے تاء کے نیچے زیر پڑھی ہے اس کا معنی ہے کہ آپ ﷺ نے انبیاء کا خاتمہ کر دیا ،اور جس نے تاء پر زبر پڑھی ہے یعنی خاتَم النبيين تو اس کا معنی ہے آخری نبی جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔

(معاني القرآن واعرابه للزجاج، جلد 4 صفحہ 230، طبع عالم الکتب، بیروت)

☆☆☆☆

خاتم النبیین کا مفہوم مفسرین امت سے

آیئے اب ہم چند مشہور تفاسیر سے سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر 40 (آیت خاتم النبیین) کا مفہوم بیان کرتے ہیں۔

(1) تفسیر الطبری

امام محمد بن جریر طبری رحمة الله عليه (224ھ-310ھ) اپنی تفسیر جامع البیان عن تأويل آى القرآن ۔المعروف بتفسیر طبری میں لکھتے ہیں:۔

''ولكنه رسول الله وخاتم النبيين الذى ختم النبوة فطبع عليها فلا تُفتح لأحد بعده الى يوم القيامة'' خاتم النبیین کا مطلب ہے کہ آپ ﷺ نے نبوت کا خاتمہ کر دیا اور اسے سر بمہر کر دیا پس اب آپ کے بعد قیامت تک کسی کے لئے نہیں کھولی جائے گی (تفسیر طبری، جلد 19 صفحہ 121) پھر آگے مشہور تابعی حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں ''عن قتادة ...... وخاتم النبيين أي آخرهم'' حضرت قتادہ نے فرمایا کہ خاتم النبیین کا مطلب ہے آخری نبی۔

(تفسیر طبری، جلد 19 صفحہ 122، طبع دار ہجر، قاہرہ)

اور اسی صفحے پر آگے مزید وضاحت کرتے ہیں ''وخاتَم النبيين بفتح التاء بمعنى انه آخر النبيين'' اور تاء پر زبر کے ساتھ خاتَم النبیین کا معنی ہے آخری نبی۔

یہاں یہ بات بیان کرنا ضروری ہے کہ ابن جریر طبری کو مرزا غلام احمد قادیانی نے ''رئیس المفسرین'' اور ''نہایت معتبر اور ائمہ حدیث میں سے'' لکھا ہے۔ (دیکھیں آئینہ کمالات اسلام، رخ 5 صفحہ 168 اور چشمہ معرفت، رخ 23 صفحہ 261 حاشیہ)۔

(2) تفسیر ابن کثیر

حافظ ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ الله (700ھ- 774ھ) اپنی تفسیر میں اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:۔

''فھٰذہ الآیة نص فی أنه لا نبي بعده واذا کان لا نبي بعده فلا رسول بعده بطریق الاولی والاحری لأن مقام الرسالة أخص من مقام النبوة فان کل رسول نبي ولا ینعکس وبذلک وردت الأخبار المتواترة عن رسول الله ﷺ من حدیث جماعة من الصحابة'' یہ آیت اس بات پر نص ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں بنے گا اور جب کوئی نبی نہیں بن سکتا تو رسول تو کسی صورت نہیں ہو سکتا کیونکہ مقام رسالت تو مقام نبوت سے خاص ہے پس ہر رسول تو نبی ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں، اور اسی بارے میں اللہ کے رسول ﷺ سے متواتر احادیث وارد ہوئی ہیں جو صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کی ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر، جلد 6 صفحہ 428 طبع دار طیبة، الریاض)

اس کے بعد حافظ ابن کثیر نے بہت سی احادیث ذکر کی ہیں جن کے اندر ختم نبوت کا مضمون بیان ہوا ہے (جن میں سے چند اہم احادیث ہم آگے ذکر کریں گے) اور پھر حافظ ابن کثیر نے وہ دوٹوک فیصلہ لکھا ہے جو سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہے، لکھتے ہیں:۔

''وقد أخبر تعالی فی کتابه ورسوله فی السنة المتواترة عنه أنه لا نبي بعده لیعلموا ان کل من ادعی هذا المقام بعده فهو کاذب أفّاک دجّال ضالّ مضل ولو تخرق وشعبذ وأتیٰ بانواع السحر والطلاسم والنیرجیات فکلها محال وضلال عند أُولي الالباب ......'' اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے متواتر احادیث میں صاف طور پر بتلا دیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، تا کہ لوگوں پر عیاں ہو جائے کہ آپ ﷺ کے بعد نبوت و رسالت کا دعویٰ کرنے والا شخص جھوٹا، افتراء پرداز، دجال، دھوکے باز، گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے اگر چہ وہ شعبدہ بازی، جادو اور طلسمات کے ذریعے بڑے بڑے حیران کن کرتب اور کمالات اور نیرنگیاں دکھائے لیکن اصحاب عقول جانتے ہیں کہ یہ سب کچھ دجل، فریب اور گمراہی ہے۔

(تفسیر ابن کثیر، جلد 6 صفحہ 430، 431)

(3) تفسیر البغوی

امام ابو محمد الحسین بن مسعود البغوی الشافعیؒ (وفات 516ھ) لکھتے ہیں:۔

''ولکن رسول الله وخاتم النبیین ، ختم الله به النبوة ، وقرأ ابن عامر وعاصم خاتَم بفتح التاء علی الاسم أي آخرهم ، وقرأ الآخرون بکسر التاء علی الفاعل لأنه ختم به النبیین فهو خاتمهم'' خاتم النبیین کا مطلب ہے کہ اللہ نے ان کے ساتھ نبوت ختم کر دی، ابن عامر اور (قاری) عاصم نے اسے خاتَم یعنی تاء پر زبر کے ساتھ پڑھا ہے اس صورت میں یہ اسم ہوگا اور اس کا معنی ہوگا آخری نبی، اور دوسرے قراء نے خاتِم یعنی تاء کے نیچے زیر کے ساتھ پڑھا ہے اس صورت میں یہ اسم فاعل ہوگا کہ آپ نے انبیاء کا خاتمہ کر دیا اس طرح آپ ان کے ختم کرنے والے ہوئے۔

(معالم التنزیل المعروف بتفسیر بغوی، صفحہ 1044 طبع دار ابن حزم بیروت)

(4) تفسیر البیضاوی

امام ناصر الدین عبداللہ بن عمر البیضاویؒ (وفات 685ھ) لکھتے ہیں:۔

''وخاتم النبیین . وآخرهم الذی ختمهم أو خُتموا به علی قراءة عاصم بالفتح'' خاتم النبیین یعنی آخری نبی جنہوں نے آ کر انبیاء کے سلسلے کا خاتمہ کر دیا، یا اگر (قاری) عاصم کی قراءت پر خاتَم (تاء پر زبر کے ساتھ) پڑھیں تو بھی اس کا معنی ہوگا کہ سلسلہ انبیاء کو آپ ﷺ کے ساتھ سربمہر کر دیا گیا۔

(انوار التنزیل وأسرار التأویل، المعروف بتفسیر بیضاوی، جلد 4 صفحہ 233 طبع بیروت)

(5) تفسیر النسفی

امام ابو البرکات عبداللہ بن احمد النسفیؒ (وفات 701ھ) رقم طراز

ہیں:۔

’’وخاتَم النبيين بفتح التاء، عاصم، بمعنى الطابع أي آخرهم، يعني لايُنبّأ أحد بعده وعيسىٰ ممن نُبأ قبله وحين ينزل ينزل عاملاً على شريعة محمد ﷺ كأنه بعض أُمّته، وغيره بكسر التاء بمعنى الطابِع وفاعل الختم‘‘ خاتَم النبیین، تاء کے زبر کے ساتھ جیسا کہ (قاری) عاصم کی قراءت ہے یہ طابَع کے معنی میں ہے یعنی آخری نبی، اس کا مطلب ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہ دی جائے گی، اور عیسیٰ علیہ السلام کو تو پہلے ہی نبوت مل چکی ہے اور جب وہ نازل ہوں گے تو حضرت محمد ﷺ کی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے گویا کہ آپ امت محمدیہ کے ایک فرد ہوں گے، اور قاری عاصم کے علاوہ باقی قراء نے اسے (خاتِم) تاء کے نیچے زیر کے ساتھ پڑھا ہے جو کہ ختم کا فاعل ہے (یعنی ختم کرنے والا)۔

(مدارک التنزیل وحقائق التأویل، المعروف بتفسیر نسفی، جلد 4 صفحہ 932، السعودیہ)

(6) تفسیر الدر المنثور

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (وفات 911ھ) لکھتے ہیں:۔

’’وأخرج عبدالرزاق وعبد بن حميد وابن المنذر وابن ابى حاتم عن قتادة رضي الله عنه فى قوله ولكن رسول الله وخاتم النبيين أي آخر نبى، وأخرج عبد بن حميد عن الحسن فى قوله وخاتم النبيين قال: ختم الله النبيين بمحمد ﷺ عليه وسلم وكان آخر من بُعث‘‘ حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا خاتم النبیین کا مطلب ہے آخری نبی، اسی طرح حضرت حسن سے روایت ہے کہ آپ نے خاتم النبیین کی تفسیر میں فرمایا: اللہ نے محمد ﷺ کے ساتھ انبیاء کا خاتمہ فرمادیا اور آپ ﷺ سب سے آخر میں مبعوث کیے گئے۔

(تفسیر الدر المنثور، جلد 12 صفحہ 62 طبع، القاہرۃ)

(7) تفسیر البحر المحیط

امام ابوحیان محمد بن یوسف الاندلسیؒ (وفات 745ھ) لکھتے ہیں:۔

’’وقرأ الجمهور خاتِم بكسر التاء بمعنى أنه ختمهم أي جاء آخرهم‘‘ خاتم النبیین میں جمہور نے خاتم یعنی تاء کے نیچے زیر کے ساتھ پڑھا ہے جس کا معنی ہے کہ آپ ﷺ نے انبیاء کا خاتمہ کردیا اور آپ سب سے آخر میں تشریف لائے...... آگے لکھا ’’ورُوِيَ عنه عليه السلام الفاظ تقتضي نصاً أنه لا نبي بعده والمعنى أنه لا يُتنبأ أحد بعده ولا يرد نزول عيسىٰ عليه السلام آخر الزمان لأنه ممن نُبأ قبله‘‘ اور نبی کریم ﷺ سے ایسے الفاظ مروی ہیں جو اس بات پر نص ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں جس کا مطلب ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو بھی نبوت نہ دی جائے گی، یہاں آخری زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے سے اعتراض نہیں ہوسکتا کیونکہ آپ کو تو پہلے سے نبوت مل چکی ہے۔

(تفسیر البحر المحیط، جلد 7 صفحہ 228، طبع دارالکتب العلمیہ، بیروت)

پھر آگے لکھا ’’وقرأ الحسنُ والشعبيُ وزيدُ بن علي والأعرج بخلاف وعاصم بفتح التاء بمعنى أنهم خُتموا به فهو كالخاتم والطابع لهم‘‘ اور حسن، شعبی، زید بن علی، اعرج اور عاصم نے خاتَم تاء پر زبر کے ساتھ پڑھا ہے اس کا یہ معنی ہوگا کہ انبیاء کا آپ ﷺ پر خاتمہ کردیا گیا پس آپ ﷺ ان کے لئے مُہر کی مانند ہیں۔ (حوالہ سابقہ)، آگے امام ابوحیان نے بڑی اہم بات بھی لکھی ہے ’’ومن ذهب الى أن النبوة مكتسبة لا تنقطع أو الى أن الولي أفضل من النبي فهو زنديق يجب قتله فقد ادعى النبوة ناس فقتلهم المسلمون على ذلك‘‘ جو یہ کہتا ہے کہ نبوت اپنی محنت سے مل سکتی ہے اور بند نہیں ہوئی (بلکہ جاری ہے) یا یہ کہتا ہے کہ ولی نبی سے افضل ہوتا ہے تو ایسا آدمی زندیق ہے اسے قتل کرنا واجب ہے، بہت سے لوگوں نے پہلے بھی نبوت کے دعوے کیے تو مسلمانوں نے اس کی وجہ سے انہیں قتل کردیا۔ (البحر المحیط، جلد 7 صفحہ 229)

(8) تفسیر ابی السعود

امام محمد بن محمد ابوالسعود العمادیؒ (وفات982ھ) لکھتے ہیں:۔

”وخاتم النبيين أي كان آخرهم الذى خُتموا به ...... ولا يقدح فيه نزول عيسىٰ بعده عليهما السلام لأن معنى كونه خاتم النبيين أنه لا يُنبأ بعده أحد وعيسىٰ ممن نُبأ قبله“ خاتم النبیین کا مطلب ہے آخری نبی جن پر انبیاء کا خاتمہ کر دیا گیا (تھوڑا آگے لکھا) یہاں آپ ﷺ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے اعتراض نہیں ہوسکتا کیونکہ خاتم النبیین کا معنی ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہ دی جائے گی اور عیسیٰ علیہ السلام تو ان نبیوں میں سے ہیں جنہیں پہلے ہی نبوت دی جا چکی ہے۔

(ارشاد العقل السليم الى مزايا الكتاب الكريم ا جلد4 صفحہ 421، السعودیہ)

(9) تفسیر قرطبی

امام ابوعبداللہ محمد بن احمد القرطبیؒ (وفات671ھ) لکھتے ہیں:۔

”وخاتَم : قرأ عاصم وحده بفتح التاء بمعنى أنهم خُتِمو به فهو كالخاتم والطابع لهم ، وقرأ الجمهور بكسر التاء بمعنى أنه ختمهم أى جاء آخرهم“ لفظ خاتَم کو صرف قاری امام عاصم نے تاء پر زبر کے ساتھ پڑھا ہے جس کا معنی ہے کہ انبیاء کا آپ ﷺ کے ساتھ خاتمہ کر دیا گیا اور وہ ان پر بمنزلہ مہر کے ہیں (جن کے ساتھ انبیاء کے سلسلے کو سربمہر کر دیا گیا)، اور جمہور نے اسے خاتِم تاء کے نیچے زیر کے ساتھ پڑھا ہے جس کا معنی ہوگا کہ آپ ﷺ نے انبیاء کا خاتمہ کر دیا یعنی آپ ان سب کے آخر میں تشریف لائے۔

(الجامع لاحكام القرآن المعروف بتفسير قرطبي، جلد17 صفحہ 165 طبع مؤسسۃ الرسالۃ)، آگے لکھا ”قال ابن عطية : هذه الالفاظ عند جماعة علماء الامة خلَفاً وسلفاً متلقاة على العموم التام مقتضية نصاً أنه لا نبي بعده ﷺ“ ابن عطیہ نے فرمایا کہ امت کے پہلے گذرے اور بعد میں آنے والے علماء کے نزدیک یہ الفاظ عموم تام پر لئے

گئے ہیں جو اس بات پر نص ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔

(تفسیر قرطبی، جلد17، صفحہ 166، مؤسسۃ الرسالۃ)

(10) تفسیر روح المعانی

علامہ سید محمود شکری آلوسی بغدادیؒ (وفات1270ھ) لکھتے ہیں:۔

”فمعنى خاتم النبيين الذى خُتم النبيون به ومآله آخر النبيين“ خاتم النبیین کا معنی ہے وہ ذات جن کے ساتھ انبیاء پر مہر لگا دی گئی مطلب یہ ہے کہ وہ آخری نبی ہیں۔

(روح المعانی، جلد22، صفحہ 34 طبع داراحیاء التراث العربی، بیروت)

آگے لکھا ”وقرأ الجمهور وخاتِم بكسر التاء على أنه اسم فاعل أي الذى ختم النبيين والمراد به آخرهم ايضاً“ اور جمہور (قراء) نے خاتِم تاء کے نیچے زیر کے ساتھ پڑھا ہے اس صورت میں یہ (ختم) کا اسم فاعل ہوگا اور اس کا معنی ہوگا وہ ذات جس نے انبیاء کا خاتمہ کر دیا اور مراد اس سے بھی یہ ہے کہ آپ آخری نبی ہیں۔

(روح المعانی، جلد22 صفحہ 34، داراحیاء التراث العربی۔ بیروت)

ہم نے نہایت اختصار کے ساتھ صرف دس معروف مفسرین کے حوالے پیش کے ہیں جو مرزا قادیانی سے پہلے ہوئے ہیں، جماعت مرزائیہ اکثر یہ راگ الاپتی ہے کہ ہمارے ساتھ قرآن سے بات کرو لیکن وہ مفسرین امت کی تفاسیر قبول کرنے کو تیار نہیں، ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ قرآن کی تفسیر کا معیار کیا ہوگا؟ ایک آیت کا مفہوم جماعت مرزائیہ جو بیان کرتی ہے وہ اہل اسلام کے نزدیک غلط ہوتا ہے اور مسلمانوں کی تفسیر جماعت مرزائیہ کو قبول نہیں، تو کیوں نہ پہلے وہ معیار مقرر کر لیا جائے جس پر فیصلہ ہوگا اور اختلاف کی صورت میں اس کی طرف رجوع کیا جائے، جب تک یہ معیار مقرر نہ کیا جائے اس وقت تک بات چیت کا کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا، جس کا جیسے جی چاہے گا وہ کسی بھی آیت کی من گھڑت تشریح کر دے گا اور اس کا اصرار ہوگا کہ جو میں کہہ رہا ہوں

وہی ٹھیک ہے، اب معیار کیا مقرر کیا جائے؟ تو اس کے لئے مرزا قادیانی کی یہ تحریر پڑھیں جو اس نے قرآن کریم کی آیت ﴿انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون. الحجر :9﴾ کی تشریح کرتے ہوئے لکھی، وہ یہ بیان کر رہا ہے کہ اللہ نے جس طرح قرآن کریم کے الفاظ کی حفاظت فرمائی اسی طرح اس کے مفہوم ومعانی کی بھی حفاظت فرمائی، چنانچہ لکھتا ہے :۔

''......دوسرے ایسے ائمہ اور اکابر کے ذریعہ سے جن کو ہر ایک صدی میں فہم قرآن عطا ہوا ہے جنہوں نے قرآن شریف کے اجمالی مقامات کی احادیث نبویہ کی مدد سے تفسیر کر کے خدا کی پاک کلام اور پاک تعلیم کو ہر ایک زمانہ میں تحریف معنوی سے محفوظ رکھا''۔

(ایام الصلح، رخ14 صفحہ 288)

تو آیئے معیار یہ مقرر کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی سے پہلے گذری تیرہ صدیوں میں ہوئے ایسے ائمہ واکابر میں سے جنہوں نے قرآن کریم کو بقول مرزا قادیانی تحریف معنوی سے محفوظ رکھا ہر ایک صدی کا صرف ایک ایک نام جماعت قادیانیہ پیش کر دے یعنی کل تیرہ نام، انہی کو فیصل اور معیار مقرر کر لیتے ہیں، فریقین میں سے جس کی تفسیر ان ائمہ کی تفسیر کے مطابق ہوگی وہی قابل قبول ہوگی اور جو ان کے خلاف ہوگی وہ تحریف معنوی سمجھی جائے گی، یا اگر یہ قبول نہیں تو پھر مرزا قادیانی سے پہلے گذرے تیرہ صدیوں میں ہونے والے مجددین جن کے نام مرزا قادیانی کے ایک مرید خاص مرزا خدا بخش قادیانی نے اپنی کتاب ''عسل مصفیٰ'' کے صفحہ 116 تا 120 طبع سنہ 1901 پر ذکر کیے ہیں ان مجددین میں سے ہر ایک صدی کے صرف ایک ایک مجدد کا نام خود جماعت قادیانیہ لکھ دے یعنی کل تیرہ مجددین، پھر جس کی تفسیر ان مجددین کی تفسیر کے مطابق ہوگی وہ قبول کی جائے اور جس کی تفسیر ان کے خلاف ہوگی وہ رد کر دی جائے کیونکہ مرزا قادیانی نے مجددوں کی بات پر ایمان لانا بھی فرض بتایا ہے (دیکھیں: شہادۃ القرآن، رخ6 صفحہ 344)، تجربہ کی بات ہے ہم نے جب بھی یہ بات کی مرزائی مربی آئیں بائیں شائیں کر کے رفو چکر ہو گئے، دراصل وہ قرآن کریم کی اپنی من گھڑت تفسیر وتشریح کر کے مخاطب کے ذہن میں شبہات

ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ نیز ہم قرآن کا نام لے کر دھوکہ دینے والے قادیانیوں سے یہ پوچھتے ہیں کہ وہ کس قرآن پر بات کرنا چاہتے ہیں؟ اس قرآن پر جو حضرت محمد ﷺ پر مکہ ومدینہ میں نازل ہوا، یا اس قرآن پر جو مرزا کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے کے مطابق قادیان میں مرزا قادیانی پر دوبارہ نازل ہوا؟ (حوالہ کے لئے ملاحظہ فرمائیں: کلمۃ الفصل، صفحہ 173)۔

☆☆☆☆

ختم نبوت کا مفہوم احادیث نبویہ کی روشنی میں

آیئے اب دیکھتے ہیں خود خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ نے ختم نبوت کا کیا مفہوم بیان فرمایا، اس بارے میں اگر تمام احادیث کو جمع کیا جائے تو ان کی تعداد 200 سے زیادہ ہے، ہم یہاں اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف چند ایسی احادیث مبارکہ نقل کرتے ہیں جو ختم نبوت کے مفہوم کو بیان کرنے میں ایسی صریح اور واضح ہیں کہ ان کے اندر کسی تاویل کی گنجائش نہیں اور جن کی صحت پر بھی کوئی انگلی نہیں اٹھا سکتا۔

حدیث نمبر 1

”عن أبي هريرة رضى الله عنه يحدّث عن النبى ﷺ قال : كانت بنواسرائيل تسوسهم الأنبياء ، كلما هلك نبي خلفه نبي ، وإنه لا نبي بعدي وسيكون خلفاء فيكثرون...... الى آخر الحديث“ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث بیان فرماتے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل کی سیاست (یعنی ان کے امور کی دیکھ بھال) ان کے انبیاء کیا کرتے تھے، جب کوئی نبی فوت ہوتا تو دوسرا نبی اس کا جانشین ہوتا مگر (سن لو) میرے بعد کوئی نبی نہیں البتہ خلیفے ضرور ہوں گے اور بکثرت ہوں گے۔

(صحیح البخاری: حدیث نمبر 3455، صحیح مسلم: حدیث نمبر 1842، مسند احمد: حدیث نمبر 7960، السنة لابن ابی عاصم: حدیث نمبر 1078، صحیح ابن حبان: حدیث نمبر 4555، السنن الکبری للبیھقی: حدیث نمبر 16548) اور مصنف ابن ابی شیبہ میں یہ الفاظ ہیں **”وانہ لیس کائناً فیکم نبی بعدی“** بے شک تمہارے اندر میرے بعد کوئی نبی نہیں بننے والا۔ **(مصنف ابن ابی شیبہ: حدیث نمبر 37260، دارالتاج، بیروت)** اور سنن ابن ماجہ میں یہ الفاظ ہیں **”وأنہ لیس کائن بعدی نبی فیکم“** اور بے شک میرے بعد تمہارے اندر کوئی نبی نہیں بننے والا۔ **(سنن ابن ماجہ: حدیث نمبر 2871)**۔

اس حدیث کی تشریح میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں **”قوله تسوسهم الأنبياء أى أنهم كانوا اذا ظهر فيهم فساد بعث الله لهم نبياً يقيم لهم أمرهم ويزيل ما غيروا من أحكام التوراة“** جب بنی اسرائیل میں کوئی فساد ظاہر ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان کی اصلاح کے لئے کوئی نہ کوئی نبی بھیج دیتے تھے جو ان کے معاملے کو درست کرے اور ان تحریفات کو دور کرے جو انہوں نے تورات میں کی ہوتی تھیں۔

(فتح الباری بشرح صحیح البخاری: جلد 6 صفحہ 497، المکتبة السلفیة)

یہ حدیث اس بات پر نص صریح ہے کہ امت محمدیہ ﷺ میں اب کسی قسم کا کوئی نبی نہیں بنے گا، کیونکہ مثال دی گئی ہے بنی اسرائیل کی جو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت تھی، اور فرمایا گیا کہ ان کے اندر انبیاء کا سلسلہ جاری تھا، لیکن میری امت میں ایسا نہ ہوگا کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور نبی نہ ہونے کی وضاحت مصنف ابن ابی شیبہ اور سنن ابن ماجہ کی روایت میں موجود الفاظ نے کردی کہ **”لیس کائناً فیکم نبی بعدي“** میرے بعد کوئی نبی نہیں بننے والا۔ اور اسی حدیث سے ”امتی نبی اور غیر تشریعی نبی“ والے قادیانی دھوکے کی بھی جڑ کٹ گئی، کیونکہ ظاہر ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں آنے والے انبیاء حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے تابع تھے اور ان کی اکثریت کی اپنی کوئی نئی شریعت نہ تھی، تو اسی قسم کی نبوت کی نفی امت محمدیہ سے بھی کردی گئی اور **لا نبي بعدی** سے آنحضرت ﷺ کی مراد یہی تھی کہ اب میرے بعد کوئی ایسا نبی بھی نہیں بنے گا جو پہلے نبی کی شریعت کے تابع ہو اور اسے نئی شریعت نہ دی جائے (جسے مرزا قادیانی غیر تشریعی نبی کہتا ہے)، یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس حدیث شریف میں صرف انقطاع نبوت کو ہی بیان نہیں فرمایا بلکہ اس چیز کو بھی بیان فرمادیا جو بنی اسرائیل کی اس غیر تشریعی نبوت کے قائم مقام ہوگی یعنی خلافت۔

ایک قادیانی مغالطہ: اس حدیث میں ہے کہ بنی اسرائیل کے نبی سیاست کرتے تھے مگر میرے بعد خلفاء ہوں گے، اس کا مطلب ہے کہ میری امت میں خلافت اور نبوت جمع نہ ہوگی، جو نبی ہوگا وہ

خلیفہ نہ ہوگا اور جو خلیفہ ہوگا وہ نبی نہ ہوگا۔

جواب: ایسی معنوی تحریفات قادیانی مذہب کا خاصہ ہے، حدیث کا مفہوم واضح ہے بنی اسرائیل کی سیاست ان کے انبیاء کیا کرتے تھے جب ایک نبی فوت ہوجاتا تو دوسرا اُس کی جگہ لیتا، اب یہاں خیال پیدا ہوتا تھا کہ پھر آنحضرت ﷺ کے بعد بھی ایسے لوگ ہوں گے جو آنحضرت ﷺ کے جانشین ہوکر نبی کہلائیں گے، تو اس خیال کو آپ ﷺ نے یوں حل فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں پیدا ہوگا، میرے بعد میرے جانشین صرف خلفاء ہوں گے نبی نہ ہونگے، یعنی نبوت بند لیکن انتظام ملکی کے لئے خلافت جاری۔

حدیث نمبر 2:

’’عن جابر عن النبی ﷺ قال: مَثلي ومَثل الأنبياء كمثل رجل بنى داراً فأتمها وأكملها الا موضع لبِنَة فجعل الناس يدخلونها ويتعجبون منها ويقولون لولا موضع اللبنة؟ قال رسول الله ﷺ فأنا موضع اللبنة جِئتُ فختمتُ الانبياء‘‘ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میری اور دوسرے تمام انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک گھر بنایا اور اس کی ہر چیز مکمل کی مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، پس لوگ اس گھر میں داخل ہوتے ہیں اور اس کی عمدگی پر اظہارِ حیرت کرتے ہیں مگر کہتے ہیں کہ یہ اینٹ کی جگہ پُر کیوں نہ کر دی گئی؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ اینٹ کی جگہ میں ہوں، میں آیا تو میں نے انبیاء کا خاتمہ کر دیا۔

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، حدیث نمبر 2287 طبع دار الحدیث، القاہرۃ)

ایک روایت میں اس حدیث کے آخری الفاظ ہیں ’’فأنا اللبنة وأنا خاتم النبيين‘‘ میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

(صحیح بخاری: حدیث نمبر 3535، صحیح مسلم: حدیث نمبر 2286)

اور ایک روایت میں الفاظ یہ ہیں ’’فأنا موضع اللبنة خُتِم بي الانبياء‘‘ اس

اینٹ کی جگہ میں نے پُر کر دی ہے اور مجھ پر انبیاء کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔

(مسند ابی داود الطیالسی، حدیث نمبر 1894)

اس روایت میں ختمتُ الانبیاء، خاتم النبیین اور ختم بي الانبياء کے الفاظ کا سوائے اس کے کوئی معنی نہیں ہوسکتا کہ آپ ﷺ کی تشریف آوری کے ساتھ ہی انبیاء کا خاتمہ ہوگیا اور قصرِ نبوت مکمل ہوگیا اب کوئی نیا نبی قیامت تک پیدا نہیں ہوسکتا۔ اب مزید کسی نئی اینٹ کی ضرورت ہی نہیں۔

ایک مرزائی شوشہ: نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کو اینٹ سے تشبیہ دینا آپ کی ذات اقدس کی توہین ہے۔

جواب: اگر کسی آدمی کے بارے میں کہا جائے کہ فلاں شخص شیر ہے، تو کیا اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اس کی دُم بھی ہے بڑے بڑے ناخن اور پنجے بھی ہیں؟ ہرگز نہیں بلکہ صرف بہادری میں تشبیہ دی جاتی ہے، اسی طرح نبی کریم ﷺ نے سمجھانے کے لئے ایک مثال بیان فرمائی ہے اس میں توہین کہاں سے آگئی؟۔ اور اگر یہ توہین ہے تو مرزا قادیانی نے بھی یہ توہین کی ہے ملاحظہ فرمائیں اس نے بھی بعینہ یہی مثال دی ہے:۔

’’وہ انسان کامل جو آفتاب روحانی ہے جس سے نقطہ ارتفاع کا پورا ہوا ہے اور جو دیوارِ نبوت کی آخری اینٹ ہے وہ حضرت محمد ﷺ ہیں‘‘۔

(سرمہ چشم آریہ، رخ 2 صفحہ 246 حاشیہ)

مرزا کی اس توہین کا جو جواب قادیانی دیں وہی ہماری طرف سے تصور کرلیں۔

حدیث نمبر 3:

’’عن أبي هريرة ان رسول الله ﷺ قال فُضلتُ على الانبياء بستٍ: أُعطيتُ جوامعَ الكلِمِ ونُصرتُ بالرعب وأُحلّت لي الغنائم وجُعلت لي الارض طهوراً ومسجداً وأُرسلتُ الى الخلق كافة وخُتم بي النبيون‘‘ حضرت ابوہریرہ رضی

اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: مجھے چھ چیزوں میں دوسرے انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے (1) مجھے جامع کلمات عطا کیے گئے ہیں (2) رعب و دبدبہ کے ساتھ میری نصرت کی گئی ہے (3) مال غنیمت میرے لئے (بشمول امت) حلال کیا گیا ہے (4) میرے لئے (بشمول امت) ساری کی ساری زمین مسجد اور پاکیزگی حاصل کرنے کا ذریعہ بنادی گئی ہے (5) میں پوری دنیا کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں (6) مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کردیا گیا ہے۔

(صحیح مسلم: حدیث نمبر 523، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ)

اس حدیث میں آپ ﷺ نے اسے اپنی فضیلت بتایا ہے کہ آپ پر انبیاء کا خاتمہ کردیا گیا، ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت ملنے سے آپ کی یہ فضیلت نہ رہے گی۔

حدیث نمبر 4:

”عن ابی الطفیل قال : قال رسول اللہ ﷺ لا نبوۃ بعدي الا المبشرات ، قال : قیل وما المبشرات یا رسول اللہ ؟ قال الرؤیا الحسنۃ أو قال الرؤیا الصالحۃ“ حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: میرے بعد کوئی نبوت نہیں صرف مبشرات ہیں، سوال ہوا کہ اے اللہ کے رسول یہ مبشرات کیا ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: اچھے خواب یا فرمایا نیک خواب۔

(مسند احمد بن حنبل: حدیث نمبر 23795، طبع مؤسسۃ الرسالۃ)

اس حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے واضح اور صریح الفاظ میں **”لا نبوۃ بعدی“** فرما کر اپنے بعد ہر قسم کی نبوت کی نفی فرمادی، نیز یاد رہے کہ مبشرات یا اچھے خواب کو دوسری احادیث میں نبوت کے اجزاء میں سے ایک جز و یا حصہ فرمایا گیا ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ جسے بھی کوئی اچھا خواب آئے تو وہ نبی بن جاتا ہے، اور نہ ہی مبشرات کو ہم نبوت کہہ سکتے ہیں، نبوت وہی ہوگی جس کے اندر نبوت کے تمام اجزاء جمع ہوں۔ اس کی مثال عام زبان میں ایسے سمجھیں کہ گاڑی کا پہیہ یا ٹائر گاڑی کے اجزاء میں سے ایک جزو اور حصہ ہے لیکن کوئی صرف ایک

پہیہ اٹھا کر لے آئے اور کہے کہ یہ کار ہے تو اسے لوگ پاگل کہیں گے کیونکہ کار یا گاڑی تب تک نہ بنے گی جب تک اس کا ڈھانچہ، انجن، دروازے، سٹیئرنگ، بریک، سارے ٹائر اور تمام دوسرے اجزاء ایک خاص شکل میں نہ جوڑ دیے جائیں۔

حدیث نمبر 5:

”حدثنا عمرو بن عثمان ثنا اسماعیل بن عیاش ثنا شرحبیل بن مسلم ومحمد بن زیاد قالا سمعنا أبا أمامۃ یقول سمعتُ رسول اللہ ﷺ یقول : انہ لانبي بعدی ولا امۃ بعدکم ...... الی آخر الحدیث“ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ اے لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔

(کتاب السنۃ للحافظ ا بن أبی عاصم، حدیث نمبر 1061، طبع بیروت، لبنان)

اس حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے دو باتیں فرمائیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں، اس سے واضح ہوگیا کہ اگر کوئی ظلی بروزی امت محمدیہ نہیں ہوسکتی تو ظلی بروزی نبی بھی نہیں ہوسکتا۔

اس حدیث کی سند پوری ہم نے اس لئے نقل کی ہے کہ اس میں موجود ایک راوی شرحبیل بن مسلم پر اعتراض کیا گیا ہے کہ وہ ضعیف ہے، لیکن آپ نے دیکھا کہ شرحبیل کے ساتھ محمد بن زیاد نے بھی حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے اور محمد بن زیاد (جو کہ **محمد بن زیاد الألهانی الحمصی** ہیں) ثقہ ہیں اور صحیح بخاری کے راوی ہیں، لہذا شرحبیل بن مسلم کا ضعف مضر نہیں۔

حدیث نمبر 6

”عن أبی أمامۃ الباهلي رضی اللہ عنہ قال: قال النبي صلی اللہ علیہ وسلم : ان اللہ لم یبعث نبیاً الا حذّر امتہ الدجّالَ واني آخر الانبیاء وانتم آخر

الأمم وهو خارج فيكم لا محالة ...... الى آخر الحديث" حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو، بے شک میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو اور وہ (دجال) تمہارے اندر ضرور خروج کرے گا۔

(المستدرک للحاکم، حدیث نمبر 8620)

امام حاکم نے اس روایت کے بارے میں فرمایا **"هذا حديث صحيح على شرط مسلم"** یہ حدیث امام مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے، امام ذہبی نے بھی تلخیص المتسدرک میں اسے امام مسلم کی شرط کے مطابق لکھا ہے۔

حدیث نمبر 7

"عن انسٍ رضی اللہ عنہ قال : قال رسول الله ﷺ ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدي ولا نبي...... الى آخر الحديث" حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: بے شک رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی لہذا میرے بعد نہ اب کوئی رسول ہوگا اور نہ کوئی نبی۔

(المستدرک للحاکم، حدیث نمبر 8178)

یہی روایت ان کتابوں میں بھی ہے، سنن ترمذی: حدیث نمبر **2272**، مسند احمد: حدیث نمبر **13824**، اور **الاحاديث المختارة للامام ضياء الدين محمد بن عبدالواحد المقدسی**: حدیث نمبر **2645**)۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے "صحیح" لکھا ہے، امام حاکم نے "امام مسلم کی شرط پر صحیح" کہا ہے اور امام ذہبی نے **تلخيص المستدرک** میں ان کی موافقت کی ہے۔ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں کوئی راوی ضعیف نہیں، یہ حدیث نص صریح ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا اور کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔

مرزائی پاکٹ بک کا دھوکہ

اس روایت کے راویوں کے بارے میں مرزائی پاکٹ بک میں ایک سفید جھوٹ بولا گیا ہے کہ اس کے چار راوی ضعیف ہیں اور پھر انتہائی دجل وفریب کے ساتھ چند کتب اسماء الرجال سے کچھ الفاظ کاٹ کر مبہم انداز میں پیش کر کے دھوکہ دیا گیا ہے، اور جن ائمہ جرح وتعدیل نے صریح الفاظ میں ان کو ثقہ لکھا ہے ان کا ذکر جان بوجھ کر نہیں کیا گیا، بلکہ ترمذی کی سند میں اس روایت کے پہلے روای حسن بن محمد زعفرانی کے بارے میں تو مرزائی پاکٹ بک کے مصنف نے انتہائی کذب بیانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہیں ضعیف ثابت کرنے کے لئے ان کے ہم نام ایک دوسرے راوی **حسن بن محمد بن عنبر أبو علي الوشاء** کا ترجمہ (تعارف) میزان الاعتدال سے نقل کر کے دھوکہ دیا ہے کہ یہ حسن بن محمد الزعفرانی کا ترجمہ ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس روایت کے کسی راوی کو جرح وتعدیل کے کسی امام نے ضعیف نہیں لکھا۔ اور امام ترمذی، امام حاکم، امام ذہبی جیسے ائمہ حدیث نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔

حدیث نمبر 8

"عن عائشة رضي الله عنها قالت : قال رسول الله ﷺ : انا خاتم الانبياء ومسجدي خاتم مساجد الانبياء" ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد انبیاء کی مسجدوں میں آخری مسجد ہے۔

(**مثير الغرام الساكن الى أشرف الاماكن للامام ابن الجوزی**، صفحہ **465**، طبع دار الحدیث، القاہرہ)

اسی روایت کو حافظ دیلمی نے **فردوس الاخبار** میں روایت کیا ہے حدیث نمبر **115**، اور حافظ جمال الدین المزی نے تہذیب الکمال میں پوری سند کے ساتھ بیان کیا ہے ملاحظہ ہو **تهذيب الكمال فی اسماء الرجال**، جلد **8** صفحہ **450** طبع مؤسسۃ الرسالۃ)۔

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے اپنی مسجد کو انبیاء کی مسجدوں میں آخری مسجد فرمایا اور

اسی طرح اپنے آپ کو خاتم الانبیاء فرمایا۔ اگر آپ ﷺ کے بعد بھی کسی نے نبی بننا ہوتا تو اس کی بھی کوئی مسجد ہوتی، لیکن نبی کریم ﷺ نے بتادیا کہ اب نہ کوئی نبی بنے گا اور نہ اس کی کوئی مسجد ہوگی۔

حدیث نمبر 9

''عن عائشة أن النبی ﷺ قال : لا يبقىٰ بعدي من النبوة شيء الا المبشرات ، قالوا يارسول الله وما المبشرات؟ قال الرؤيا الصالحة يراها الرجل أو تُرى له'' ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: میرے بعد مبشرات (خوشخبریوں) کے علاوہ نبوت میں سے کچھ بھی باقی نہیں، صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول مبشرات کیا ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نیک خواب جو آدمی دیکھتا ہے یا اسے دکھایا جاتا ہے۔

(مسند احمد: حدیث نمبر 24977، طبع مؤسسۃ الرسالۃ)

اسی مفہوم کی ایک روایت حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے صحیح بخاری میں بھی مروی ہے اس کے الفاظ ہیں ''لم يبق من النبوة الا المبشرات'' نبوت میں سے سوائے مبشرات کے کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ (صحیح البخاری: حدیث نمبر 6990) اور امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ سے یہ الفاظ روایت کیے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ''لا يبقىٰ بعدي من النبوة الا الرؤيا الصالحة'' میرے بعد نبوت میں سے نیک خوابوں کے علاوہ کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ (المستدرک للحاکم: حدیث نمبر 8176) امام حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا ہے اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

حدیث نمبر 10:

''عن ام كرز تقول : سمعتُ رسول الله ﷺ يقول : ذهبت النبوة وبقيت المبشرات ...... الى آخر الحديث'' حضرت ام کرزؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اللہ

کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ: نبوت چلی گئی (ختم ہوگئی ہے) اور مبشرات باقی ہیں۔

(مسند الحمیدی: حدیث نمبر 351 واللفظ له، مسند احمد: حدیث نمبر 27141، سنن ابن ماجه: حدیث نمبر 3896، صحیح ابن حبان: حدیث نمبر 6047، المعجم الکبیر للطبرانی عن حذیفة بن اسید رضی الله عنه: حدیث نمبر 3051)۔ اس حدیث کے الفاظ بہت صریح ہیں کہ نبوت چلی گئی، ختم ہوگئی۔

حدیث نمبر 11:

''عن عقبة بن عامر رضي الله عنه قال : سمعتُ رسول الله ﷺ يقول: لو كان بعدي نبي لكان عمر بن الخطاب، هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرّجاه'' حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے سنا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن الخطاب ہوتے۔ (امام حاکم فرماتے ہیں کہ) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

(المستدرک للحاکم، حدیث نمبر 4495، سنن ترمذی حدیث نمبر 3686، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر 822، مسند احمد حدیث نمبر 17405)۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن غریب، امام حاکم نے صحیح الاسناد کہا ہے اور امام ذہبی نے بھی صحیح کہا ہے۔

خود مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے یہ حدیث پیش کی ہے (ازالہ اوہام حصہ اول، رخ 3 صفحہ 219)، لہذا جماعت قادیانیہ کا اس حدیث کو ضعیف ثابت کرنے کی کوشش کرنا ائمہ حدیث کی مخالفت تو ہے ہی، اپنے نبی مرزا قادیانی کی بھی تکذیب ہے کیونکہ مرزا کا اس حدیث کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل میں ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس حدیث کو صحیح سمجھتا تھا کیونکہ اس کا دعویٰ تھا کہ:

''خدا نے مجھے بتلا دیا ہے کہ فلاں حدیث سچی ہے اور فلاں جھوٹی''۔

(اربعین نمبر 4، رخ 17 صفحہ 454)

بلکہ اس نے یہاں تک لکھا:۔

''آں یکے جوید حدیث پاک تو از زید و عمرو ...... وآں دگر خود از دہانت بشنود بے انتظار''

اے نبی ﷺ لوگ تو آپ کی حدیثیں زید وعمرو سے ڈھونڈھتے ہیں، لیکن میں بلا انتظار آپؐ کے منہ سے سنتا ہوں۔

(آئینہ کمالات اسلام، رخ 5 صفحہ 25)

الغرض یہ حدیث شریف اس بات میں نص صریح ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں بنے گا کیونکہ اگر کسی نے نبی بننا ہوتا تو سب سے پہلے فرمان نبوی کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ ضرور بنتے۔

مرزا قادیانی کے خلیفہ حکیم نورالدین بھیروی کے نزدیک مدعی نبوت کے سچے یا جھوٹے ہونے کا معیار

محترم قارئین! جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا، ہم نے اختصار کے پیش نظر صرف چند احادیث نبویہ علی صاحبہا السلام والتحیۃ نقل کی ہیں، آپ نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے کہیں بھی یہ تقسیم نہیں فرمائی کہ (مثال کے طور پر) شریعت والی نبوت ختم ہوگئی لیکن بغیر شریعت والی جاری ہے، یا مستقل نبی اب کوئی نہیں بنے گا لیکن ظلی بروزی غیر مستقل نبی بنیں گے، بلکہ آپ ﷺ نے **ان الرسالة والنبوّة قد انقطعت ، لا نبوة بعدی ، ذهبت النبوة ، لا يبقى بعدي من النبوة شيء** جیسے صریح الفاظ ارشاد فرما کر اپنے بعد مطلق نبوت کی نفی فرمادی، اب جو بھی آپ ﷺ کا کلمہ پڑھتا ہے اور آپ کا امتی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس کے ایمان کا تقاضا ہے کہ جو بھی آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ اسے جھوٹا اور کذاب ہی جانے، چاہے وہ دعویٰ کرنے والا حاجی نمازی ہو اور اس نے پوری زندگی کبھی جھوٹ نہ بولا ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فرمان اور اس کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے دوٹوک بیان کے بعد اگر بفرض محال کوئی ولی یا

مجدد بھی نبوت کا دعویٰ کرے تو اس کا یہ دعویٰ ہرگز قابل قبول نہ ہوگا، لیکن آیئے دیکھیں مرزائی منطق کیا کہتی ہے، مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد کا بیان ہے کہ:۔

''حضرت خلیفہ اول فرماتے تھے کہ جب فتح اسلام، توضیح مرام شائع ہوئیں تو ابھی میرے پاس نہ پہنچی تھیں اور ایک مخالف شخص کے پاس پہنچ گئی تھیں۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھو اب میں مولوی صاحب کو یعنی مجھے مرزا صاحب سے علیحدہ کیے دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مولوی صاحب! کیا نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا نہیں اُس نے کہا اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو پھر؟ میں نے کہا تو پھر ہم دیکھیں گے کہ کیا وہ صادق اور راستباز ہے یا نہیں۔ اگر صادق ہے تو بہر حال اس کی بات کو قبول کریں گے۔ میرا یہ جواب سن کر وہ بولا۔ واہ مولوی صاحب آپ قابو میں نہ ہی آئے۔ یہ قصہ سنا کر حضرت مولوی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ یہ تو صرف نبوت کی بات ہے میرا تو ایمان ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کریں اور قرآنی شریعت کو منسوخ قرار دیں تو پھر بھی مجھے انکار نہ ہو کیونکہ جب ہم نے آپ کو واقعی صادق اور منجانب اللہ پایا ہے تو اب جو بھی آپ فرمائیں گے وہی حق ہوگا اور ہم سمجھ لیں گے کہ آیت خاتم النبیین کے کوئی اور معنی ہوں گے''۔

(سیرۃ المہدی، حصہ اول، جلد 1، صفحہ 88، روایت نمبر 109)

یہ سارا بیان اردو میں ہے کسی تشریح یا وضاحت کا محتاج نہیں، حکیم نورالدین پہلے اقرار کرتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا، لیکن پھر یہ کہتا ہے کہ اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو ہم دیکھیں گے کہ اگر وہ عام زندگی میں سچا مشہور ہے تو اس کو نبی مان لیں گے اور پھر مرزا قادیانی کے بارے میں (جسے عام زندگی میں بھی سچا ثابت کرنا ناممکن ہے جیسا کہ آگے بیان ہوگا) کہتا ہے کہ اگر وہ صاحب شریعت نبی ہونے اور اللہ کے آخری دین اور شریعت کو منسوخ کرنے کا بھی دعویٰ کرتا تو بھی میں اس کے دعوے کا انکار نہ کرتا۔

آنکھیں اگر ہیں بند تو پھر دن بھی رات ہے ...... اس میں بھلا قصور کیا ہے آفتاب کا؟

ختم نبوت اور خاتم النبیین کا مفہوم

مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریروں سے

محترم قارئین! جہاں تک لفظ ''خاتم النبیین'' کے معنی ومفہوم کا تعلق ہے، مرزا غلام احمد قادیانی بھی تسلیم کرتا ہے کہ اس سے مراد یہی ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے تشریف لا کر انبیاء کا خاتمہ فرمادیا اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں پیدا ہوسکتا، وہ بھی اقرار کرتا ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی بنے تو اس سے ختم نبوت کی مہر کا ٹوٹنا لازم آئے گا، اسی لئے مرزا قادیانی کو ''ظلی بروزی نبوت'' کا افسانہ ایجاد کرنے کی ضرورت پیش آئی اور اس نے یہ منطق ایجاد کی کہ میں نے کوئی نیا نبی ہونے کا دعویٰ کہاں کیا ہے؟ میں تو یہ کہتا ہوں کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ظل اور بروز ہوں ان سے جدا نہیں، میں تو (نعوذ باللہ) وہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں جو دوبارہ میری صورت میں ظاہر ہوئے ہیں، جس نے میرے اور آپ ﷺ کے درمیان فرق کیا اس نے مجھے پہچانا ہی نہیں، لہذا میرے دعوائے نبوت سے ختم نبوت کی مہر نہیں ٹوٹتی، مہر تو تب ٹوٹتی اگر میں نے کوئی الگ نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہوتا (مرزا قادیانی کی تحریرات کے حوالے آگے آرہے ہیں)۔

الغرض مرزا قادیانی بھی تسلیم کرتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کا مطلب یہی ہے کہ اب کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوسکتا ورنہ ختم نبوت کی مہر توڑنی پڑے گی۔ آیئے ایک نظر ڈالتے ہیں مرزا قادیانی کی تحریروں پر۔

خاتم النبیین کا معنیٰ: ختم کرنے والا نبیوں کا

مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے نزول من السماء کو غلط ثابت کرنے کیلئے اپنی طرف سے بزعم خود جو دلائل پیش کیے ہیں ان میں سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر 40 بھی پیش کی ہے اور لکھا ہے:۔

''اکیسویں آیت یہ ہے **ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین** ۔یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا، یہ آیت بھی صاف دلالت کررہی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا''۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم، رخ 3 صفحہ 431)

ہمارا موضوع یہاں رفع ونزول عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نہیں، ہم صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مرزا نے امت مسلمہ کے عقیدہ کے برخلاف اپنے غلط عقیدے کو ثابت کرنے کے لئے جب یہ آیت پیش کی تو لفظ ''خاتم النبیین'' کا ترجمہ کیا ''ختم کرنے والا نبیوں کا'' جس کا مطلب ہے کہ آپ ﷺ پر انبیاء کا سلسلہ ختم ہوگیا، اب آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔اس لئے آج مرزا قادیانی کے پیروکاروں کا یہ کہنا کہ خاتم النبیین کا مفہوم آخری نبی یا نبیوں کا سلسلہ ختم کرنے والا بیان کرنا مسلمان علماء کی غلطی ہے، خود ان کے پیشوا کی تحریر سے غلط ثابت ہوگیا۔

خاتم النبیین کی نبوی تفسیر: میرے بعد کوئی نبی نہیں

''**الم تعلم أن الرب الرحيم المتفضل سمّیٰ نبينا ﷺ خاتم الانبياء بغير استثناء ، وفسّره نبينا في قوله لا نبي بعدي ببيان واضح للطالبين ولو جوّزنا ظهور نبي بعد نبينا لجوّزنا انفتاح باب وحي النبوة بعد تغليقها وهذا خُلف كما لا يخفى على المسلمين ، وكيف يجيء نبي بعد رسولنا صلعم وقد انقطع الوحي بعد وفاته وختم الله به النبيين**''۔

(حمامۃ البشریٰ، رخ 7 صفحہ 200)

(اردو ترجمہ از ناقل) کیا تو نہیں جانتا کہ اس فضل والے اور رحیم رب نے ہمارے نبی ﷺ کا نام خاتم الانبیاء بغیر کسی استثناء کے رکھا ہے؟ اور اس کی تفسیر ہمارے نبی ﷺ نے اپنے فرمان ''میرے بعد کوئی نبی نہیں'' کے ساتھ طالبوں کے لئے واضح طور پر بیان فرمادی، اور اگر ہم اپنے

نبی ﷺ کے بعد کسی نبی کا ظاہر ہونا جائز رکھیں تو ہمیں یہ جائز ماننا پڑے گا کہ وحی نبوت کا دروازہ بند ہونے کے بعد پھر کھل گیا ہے اور یہ باطل ہے جیسا کہ مسلمانوں پر پوشیدہ نہیں ، اور ہمارے رسول ﷺ کے بعد کوئی نبی کیسے آسکتا ہے؟ جبکہ آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو چکی ہے اور اللہ نے آپ کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا ہے۔

اس تحریر میں مرزا قادیانی نے تسلیم کیا ہے کہ ”خاتم النبیین“ کی تفسیر خود نبی کریم ﷺ نے ”**لا نبی بعدی**“ کے ساتھ فرمائی اور پھر یہ بھی وضاحت کردی کہ لانبی بعدی کا کوئی اور مفہوم نہ نکالا جائے ، اس کا یہی مطلب ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور نہ وحی نبوت دوبارہ جاری ہو سکتی ہے۔

آیت خاتم النبیین کا تقاضا: آپ ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی

”اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے اپنی آیت کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے“۔

(کتاب البریہ، رخ 13 صفحہ 217و218 حاشیہ)

ایک اور مقام پر مرزا قادیانی نے خاتم النبیین کا مفہوم ان الفاظ میں بیان کیا:۔

”ختم نبوت کے متعلق پھر کہنا چاہتا ہوں کہ خاتم النبیین کے بڑے معنی یہی ہیں کہ نبوت کے امور کو آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت ﷺ پر ختم کیا“۔

(اخبار الحکم قادیان، 10 جنوری 1899 صفحہ 8و9)

خاتم النبیین ﷺ کے بعد نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو

پھر مرزا نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے یہ بھی لکھا:۔

”اے لوگو، اے مسلمانوں کی ذریت کہلانے والو، دشمن قرآن نہ بنو اور خاتم النبیین

کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو اور اس خدا سے شرم کرو جس کے سامنے حاضر کیے جاؤ گے“۔

(آسمانی فیصلہ، رخ 4 صفحہ 335)

خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا

”چونکہ ہمارے سید و رسول صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں، اور بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی نبی نہیں آسکتا اس لئے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدّث رکھے گئے“۔

(شہادۃ القرآن، رخ 6 صفحات 323و324)

مرزا قادیانی نے ایک جگہ خاتم النبیین کا لفظ آخری نبی کے معنی میں یوں استعمال کیا، لکھتا ہے:۔

”اس جگہ مولوی محمد احسن امروہی کو ہمارے مقابلہ کے لئے خوب موقع مل گیا ہے۔ ہم نے سنا ہے وہ بھی دوسرے مولویوں کی طرح اپنے مشرکانہ عقیدے کی حمایت میں کہ تا کسی طرح حضرت مسیح بن مریم کو موت سے بچالیں اور دوبارہ اتار کر خاتم النبیین بنادیں بڑی جانکاہی سے کوشش کر رہے ہیں“۔

(دافع البلاء، رخ 18 صفحہ 235)

یعنی مرزا یہ کہنا چاہ رہا ہے کہ جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے نازل ہونا ہے ان کے نزدیک خاتم النبیین آنحضرت ﷺ نہیں ہیں بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں، ظاہر ہے یہاں مرزا نے خاتم النبیین کا لفظ ”آخری نبی“ کے معنی میں استعمال کیا ہے ورنہ مسلمان ہرگز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تمام انبیاء سے افضل نہیں سمجھتے کہ خاتم کا معنی افضل کیا جائے اور نہ ہی یہ کہتے ہیں کہ ان کی مہر سے اب نبی بنا کریں گے۔

حدیث لا نبي بعدي کی صحت میں کوئی کلام نہیں

مرزا قادیانی کا یہ اقرار بھی ہے کہ:۔

”آنحضرت ﷺ نے بار بار فرمادیا تھا میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث **لانبي بعدي** ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا“۔

(کتاب البریہ، رخ13 صفحہ 217 حاشیہ)

کسی نئے یا دوبارہ آنے والے نبی کا دروازہ قطعاً بند

مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کو غلط ثابت کرنے کے لئے یہی حدیث ”**لا نبي بعدی**“ پیش کی اور اس کی تشریح ان الفاظ میں کی:۔

”اب اِس سے زیادہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور کیا تفصیل فرماتے۔ آپ نے آنے والے اور گذشتہ مسیح کے دو حُلیے ٹھہرا دیئے تا لوگ ٹھوکر نہ کھائیں۔ ایسا ہی آپ نے **لا نبی بعدی** کہہ کر کسی نئے نبی یا دوبارہ آنے والے نبی کا قطعاً دروازہ بند کر دیا“۔

(ایام الصلح، رخ14، صفحہ 400)

واضح رہے کہ یہ بھی مرزا قادیانی کا ایک دھوکہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آنے والے مسیح کا حُلیہ الگ الگ بیان کیا ہے یا یہ دونوں ”مسیح“ الگ الگ ہیں جس کی تفصیل آپ باب دوم (رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام) میں ملاحظہ فرمائیں گے، سرِ دست ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مرزا قادیانی اسی حدیث ”**لا نبی بعدی**“ سے ”نئے نبی“ کا دروازہ بھی قطعاً بند کر رہا ہے اور نہ ہی یہاں ”ظلی بروزی امتی نبوت“ کا کوئی پنکچر لگایا ہے۔

کیا لفظ ”خاتم“ جب جمع کی طرف مضاف ہو تو اس کا معنیٰ ”آخری“ نہیں ہوسکتا؟

مرزا غلام احمد کے پیروکار آج ایسے چیلنج بھی دیتے ہیں کہ لفظ ”**خاتم**“ کی اضافت جب جمع کی طرف ہو تو وہ ”آخری“ کے معنی میں آ ہی نہیں سکتا، عربی میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی، اگرچہ ہم نے شروع میں معروف ائمہ لغت سے ”**خاتم القوم**“ کا مطلب ”**آخرھم**“ یعنی

قوم کا آخری آدمی ثابت کیا اور یہ بات عربی زبان کی شُد بُد رکھنے والے جانتے ہیں کہ **قوم** کا لفظ اسم جمع ہے جو بہت سے افراد پر بولا جاتا ہے (جیسے عربی میں **رھط، بشر، ابل، جیش، شعب** وغیرہ)، قرآن کریم میں قوم کے لفظ کی طرف لوٹنے والی ضمیریں جمع لائی گئی ہیں اور جمع کے صیغے استعمال کیے گئے ہیں، مثال کے طور پر ﴿**ولقد ارسلنا نوحاً الی قومه فلبث فیهم الف سنة الا خمسین عاماً فأخذهم الطوفان وهم ظالمون**﴾۔ اور ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا پس وہ ان کے اندر پچاس کم ہزار سال رہے پھر انہیں طوفان نے پکڑا اس حال میں کہ وہ ظالم تھے (العنکبوت:14) آپ نے دیکھا کہ ﴿**فیهم**﴾ اور ﴿**فاخذهم**﴾ اور ﴿**ظالمون**﴾ یہ سب ضمائر اور صیغے قوم کے لئے استعمال کیے گئے اور یہ جمع ہیں، ثابت ہوا کہ قوم کا لفظ اسم جمع ہے، لیکن ہم یہاں خود مرزا غلام احمد کی تحریریں پیش کرتے ہیں جن کے اندر اس نے خاتم کا لفظ جمع کی طرف مضاف کیا ہے اور اس کا معنی ومفہوم آخری ہی لیا ہے۔

خاتم الخلفاء کا معنیٰ سب سے آخر آنے والا خلیفہ

مرزا قادیانی نے جہاں قرآن وحدیث پر اور جھوٹ بولے وہیں ایک جھوٹ یہ بھی لکھا کہ:۔

”خدا کی کتابوں میں مسیح موعود کے کئی نام ہیں، منجملہ ان کے ایک نام اس کا **خاتم الخلفاء** ہے یعنی ایسا خلیفہ جو سب سے آخر آنے والا ہے، سو اِس نام کے ساتھ قرآن شریف میں مسیح موعود کے بارے میں پیش گوئی موجود ہے“۔

(چشمہ معرفت، رخ23 صفحہ 333)

اس سے قطع نظر کہ قرآن شریف میں کہیں بھی یہ بیان نہیں کہ مسیح موعود کا نام خاتم الخلفاء ہے، یہ مرزا قادیانی کا کلام اللہ پر صریح جھوٹ ہے، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اس تحریر میں مرزا قادیانی نے لفظ ”**خاتم الخلفاء**“ لکھا ہے یعنی خاتم کی اضافت **خلفاء** کی طرف کی ہے اور اس کا مطلب بھی خود بیان کیا ہے ”یعنی ایسا خلیفہ جو سب سے آخر آنے والا ہے“۔

عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے خاتم الانبیاء یعنی آخری نبی

مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لکھا:۔

''خدا تعالی نے قرآن شریف میں بارہ موسوی خلیفوں کا ذکر فرمایا جن میں سے ہر ایک حضرت موسیٰ کی قوم میں سے تھا اور تیرھواں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرمایا جو موسیٰ کی قوم کا خاتم الانبیاء تھا مگر درحقیقت موسیٰ کی قوم میں سے نہ تھا......''۔

(تحفہ گولڑویہ، رخ 17 صفحہ 123)

نیز اس نے ایک جگہ بنی اسرائیل کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ''**بعث الله رسوله عیسیٰ بن مریم فیهم و جعله خاتم انبیاء هم**'' اللہ نے بنی اسرائیل میں حضرت عیسیٰ بن مریم کو مبعوث فرمایا اور آپ کو ان کے انبیاء کا خاتم بنایا۔

(خطبہ الہامیہ، رخ 16 صفحہ 79)

ہم یہاں اس سے بحث نہیں کرتے کہ قرآن میں کہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارہ خلیفوں کا ذکر ہے؟، ہم یہاں صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کا خاتم الانبیاء لکھا، اس کا معنی سوائے بنی اسرائیل کے آخری نبی کے اور کچھ نہیں ہوسکتا، کیونکہ اگر اس کا معنی یہ کیا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے انبیاء میں سب سے افضل نبی تھے تو یہ بات خلاف حقیقت ہے، کم از کم حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام افضل نہیں (بلکہ مرزا نے تو حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں لکھا ہے کہ انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت تھی کیونکہ وہ شراب نہیں پیتے تھے اور نہ کسی فاحشہ عورت نے ان کے سر پر کبھی تیل ملا تھا اور نہ کوئی بے تعلق جوان عورت ان کی خدمت کرتی تھی اسی وجہ سے قرآن نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کا نام تو حصور رکھا، مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے یہ نام رکھنے سے مانع تھے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے توبہ کی تھی اور ان کے خاص مریدوں میں داخل ہوئے تھے۔ (دیکھیں: دافع البلاء، رخ 18

صفحہ 220 حاشیہ)، اور نہ ہی یہاں یہ معنی ہوسکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مہر سے ان کے بعد نبی بنتے تھے۔ لہذا یہاں مرزا نے خاتم الانبیاء آخری نبی کے معنی میں ہی استعمال کیا ہے۔

خاتم الاولاد کا مطلب اپنے ماں باپ کی آخری اولاد

اسی طرح ایک اور جگہ مرزا قادیانی نے ''**خاتم الاولاد**'' کے الفاظ لکھے ہیں اور یہ بھی عربی الفاظ ہیں اور ان کا مفہوم وہی بیان کیا ہے کہ جس کے بعد کوئی نہ ہو یعنی آخری چنانچہ اپنی پیدائش کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

''اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا، اس طرح میں ان کے لئے **خاتم الاولاد** تھا''۔

(تریاق القلوب، رخ 15 صفحہ 479)

یہاں مرزا نے اپنے آپ کو خاتم الاولاد اس وجہ سے کہا کہ اس کے بعد اس کے والدین (یعنی حکیم غلام مرتضی اور مسماۃ چراغ بی بی) کے گھر اور کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی یعنی مرزا غلام احمد ان کی آخری اولاد تھا۔ (لہذا اگر مرزا کے خاتم الاولاد ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اس کے بعد حکیم غلام مرتضی اور چراغ بی بی کے گھر کوئی اور بچی یا بچہ پیدا نہیں ہوا تو خاتم النبیین کا بھی یہ مطلب ہوا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوسکتا)۔

محترم قارئین! آپ نے دیکھا کہ خود مرزا قادیانی بھی تسلیم کرتا ہے کہ خاتم النبیین کا یہی معنی و مفہوم ہے کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا، کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوسکتا، کسی کو نبوت نہیں مل سکتی (اگرچہ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کو رد کرنے کے لئے بار بار یہ الفاظ لکھے ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی دنیا میں نہیں آسکتا نہ پرانا نہ نیا جو کہ اس کا ایک فریب ہے، ختم نبوت کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ کی نبوت و رسالت اب قیامت تک ہر قوم، ہر علاقے کے لئے ہے اب آپ کے بعد کسی کو نبوت نہ ملے گی، کوئی نیا نام انبیاء کی فہرست میں شامل نہیں ہوسکتا، جسے جسے نبوت ملنی تھی مل چکی، نبوت و رسالت اب منقطع

ہو چکی، جن انبیاء پر ایمان لانا ضروری ہے وہ سب آ چکے، اب اگر بفرضِ محال سارے پرانے نبی بھی دوبارہ دنیا میں آ جائیں تو انہیں شریعت محمدیہ کا تابع ہو کر ہی آنا ہو گا وہ اپنی نبوت اور اپنی شریعت کی تبلیغ نہیں کر سکتے، اور معراج کی رات بیت المقدس میں تمام انبیاء کی امامت خاتم الانبیاء ﷺ سے کروا کر اس بات کو واضح بھی کر دیا گیا، اس سے یہ کہیں ثابت نہیں ہوتا کہ کوئی پرانا نبی اب زندہ بھی نہیں ہے کہ جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر اعتراض واقع ہو)۔

مُہرِ ختم نبوت اور ظلی بروزی نبوت کا افسانہ

لیکن جب مرزا قادیانی نے خود نبی بننے کی ٹھانی اور یہی آیت خاتم النبیین اس کے آڑے آئی تو اس نے نبوت کی ایک نئی قسم ایجاد کی اور ساتھ ہی خاتم النبیین کا ایک نیا عجیب وغریب مفہوم بھی ایجاد کیا، اس بناسپتی نبوت کا نام رکھا ظلی بروزی غیر مستقل امتی نبوت، اور ایسے الفاظ لکھنے شروع کیے:۔

”خدا ایک اور محمد ﷺ اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں اور نہ شاخ اپنی بیخ سے جدا ہے پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے وہ ختم نبوت کا خلل انداز نہیں جیسا کہ جب تم آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم دو نہیں ہو سکتے بلکہ ایک ہی ہو اگرچہ بظاہر دو نظر آتے ہیں صرف ظل اور اصل کا فرق ہے......“۔

(کشتی نوح، رخ 19 صفحہ 15 و 16)

اس تحریر میں خط کشیدہ الفاظ قابل غور ہیں، یہ ہے مرزا قادیانی کا مشہور زمانہ فریب اور ظل و بروز کا افسانہ، اور مثال دے رہا ہے آئینہ میں شکل دیکھنے کی، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ آئینہ میں جو عکس ہوتا ہے وہ اسی کا ہوتا ہے جو آئینہ کے سامنے ہوتا ہے، یہ نہیں ہو سکتا کہ آئینہ کے سامنے کوئی ہو اور عکس کسی اور شخصیت کا ہو، شخصیت ایک ہی ہوتی ہے، اور وہ شخصیت جوں ہی آئینہ کے سامنے سے ہٹے گی، آئینہ سے اس کا عکس بھی ختم ہو جائے گا، لیکن یہاں تو غلام احمد قادیانی چراغ

بی بی کے پیٹ سے پیدا ہوا، وہ الگ اپنا جسم رکھتا تھا اس کی الگ شخصیت تھی اور وہ جن کا عکس ہونے کا مدعی ہے وہ ہستی تو اس کے پیدا ہونے سے تقریباً 1350 سال پہلے دنیا میں تشریف لائی تھی اور مرزا کے پیدا ہونے سے پہلے ہی دنیا سے پردہ پوشی فرما چکی تھی۔

ظلی بروزی محمد واحمد

مرزا قادیانی اپنے اسی فریب کو ایک اور جگہ یوں لکھتا ہے:۔

”اصل بھید یہی ہے کہ خاتم النبیین کا مفہوم تقاضا کرتا ہے کہ جب تک کوئی پردہ مغایرت کا باقی ہے اس وقت تک اگر کوئی نبی کہلائے گا تو گویا اس مہر کو توڑنے والا ہو گا جو خاتم النبیین پر ہے، لیکن اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پا لیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرے کا اس میں انعکاس ہو گیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا کیونکہ وہ محمد ہے گو ظلی طور پر۔ پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا پھر بھی سیدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا کیونکہ یہ محمد ثانی اسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے......“۔

(ایک غلطی کا ازالہ، رخ 18 صفحہ 209)

اسی بات کی مزید تشریح یوں کرتا ہے:۔

”مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد جو درحقیقت خاتم النبیین تھے مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے کیونکہ میں بموجب آیت و آخرین منھم لما یلحقوا بھم بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا ہے پس اس طور سے آنحضرت ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے سے میری نبوت میں کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے جدا نہیں ہوتا اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمد ﷺ کی

نبوت محمد تک ہی محدود رہی یعنی بہر حال محمد ﷺ ہی نبی رہا نہ اور کوئی، یعنی جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت ﷺ ہوں اور بروزی رنگ میں کمالات محمدی مع نبوت محمد یہ میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا''۔

(ایک غلطی کا ازالہ، رخ 18 صفحہ 212)

مرزا قادیانی کی یہ تحریر اس کے کفر اور توہین امام الانبیاء ﷺ کی آئینہ دار ہے ، آپ نے دیکھا کیسے اپنے آپ کو مسیلمہ کذاب کی طرح آنحضرت ﷺ کی نبوت میں شریک کرنا چاہتا ہے، نہ صرف نبوت محمد یہ میں بلکہ کمالات محمد یہ میں بھی شرکت کا دعوے دار ہے اور وہ کیسے قرآن کریم کی ایک آیت ﴿وآخرین منهم لما يلحقوا بهم﴾ لکھ کر فریب دے رہا ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہے کہ وہ بروزی طور پر حضرت محمد ﷺ ہے۔(یادر ہے کہ سورۃ الجمعہ کی اس آیت کے ساتھ ایک حدیث شریف ملا کر قادیانی یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں کہ اس آیت میں یہ ذکر ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی ایک دوسری بعثت بھی ہونی تھی جو کہ مرزا قادیانی کی شکل میں ہوئی، جبکہ نہ اس آیت میں اور نہ کسی حدیث میں آنحضرت ﷺ کی کسی دوسری بعثت کا کوئی ذکر ہے اور نہ ہی مرزا غلام قادیانی کی نبوت کی طرف کوئی اشارہ **كبرت كلمة تخرج من افواههم ان يقولون الا كذباً**)۔

تو آپ نے دیکھا کہ مرزا قادیانی نے خاتم النبیین کی مہر کو اپنے تئیں ٹوٹنے سے بچانے کے لئے ظلی بروزی نبوت کا افسانہ گھڑا کیونکہ وہ بھی یہ مانتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی اور نبی کا پیدا ہونا یا کسی اور کا نبی بننا خاتم النبیین کی مہر توڑ دیگا۔

مرزا قادیانی کا ایجاد کردہ ''خاتم النبیین'' کا نیا مفہوم

لیکن اپنی آخری عمر میں جا کر مرزا قادیانی نے خاتم النبیین کا ایک ایسا مفہوم بھی ایجاد کیا جو اس سے پہلے نہ کسی امام لغت کے خواب وخیال میں آیا اور نہ کسی مفسر کے وہم وخیال میں

وارد ہوا، اور نہ خود مرزا قادیانی کو اس سے پہلے اس کے خدا نے القاء کیا، وہ عجیب وغریب مفہوم کیا ہے آیئے دیکھتے ہیں، مرزا لکھتا ہے:۔

''کیونکہ اللہ جل شانہ نے آنحضرت ﷺ کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہ دی گئی اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی''۔

(حقیقۃ الوحی، رخ 22 صفحہ 100 حاشیہ)

یعنی خاتم النبیین کا مطلب یہ ٹھہرا کہ اب حضرت محمد ﷺ کی مہر سے نبی بنا کریں گے اور جو بھی آپ کی کامل اتباع و پیروی کرے گا وہ نبی بنا کرے گا، اس طرح خاتم النبیین میں جو لفظ ''نَبِیّٖن'' ہے اس سے مراد آنحضرت ﷺ سے پہلے ہوئے انبیاء نہیں بلکہ اس سے مراد (بقول مرزا) وہ نبی ہیں جنہیں بعد میں نبوت بخشی جائے گی، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سے پہلے انبیاء کے خاتم نہیں، اس طرح مرزا نے خاتم النبیین کی اس مہر کا قصہ ہی ختم کر دیا جسے ٹوٹنے سے بچانے کے لئے اس نے ظلی بروزی نبوت کا ڈرامہ رچایا تھا (نہ رہے بانس نہ بجے بانسری)۔ مرزا قادیانی کی یہ مراقیانہ تلبیسات درحقیقت اس کا مصداق ہیں کہ:

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا...... کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

اب مرزا قادیانی کے پیروکاروں سے سوال ہے کہ مرزا کی دونوں باتوں میں سے کون سی بات ٹھیک ہے اور کون سی غلط؟، اگر حقیقۃ الوحی والی بات ٹھیک ہے کہ خاتم النبیین کا یہ مطلب ہے کہ آپ کی مہر سے اب نبی بنا کریں گے تو پھر اسے ظل اور بروز کا افسانہ بنانے کی کیا ضرورت تھی؟ کیونکہ آیت خاتم النبیین میں مطلق ''نَبِیّٖن'' کا ذکر ہے وہاں ظلی بروزی کی کوئی قید نہیں، اور اگر ایک غلطی کا ازالہ والی بات ٹھیک ہے کہ خاتم النبیین کا مطلب ہے کہ نبوت پر مہر لگ چکی ہے یعنی وہ بند ہو چکی ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ یہ وہ مہر ہے جس سے اب نبی بنا کریں گے،

ہاں مرزا کے نبی ہونے سے یہ مہر اس لئے نہیں ٹوٹتی کہ وہ ظل اور عکس بن کر آیا ہے۔ظاہر ہے دونوں معنے صحیح نہیں ہو سکتے،ایک ضرور غلط ہوگا۔کیا جماعت مرزائیہ اس گتھی کو سلجھا پائے گی؟۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم......نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

مرزائی مذہب کی چند جھلکیاں

یہاں مرزائی عقیدے کو مزید واضح کرنے کے لئے ان کی کتابوں سے چند اقتباسات بھی (اپنے دل پر پتھر رکھ کر) ملاحظہ فرمائیں تاکہ قادیانی مذہب کا اصل چہرہ نکھر کر سامنے آجائے:

میرا نام محمد رسول اللہ

مرزا قادیانی اپنے اوپر ہونے والی ایک (نام نہاد) وحی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

’’پھر اسی کتاب میں اسی مکالمے کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے **محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم** اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد بھی رکھا گیا اور رسول بھی‘‘۔ (ایک غلطی کا ازالہ، رخ18 صفحہ 207)

مرزا کے یہ الفاظ کسی تشریح یا وضاحت کے محتاج نہیں، وہ اپنے پر ہونے والی (نام نہاد) وحی کے وہی الفاظ بتا رہا ہے جو سورۃ الفتح کی آیت 29 میں حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوئے اور اس آیت میں آپ ﷺ کے بارے میں ’’محمد رسول الله‘‘ کہا گیا، اب کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ جب مرزائی یہ کہتے ہیں کہ ہم بھی وہی کلمہ پڑھتے ہیں جو مسلمان پڑھتے ہیں تو ظاہری طور پر الفاظ تو وہی پڑھتے ہیں جو مسلمان کہتے ہیں لیکن ان کے مذہب میں ’’محمد رسول اللہ‘‘ ایک نہیں بلکہ دو ہیں کیونکہ مرزا قادیانی کے بقول اس کا نام بھی (اس کے) خدا نے محمد رسول اللہ رکھا ہے۔

تمام نبیوں کے نام مجھے دیے گئے

’’اور دنیا میں کوئی نبی نہیں گذرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں

خدا نے فرمایا ہے (واضح رہے کہ براہین احمدیہ مرزا قادیانی کی پہلی کتاب ہے جس کا مصنف خود مرزا قادیانی ہے پھر اس کتاب میں خدا کے فرمانے کا کیا مطلب؟ ناقل) میں آدمؑ ہوں، میں نوحؑ ہوں میں ابراہیمؑ ہوں، میں اسحاقؑ ہوں، میں یعقوبؑ ہوں، میں اسماعیلؑ ہوں، میں موسیٰؑ ہوں میں داؤدؑ ہوں، میں عیسیٰؑ ابن مریم ہوں، میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں یعنی بروزی طور پر‘‘۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی، رخ22 صفحہ 521)

میرے اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے درمیان کوئی فرق نہیں

’’**من فرق بیني وبین المصطفی فما عرفني وما رأی**‘‘ جس نے میرے اور (محمد) مصطفیٰ (ﷺ) کے درمیان فرق کیا اس نے نہ ہی مجھے پہچانا اور نہ مجھے دیکھا۔

(خطبہ الہامیہ، رخ16 صفحہ 259)

نبی کریم ﷺ دوبار مبعوث ہوئے

’’اور جان کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے (یعنی چھٹی صدی عیسوی میں۔ ناقل) ایسا ہی مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی۔ ناقل) کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار (یعنی تیرھویں صدی ہجری۔ ناقل) کے آخر میں مبعوث ہوئے، اور یہ قرآن سے ثابت ہے اس میں انکار کی گنجائش نہیں‘‘۔

(خطبہ الہامیہ، رخ16 صفحہ 270)

یہاں ہم اس بحث میں نہیں پڑتے کہ مرزا قادیانی کو یہ کس نے بتایا تھا کہ دنیا کا پانچواں ہزار کونسا ہے اور چھٹا ہزار کونسا ہے؟ نہ ہم مرزا سے یہ سوال کریں گے کہ وہ کون سا قرآن ہے جس سے یہ ثابت ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے دوبارہ مرزا قادیانی کی بروزی صورت اختیار کر کے مبعوث ہونا تھا، ہمارا مقصد یہ حوالہ پیش کرنے کا سردست صرف یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ ہی سمجھتا ہے۔ (مرزا کی قرآن وحدیث پر کی گئی کذب بیانیوں اور تحریفات پر ہم ان شاء اللہ تحریفات وکذبات مرزا کے عنوان سے باب سوم میں الگ سے بات کریں گے)۔

میری شکل میں آنحضرت ﷺ دوبارہ دنیا میں آئے

"اس تقریر سے یہ بات بپایۂ ثبوت پہنچ گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں، یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایک بروزی رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوبارہ آنا دنیا میں وعدہ دیا گیا تھا جو مسیح موعود و مہدی معہود (یعنی مرزا قادیانی ۔ ناقل) کے ظہور سے پورا ہوا"۔

(تحفہ گولڑویہ، رخ 17 صفحہ 249)

اور مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم اے، اپنے باپ کے اس دعوے کی وضاحت یوں کرتا ہے:۔

"اور وہ جس نے مسیح موعود (اس کے خیال میں مرزا قادیانی ۔ ناقل) کی بعثت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانی نہ جانا اس نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا کیونکہ قرآن پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ پھر دنیا میں آئے گا......"۔

(کلمۃ الفصل، صفحہ 105، مصنفہ مرزا بشیر احمد بن مرزا غلام احمد قادیانی)

اب اسم محمد ﷺ کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں

"مگر تم خوب توجہ کر کے سن لو کہ اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں ۔ یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں ۔ کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا ۔ سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں ۔ اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں"۔

(اربعین نمبر 4، رخ 17 صفحات 445و446)

میں مسیح وکلیم اور محمد و احمد مجتبیٰ ہوں

"منم مسیح زمان و منم کلیم خدا...... منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد" میں ہی مسیح زمان ہوں، میں

ہی کلیم خدا ہوں، میں ہی محمد و احمد مجتبیٰ ہوں۔

(تریاق القلوب، رخ 15 صفحہ 134)

ستم کیشی کو تیری کوئی پہنچا ہے نہ پہنچے گا...... اگرچہ ہو چکے ہیں تجھ سے پہلے فتنہ گر لاکھوں

قادیان میں محمد ﷺ

مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم اے (جسے مرزائی دنیا قمر الانبیاء کے لقب سے یاد کرتی ہے) اپنے باپ کی ان تحریروں کی تشریح یوں کرتا ہے، غور سے پڑھیے گا:۔

"کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد صلعم کو اُتارا تا اپنے وعدے کو پورا کرے جو اس نے آخرین منھم لما یلحقوا بھم میں فرمایا تھا"۔

(کلمۃ الفصل، صفحہ 105)

یاد رہے یہ قادیانی ڈھکوسلہ اور تحریف ہے کہ اس آیت میں کسی کے قادیان میں اتارے جانے کا وعدہ ہے یا اس آیت میں نبی کریم ﷺ کے دوبارہ ظہور کا بیان ہے۔

اور اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ اگر حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی اور نبی ہے تو اس کا کلمہ بتاؤ؟ یہی مرزا بشیر احمد یوں لکھتا ہے:۔

"مسیح موعود (یعنی اس کے مطابق مرزا قادیانی ۔ ناقل) کی بعثت کے بعد محمد رسول اللہ کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہوگئی"۔

(کلمۃ الفصل، صفحہ 158)

یعنی وہ تسلیم کرتا ہے کہ جب قادیانی لوگوں کے سامنے مسلمانوں والا کلمہ پڑھتے ہیں تو اگرچہ کلمہ کے ظاہری الفاظ وہی ہوتے ہیں لیکن ان کے نزدیک محمد رسول اللہ میں ان کا (نقلی اور جعلی) مسیح مرزا قادیانی بھی شامل ہوتا ہے۔

مرزا قادیانی خود محمد رسول اللہ ﷺ ہے

پھر اسی صفحے پر مرزا بشیر احمد مرزائی عقیدے کی وضاحت یوں کرتا ہے:۔

'' پس مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی۔ناقل) خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی''۔

(کلمۃ الفصل، صفحہ 158)

مرزا قادیانی نبی کریم ﷺ کے پہلو بہ پہلو

اسی پر بس نہیں بلکہ مرزا قادیانی کا یہ بیٹا اس حد تک چلا گیا کہ لکھتا ہے:۔

''مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی نقلی اور جعلی مسیح۔ناقل) کو نبوت تب ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلائے، پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم ﷺ کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا''۔

(کلمۃ الفصل، صفحہ 113)

مرزا قادیانی کی روحانیت زیادہ کامل

لیکن اسے اپنے باپ کا یہ مقام بھی پسند نہ آیا اور اس نے ایک قدم اور بڑھایا:۔

''مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی نقلی اور جعلی مسیح۔ناقل) نبی کریم ﷺ سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے اور اگر مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی۔ناقل) کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو، مگر دوسری بعثت میں (جو مرزائی عقیدے کے مطابق مرزا قادیانی کی صورت میں ہوئی۔ناقل) جس میں بقول حضرت مسیح موعود آپ کی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشدّ ہے آپ کا انکار کفر نہ ہو''۔

(کلمۃ الفصل، صفحہ 147)

لیجیے اس نے نہ صرف مرزا قادیانی کو آنحضرت ﷺ کی دوسری بعثت قرار دیا بلکہ اس

کی روحانیت کو پہلی بعثت (جو خود حضرت محمد ﷺ کی صورت میں ہوئی) سے زیادہ قوی زیادہ کامل قرار دیدیا۔یعنی اصل کی روحانیت سے نقل کی روحانیت زیادہ کامل ہے (نعوذ باللہ)۔

آنحضرت ﷺ کی ذہنی ترقی کا کامل ظہور آپ کی پہلی بعثت میں نہ ہو سکا (نعوذ باللہ)

''اور حضور صلعم ذہنی ترقی کا کامل مرکزی نقطہ تھے مگر بوجہ تمدّن کے نقص کے حضورؐ کی اس ذہنی ترقی کا کامل ظہور حضورؐ کی بعثت اوّل میں نہ ہوا، گو استعداد تھی مگر پورا اظہار نہ ہو سکا۔ پس ذہنی ارتقاء کا سلسلہ جاری رہا، اور حضرت مسیح موعود (یعنی نقلی مسیح مرزا قادیانی۔ناقل) کے وجود میں آکر یہ ذہنی ترقی اپنی انتہاء کو پہنچ گئی اور بوجہ تمدّن کے اعلیٰ ہونے کے حضورؐ کی ذہنی استعداد کا اظہار پوری شان کے ساتھ ہوا۔گویا آنحضرت صلعم کی بعثتِ ثانی میں حضورؐ کی ذہنی ترقی کا اظہار کامل طور پر ہوا''۔

(ریویو آف ریلیجنز، نمبر 5، جلد 28، مئی 1929، صفحہ 19)

اس قادیانی تحریر کی تشریح کرنے کی میرے قلم میں طاقت نہیں، قارئین خود ان الفاظ پر غور فرمالیں۔

''اسمه احمد'' کی بشارت مرزا قادیانی کے بارے میں

مرزا قادیانی کا دوسرا بیٹا مرزا محمود (دوسرا قادیانی خلیفہ) تو یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا رہا کہ قرآن کریم کی سورۃ الصّف کی آیت نمبر 6 میں جو یہ ذکر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بعد ایک ''احمد'' نامی رسول کی بعثت کی بشارت دی تھی، اس کا مصداق حضرت محمد ﷺ نہیں بلکہ وہ بشارت مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں ہے، چنانچہ وہ کہتا ہے:۔

''اسمہ احمد کی پیش گوئی کا مصداق حضرت مسیح موعود (نقلی اور جعلی۔ناقل) ہیں۔میرا یہ عقیدہ ہے کہ یہ آیت مسیح موعود (یعنی نقلی اور جعلی مسیح مرزا قادیانی۔ناقل) کے متعلق ہے اور احمد

آپ ہی ہیں، لیکن اس کے خلاف کہا جاتا ہے کہ احمد نام رسول کریم ﷺ کا ہے اور آپ کے سوا کسی اور شخص کو احمد کہنا آپ کی ہتک ہے۔ لیکن میں جہاں تک غور کرتا ہوں میرا یقین بڑھتا جاتا ہے اور میں ایمان رکھتا ہوں کہ احمد کا جو لفظ قرآن کریم میں آیا ہے وہ حضرت مسیح موعود (یعنی نقلی مسیح مرزا قادیانی۔ناقل) کے متعلق ہی ہے''۔ (انوار خلافت، انوار العلوم جلد 3، صفحہ 83 و مابعد)

جیسے صحابہ کی جماعت تھی ویسی ہی ہماری جماعت ہے

اسی مرزا بشیر الدین محمود (دوسرے قادیانی خلیفہ) نے کہا تھا:۔

''جیسے صحابہ کی جماعت تھی ویسی ہی ہماری جماعت ہے۔ جیسے وہ رسول کریم ﷺ کی بعثت اولیٰ سے مستفیض ہوئے اسی طرح ہم رسول کریم ﷺ کی بعثتِ ثانیہ سے مستفیض ہوئے، پس ہم میں اور صحابہ میں کوئی فرق نہیں''۔

(مشعلِ راہ۔ مرزا بشیر الدین محمود کے خطبات کا مجموعہ، جلد 1، صفحہ 202)

دیکھیے کس طرح وہ اپنے باپ مرزا قادیانی کو نبی اکرم ﷺ کی ''بعثت ثانیہ'' بتا کر اُس کے مریدوں کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ملا رہا ہے۔

محمد (ﷺ) پھر اُتر آئے ہیں ہم میں

مرزا قادیانی کے ایک مرید خاص قاضی ظہور الدین اکمل نے ایک نظم لکھی جو مرزا قادیانی کی زندگی میں قادیان سے نکلنے والے مرزائی اخبار ''بدر'' میں چھپی، اس نظم کے صرف دو اشعار ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں کس طرح مرزا قادیانی کی شان بڑھائی جا رہی ہے:۔

محمد پھر اُتر آئے ہیں ہم میں......اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل......غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(بدر۔ قادیان، نمبر 43، جلد 2، مورخہ 25 اکتوبر 1906، صفحہ 14)

واضح رہے کہ قاضی ظہور الدین اکمل نے اپنی اس نظم پر ایک اعتراض کے جواب میں صاف طور پر یہ لکھا تھا کہ:۔

''یہ نظم حضرت حضرت مسیح موعود (نقلی اور جعلی۔ناقل) کے حضور میں پڑھی گئی اور خوش خط لکھے ہوئے قطعہ کی صورت میں پیش کی گئی اور حضور اسے اپنے ساتھ اندر لے گئے''۔

(قادیانی اخبار ''الفضل''، نمبر 196، جلد 32، مورخہ 22 اگست 1944، صفحہ 6)

قارئین محترم! یہ صرف بطور نمونہ چند مرزائی تحریریں آپ کے سامنے رکھی ہیں، ورنہ قادیانی لٹریچر اس طرح کی دلخراش اور کفریہ عبارات سے بھرا پڑا ہے، یقیناً ایک مسلمان کا دل یہ سب پڑھ کر تڑپ تڑپ جاتا ہے کہ کیسے ایک جھوٹے اور کذاب کو صادق و مصدوق ﷺ کے ساتھ ملایا بلکہ آپ سے بڑھایا جا رہا ہے، میں بھی اپنے اصل موضوع کی طرف واپس آتا ہوں کہیں میرے قلم کے صبر کا پیمانہ لبریز نہ ہو جائے، کیونکہ:

ڈرتا ہوں عدم پھر آج کہیں شعلے نہ اٹھیں بجلی نہ گرے
بربط کی طبیعت الجھی ہے، نغمات کی نیت ٹھیک نہیں

☆☆☆☆

مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو آخری نبی لکھتا ہے

دوستو! اگر بالفرض خاتم النبیین کا یہ مرزائی مفہوم تسلیم کرلیا جائے کہ اب آپ ﷺ کی پیروی سے نبی بنا کریں گے تو ''النَبِیِّین'' جمع ہے جو کہ عربی میں تین یا اس سے زیادہ کے لئے آتی ہے، تو اب لازم تھا کہ امت محمدیہ میں کم از کم تین لوگ تو ایسے ہوں جو آپ ﷺ کی توجہ روحانی سے نبی بنیں، لیکن مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ اس سے پہلے تیرہ صدیوں میں کوئی ایسا نبی نہ تراشا گیا اور نہ اس کے بعد قیامت تک کسی اور کو نبوت بخشی جائے گی، جی ہاں مرزا قادیانی اپنے آپ کو آخری نبی، خدا کے نوروں میں سے آخری نور کہتا ہے، چنانچہ ایک جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلا م کے ساتھ اپنی مشابہتیں گنواتے ہوئے یوں لکھتا ہے:۔

''چودھویں خصوصیت یسوع مسیح میں یہ تھی کہ وہ باپ کے نہ ہونے کی وجہ سے بنی اسرائیل میں سے نہ تھا مگر بایں ہمہ موسوی سلسلہ کا آخری پیغمبر تھا جو موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں پیدا ہوا۔ ایسا ہی میں بھی خاندان قریش میں سے نہیں ہوں اور چودھویں صدی میں مبعوث ہوا ہوں اور سب سے آخر ہوں''۔

(تذکرۃ الشہادتین، رخ 20 صفحہ 35)

سلسلہ محمدیہ کا آخری نبی

اسی کتاب میں یہ بیان کرتے ہوئے کہ کیا اللہ کا نبی قتل ہوسکتا ہے؟ لکھتا ہے:۔

''دو قسم کے مرسَل من اللہ قتل نہیں ہوا کرتے (1) ایک وہ نبی جو سلسلہ کے اول پر آتے ہیں جیسا کہ سلسلہ موسویہ میں حضرت موسیٰ اور سلسلہ محمدیہ میں ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت ﷺ (2) دوسرے وہ نبی اور مامور من اللہ جو سلسلہ کے آخر میں آتے ہیں جیسے سلسلہ موسویہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور سلسلہ محمدیہ میں یہ عاجز''۔

(تذکرہ الشہادتین، رخ 20 صفحہ 69و70)

یعنی مرزا قادیانی اپنے آپ کو اسی طرح سلسلہ محمدیہ کا آخری نبی لکھ رہا ہے جیسے سلسلہ

موسویہ (یعنی بنی اسرائیل) کے آخری نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔

یہی بات ایک جگہ مرزا قادیانی نے یوں بیان کی:۔

''غرض حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بنی اسرائیل کی نبوت کا خاتمہ ہوگیا، پہلی کتابوں میں بھی اللہ نے وعدہ دیا تھا کہ بنی اسماعیل میں بھی ایک سلسلہ اسی سلسلہ کا ہم رنگ پیدا ہوگا'' (اور آگے لکھا) ''پس جیسے وہاں خاتم مسیح ہے، یہاں بھی خاتم الخلفاء ہے''۔

(ملفوظات، جلد 1، صفحہ 475)

آخری راہ اور آخری نور

اور پھر یہ بھی لکھا:۔

''مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے''۔

(کشتی نوح، رخ 19 صفحہ 61)

آخری اینٹ میں ہوں

جیسا کہ احادیث کے باب میں گذرا، نبی کریم ﷺ نے اپنی ختم نبوت کو ایک حسی مثال کے ذریعے سمجھانے کے لئے نبوت کو ایک محل سے تشبیہ دی اور پھر فرمایا کہ میں اس محل کی آخری اینٹ ہوں، لیکن مرزا قادیانی اپنے آپ کو آخری اینٹ کہتا ہے، اس نے لکھا ہے:۔

''اور اس عمارت میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی یعنی منعم علیہم پس خدا نے ارادہ فرمایا کہ اس پیشگوئی کو پورا کرے اور آخری اینٹ کے ساتھ بنا کو کمال تک پہنچادے پس میں وہی اینٹ ہوں''۔

(خطبہ الہامیہ، رخ 16 صفحہ 178)

اس آخری اینٹ سے کیا مراد ہے؟ مرزا کا کوئی امتی اس کی وضاحت کرے گا؟۔

مرزا قادیانی کے بعد ظلی بروزی (جعلی) نبوت بھی بند

محترم قارئین! ہم نے شروع میں عرض کیا تھا کہ امت مسلمہ اور قادیانی مذہب کے درمیان اصل اختلاف یہ ہے کہ خاتم النبیین یعنی آخری نبی کون ہے؟ امت مسلمہ کے نزدیک قرآن وحدیث کی روشنی میں آخری نبی حضرت محمد ﷺ ہیں، جبکہ قادیانی مذہب یہ کہتا ہے کہ آخری نبی مرزا غلام احمد قادیانی ہے، اس کے بعد وہ ظلی بروزی نبوت کو بھی جاری نہیں مانتے، آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے حوالے تو ملاحظہ فرمائے، آیئے اب ایک ایسا حوالہ بھی پیش کرتا ہوں جس میں صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ مرزا کے بعد اب ظلی بروزی نبوت بھی بند ہے، ملاحظہ فرمائیں:۔

''پس جس طرح خاتم الانبیاء میں تعدد جائز نہیں، اسی طرح خاتم نبوت ظلیہ میں بھی تعدد کسی طرح جائز نہیں، بلکہ ضروری ہے کہ ایک ہی ہو، پس معلوم ہوا کہ آنخضرت ﷺ کی امت میں جو شخص بھی نبی ہو وہ ضرور ہے کہ خاتم نبوت ظلیہ ہو، اور خاتم نبوت ظلیہ ضرور ہے کہ صرف ایک ہی ہو، ہاں ظل غیر اتم میں کثرت جائز ہے اظلال اپنی ظلیت کے مطابق نبوت سے حصہ پا سکتے ہیں جو جزوی نبوت ہے لیکن جزوی نبوت نبوت نہیں، پس ثابت ہوا کہ امت محمدیہ میں ایک سے زیادہ نبی کسی صورت نہیں آسکتے چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت میں سے صرف ایک نبی اللہ آنے کی خبر دی ہے جو مسیح موعود ہے (یعنی قادیانیوں کے مطابق مرزا غلام احمد۔ناقل) اور اس کے سوا قطعاً کسی کا نام نبی اللہ یا رسول اللہ نہیں رکھا اور نہ کسی اور نبی کے آنے کی آپ نے خبر دی ہے بلکہ **لا نبي بعدي** فرما کر اوروں کی نفی کر دی اور کھول کر بیان فرما دیا کہ مسیح موعود (یعنی ان کے مطابق مرزا قادیانی۔ناقل) کے سوا میرے بعد قطعاً کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا''۔

(تشحیذ الاذہان۔قادیان، مارچ 1914، صفحہ 31، زیر ادارت مرزا بشیر الدین محمود)

مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے:۔

''اگر آپ کے بعد بھی بہت سے نبی آجاتے تو پھر آپ کی شان لوگوں کی نظروں سے

گر جاتی کیونکہ آپ کے بعد بہت سے نبیوں کے ہونے کے یہ معنی ہیں کہ نعوذ باللہ محمد رسول اللہ صلعم کا درجہ اتنا معمولی ہے کہ بہت سے لوگ محمد رسول اللہؐ بن سکتے ہیں کیونکہ <u>جو کوئی ظلی نبی ہوگا وہ بوجہ نبی کریم صلعم کے تمام کمالات حاصل کر لینے کے محمد رسولؐ ہی کہلائے گا</u>۔ <u>پس اس لئے اُمّتِ محمدیہؐ میں صرف ایک شخص نے نبوت کا درجہ پایا اور باقیوں کو یہ رتبہ نصیب نہیں ہوا</u> کیونکہ ہر ایک کا یہ کام نہیں اتنی ترقی کر سکے۔ بیشک اس امّت میں بہت سارے ایسے لوگ پیدا ہوئے جو **علماء امتي كانبياء بني اسرائيل** کے حکم کے ماتحت انبیائے بنی اسرائیل کے ہم پلّہ تھے لیکن ان میں سوائے مسیح موعود (یعنی نقلی مسیح مرزا قادیانی۔ناقل) کے کسی نے نبی کریمؐ کی اتباع کا اتنا کامل نمونہ نہیں دکھایا کہ نبی کریمؐ کا کامل ظل کہلا سکے <u>اس لئے نبی کہلانے کے لئے صرف مسیح موعود (یعنی نقلی مسیح مرزا قادیانی۔ناقل) مخصوص کیا گیا</u>''۔

(کلمۃ الفصل، صفحہ 116)

دوستو! یہ تحریریں صاف اردو میں ہیں اور کسی تفسیر یا تشریح کی محتاج نہیں صاف لکھا ہے کہ ظلی نبی بھی صرف ایک ہی ہو سکتا ہے کیونکہ نبی وہی ہوگا جو ظل کامل ہو، اور ظل کامل میں تعدد جائز نہیں (اور وہ ان کے مطابق مرزا غلام احمد قادیانی ہو چکا)، نیز امت محمدیہ میں صرف ایک شخص نبی کہلانے کے لئے مخصوص کیا گیا، لہذا ظلی بروزی جعلی نبوت کا جو افسانہ لکھا گیا اس کا اختتام 26 مئی 1908 کو مرزا کی موت کے ساتھ ہو گیا۔

دل فریبوں نے کہی جس سے نئی بات کہی...... ایک سے دن کہا دوسرے سے رات کہی

مرزا قادیانی نے تو یہ فیصلہ بھی دے دیا تھا کہ:۔

''**وان قدمي هذه علىٰ منارة ختم عليها كل رفعة** ۔اور یہ میرا قدم ایک ایسے منارہ پر ہے جس پر ہر بلندی ختم کی گئی ہے''۔

(خطبہ الہامیہ، رخ 16، صفحہ 70)

الغرض! قادیانیوں کے ساتھ ''اجراء نبوت یا امکان نبوت'' جیسے موضوعات پر بحث

ومباحثہ کرنا صرف وقت کا ضیاع ہے کیونکہ وہ خود بھی مرزا قادیانی کے بعد امکان نبوت اور اجراء نبوت کے منکر ہیں اور خود مرزا قادیانی نے بھی اپنے آپ کو آخری نبی، سب سے آخر اور خدا کے نوروں میں سے آخری نور اور آخری راہ لکھ کر اپنے بعد ظلی بروزی جعلی نبوت کا دروازہ بھی بند کر دیا، بجائے اس کے قادیانیوں کے ساتھ اس پر بات ہوسکتی ہے کہ خاتم النبیین کون؟، اور حضرت محمد ﷺ کو قیامت تک کے لئے تمام دنیا کے لئے مبعوث کیا گیا یا آپ کی بعثت صرف چودھویں صدی ہجری تک تھی اور اس کے بعد کسی اور محمد نے آنا تھا؟ (نعوذ باللہ)، اور کیا نبوت کی کوئی قسم ظلی بروزی غیر مستقل کسبی نبوت بھی ہوتی ہے؟ اور کیا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک ظلی بروزی قسم کا کوئی نبی ہوا؟ قرآن وحدیث میں ایسی کسی نبوت کا ذکر ہے؟۔

''نبی'' اور ''رسول'' کی تعریف میں مرزا قادیانی کی قلابازی

آخر میں مرزا قادیانی کی ایک اور قلابازی ملاحظہ فرماتے جائیں، جب تک مرزا قادیانی اپنے دعوائے نبوت میں تاویلیں کیا کرتا تھا اس وقت اس نے لکھا:

''اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکامِ شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خداتعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں''۔

(الحکم قادیان، نمبر 29 جلد 3 صفحہ 6، 17 اگست 1899 / مباحثہ راولپنڈی، صفحہ 130)

اور جب مرزا قادیانی نے صریح طور پر دعوائے نبوت کر دیا تو اس نے یوں قلابازی کھائی:

''خداتعالیٰ کی طرف سے ایک کلام پا کر جو غیب پر مشتمل زبردست پیشگوئیاں ہوں مخلوق کو پہنچانے والا اسلامی اصطلاح کی رُو سے نبی کہلاتا ہے''۔

(الحکم قادیان، نمبر 31 جلد 12 صفحہ 5، مورخہ 6 مئی 1908)

☆☆☆☆

چند مرزائی شبہات اور تلبیسات کا جواب

قرآن وحدیث کی واضح نصوص کے مقابلے میں جماعت مرزائیہ قرآن کریم کی چند آیات اور کچھ روایات نکال کر اور انہیں من مانا مفہوم پہنا کر ان سے اپنی خودساختہ نبوت کو سہارا دینے کی کوشش کرتی ہے اس لئے یہاں ان پر بھی ایک نظر ڈال لینا مناسب ہوگا۔

قادیانیوں کی طرف سے پیش کردہ قرآنی آیات کے بارے میں ایک موٹی سی بات ہمیشہ پیش نظر رہے کہ قادیانی عقیدہ کے مطابق نبوت کی تین اقسام ہیں، (1) نئی کتاب یا نئی شریعت والی مستقل نبوت (2) بغیر نئی شریعت یا بغیر نئی کتاب والی مستقل نبوت، اور (3) تیسری قسم نبوت کی وہ ہے جو غیر مستقل غیر حقیقی اور ظلی بروزی ناقص نبوت ہوتی ہے (یہ قسم مرزائی کارخانے میں تیار ہوئی ہے ورنہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک اللہ کا ہر نبی مستقل اور حقیقی نبی ہی ہوا ہے چاہے اسے نئی کتاب وشریعت دی گئی یا نہ دی گئی)، الغرض مرزائی عقیدے کے مطابق نبوت کی پہلی دونوں اقسام (مستقل اور حقیقی نئی شریعت والی اور مستقل وحقیقی بغیر نئی شریعت والی نبوت) آنحضرت ﷺ کے بعد بند ہیں، اب کوئی بھی مستقل نبی نہیں آسکتا نہ نئی شریعت والا اور نہ بغیر نئی شریعت والا، صرف تیسری قسم کی (مرزائی ایجاد کردہ) نبوت جاری ہے جسے ظلی بروزی غیر حقیقی غیر مستقل یا امتی نبوت کہا جاتا ہے۔ (یہ بات اور نبوت کی یہ تین اقسام مرزا قادیانی کے بیٹے اور ان کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیرالدین محمود نے اپنی کتاب القول الفصل میں بیان کی ہیں، ملاحظہ فرمائیں اس کا مجموعہ کتب انوارالعلوم جلد 2 صفحہ 276 و 277 اور مرزا کے دوسرے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے نے بھی کلمۃ الفصل صفحہ 112 پر یہ تفصیل لکھی ہے)۔

یوں واضح ہوا کہ مرزائی دعویٰ مطلق نبوت کے جاری ہونے یا امکانِ نبوت کا نہیں بلکہ صرف ''ظلی بروزی غیر حقیقی غیر مستقل'' نبوت کے جارے ہونے اور پھر مرزا قادیانی کے ظلی بروزی نبی ہونے کا ہے، یعنی ان کا دعویٰ خاص ہے عام نہیں، لہذا اگر کوئی قادیانی قرآن کی کوئی

آیت پیش کرے جس کے اندر مطلق لفظ "انبیاء" یا "رسل" ہو اور اپنا من گھڑت مفہوم بیان کرکے اس سے امکان یا اجراء نبوت ورسالت ثابت کرنے کو کوشش کرے تو آپ کا اس سے یہ مطالبہ ہونا چاہیے کہ آیت وہ پیش کرو جس میں صرف ظلی بروزی غیر مستقل نبوت کا ذکر ہو نہ کہ مطلق نبوت یا مطلق نبیوں یا رسولوں کا، یعنی خاص دعوے پر خاص دلیل طلب کی جائے، کیونکہ مطلق نبوت ورسالت کے اجراء کے تو قادیانی بھی قائل نہیں۔ (واضح رہے کہ علماء امت نے مرزائیوں کی طرف سے اجراء نبوت پر پیش کردہ آیات قرآنیہ کے مفصل اور تحقیقی جوابات بھی دیے ہیں جن کے اندر مرزائی دجل وفریب کا قلع قمع کیا ہے جو اکابرین کی کتب میں موجود ہیں **جزاھم اللہ احسن الجزاء عنا وعن جمیع المسلمین**، تفصیل کے لئے حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم کی کتاب قادیانی شبہات کے جوابات جلد اول اور دوسری کتب کا مطالعہ مفید ہوگا)۔

اسی طرح قادیانی کتب حدیث وتفسیر سے چند روایات بھی پیش کرتے ہیں اور ان سے اپنی خانہ ساز نبوت ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ہم یہاں صرف ان روایات پر مختصر بات کریں گے جو ان کی **معرکۃ الأراء** دلیلیں شمار ہوتی ہیں۔

پہلی روایت

سنن ابن ماجہ میں ایک روایت ہے **"حدثنا عبدالقدوس بن محمد قال حدثنا داود بن شبیب الباھلیُ قال حدثنا ابراھیم بن عثمان قال حدثنا الحکم بن عتبة عن مقسم عن ابن عباس قال لما مات ابراھیم بن رسول اللہ ﷺ صلّی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال : اِن لہ مرضعة فی الجنة ولو عاش لکان صدیقاً نبیاً ...... الی آخر الحدیث"**۔

(سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 1511)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضي اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ کے بیٹے ابراھیم

فوت ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ ادا فرمائی اور فرمایا: ان کے لئے جنت میں ایک دودھ پلانے والی ہے اور اگر یہ زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے۔

مرزائی مربیوں کی طرف سے اکثر یہ روایت پیش کی جاتی ہے اور دعویٰ کیا جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (اگر یہ زندہ رہتے تو ضرور نبی ہوتے) لہذا ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت جاری ہے۔

جواب

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ یہ روایت سند کے اعتبار سے نہایت کمزور ہے، اس روایت میں ایک راوی ہے جس کا نام ہے (**ابراھیم بن عثمان ابو شیبہ العبسي**)، آیئے مختصر طور پر دیکھتے ہیں اس راوی کے بارے میں ائمہ جرح وتعدیل کیا کہتے ہیں؟۔

امام احمد بن حنبل، امام یحییٰ بن معین اور امام ابوداود نے فرمایا: یہ ضعیف ہے، امام یحییٰ بن معین نے یہ بھی فرمایا: یہ ثقہ نہیں ہے، امام ترمذی نے فرمایا: یہ منکر الحدیث ہے، امام نسائی اور امام دولابی نے فرمایا: اس کی حدیث ترک کردی گئی ہے (متروک الحدیث ہے)، امام ابوحاتم نے فرمایا: یہ ضعیف الحدیث ہے اور اس کی حدیث ترک کردی گئی ہے امام جوزجانی نے فرمایا: اس کی حدیث ساقط ہے، امام صالح نے فرمایا: یہ ضعیف ہے، اس کی حدیث نہ لکھی جائے امام ابوعلی نیشاپوری نے فرمایا: یہ راوی قوی نہیں ہے، امام احوص غلابی نے فرمایا: جن ضعیف راویوں نے شعبہ سے روایت کی ان میں ابراھیم بن عثمان بھی ہے، معاذ عنبری کہتے ہیں کہ میں نے امام شعبہ کو خط لکھا اور پوچھا کہ کیا میں ابوشیبہ (ابراہیم بن عثمان) سے حدیث روایت کرلوں؟ تو امام شعبہ جواب دیا: اس کی روایت بیان نہ کرو وہ برا آدمی ہے (مذموم آدمی ہے)، امام ابن سعد نے فرمایا: وہ حدیث میں ضعیف تھا، امام دارقطنی نے فرمایا: وہ ضعیف ہے، امام ابن مبارک نے فرمایا: اسے پھینک دو (یعنی اس کی کوئی حیثیت نہیں)۔

(تھذیب التھذیب: جلد 1 صفحہ 76،77 مؤسسة الرسالة بیروت، لبنان)

اور قادیانی اصول حدیث کے مطابق جس راوی پر کوئی ایک امام بھی کسی قسم کی جرح کردے اس کی حدیث صحیح نہیں ہوتی، یہاں تو ائمہ جرح وتعدیل کی ایک لمبی لسٹ ہے۔

نیز مشہور محدث اور قادیانیوں کے نزدیک بھی اپنے زمانے کے مجدد، صحیح مسلم کے شارح امام یحییٰ بن شرف نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''**فباطل وجسارة على الكلام فى المغيبات ومجازفة وهجوم على عظيم من الزلات**'' یہ (روایت) باطل ہے، غیب کی باتوں پر جسارت ہے اور ایک بے تکی بات ہے۔

(تهذيب الاسماء واللغات ، جلد 1 صفحہ 103 ،دار الكتب العلمية ، بيروت)

ایک صحیح روایت

سنن ابن ماجہ میں اسی جگہ اس ابراہیم بن عثمان والی روایت سے پہلے ایک اور روایت بھی ہے جو کہ صحیح ترین روایت ہے اور صحیح بخاری میں بھی ہے، آیئے وہ روایت بھی دیکھتے ہیں:

''اسماعیل بن ابی خالد کہتے ہیں کہ میں نے صحابی رسول حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ سے پوچھا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیم کو دیکھا ہے؟ تو عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ چھوٹی عمر میں ہی انتقال فرما گئے تھے، اور اگر حضور ﷺ کے بعد کسی کو نبی بننا ہوتا تو آپ کے بعد ابراہیم زندہ رہتے، لیکن آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں''۔

(صحیح بخاری، حدیث نمبر 6194، سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 1510)

اب اگر قادیانیوں میں دیانت نام کی کوئی چیز ہوتی تو وہ ایک ضعیف اور متروک الحدیث راوی کی روایت کے مقابلے میں صحیح بخاری کی یہ روایت لیتے اور ابراہیم بن عثمان کی روایت کو نہ لیتے۔ اب ملاحظہ فرمائیں کہ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ یہ کیوں فرماتے ہیں کہ اگر آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبی بننا ہوتا تو آپ ﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیمؓ زندہ رہتے۔ گویا حضرت کے صاحبزادہ کا انتقال ہی اس لئے ہوا کہ آپ کے بعد کسی کو نبی نہیں بننا تھا۔

ایک مرزائی عذر

ابراہیم بن عثمان کی روایت کو شہاب بیضاوی اور ملا علی قاری نے صحیح تسلیم کیا ہے (مرزائی پاکٹ بک)۔

جواب: قادیانیوں کی طرف سے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''**الاسرار المرفوعة فى الاخبار الموضوعة**'' جو کہ (موضوعات کبیر) کے نام سے مشہور ہے کا حوالہ بھی دیا جاتا ہے، لیکن وہ یہ نہیں بتاتے کہ وہیں ملا علی قاری نے یہ بھی لکھا ہے ''**الا ان فى سنده ابا شيبة ابراهيم بن عثمان الواسطى وهو ضعيف**'' اس کی سند میں ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان ہے جو کہ ضعیف ہے، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ہرگز اس روایت کو صحیح نہیں لکھا، علاوہ ازیں شہاب بیضاوی اور ملا علی قاری کی بات امام نووی، حافظ ابن حجر عسقلانی، امام ابوحاتم، امام شعبہ، امام دار قطنی، امام احمد بن حنبل، امام یحییٰ بن معین، امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن مبارک وغیرہم (رحمہم اللہ) جیسے ائمہ حدیث اور ائمہ جرح وتعدیل کے مقابلے میں ترجیح نہیں رکھتی۔

نیز اگر بالفرض یہ روایت صحیح بھی ہوتی تو اس سے اجراء نبوت ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ یہ قضیہ شرطیہ ہے، اور عربی کا قاعدہ ہے کہ ''**ان القضية الشرطية لا تستلزم الوقوع**'' قضیہ شرطیہ کا واقع ہونا ضروری نہیں، نیز اس روایت میں لفظ ''**لو**'' کا استعمال کیا گیا ہے، اور عربی میں لفظ ''لو'' ایسے امور کے لئے بھی آتا ہے جن کا واقع ہونا ممکن ہی نہیں ہوتا جیسے قرآن کریم میں ہے ﴿**لو كان فيهما آلهة الا الله لفسدتا [الانبياء: 22]**﴾ اگر زمین وآسمان میں اللہ کے علاوہ اور معبود بھی ہوتے تو ان دونوں کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ یہاں بھی ﴿**لو**﴾ کا استعمال کیا گیا ہے اور اس سے ہرگز یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا کہ اللہ کے علاوہ دوسرے معبودوں کا وجود بھی ممکن ہے، بالکل اسی طرح اس حدیث میں بھی ﴿**لو**﴾ کا لفظ موجود ہے جو یہ بتاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد آپ کے صاحبزادہ کا نبی بننا ممکن ہی نہیں تھا۔

اس روایت کے بارے میں موضوعات کبیر میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت پر

مفصل بات آگے ''ملا علی قاری اور عقیدہ ختم نبوت'' کے عنوان سے آئے گی ان شاء اللہ۔

دوسری روایت

قادیانیوں کی طرف سے اپنے باطل دعوے کو ثابت کرنے کے لئے زور وشور کے ساتھ جو دوسری روایت پیش کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ''**قولوا خاتم النبيين ولا تقولوا لا نبي بعده**'' صرف یہ کہو کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں اور یہ مت کہو کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔

جواب

یہ روایت تفسیر درمنثور اور شیخ طاہر پٹنی کی مجمع بحار الانوار کے حوالے سے پیش کی جاتی ہے لیکن ان دونوں کتابوں میں اس کی کوئی سند مذکور نہیں ، ہاں صاحب درمنثور نے مصنف ابن ابی شیبہ کا حوالہ دیا ہے ، اور مصنف ابن ابی شیبہ کے مختلف نسخوں میں اس روایت کی سند میں اختلاف ہے، اس کتاب کے پرانے نسخوں میں (جیسے 1981 میں دار السّلفیہ بمبئی انڈیا سے طبع ہونے والا نسخہ، جلد 9 صفحہ 109 اور 1989 میں دار التاج بیروت ، لبنان سے چھپنے والا نسخہ، جلد 5 صفحہ 336) ان کے اندر اس روایت کی سند یوں لکھی ہے ''**حدثنا حسين بن محمد قال حدثنا جرير بن حازم عن عائشة**'' یعنی جریر بن حازم بلاواسطہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کررہے ہیں، اور جریر بن حازم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا زمانہ پایا ہی نہیں کیونکہ یہ خود تقریباً سنہ 85 ہجری میں پیدا ہوئے (بحوالہ تہذیب التہذیب: جلد 1 صفحہ 295) اور ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات تقریباً 58 ہجری میں ہوچکی تھی، اس طرح جریر بن حازم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا زمانہ نہیں پایا تو مصنف ابن ابی شیبہ کے پرانے نسخوں کے مطابق یہ روایت منقطع ہے۔ لیکن مصنف ابن ابی شیبہ کے بعد میں طبع ہونے والے نسخوں میں اس روایت کی سند یوں ہے ''**حدثنا جرير بن حازم عن محمد عن عائشه**'' یعنی جریر بن حازم اور حضرت عائشہ کے درمیان ایک مزید راوی ''محمد'' کا ذکر ہے اور اس سے مراد مشہور

تابعی امام محمد بن سیرینؒ ہیں (جیسے مصنف ابن ابی شیبہ، طبع دار الفاروق، قاہرہ، مصر، طبع 2008 وغیرہ) لیکن اس سند میں بھی علت یہ ہے کہ محمد بن سیرین کا سماع حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت نہیں ، چنانچہ مشہور امام جرح وتعدیل ابن ابی حاتم (م 327ھ) اپنے والد امام ابوحاتم کا قول نقل کرتے ہیں کہ ''**ابن سيرين لم يسمع من عائشة شيئاً**'' ابن سیرین نے حضرت عائشہؓ سے کچھ بھی نہیں سنا۔ (**كتاب المراسيل لابن ابى حاتم**، صفحہ 188، مؤسسۃ الرسالۃ) یہی بات حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل فرمائی ہے (تہذیب التہذیب: جلد 3 صفحہ 587) اس طرح یہ روایت بھی غیر مستند ٹھری۔ اور یہ بات تو تسلیم شدہ ہے کہ یہ موقوف روایت ہے، یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنا قول ہے، نبی کریم ﷺ کا فرمان نہیں، جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع متصل روایت پہلے احادیث کے باب میں بیان ہوئی جس میں آپ نے نبی کریم ﷺ کی بات نقل فرمائی کہ ''**لا يبقى بعدى من النبوة شيء الا المبشرات ، قالوا يارسول الله وما المبشرات؟ قال الرؤيا الصالحة يراها الرجل أو تُرى له**'' ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: میرے بعد مبشرات (خوشخبریوں) کے علاوہ نبوت میں سے کچھ بھی باقی نہیں ، صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول مبشرات کیا ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نیک خواب جو آدمی دیکھتا ہے یا اسے دکھایا جاتا ہے۔ (**مسند احمد** : حدیث نمبر 24977، طبع مؤسسۃ الرسالۃ)، اسی طرح خود نبی کریم ﷺ کی مرفوع متصل صحیح احادیث مختلف کتب حدیث میں موجود ہیں جن کے اندر آپ ﷺ نے فرمایا ''**لا نبي بعدي**'' میرے بعد کوئی نبی نہیں (یہ الفاظ آپ ﷺ سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے صحیح بخاری حدیث نمبر 3455، صحیح مسلم حدیث نمبر 1842 میں، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے صحیح مسلم حدیث نمبر 2404 میں، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے سنن ترمذی حدیث نمبر 2219، سنن ابی داود حدیث نمبر 4252، مستدرک حاکم حدیث نمبر 8390 میں صحیح سند کے ساتھ روایت کیے ہیں) ۔اب خود نبی

کریم ﷺ کے واضح اور صریح الفاظ کے بعد کسی صحابی کی طرف منسوب کسی منقطع یا مرسل روایت کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے جو فرمان نبوت کے ساتھ ٹکراتی ہو؟۔ ایک طرف تو قادیانیوں کے نزدیک آنحضرت ﷺ کی بے شمار متواتر صحیح احادیث ناقابل التفات ہیں، اور دوسری طرف ایک ایسی موقوف روایت جس کا علمِ اصولِ حدیث کی رو سے کچھ بھی اعتبار نہیں ایسی قطعی اور یقینی ہے کہ اسے ختم نبوت جیسے متواتر قطعی اور اجماعی عقیدے کو توڑنے کے لئے پیش کیا جاتا ہے، لیکن یہ بات ان لوگوں سے کہی جائے جو کسی علمی یا عقلی قاعدے کے پابند ہوں، اور جہاں علم وعقل پر مبنی ہر بات کا جواب سوائے خودساختہ الہام کے اور کچھ نہ ہو وہاں دلائل وبراہین کا کتنا انبار لگادیجئے اس کا جواب مرزا قادیانی کے الفاظ میں یہی ملے گا کہ:۔

''خدا نے مجھے اطلاع دے دی ہے کہ یہ تمام حدیثیں جو پیش کرتے ہیں تحریف معنوی یا لفظی میں آلودہ ہیں اور یا سرے سے موضوع ہیں اور جو شخص حَکَم ہو کر آیا ہے اس کا اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرے میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کردے''۔

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، رخ 17 صفحہ 51 حاشیہ)

''مگر ہم باادب عرض کرتے ہیں کہ پھر وہ حَکَم کا لفظ جو مسیح موعود کی نسبت صحیح بخاری میں آیا ہے اس کے ذرا معنی تو کریں ہم تو اب تک یہی سمجھتے تھے کہ حَکَم اس کو کہتے ہیں کہ اختلاف رفع کرنے کے لئے اس حَکَم کا قول قبول کیا جائے اور اس کا فیصلہ گو وہ ہزار حدیث کو بھی موضوع قرار دے ناطق سمجھا جائے''۔

(اعجاز احمدی، رخ 19 صفحہ 139)

نیز خود مرزا قادیانی نے صحیح بخاری وصحیح مسلم کے علاوہ دوسری کتب حدیث کے بارے میں لکھا ہے کہ:۔

'' ان کی حدیثوں کو ہم اس شرط سے مانتے ہیں کہ قرآن اور صحیحین (یعنی صحیح بخاری

وصحیح مسلم۔ناقل) سے مخالف نہ ہوں''۔

(آریہ دھرم، رخ 10 صفحات 86و87)

جب صحیحین کے مخالف مرزا قادیانی کے نزدیک کوئی حدیث قبول نہیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب یہ قول جو کہ حدیث رسول ﷺ بھی نہیں غیر صحیحین بلکہ غیر صحاح ستہ سے کیسے قبول ہوگا؟ جبکہ صحیح بخاری وصحیح مسلم میں نبی کریم ﷺ کی وہ صحیح حدیث موجود ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا ''لا نبي بعدي'' میرے بعد کوئی نبی نہیں (حوالے پہلے گذر چکے)، بلکہ خود مرزا قادیانی کا اقرار ہے کہ ''حدیث لا نبي بعدي ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا'' (کتاب البریہ، رخ 13 صفحہ 217 حاشیہ)، تو سوال یہ ہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایسی مشہور حدیث رسول ﷺ کے خلاف کچھ فرمایا ہو؟۔

پھر ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب اس موقوف روایت میں جو بات بیان کی گئی ہے اس کا مرزائی عقیدے سے دور دور تک کوئی واسطہ نہیں بلکہ یہ روایت تو نزول عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدے میں مرزائی نظریہ کی صریح تردید کر رہی ہے، اس کا مقصد (بفرض صحت روایت) صرف اتنا ہے کہ لا نبی بعدی کا مطلب اگر کوئی یہ سمجھے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی پرانا نبی بھی دنیا میں نہیں آسکتا تو ایک ناواقف آدمی اسے مسیح علیہ السلام کے نزول ثانی کے عقیدے کے خلاف سمجھ سکتا ہے (اگرچہ لا نبی بعدی کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوسکتا، آپ کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی، آپ کے بعد کوئی نیا نام انبیاء فہرست انبیاء میں داخل نہیں ہوسکتا، جس کی تشریح **لا نبوة بعدی** اور **ان الرسالة والنبوة قد انقطعت** جیسی احادیث سے پہلے گذر چکی)، تو اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ فرمانا چاہتی ہیں کہ جو مقصد خاتم النبیین کہنے سے مکمل طور پر حاصل ہوسکتا ہے اس کے لئے ایسے الفاظ استعمال کرنے کی ضرورت نہیں ہے جو ناواقفوں کے لئے کسی غلط فہمی کا سبب بن سکتے ہوں، ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب اس قول کی یہ تشریح خود در

منثور ہی میں اس سے متصل اگلی روایت میں موجود ہے، جو یہ ہے ”**واخرج ابن ابی شيبة عن الشعبي قال رجل عند المغيرة بن شعبة : صلى الله على محمد خاتم الانبياء لا نبي بعده فقال المغيرة: حسبک اذا قلتَ خاتم الانبياء فانا كنا نتحدث أن عيسىٰ خارج فان هو خرج فقد كان قبله وبعده**“ حضرت شعبی (جو ایک جلیل القدر تابعی ہیں) فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ جناب محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمائے جو خاتم الانبیاء ہیں اور جن کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: خاتم الانبیاء کہہ دینا کافی تھا، کیونکہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے والے ہیں، جب وہ نازل ہوں گے تو آپ سے پہلے بھی آئے اور آپ کے بعد بھی آئیں گے۔(**الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور** ،جلد 12 صفحہ 64 طبع مرکز ہجر، مصر)، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب قول کی یہ تشریح امام ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی فرمائی ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی یہ بات نزول عیسیٰ علیہ السلام کے تناظر میں فرمائی گئی ہے (**تأویل مختلف الحدیث** ،صفحہ 272، **طبع المکتب الاسلامی** بیروت، لبنان)۔اور یہی بات علامہ طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھی ہے (**تکملہ مجمع بحار الانوار** ،صفحہ 85)۔ لہٰذا حضرت عائشہ اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہما کی یہ روایت اگر بالفرض سنداً ثابت بھی ہو تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کے مطابق ہے کہ جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ ”**حدّثوا الناسَ بما يعرفون**“ لوگوں سے وہ باتیں بیان کرو جن کو وہ سمجھ سکیں۔(**صحیح البخاری**، روایت نمبر 127)۔

تیسری اور چوتھی روایت

قادیانی کہتے ہیں کہ صحیح مسلم کے باب **ذکر الدجال وصفته وما معه** میں حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں نبی کریم ﷺ نے آنے والے مسیح کو چار بار **نبي الله** (اللہ کا نبی) فرمایا ہے، اس سے ثابت ہوا کہ آنے والا اللہ کا نبی ہوگا

(یہ اشارہ ہے ایک طویل روایت کی طرف جس میں نبی کریم ﷺ نے دجال کے خروج اور اس کے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے ہاتھوں قتل کیے جانے کے حالات کا تفصیل سے ذکر فرمایا ہے، صحیح مسلم حدیث نمبر: 2937)، نیز نبی کریم ﷺ نے آنے والے مسیح کے بارے میں فرمایا ہے کہ ”**ليس بيني وبينه نبي**“ میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوگا (صحیح بخاری: حدیث نمبر 3442، سنن ابی داود: حدیث نمبر 4324 وغیرہ)، اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے بعد ایک نبی کی خبر دی ہے اور وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔

جواب

صحیح مسلم میں حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث شریف میں کسی ”آنے والے نامعلوم“ کو چار بار **نبي الله** نہیں کہا گیا، بلکہ جسے **نبي الله** کہا گیا ہے اس کا تفصیلی تعارف بھی اسی حدیث میں یوں ہے ”**فبينما هم كذلك اذ بعث الله المسيح بن مريم فينزل عند المنارة البيضاء شرقي دمشق بين مهرودتين واضعاً كفيه على اجنحة ملكين اذا طأطأ رأسه قطر واذا رفعه تحدر منه جمان كاللؤلؤ فلا يحل لكافر يجد ريح نفسه الا مات ونفسه ينتهي حيث ينتهي طرفه فيطلبه حتى يدركه باب لُد فيقتله ثم يأتي عيسىٰ بن مريم قوم قد عصمهم الله منه** ...... الى آخر الحديث“ دجال اسی حال میں ہوگا (یعنی اپنی شعبدہ بازیاں دکھا رہا ہوگا جس کا ذکر اس سے پہلے اسی حدیث میں تفصیل کے ساتھ ہوا ہے) کہ ناگاہ اللہ تعالیٰ مریم کے بیٹے عیسیٰ (علیہ السلام) کو بھیجے گا، وہ دمشق کے مشرقی حصے میں ہلکا زردی مائل جوڑا پہنے ہوئے سفید مینار کے پاس اتریں گے، جب وہ اپنا سر مبارک جھکائیں گے تو پانی ٹپکے گا، اور جب وہ سر مبارک اٹھائیں گے تو موتی کی طرح قطرے ٹپکیں گے، جس کافر کو آپ کی سانس کی خوشبو پہنچے گی اسے زندہ رہنا حلال نہ ہوگا (وہ فوراً مر جائے گا) اور آپ کی سانس وہاں تک پہنچے گی جہاں تک آپ کی نظر جائے گی، پھر وہ (عیسیٰ بن مریم) دجال کو تلاش کریں گے یہاں تک کہ اسے باب لُدّ کے مقام پر (جو کہ بقول مرزا قادیانی

بیت المقدس کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے۔ازالہ اوہام، رخ 3 صفحہ 209) اسے جالیں گے اور قتل کردیں گے۔

آپ نے دیکھا کہ یہاں واضح طور پر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا نام کے ساتھ ذکر ہورہا ہے، اور یہ بھی بیان ہورہا ہے کہ وہ کہاں نازل ہونگے، کس طرح نازل ہوں گے اور کیسے دجال کو بیت المقدس کے ایک مقام پر قتل کریں گے، نیز اسی حدیث میں آگے یہ بھی بیان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے ہی اللہ یاجوج وماجوج کو نکالے گا اور پھر تمام کے تمام یاجوج وماجوج آپ کی دعا سے ہلاک ہوجائیں گے (جبکہ مرزا قادیانی کے نزدیک یاجوج وماجوج سے مراد روسی اور برطانوی اقوام ہیں۔ازالہ اوہام، رخ 3 صفحہ 373)، اسی طرح اسی حدیث میں یہ بھی ذکر ہے کہ ''**فبینما هم كذلك اذ بعث الله ريحاً طيبة فتأخذهم تحت آباطهم فتقبض روح كل مؤمن ومسلم**'' اسی دوران اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو اُن کی بغلوں کے نیچے لگے گی جس سے ہر مؤمن اور مسلم کی روح قبض ہوجائے گی۔

(ہم تمام مسلمانوں سے گذارش کریں گے کہ صحیح مسلم کی یہ پوری حدیث خود ترجمے کے ساتھ پڑھ لیں تاکہ انہیں پتہ چلے کہ اس حدیث میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا ذکر ہورہا ہے یا غلام احمد بن چراغ بی بی کا)۔

الغرض صحیح مسلم کی اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے حضرت مسیح بن مریم علیہما السلام کے نزول کا ذکر فرمایا ہے، ان کے ہاتھوں دجال کے قتل کا بیان فرمایا ہے، ان کی دعا سے ان کے سامنے تمام یاجوج وماجوج کی ہلاکت کی خبر دی ہے اور ان کے زمانے میں ہی تمام مؤمنوں اور مسلمانوں کی روحیں قبض ہونے کی بھی خبر دی ہے اور انہی کو ''**نبی الله**'' فرمایا ہے، اس میں شک وشبہ والی کونسی بات ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی ہیں جو انہیں ''**نبی الله**'' نہیں مانتا وہ مسلمان ہی نہیں ہوسکتا، اب اگر اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں نبی اللہ فرمایا ہے تو اس میں ایسی کون سی بات ہے جو مرزائی دماغ میں نہیں آتی؟ پھر یہ نہایت ہی احمقانہ بات کی جاتی ہے کہ اس حدیث

میں ''ایک مسیح کے آنے کی خبر دی گئی ہے'' جبکہ اس حدیث شریف میں ''ایک مسیح'' کی نہیں بلکہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے آنے کی خبر دی گئی ہے اس سے مراد چراغ بی بی کا بیٹا غلام احمد لینا نری جہالت اور دھوکہ ہے۔

آیئے مرزا قادیانی سے بھی پوچھ لیتے ہیں کہ وہ اس حدیث میں بیان کردہ ''نبی اللہ'' کا کیا مطلب لیتا ہے، ملاحظہ فرمائیں:۔

''آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبانِ مقدس حضرت نبویؐ سے نبی اللہ نکلا ہے وہ انہی مجازی معنوں کی رو سے ہے جو صوفیاء کرام کی کتابوں میں مسلّم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے۔<u>ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا</u>''۔

(انجام آتھم، رخ 11، صفحہ 28)

اگرچہ اس حدیث میں کسی ''آنے والے مسیح موعود'' کا نہیں بلکہ صاف الفاظ میں ''اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام'' کا ذکر ہے اور وہ ''مجازی'' نہیں بلکہ حقیقی اور مستقل نبی ہیں اور نہ ہی ''مجازی نبی'' نام کی کوئی چیز قرآن وحدیث میں بیان ہوئی ہے، لیکن ہمارا یہ تحریر پیش کرنے کا مقصد صرف یہ بتانا ہے کہ مرزا یہاں بھی اقرار کررہا ہے کہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا؟۔

یہاں ایک اور بڑی دلچسپ بات بھی آپ کو بتاتا چلوں، مرزا غلام احمد قادیانی نے صحیح مسلم کی یہی حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ والی روایت پوری باترجمہ اپنی کتاب ''ازالہ اوہام'' میں نقل کی ہے، اور آخر میں اس روایت کو ضعیف اور ساقط الاعتبار ثابت کرنے پر زور دیا ہے، چنانچہ لکھتا ہے ''یہ وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں امام مسلم صاحب نے لکھی ہے جس کو ضعیف سمجھ کر رئیس المحدثین امام محمد اسماعیل بخاری نے چھوڑ دیا ہے'' (ازالہ اوہام، رخ 3 صفحات 209و210)، یہاں اگرچہ مرزا قادیانی نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر صریح جھوٹ بولا ہے کہ انہوں نے اس روایت کو ضعیف سمجھ کر چھوڑ دیا ہے کیونکہ امام بخاری نے یہ بات کہیں نہیں لکھی، لیکن مرزا نے یہ بات لکھ کر صحیح مسلم کی اس روایت کو ضعیف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کیونکہ اس

نے یہ بھی لکھا ہے کہ ''جو حدیث امام بخاری کی شرط کے مخالف ہو وہ قبول کے لائق نہیں'' (تحفہ گولڑویہ، رخ 17 صفحات 119 و 120)۔ اسی طرح مرزا قادیانی نے یہ بھی لکھا ہے کہ ''اب حاصل کلام یہ ہے کہ وہ دمشقی حدیث جو امام مسلم نے پیش کی ہے (یعنی حضرت نواس بن سمعان والی یہی حدیث۔ ناقل) خود مسلم کی دوسری حدیث سے ساقط الاعتبار ٹھہرتی ہے اور صریح ثابت ہوتا ہے کہ نواس راوی نے اس حدیث کے بیان کرنے میں دھوکہ کھایا ہے'' (ازالہ اوہام، رخ 3 صفحہ 220)۔ آپ نے دیکھا مرزا قادیانی صحابی رسول حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کو ''نواس راوی'' جیسے خلاف ادب الفاظ کے ساتھ ذکر کر کے ان کی اس روایت کو غلط ثابت کرنے کی کس طرح کوشش کر رہا ہے تو پھر مرزا کے پیروکاروں کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ مرزا قادیانی کے نزدیک ایک ضعیف اور ساقط الاعتبار روایت کو اپنی دلیل میں پیش کریں اور اس سے مرزا کی جعلی نبوت کو ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کریں؟۔

اب رہی دوسری حدیث جس میں نبی کریم ﷺ نے آنے والے مسیح کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ ''ان کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں ہوگا'' تو یہ بھی اسی طرح کا مرزائی دھوکہ ہے، پہلی بات یہ کہ ''لیس بین وبینہ نبي'' کا ترجمہ کرتے ہوئے ''کوئی نبی نہیں ہوگا'' کے الفاظ ہی مرزائی دجل وفریب ہے، کیونکہ اس حدیث شریف کے اس سے پہلے الفاظ یہ ہیں ''انا اولی الناس بابن مریم'' میں ابن مریم سے سب سے زیادہ قریب ہوں، یہاں بھی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا ذکر ہو رہا ہے اور پھر آگے فرمایا ''لیس بیني وبینہ نبي'' میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ مستقبل میں کسی اور نے عیسیٰ بن مریم بننا ہے اور نبی بننا ہے، چنانچہ یہی روایت دوسرے الفاظ کے ساتھ بھی کتب حدیث میں موجود ہے جن سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ ان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرما رہے ہیں جو آپ سے پہلے مبعوث ہو چکے تھے، ایک روایت یوں ہے ''**فانا اولی الناس بعیسیٰ بن مریم لأنہ لم یکن بیني وبینہ نبي**'' میں عیسیٰ بن مریم کے سب سے زیادہ قریب ہوں کیونکہ ان کے اور

میرے درمیان کوئی نبی (ماضی میں) نہیں ہوا۔ (مسند ابی داود الطیالسی: حدیث نمبر 2698، مسند احمد: حدیث نمبر 9270، مسند بزار: حدیث نمبر 9574 وغیرہ)۔ ان روایات میں ''لم یکن'' کے الفاظ ہیں، یعنی حرف ''لم''، فعل مضارع پر آیا ہے اور یہ ماضی منفی کا معنی دیتا ہے، تو ترجمہ ہوگا ''میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا'' ثابت ہوا کہ یہ بات ان عیسیٰ علیہ السلام کی ہو رہی ہے جو آپ ﷺ سے پہلے مبعوث ہو چکے تھے، واضح رہے کہ انہی الفاظ ''**لم یکن بیني وبینہ نبي**'' کے ساتھ مسند احمد کے حوالے سے یہ حدیث خود خلیفہ قادیان مرزا بشیر الدین محمود نے اپنی کتاب (حقیقۃ النبوۃ) میں اردو ترجمے کے ساتھ نقل کی ہے (دیکھیں مرزا محمود کا مجموعہ کتب، انوار العلوم جلد 2 صفحہ 508، حقیقۃ النبوۃ)۔

لہٰذا ان احادیث سے غلام احمد بن چراغ بی بی کی مسیحیت یا نبوت ثابت کرنا صرف ایک دھوکہ اور فریب ہے اور کچھ نہیں۔

پانچویں روایت

مسند احمد میں ایک حدیث ہے، نبی کریم ﷺ نے اپنے بعد امارت وخلافت کے متعلق پیش آنے والے کچھ امور کا ذکر فرماتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا ترجمہ: ''تم میں نبوت اس وقت تک باقی رہے گی جب تک اللہ چاہے گا، پھر اللہ تعالیٰ اس کو اٹھائے گا اور اس کی جگہ پر جب تک اللہ چاہے گا خلافت، نبوت کے انداز پر ہوگی، پھر اللہ اس کو اٹھا لے گا، پھر ظالمانہ بادشاہت ہوگی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا، پھر جبر وقہر والی بادشاہت ہوگی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا، پھر اللہ اسے بھی اٹھا لے گا، (آگے عربی الفاظ یوں ہیں) ''**ثم تکون خلافۃ علی منہاج نبوۃ**، پھر اس کے بعد (دوبارہ) نبوت کے انداز پر خلافت ہوگی، بعد ازاں آپ ﷺ خاموش ہو گئے......'' (مسند احمد، طبع مؤسسۃ الرسالۃ، جلد 30 صفحہ 355: حدیث نمبر 18406 حدیث النعمان بن بشیر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم)۔

یہ روایت پیش کر کے قادیانی یہ سوال کرتے ہیں کہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے اس امت میں ایک اور نبوت اور پھر اس کی خلافت جاری ہونے کی خبر دی ہے، کیونکہ عربی کے الفاظ ہیں ''ثم تکون خلافة علی منهاج نبوة'' پھر ایک نبوت کے انداز پر خلافت قائم ہوگی، یہاں ''نبوة'' کا لفظ نکرہ آیا ہے اس پر ''الف لام'' نہیں، لہذا اس سے مراد ایک اور نبوت ہے جو کہ مرزا قادیانی کی نبوت کی طرف اشارہ ہے اور پھر مرزا کی خلافت چلنے کی خبر دی گئی ہے۔اس طرح ہماری (قادیانی) نبوت اور خلافت دونوں کی خبر حدیث میں موجود ہے۔

جواب

یہ مرزائی فریب کا ایک اور نمونہ ہے، پوری امت کے محدثین نے ان الفاظ سے نئی نبوت یا کسی اور نبی کی خلافت ہر گز مراد نہیں لی، بلکہ اس امت کے آخری زمانے میں جس خلافت علی منهاج النبوة کا ذکر ہے وہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کی خلافت کی طرف اشارہ ہے جو اسی خلافت راشدہ کی طرز کی خلافت ہوگی جو اس سے پہلے علی منهاج النبوة تھی، رہا یہ سوال کہ یہاں تو لفظ ''منهاج نبوة'' نکرہ ہے، تو اس کے بارے میں عرض ہے کہ یہ مسند احمد کے کچھ نسخوں میں کتابت یا طباعت کی غلطی ہے، اس کے مندرجہ ذیل دلائل ہیں:

نمبر1: اس روایت کی سند مسند احمد میں یوں ہے ''حدثنا سليمان بن داود الطيالسيُّ، حدثني داود بن ابراهيم الواسطيُّ، حدثني حبيبُ بن سالم عن النعمان بن بشير ......'' یعنی امام احمد بن حنبلؒ اپنے جس استاد سے یہ روایت لے رہے ہیں ان کا نام لکھا ہے ''سليمان بن داود الطيالسي'' اور اس سے مراد ہیں امام سليمان بن داود بن الجارود الطيالسی (وفات 204 ہجری) جو کہ امام ابوداود طیالسی کے نام سے معروف ہیں (یہ سنن ابی داود والے امام ابوداود سجستانی کے علاوہ ہیں)، ان امام ابوداود طیالسی رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی مسند بھی موجود ہے جس کا نام ہے ''مسند ابي داود الطيالسي'' اور اپنی اس مسند کے اندر انہی ابوداود طیالسی نے یہ روایت خود بھی روایت کی ہے اور اس میں الفاظ یوں ہیں ''ثم تكون خلافة على منهاج النبوة'' یعنی نبوة پر الف لام ہے۔(مسند ابی داود الطیالسی، جلد

1 صفحہ 349 و 350، حدیث نمبر 439، طبع ہجر للطباعة والنشر والتوزیع، مصر)، اب اپنے جس استاد سے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ یہ روایت لے رہے ہیں وہ خود اپنی کتاب میں ''منهاج النبوة'' الف لام کے ساتھ بیان کرتے ہیں تو ثابت ہوا کہ مسند احمد کے بعض نسخوں میں کتابت یا طباعت کی غلطی سے الف لام نہیں لکھا گیا۔

نمبر2: مسند احمد کے پرانے نسخوں میں یہ لفظ بالکل اسی طرح الف لام کے ساتھ بھی موجود ہے جیسے امام ابوداود طیالسی نے نقل فرمایا ہے، ملاحظہ ہو(مسند احمد بن حنبل، طبع مكتبه ميمنيه، مصر، جلد 4 صفحہ 273 وبهامشه منتخب كنز العمال، اور مسند احمد کے مؤسسة الرسالة کے نسخے کے حاشیے میں بھی اس مقام پر اس طرف اشارہ ہے کہ مکتبہ میمنیہ کے نسخے میں یہ لفظ النبوة ہے)

نمبر3: حافظ ابوبکر احمد بن عمرو البزارؒ نے بھی اپنی مسند میں یہی روایت اپنی سند کے ساتھ روایت کی ہے اور اس میں بھی ''ثم تكون خلافة على منهاج النبوة'' کے الفاظ ہیں الف لام کے ساتھ۔(مسند البزار، طبع مؤسسة علوم القرآن، بيروت، جلد 7 صفحات 223 و 224، حدیث نمبر: 2796)۔

لہذا ثابت ہوا کہ اس حدیث شریف میں ہر گز کسی نئی نبوت اور پھر اس نئی نبوت کی خلافت کا ذکر نہیں، یہ صرف مرزائی ڈھکوسلہ ہے۔

خاتم الاولیاء، خاتم الفقہاء، خاتم المحدثین وغیرہ الفاظ سے مرزائی دھوکہ دہی

قارئین محترم! ہم نے لفظ خاتم النبیین کا مفہوم و مطلب کتب لغت، ائمہ تفسیر، احادیث نبویہ سے نہایت مختصر طور پر بیان کیا، نیز خود مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریرات بھی پیش کیں جن کے اندر وہ خاتم النبیین کا وہی مفہوم بیان کیا کرتا تھا جو امت اسلامیہ کرتی ہے، لیکن پھر بھی مرزا قادیانی کے پیروکاروں کا اصرار ہے کہ خاتم النبیین کا مطلب آخری نبی نہیں ہوتا بلکہ اس کا مطلب ہے

''تمام انبیاء سے افضل'' یا اس کا مطلب ہے ''تشریعی انبیاء میں سے آخری نبی'' یا اس کا مطلب ہے ''مستقل نبیوں میں سے آخری'' وغیرہ، یعنی ان کا اصرار ہے کہ یا تو ''خاتم'' کا معنی کرو ''افضل'' یا اگر آخری کرنا ہے تو پھر ''النبیین'' سے مراد تمام نبی نہیں بلکہ صرف نئی شریعت والے نبی یا صرف مستقل نبی لو، اس میں غیر تشریعی یا (مرزائی خود ساختہ) ظلی بروزی نبی شامل نہیں، چنانچہ اپنی بات کو منوانے کے لئے وہ یوں بھی دھوکہ دیا کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا **''أنا خاتم الانبياء وانت يا علي خاتم الاولياء''** میں خاتم الانبیاء ہوں اور اے علی آپ خاتم الاولیاء ہیں۔ (بحوالہ **تاریخ مدینة السلام المعروف بتاریخ بغداد**، جلد 12 صفحہ 79)، اس حدیث میں آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خاتم الاولیاء فرمایا اور اسی طرح اپنے آپ کو خاتم الانبیاء فرمایا، اب ظاہر ہے یہاں خاتم الاولیاء کا معنی ''آخری ولی'' نہیں ہو سکتا کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد بھی اولیاء اللہ ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے، لہذا یہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے خاتم الاولیاء کا مطلب تمام اولیاء سے افضل یا سب سے کامل ولی کے علاوہ اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا، اسی طرح خاتم الانبیاء کا معنی تمام انبیاء سے افضل یا سب سے کامل نبی ہی ہوگا۔

جواب

مرزائی مربی یہ روایت تو پیش کرتے ہیں لیکن اس روایت کے بعد تاریخ بغداد کے مصنف حافظ ابوبکر بن احمد المعروف خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے جو لکھا ہے وہ نقل نہیں کرتے، خطیب بغدادی نے لکھا ہے **''هذا الحديث موضوع من عمل القُصاص وضعه عمر بن واصل أو وُضع عليه''** یہ حدیث موضوع ہے اور کسی قصہ گو کی کارستانی لگتی ہے اسے عمر بن واصل نے گھڑا ہے یا اس کے نام سے کسی نے گھڑا ہے۔ (تاریخ بغداد: جلد 12 ص 79)، لہذا ایک موضوع روایت کا جواب دینے کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں، اسی طرح ایک دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ بہت سے لوگوں نے کسی محدث کے بارے میں خاتم المحدثین، یا کسی فقیہ کے بارے

میں خاتم الفقہاء وغیرہ کے الفاظ اپنی کتابوں میں لکھے ہیں، ان کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ محدث یا فقیہ سب سے آخری تھے اور ان کے بعد کوئی محدث یا فقیہ پیدا نہیں ہوا، لہذا خاتم المحدثین وغیرہ کا معنی آخری ہو ہی نہیں سکتا۔ تو ہم الزامی طور پر جماعت مرزائیہ سے سوال کرتے ہیں کہ آپ کے نزدیک ایسے خطابات کا کیا مفہوم ہے؟ سب سے افضل محدث؟ یا وہ محدث جس کی مہر سے اب محدث بنیں گے؟ یا سب سے آخری تشریعی محدث اور اس کے بعد ظلی بروزی محدث ہی پیدا ہوں گے؟ آپ اس کا معنی کیا کرتے ہیں؟ آپ نے خاتم النبیین کے جو بھی مفہوم اپنی طرف سے بیان کیے ہیں وہ سب بھی یہاں نہیں ہو سکتے کیونکہ اگر کسی انسان نے کسی دوسرے انسان کو خاتم المحدثین وغیرہ کہا ہے کہ تو اسے ہرگز علم نہیں کہ یہ تمام محدثین سے افضل ہے یا اس کے بعد اس سے بھی بہتر محدث ہوگا یا نہیں، اور کسی محدث کی مہر سے ظلی بروزی محدث بننے کا مفہوم تو ویسے ہی مضحکہ خیز ہے لہذا یہاں محدث تراش والا معنی بھی ناممکن، اور محدث میں تشریعی وغیر تشریعی کی تقسیم بھی باطل۔ اور تحقیقی جواب یہ ہے کہ اگر کسی انسان نے دوسرے انسان کے لئے یہ لفظ استعمال کیا ہے تو وہ صرف مبالغہ کے طور پر کیا ہے اسے اللہ عالم الغیب والشہادۃ کی بات پر قیاس کرنا حماقت ہے، کیونکہ ایک انسان یہ علم نہیں رکھتا کہ میں جسے خاتم الفقہاء یا خاتم المحدثین کہہ رہا ہوں اس کے بعد کتنے محدثین یا کتنے فقہاء ہوں گے جو اس سے بھی بڑے ہوں گے، جبکہ اگر اللہ تعالیٰ کسی کے بارے میں خاتم النبیین فرمائیں تو وہ خوب جانتے ہیں کہ اب قیامت تک میں نے کسی کو نبوت نہیں دینی اس لئے اگر اللہ کے کلام میں کسی ہستی کو خاتم النبیین فرمایا گیا تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کے حقیقی معنی نہ لیے جائیں جو کہ بلا تکلف لیے جا سکتے ہیں اور ان کو چھوڑ کر مبالغہ ومجاز پر محمول کرنا ناجائز ہے، لیکن دوسری طرف انسانوں کی بات کو سوائے مبالغہ پر محمول کرنے کے اور کوئی چارہ نہیں یا ان کا یہ کلام لغو اور باطل ہوگا، یا اس کی یہ تاویل ہو سکتی ہے کہ جس نے بھی کسی کو خاتم المحدثین وغیرہ کہا ہے وہ صرف اپنے زمانے میں موجود محدثین کے مقابلے میں کہا ہے اور مستقبل میں کیا ہوگا؟ اس سے اسے کوئی سروکار نہیں تھا، لیکن یہ تاویل بھی خاتم الانبیاء میں نہیں چل

سکتی کیونکہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں صرف آپ ہی ایک نبی روئے زمین پر موجود تھے اور آپ کے علاوہ اور کوئی نبی اس زمین پر کہیں بھی مبعوث نہ تھا، نیز اللہ علیم وحکیم کے علم میں مستقبل کا علم بھی تھا کہ اب کوئی نبی نہیں بنے گا، لہذا اللہ کی بات کو انسانوں کی بات پر قیاس کے انگل پچو چلانا نری جہالت ہے۔

☆☆☆☆

مرزا قادیانی اور اس کی جماعت کے چند بزرگان امت اسلامیہ پر الزامات اور ان کی اصل حقیقت

قرآن وحدیث کی واضح نصوص پر باطل اور دور از کار تاویلات کی قینچی چلانے کے علاوہ جماعت مرزائیہ چند اکابرین امت کی کچھ عبارات بھی سیاق وسباق سے کاٹ کر اپنی خود ساختہ نبوت کی تائید میں پیش کرتی ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ یہ لوگ بھی نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کے جاری ہونے کے قائل تھے، ان کی طرف سے پیش کردہ ایسے حوالوں کا مسلمانوں کی طرف سے انتہائی مدلل اور اطمینان بخش جواب دیا جاچکا ہے یہاں اس کو بالتفصیل دہرانے کی ضرورت نہیں، ہم یہاں مختصر طور پر صرف چند بزرگوں اور ان کے عقیدہ ختم نبوت کا ذکر کریں گے لیکن اس سے پہلے چند اصولی باتیں ذہن نشین کرنا ضروری ہیں:

دین میں اقوالِ سلف کی حیثیت کیا ہے؟

پہلی بات: دین کا اصل سرچشمہ قرآن وحدیث اور اجماع امت ہے، اور اِکا دُکا افراد کی ذاتی آراء اُس مسئلہ پر کبھی اثر انداز نہیں ہوسکتیں جو دین کے ان بنیادی سرچشموں میں صراحت کے ساتھ بیان ہوا ہو، خاص طور پر نبوت ورسالت جیسا بنیادی عقیدہ تو خبر واحد سے بھی ثابت نہیں ہوتا، چہ جائیکہ اسے کسی بزرگ یا صوفی کی انفرادی تحریر سے ثابت کیا جائے، اس لئے اس مسئلے میں اگر قرآن وحدیث کی متواتر تصریحات اور اجماع امت کے خلاف بالفرض کچھ انفرادی تحریریں ثابت بھی ہوجائیں تو انہیں بطور استدلال پیش نہیں کیا جاسکتا، لہذا جن بزرگان امت یا صوفیاء کرام کی مبہم عبارات اور جملوں سے مرزائی مربی اپنی خانہ ساز نبوت ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کی تشریح وتوضیح سے ہمارا مقصد ہرگز یہ نہیں کہ اگر بالفرض ان کی تحریروں کا مفہوم عقیدہ ختم نبوت سے متصادم ثابت ہوجائے تو اس مسلمہ عقیدہ کو کوئی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے، بلکہ جس کسی نے ان بزرگوں کی عبارات کی صحیح تشریح پیش کی ہے اس کا اصل مقصد صرف یہ

ہے کہ ان بزرگوں پر جماعت مرزائیہ کی طرف سے ایک غلط الزام لگایا گیا ہے جسے انصاف ودیانت کی رو سے دفع کرنا ضروری ہے، بالالفاظ دیگر ان بزرگوں کی تحریروں کو ختم نبوت سے متصادم بنا کر پیش کرنے سے عقیدہ ختم نبوت پر کوئی الزام نہیں آتا (کیونکہ وہ تو قرآن وحدیث کی واضح نصوص اور اجماع امت سے ثابت شدہ ہے) بلکہ اگر کوئی الزام آتا ہے تو ان بزرگوں پر آتا ہے، لہٰذا ہم ان بزرگوں کے کلام کی تشریح میں جو کچھ بھی بیان کریں گے وہ عقیدہ ختم نبوت کے دفاع کے لئے نہیں بلکہ ان بزرگوں کے دفاع کے لئے پیش کریں گے۔

دوسری بات یہ کہ اصولاً جماعت مرزائیہ کو اپنے مذہب کے مطابق ہرگز یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ان بزرگوں کے اقوال کو اپنی حمایت میں بطور دلیل پیش کریں، کیونکہ کتنے معاملات ہیں جن کے اندر انہوں نے اجماع امت کو بھی درست قرار نہیں دیا بلکہ اجماع امت کو حجت ماننے سے ہی انکار کیا ہے، چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے صاف طور پر لکھا ہے کہ:۔

''اب سمجھنا چاہیے کہ جب کہ پیشگوئیوں کے سمجھنے کے بارے میں خود انبیاء سے امکان غلطی ہے تو پھر امت کا کورانہ اتفاق یا اجماع کیا چیز ہے''۔

(ازالہ اوہام، رخ 3 صفحہ 172)

پھر اسی صفحے پر تھوڑا آگے لکھا ہے ''میں پھر دوبارہ کہتا ہوں کہ اس بارے میں عام خیال مسلمانوں کا گو ان میں اولیاء بھی داخل ہوں اجماع کے نام سے معصوم نہیں ہوسکتا'' (حوالہ سابقہ)۔

یہ تو تھا مرزا قادیانی کا اجماع امت کے بارے میں نظریہ، اب سلف کے انفرادی اقوال کے بارے میں اس کا خیال بھی ملاحظہ ہو:۔

''اور اقوال سلف وخلف درحقیقت کوئی مستقل حجت نہیں اور ان کے اختلاف کی حالت میں وہ گروہ حق پر ہوگا جن کی رائے قرآن کریم کے مطابق ہے''۔

(ازالہ اوہام، رخ 3 صفحہ 389)

اور مرزا قادیانی نے یہ بھی لکھا ''**من تفوه بكلمة ليس له اصل صحيح في**

الشرع ملهماً كان أو مجتهداً فيه الشياطين متلاعبة'' ترجمہ: اگر کوئی شخص کوئی ایسی بات کہے جس کی شریعت میں کوئی صحیح اصل اور بنیاد نہ ہو، چاہے وہ صاحب الہام یا مجتہد ہی کیوں نہ ہو، درحقیقت وہ شیاطین کا کھلونا ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام، رخ 5 صفحہ 21)

لہٰذا جماعت مرزائیہ کا قرآن کریم کی صریح آیات اور متواتر احادیث کو چھوڑ کر چند صوفیاء کے اقوال سے استدلال کرنا کیسے درست ہوسکتا ہے؟

تیسری بات یاد رکھنے کی یہ ہے کہ جہاں تک دین کے بنیادی مسائل، عقائد اور عملی احکام کا تعلق ہے وہ نہ علم تصوف کا موضوع ہے اور نہ علماء امت نے تصوف کی کتابوں کو ان معاملات میں مأخذ یا حجت قرار دیا ہے، اس کے بجائے عقائد کی بحثیں علم کلام میں اور عملی احکام وقوانین کے مسائل علم فقہ میں بیان ہوتے ہیں، خود صوفیاء کرام بھی ان معاملات میں انہی علوم کی کتابوں کی طرف رجوع کرتے ہیں، اور تصوف کی کتابوں کے بارے میں خود صوفیاء کرام تصریح کرتے ہیں کہ جو شخص تصوف کے ان باطنی اور نفسیاتی تجربات سے نہ گذرا ہو اس کے لئے ان کتابوں کو دیکھنا بھی جائز نہیں، بعض اوقات ان کتابوں میں ایسی باتیں نظر آتی ہیں جن کا بظاہر کوئی مفہوم سمجھ نہیں آتا اور بعض اوقات جو مفہوم بادی النظر میں معلوم ہوتا ہے وہ بالکل عقل کے خلاف ہوتا ہے لیکن لکھنے والے کی مراد کچھ اور ہوتی ہے، کتب تصوف میں اس قسم کی عبارات کو ''شطحیات'' کہا جاتا ہے، اس لئے کسی بنیادی عقیدے میں تصوف کی کتابوں سے استدلال ایک اصولی غلطی ہے۔ اس بات کو خود صوفیاء کرام نے بھی تسلیم کیا ہے، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ جو خود تصوف کے بھی امام ہیں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

''پس مقرر شد کہ معتبر در اثبات احکام شرعیہ کتاب وسنت است وقیاس مجتہدان واجماع امت نیز مثبت احکام است بعد ازیں چہار ادلہء شرعیہ ہیچ دلیلے مثبت احکام شرعیہ نمیتواند شد، الہام

مثبت حل وحرمت نبود و کشف ارباب باطن اثبات فرض وسنت نه نماید ، ارباب ولایت خاصه یا عامهء مومنان در تقلید مجتهدان برابر اند کشوف والهامات ایشاں را مزیت نمی بخشد ......'' یہ بات ثابت شدہ ہے کہ احکام شرعیہ کو ثابت کرنے کے لئے کتاب وسنت ہی معتبر ہے نیز مجتہدین کا قیاس اور اجماع امت سے بھی احکام ثابت ہوتے ہیں، ان چار دلیلوں کے بعد اور کسی قسم کی دلیل سے احکام شرعیہ ثابت نہیں ہوسکتے، الہام سے کسی چیز کی حلت وحرمت ثابت نہیں ہوسکتی، اور ارباب باطن کے کشف سے کسی چیز کا فرض یا سنت ہونا ثابت نہیں ہوتا، مجتہدین کی تقلید میں اولیاء اور عام مومن دونوں برابر ہیں (یعنی دونوں کو مجتہدین کی تقلید کرنی ہے) ان کے کشوف یا الہامات انہیں (اس بارے میں) کوئی امتیاز عطا نہیں کرتے۔

(مکتوبات امام ربانی فارسی، دفتر دوم، مکتوب نمبر 55، صفحات 155و156، ایچ ایم سعید کمپنی)

حضرت مجدد صاحب کو ایک خط آیا جس میں یہ سوال کیا گیا کہ ایک صوفی شیخ الکبیر یمنی نے فلاں بات کہی ہے جو (بظاہر) قرآن وحدیث کے خلاف نظر آتی ہے تو حضرت مجدد صاحب نے اس مکتوب کے جواب میں جو بات لکھی وہ بات ہی اس ساری بحث کی جان ہے، آپ نے تحریر فرمایا:۔

''مخدوما فقیر را تابِ استماع امثال ایں سخناں اصلاً نیست بے اختیار رگِ فاروقیم در حرکت می آید وفرصت تاویل وتوجیه آن نمی دهد ، قائلِ ایں سخناں شیخ کبیر یمنی باشد یا شیخ اکبر شامی ، کلام محمد عربی علیه وعلی آله الصلاة والسلام در کار است نه کلام محی الدین عربی وصدر الدین قونیوی وعبدالرزاق کاشی ، مارا با نص کار است نه بفصّ ، فتوحات مدنیه از فتوحات مکیه مستغنی ساخته است ......'' میرے مخدوم! فقیر کو اس جیسی باتیں سننے کی طاقت ہرگز نہیں ہے، میری فاروقی

رگ ایسی باتیں سن کر بے اختیار جوش میں آجاتی ہے (حضرت مجدد صاحب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں اور فاروقی کہلاتے ہیں۔ناقل) اور ایسے کلام کی تاویل وتوجیہ کی فرصت نہیں دیتی، (اصل بات یہ ہے کہ) یہ باتیں کہنے والے شیخ کبیر یمنی ہوں یا شیخ اکبر شامی، ہمیں محمد عربی ﷺ کا کلام (حدیث) درکار ہے نہ کہ شیخ محی الدین عربی، صدر الدین قونیوی اور عبدالرزاق کاشی کی بات، ہمیں نص (قرآن وحدیث) سے غرض ہے نہ کہ فص سے (یہ اشارہ ہے ابن عربی کی فصوص الحکم کی طرف۔ناقل)، فتوحات مدنیہ نے ہمیں فتوحات مکیہ سے مستغنی کردیا ہے۔

(مکتوبات امام ربانی، دفتر اول فارسی، مکتوب نمبر 100، صفحہ 205، ایچ ایم سعید کمپنی)

چوتھی بات یہ کہ یہ کھلی ناانصافی اور زیادتی ہے کہ کسی بزرگ کی صرف ایک مبہم عبارت کو لے کر اور اس کا ایک مفہوم اپنی سمجھ کے مطابق نکال کر اس بزرگ پر الزام لگا دیا جائے اور اسی شخصیت کی ان واضح اور صریح عبارات کو جان بوجھ کر بیان نہ کیا جائے جن سے اس مبہم عبارت یا تحریر کی تشریح وتوضیح ہوجاتی ہے، بلکہ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ کسی کی تمام عبارات و تحریرات کو سامنے رکھ کر ہی اس کے بارے میں کوئی فیصلہ صادر کیا جائے۔

ان چار اصولی باتوں کے بعد ختم نبوت کے مسئلے میں جو کہ قرآن وحدیث اور اجماع امت کی رو سے عقائد کا بنیادی مسئلہ ہے صوفیاء کی کتابوں سے استدلال قطعی طور پر خارج از بحث ہے اور اگر بالفرض بعض صوفیاء کرام سے اس قسم کی ''شطحیات'' ثابت بھی ہوں تو ان سے عقیدہء ختم نبوت کی قطعیت میں ذرہ برابر کمی نہیں آتی۔ اگرچہ حقیقت یہ ہے کہ جن بزرگان امت پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ وہ غیر تشریعی نبوت کے جاری رہنے کے قائل ہیں ان پر یہ ایک ایسا الزام ہے جو صرف ان کی اصطلاحات اور اسلوب بیان سے ناواقفیت کی بنا پر عائد کیا جاتا ہے جبکہ انہی صوفیاء اور بزرگان دین نے اپنی دوسری تحریرات میں ختم نبوت پر واضح طور پر اپنا وہی عقیدہ بیان کیا ہوتا ہے جو کہ ساری امت کا ہے۔

جیسا کہ ہم نے عرض کیا کہ جماعت مرزائیہ کی طرف سے متعدد بزرگان امت اور صوفیاء کرام پر لگائے گئے الزامات کا جواب علماء امت نے انتہائی تفصیل کے ساتھ دیا ہے اور اس موضوع پر الگ کتابیں لکھی گئی ہیں، ہم نے بھی انہی علماء کی کتابوں سے استفادہ کیا ہے لیکن ان کتب میں درج حوالہ جات کی اصل کتب سے دوبارہ تخریج کی گئی ہے اور جہاں ممکن ہوا ان کتب کے نئے ایڈیشن سے حوالہ دیا گیا ہے، نیز عبارات کو ہم نے اصل کتب سے ہی تحقیق کے بعد نقل کیا ہے، چنانچہ ہم یہاں صرف چند مشہور ہستیوں کا ذکر کرتے ہیں جن کا نام لے کر مرزائی جماعت عام طور پر دھوکہ دیتی ہے، مزید تفصیل کے لئے حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب کی کتاب ''**<u>عقیدۃ الامۃ فی ختم النبوۃ</u>**'' اور مولانا محمد نافع صاحب کی کتاب ''**<u>مسئلہ ختم نبوت اور سلف صالحین</u>** مع اضافات وترتیب جدید از مولانا مشتاق احمد چنیوٹی'' کا مطالعہ نہایت مفید ہوگا **فجزاھم اللہ احسن الجزاء** ۔ تو بات ہو رہی تھی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تو ہم انہی سے ابتدا کرتے ہیں۔

☆☆☆☆

<u>امام ربانی، مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور عقیدہ ختم نبوت</u>

مرزا غلام احمد قادیانی کی عادت تھی کہ وہ بے دھڑک قرآن وحدیث پر جھوٹ بولا کرتا تھا، جھوٹی باتیں اپنی طرف سے بنا کر انہیں ''احادیث صحیحہ'' کا نام دیا کرتا تھا (اس کی تفصیل کذبات مرزا قادیانی کے عنوان سے باب سوم میں پیش کی جائے گی ان شاء اللہ)، اسی طرح وہ اپنے سے پہلے گذرے بزرگان امت پر بھی جھوٹ بولنے سے باز نہیں آتا تھا (نمونے کے طور پر صرف ایک مثال پیش کرتا ہوں کہ ''رخ 13 صفحہ 221'' پر مرزا نے لکھا ہے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ابن قیم رحمہا اللہ جو اپنے وقت کے امام ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل ہیں، جو کہ صریح اور سفید جھوٹ ہے ان دونوں حضرات نے اپنی کتابوں میں تصریح کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں زندہ ہیں اور وہی نازل ہوں گے)، اسی طرح کا ایک جھوٹ مرزا قادیانی نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر بھی بولا ہے، اس جھوٹ کی تفصیل اس طرح ہے کہ جب تک مرزا قادیانی نے خود نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا اور وہ لوگوں کے سامنے یہ اعلان کیا کرتا تھا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے، اب کوئی نبی نہیں بنے گا، میں مدعی نبوت کو کافر سمجھتا ہوں، میرے عقائد وہی ہیں جو اہل سنت کے ہیں وغیرہ، اس امت میں انبیاء کے قائم مقام محدَّث (دال پر شد اور زبر کے ساتھ) رکھے گئے ہیں تو اس وقت وہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت بھی پیش کیا کرتا تھا جو کہ عربی میں ہے اور حضرت مجدد صاحب کے مکتوبات دفتر دوم کے مکتوب نمبر 51 کے شروع میں ہے، عبارت یوں ہے:۔

''اعلم ایھا الاخ الصدیق ان کلامہ سبحانہ مع البشر قد یکون شفاھاً وذلک لافراد من الانبیاء علیھم الصلوات والتسلیمات وقد یکون ذلک لبعض الکُمّل من متابعیھم بالتبعیۃ والوراثۃ ایضاً واذا کثر ھذا القسم من الکلام مع واحد منھم سمی محدَّثاً کما کان امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ.....''

چنانچہ مرزا قادیانی نے یہ عربی عبارت نقل کی اور پھر اس کا ترجمہ بھی یوں کیا:۔

''اے دوست تمہیں معلوم ہو کہ اللہ جل شانہ کا بشر کے ساتھ کلام کرنا کبھی روبرو اور ہم کلامی کے رنگ میں ہوتا ہے اور ایسے افراد جو خدا تعالی سے ہم کلام ہوتے ہیں وہ خواص انبیاء میں سے ہیں اور کبھی یہ ہم کلامی کا مرتبہ بعض ایسے مکمل لوگوں کو ملتا ہے جو نبی تو نہیں مگر نبیوں کے متبع ہیں اور جو شخص کثرت سے شرف ہم کلامی پاتا ہے <u>اس کو محدّث بولتے</u> ہیں......''۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم، رخ 3 صفحہ 601)

مرزا نے حضرت مجدد صاحب کی عبارت کے اگلے الفاظ بھی نقل کیے ہیں لیکن اس میں سے **كما كان امير المؤمنين عمر رضى الله عنه** کے الفاظ نہ جانے کیوں حذف کردیے شاید اس لئے کہ کوئی یہ سوال نہ کردے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اگر کثرت مکالمہ کے شرف سے مشرف تھے تو پھر وہ نبی کیوں نہ ہوئے، بہرحال مرزا نے یہاں صاف طور پر یہ ترجمہ کیا کہ ''جو شخص کثرت سے شرف ہم کلامی پاتا ہے اس کو محدَّث بولتے ہیں''، اسی طرح حضرت مجدد صاحب کی یہی تحریر مرزا نے اپنی دوسری کتاب (تحفہ بغداد، رخ 7 صفحہ 28) پر بھی نقل کی ہے اور یہی الفاظ نقل کیے ہیں کہ **واذا كثر هذا القسم من الكلام مع واحد منهم سُمي محدَّثاً** جو شخص کثرت سے شرف ہم کلامی پاتا ہے اس کو محدَّث بولتے ہیں، لیکن جب مرزا قادیانی نے خود نبوت کا دعویٰ کیا تو اس نے حضرت مجدد صاحب کی اسی تحریر میں تحریف کردی اور یوں لکھا:۔

''بات یہ ہے کہ جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ ومخاطبہ الٰہی سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ ومخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کیے جائیں <u>وہ نبی کہلاتا ہے</u>......''۔

(حقیقۃ الوحی، رخ 22 صفحہ 406)

آپ نے دیکھا کہ یہاں حضرت مجدد صاحب کی اسی تحریر میں ایک تو (امور غیبیہ اس پر ظاہر کیے جائیں) کے الفاظ اپنی طرف سے ڈالے اور پھر ''وہ محدَّث کہلاتا ہے'' کی جگہ ''وہ نبی کہلاتا ہے'' لکھ دیا جو کہ حضرت مجدد صاحب کی عبارت میں سراسر تحریف ہے۔

<u>ایک مرزائی دھوکہ</u>

ایک بار جب ہم نے ایک قادیانی مربی کے سامنے مرزا کا یہ کارنامہ پیش کیا تو اس نے مرزائی عادت کے مطابق یہ عذر پیش کیا کہ حقیقۃ الوحی میں مرزا نے حضرت مجدد صاحب کی جس تحریر کا حوالہ دیا ہے وہ مجدد صاحب کی وہ عربی تحریر نہیں جس کا حوالہ ہمارے مرزا جی نے ازالہ اوہام میں دیا ہے، بلکہ یہ حضرت مجدد صاحب کی ایک فارسی تحریر کا ترجمہ ہے جو کہ آپ کے مکتوبات کے دفتر اول، مکتوب نمبر 310 میں ہے، مولوی خوامخواہ دھوکہ دیتے ہیں اور حقیقۃ الوحی والے حوالے اور ازالہ اوہام والے حوالے کو حضرت مجدد صاحب کی ایک ہی تحریر بتا کر بلا وجہ مرزا پر اعتراض کرتے ہیں۔

<u>جواب</u>

اپنے پیشوا مرزا قادیانی کی طرح اس کے پیروکار بھی دجل وفریب میں کسی سے کم نہیں، آیئے پہلے حضرت مجدد صاحب کی وہ فارسی تحریر پڑھتے ہیں جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور دعویٰ کیا گیا ہے کہ حقیقۃ الوحی میں مرزا نے اس کا حوالہ دیا ہے پھر مرزا کے حقیقۃ الوحی میں لکھے الفاظ کے ساتھ اس کا موازنہ کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کیا اس فارسی تحریر میں وہ الفاظ موجود ہیں جو مرزا نے لکھے ہیں؟، مکتوبات دفتر اول، مکتوب نمبر 310 میں متشابہات کے بارے میں بات کرتے ہوئے حضرت مجدد صاحب لکھتے ہیں:

''قال اللہ تعالی **وما يعلم تأويله الا الله** یعنی تاویل آں متشابہ را ہیچکس نمی داند مگر خدائے عزوجل پس معلوم شد کہ متشابہ نزد خدائے جل وعلا نیز محمول بر تاویل است واز ظاہر مصروف وعلماء

راسخین را نیز علم ایں تاویل نصیبے عطا میفرمایند چنانچہ بر علم غیب کہ مخصوص باوست سبحانہ خلّص رُسل را اطلاع می بخشد ......'' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ **وما یعلم تاویلہ الا اللہ** اس کی تاویل اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، یعنی اس متشابہ کی تاویل (اصل مراد) کو اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا، لہٰذا معلوم ہوا کہ اللہ جل وعلا کے نزدیک متشابہ بھی تاویل پر محمول اور ظاہر سے مصروف ہے (یعنی ظاہری معنی پر محمول نہیں) اور علماء راسخین کو بھی اس تاویل کے علم سے ایک حصہ عطا فرمایا ہے، چنانچہ علم غیب جو اس سبحانہ کے لئے مخصوص ہے اپنے خاص رسولوں کو اس سے اطلاع بخشتا ہے۔

اب حضرت مجدد صاحب کی اس عبارت کے سامنے مرزا قادیانی کی یہ تحریر رکھیں اور بتائیں کہ کیا مرزا نے حضرت مجدد صاحب کی اس عبارت کا ترجمہ کیا ہے؟ مرزا نے لکھا تھا:

''بات یہ ہے کہ جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ ومخاطبہ الٰہی سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ ومخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کیے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے......''۔

(حقیقۃ الوحی، رخ22 صفحہ 406)

کیا یہ الفاظ حضرت مجدد صاحب کے دفتر اول کے مکتوب نمبر 310 میں ہیں؟ ہرگز نہیں۔ لہٰذا یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ مرزا قادیانی نے حضرت مجدد صاحب کے اسی عربی مکتوب کی طرف اشارہ کیا ہے جو وہ ازالہ اوہام وغیرہ میں پہلے نقل کر چکا تھا اور اس نے حضرت مجدد صاحب کی تحریر میں لفظ ''محدَّث'' کو لفظ ''نبی'' کے ساتھ بدل کر بدترین تحریف کا ثبوت دیا ہے (اور جو شخص قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں تحریف کرنے سے نہ شرماتا ہو اس کے لئے یہ کوئی بڑی بات نہیں، مرزا کی تحریفات کا نمونہ بھی ہم اس کتاب کے تیسرے باب میں پیش کریں گے)۔

اسی طرح مرزائی جماعت کی طرف سے حضرت مجدد صاحب کے ایک اور مکتوب کے کچھ الفاظ پیش کر کے بھی دھوکہ دہی اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ مجدد صاحب آنحضرت ﷺ کے بعد ایک قسم کی نبوت کے جاری رہنے کے قائل ہیں۔ چنانچہ حضرت مجدد صاحب کی جس عبارت سے یہ نتیجہ نکالنے کی کوشش کی جاتی ہے وہ یہ ہے:۔

''پس حصول کمالات نبوت مر تابعان را بطریق تبعیت ووراثت بعد از بعثت خاتم الرسل علیہ وعلی آلہ وعلی جمیع الانبیاء والرسل الصلوات والتحیات منافی خاتمیت او نیست......'' پس آنحضرت خاتم الرسل ﷺ کی بعثت کے بعد آپ کے متبعین کو تبعیت ووراثت کے طریق پر کمالات نبوت کا حاصل ہونا آپ ﷺ کی خاتمیت کے منافی نہیں ہے۔

(مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی فارسی، دفتر اول، مکتوب نمبر 301)

معلوم نہیں حضرت مجدد صاحب کے ان الفاظ سے امتی نبوت یا غیر مستقل نبوت کے اجزاء کو کس طرح ثابت کیا جاتا ہے؟ حضرت مجدد صاحب تو یہ فرما رہے ہیں کہ خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد دین کے صحیح تابعدار لوگوں کو اس اتباع کی بدولت نبوت کے کمالات وفضائل حاصل ہوں تو یہ حضور ﷺ کی ختم نبوت کے منافی نہیں (اس لئے کہ یہ فضائل وکمالات اجزائے نبوت ہیں اور کسی چیز کے بعض اجزاء کے حاصل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ پوری کی پوری چیز حاصل ہوگئی، جیسے مثال کے طور پر حدیث شریف میں رؤیا صالحہ یا اچھے خواب کو اجزاء نبوت میں سے شمار کیا گیا ہے تو کون جاہل ہے جو یہ کہتا ہے کہ جسے رؤیا صالحہ نصیب ہوں اسے نبوت مل گئی؟)۔ لہٰذا حضرت مجدد صاحب کے ان الفاظ سے ہرگز کسی قسم کی نبوت کا جاری ہونا ثابت نہیں ہوتا، نیز اسی مکتوب کے شروع میں حضرت مجدد صاحب نے یہ بھی لکھا ہے:

''نبوت عبارت از قرب الٰہی است وشائبہء ظلیت ندارد ......ایں قرب بالاصالۃ نصیب انبیاء است علیہم الصلوات والتسلیمات

وایں منصب مخصوص بایں بزرگواران است علیہم الصلوات والبرکات وخاتم ایں منصب سید البشر است علیه وعلی آله الصلاۃ والسلام " نبوت سے مراد وہ قربِ الٰہی ہے جس میں ظلیت کا کچھ بھی شائبہ نہیں......(آگے لکھا)......یہ قرب صرف انبیاء علیہم السلام کے نصیب میں ہے اور یہ منصب انہی بزرگوں کے ساتھ مخصوص ہے نیز یہ منصب سید البشر ﷺ پر ختم ہو چکا ہے۔

(مکتوبات امام ربانی فارسی، صفحہ 636، دفتر اول، مکتوب نمبر 301، ایچ ایم سعید کمپنی)

حضرت مجدد صاحب کے اس مکتوب کے پہلے جملے نے ہی مرزا قادیانی کے دعوائے نبوت کی دھجیاں بکھیر دیں کیونکہ مرزا قادیانی خود کو ظلی نبی کہتا ہے جبکہ مجدد صاحب کے نزدیک نبوت میں ظلیت کا کچھ شائبہ ہی نہیں ہے، نیز حضرت مجدد صاحب نے فرمادیا کہ منصب نبوت کا اختتام سید البشر ﷺ پر ہو چکا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے کی وضاحت

پھر حضرت مجدد صاحب کے اس جملے "حصول کمالات نبوت" سے مراد نبوت نہیں یہ وضاحت خود حضرت مجدد صاحبؒ کے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد معصوم فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمادی ہے، آپ نے تحریر فرمایا:۔

"از حصول کمالات نبوت مر بعضے افراد امت را بطریق تبعیت ووراثت لازم نمی آید که آن بعضے نبی باشد یا مساوات با نبی پیدا کند چه حصول کمالات نبوت دیگر است وحصول منصبِ نبوت دیگر چنانچه تحقیق ایں معنی بتفصیل در مکتوبات قدسی حضرت ایشاں مسطور است **والسلام علی من اتبع الهدی**" امت کے بعض افراد کو تبعیت ووراثت کے طور پر کمالات نبوت حاصل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ خاص فرد نبی ہو جائے یا

نبی کے برابر ہو جائے کیونکہ کمالات نبوت حاصل ہونا اور بات ہے اور منصب نبوت کا حاصل ہونا اور بات ہے، اس معنی کی تحقیق حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات میں تفصیل کے ساتھ لکھی ہے۔

(مکتوبات معصومیہ، دفتر اول فارسی، مکتوب نمبر 192 صفحہ 369، طبع سول اینڈ ملٹری پریس کراچی)

لیجیے حضرت مجدد صاحب کے صاحبزادے نے تو بات بالکل واضح کردی اور مرزائی تلبیس کو زائل کردیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ختم نبوت پر چند فیصلہ کن تحریریں

اب ہم حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی چند صریح عبارات پیش کرتے ہیں تاکہ ان کے عقیدے کے بارے میں ہر قسم کے شکوک وشبہات کا خاتمہ ہو جائے۔

سب سے پہلے نبی آدم علیہ السلام اور سب سے آخری محمد ﷺ

اپنے ایک مکتوب مبارک میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"اول انبیاء حضرت آدم است علی نبینا وعلیه وعلیهم الصلوات والتسلیمات والتحیات وآخر ایشان وخاتم نبوت شان حضرت محمد رسول الله است علیه وعلیهم الصلوات والتسلیمات بجمیع انبیاء ایمان باید آورد علیهم الصلوات والتسلیمات وہمه را معصوم وراست گو باید دانست عدمِ ایمان بیکے ازیں بزرگواران مستلزم عدم ایمان است بجمیع ایشان علیهم الصلوات والتسلیمات چه کلمهء ایشاں متفق است واصول دین شاں واحدوحضرت عیسیٰ علیه نبینا وعلیه

الصلاۃ والسلام کہ از آسمان نزول خواہد فرمود متابعت شریعت خاتم الرسل خواہد نمود علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات ......'' انبیاء میں سے سب سے پہلے حضرت آدم علی نبینا وعلیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات ہیں اور ان میں سب سے آخری اور خاتم نبوت حضرت محمد رسول اللہ علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات ہیں، لہٰذا تمام انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات پر ایمان لانا چاہیے اور سب کو معصوم اور سچا سمجھنا چاہیے ان میں سے کسی ایک پر ایمان نہ لانا تمام انبیاء پر ایمان نہ لانے کو مستلزم ہے کیونکہ ان سب کا کلمہ متفق ہے اور ان کے دین کے اصول بھی ایک ہیں، اور حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام جب آسمان سے نزول فرمائیں گے تو وہ خاتم الرسل علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات کی شریعت کی پیروی کریں گے۔

(مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی، دفتر سوم، مکتوب نمبر 17، ایچ ایم سعید کمپنی)

مجدد صاحب کی یہ تحریر ختم نبوت اور نزول عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پر اتنی واضح ہے کہ اس میں کسی قسم کے شک یا تاویل کی کوئی گنجائش نہیں۔

منصب نبوت آنحضرت ﷺ پر ختم

اپنے ایک اور مکتوب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

''ودرشان حضرت فاروق رضی اللہ عنہ فرمودہ است علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والسلام لوکان بعدی نبیاً لکان عمر یعنی لوازم وکمالاتے کہ درنبوت درکار است ہمہ را عمر دارد، امّا چوں منصب نبوت بخاتم الرسل ختم شدہ است علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والسلام بدولت منصب نبوت مشرّف نہ گشت'' اور حضرت (عمر) فاروق رضی اللہ عنہ کی شان میں (آنحضرت ﷺ) نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے، یعنی جو لوازم

وکمالات نبوت میں درکار ہیں وہ سب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اندر ہیں لیکن چونکہ نبوت کا منصب خاتم الرسل علیہ وعلی الہ الصلاۃ والسلام پر ختم ہو چکا ہے اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ منصبِ نبوت کی دولت سے مشرّف نہ ہوئے۔

(مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی، دفتر سوم، مکتوب نمبر 24، ایچ ایم سعید کمپنی)

حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ان الفاظ کا مفہوم بھی واضح ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ کے بعد کسی قسم کی نبوت کی جاری ہوتی تو سب سے پہلے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نبی ہوتے لیکن چونکہ منصب نبوت حضرت محمد ﷺ پر ختم ہو چکا تھا اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ منصب نہیں مل سکا۔ اب ان واضح تحریرات کو پڑھنے کے بعد بھی کوئی یہ کہے کہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اجراء نبوت کے قائل تھے تو اس کی عقل پر صرف رویا ہی جا سکتا ہے۔

☆☆☆☆

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی

رحمۃ اللہ علیہ اور عقیدہ ختم نبوت

اسی طرح جماعت مرزائیہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریرات میں سے چند عبارات پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ حضرت شاہ صاحب بھی اس بات کے قائل تھے کہ غیر تشریعی نبوت جاری ہے، نیز وہ یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ شاہ صاحب نے لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی دو بعثتیں ہیں، ایک وہ جو آنحضرت ﷺ کی صورت میں ہوئی اور دوسری بعثت بعد میں ہونی تھی (جو بقول مرزائی جماعت مرزا قادیانی کی شکل میں ہوئی)، تو آیئے جائزہ لیتے ہیں کہ مرزائی دعوؤں میں کتنی صداقت ہے؟ اور کیا واقعی حضرت شاہ صاحب اجراء نبوت اور آنحضرت ﷺ کی اس مفہوم میں دو بعثتوں کے قائل ہیں جیسا کہ مرزائی عقیدہ ہے؟۔

قادیانی تلبیس اور اس کا جواب

جماعت مرزائیہ کی طرف سے شاہ صاحب کی کتاب **تفہیمات الھیہ** کے یہ الفاظ پیش کیے جاتے ہیں کہ انہوں نے لکھا ہے:۔

''**وختم بہ النبیون اي لا یوجد بعدہ من یأمرہ اللہ سبحانہ بالتشریع علی الناس**'' آنحضرت ﷺ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا یعنی کوئی شخص ایسا نہ پایا جائے گا جسے اللہ تعالیٰ کسی شریعت کا حکم دے کر لوگوں پر مامور کرے۔

(**التفہیمات الالھیۃ**، جلد دوم، صفحہ 72و73 مدینہ برقی پریس بجنور)

شاہ صاحب کی اس تحریر کا مطلب مرزائی جماعت کی طرف سے یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ''آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں پایا جا سکتا جسے نئی شریعت دے کر اللہ مامور کرے یعنی پرانی شریعت کا پیروکار نبی بن سکتا ہے'' جسے مرزائی اپنی زبان میں غیر تشریعی نبی بھی کہتے ہیں، جبکہ یہ سراسر مرزائی دھوکہ ہے، کیونکہ تشریعی اور غیر تشریعی نبی کی تقسیم ان معنوں میں کہ کوئی نبی

صاحب شریعت ہوتا ہے اور کوئی غیر صاحب شریعت درست نہیں، کیونکہ کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جو صاحب شریعت نہ ہو، خواہ اس کی شریعت وہی ہو جو اس سے پہلے کی تھی اور خواہ وہ شریعت جدیدہ لائے لیکن ہوتا وہ صاحب شریعت ہی ہے۔ یہ بات تو تسلیم شدہ ہے کہ وحی ہر نبی پر آتی ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملتا ہے، خواہ اسے یہ حکم ہو کہ وہ شریعت سابقہ کی تعلیم ہی دے، یا اسے نئے احکامات دیے جائیں اس حکم وحی کو ہی شریعت کہا جاتا ہے۔ خود مرزا غلام احمد قادیانی نے اسے تسلیم کیا ہے چنانچہ اس نے لکھا ہے:۔

''ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو شریعت کیا چیز ہے، جس نے اپنی وحی کے ذریعے سے چند امر اور نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی''

(اربعین نمبر 4، رخ 17 صفحہ 435)

یعنی وہ خود اپنے آپ کو صاحب شریعت بتا رہا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ جب کسی نبی کو اللہ کی طرف سے یہ حکم بھی موصول ہو کہ وہ سابقہ شریعت کی تعلیم دے تو وہی اس کی شریعت بن جاتی ہے اور وہ صاحب شریعت اور تشریعی نبی بن جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿**وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ**﴾ اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے (النساء:64)، تو جب تک یہ تسلیم نہ کیا جائے کہ ہر نبی صاحب شریعت ہوتا ہے خواہ صاحب شریعت سابقہ اور خواہ صاحب شریعت جدیدہ اس وقت تک یہ اصول بھی ناقابل تسلیم ہے کہ ہر نبی مطاع ہوتا ہے، پس ضروری ہوا کہ ہر نبی اور رسول کی کچھ ایسی تعلیم ہو جس میں اس کی اطاعت کی جائے ورنہ اس کے مطاع ہونے کے کیا معنیٰ؟ اور نبی کی ہر تعلیم شریعت کہلاتی ہے پس ہر نبی صاحب شریعت اور تشریعی ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿**ولکل جعلنا منکم شرعۃ ومنھاجاً**﴾ اور تم میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے خاص شریعت اور خاص طریقت تجویز کی۔(المائدہ:48)۔ **شرعۃ** اور **شریعۃ** کا ایک ہی معنیٰ ہے، اس آیت کی تفسیر

میں امام رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں:۔

''لأن قوله لكل جعلنا منكم شرعة ومنهاجاً يدل على أنه يجب أن يكون كل رسول مستقلاً بشريعة خاصة'' اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ہر رسول کی مستقل شریعت ہوتی ہے۔

(تفسیر کبیر، امام فخر الدین رازی، جلد 12 صفحہ 14 دار الفکر بیروت)

لہذا حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی جو عبارت جماعت مرزائیہ کی طرف سے پیش کر کے یہ مفہوم بیان کیا جاتا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں ہو سکتا جو نئی شریعت والا ہو اور پرانی شریعت والا نبی پیدا ہو سکتا ہے یہ صرف ایک دھوکہ ہے، حضرت شاہ صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا شخص پیدا نہ ہوگا جس پر اللہ کی طرف سے احکام نازل ہوں اور اسے حکم دیا جائے کہ یہ احکام لوگوں کو بتادو۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی
ختم نبوت پر فیصلہ کن تحریریں

چنانچہ خود حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اسی کتاب میں اپنے عقیدے کی وضاحت بھی صاف اور صریح الفاظ کے ساتھ فرما دی ہے۔

آپ ﷺ کے بعد کسی نبی کا وجود میں آنا ممکن نہیں

آپ نے تحریر فرمایا:۔

''فصار خاتم هذه الدورة فلذلك لا يمكن أن يوجد بعده نبي صلوات الله عليه وسلامه'' اور آپ ﷺ اس سلسلہ انبیاء کے خاتم ہو گئے ہیں پس یہ ممکن ہی نہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی پایا جاسکے۔

(التفهيمات الالهية، جلد دوم، صفحہ 137، مدینہ برقی پریس، بجنور)

یہاں آپ نے صرف نبی کا لفظ لکھا ہے جس میں ہر قسم کی نبی آجاتے ہیں، نئی شریعت لانے والے بھی اور پچھلی شریعت کے تابع بھی۔

آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں

اسی طرح حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا:۔

''ومحمد ﷺ خاتم النبيين لا نبي بعده ودعوته عامة لجميع الانس والجن وهو افضل الانبياء بهذه الخاصية وبخواص اخرى'' اور محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور آپ کی دعوت تمام انسانوں اور جنّات کے لئے ہے اور آپ اس خاصیت اور دوسرے خواص میں تمام انبیاء سے افضل ہیں۔

(التفهيمات الالهية، جلد اول، صفحہ 147)

آپ ﷺ نبوت کو بند کرنے والے اور ولایت کو کھولنے والے

علاوہ ازیں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے صاف طور پر یہ لکھا کہ نبی کریم ﷺ باب نبوت کے خاتم ہیں اور باب ولایت کے فاتح ہیں، یعنی آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہو گیا اور ولایت کا دروازہ کھلا، چنانچہ لکھتے ہیں:۔

''حضرت پیامبر ما افضل الخاتمین والفاتحین خاتم النبوة وفاتح الولایة صلی الله علیه وسلم پیدا شدند وآنحضرت صلی الله علیه وسلم یکے از اشراط قیامت اند وآنحضرت صلی الله علیه وسلم با قیامت مثل سبابه ووسطی باہم پیوستہ اند بآں معنی کہ آنحضرت ﷺ فاتح راہ ولایت اند.......... بعد آنحضرت صلی الله علیه وسلم ہر فاتح وخاتم کہ ہست درباب ولایت است.....'' اور ہمارے نبی کریم ﷺ افضل الخاتمین کہ نبوت کو ختم کرنے والے ہیں اور افضل الفاتحین کہ ولایت کا دروازہ کھولتے ہیں پیدا

ہوئے ،آپ علامات قیامت میں سے ہیں اور آپ ﷺ قیامت کے ساتھ شہادت کی انگلی اور درمیانی بڑی انگلی کی طرح متصل ہیں (یعنی آپ کے بعد کسی اور نبی کا دور نہیں بلکہ دورِ قیامت ہے)......آپ کے بعد جو خاتم اور فاتح بھی ہوگا وہ ولایت کے باب میں ہوگا (یعنی باب نبوت مطلقاً بند ہے خواہ شریعت سابقہ کے ساتھ ہو خواہ شریعت جدیدہ کے ساتھ)۔

(التفہیمات الالہیۃ، جلد اول، صفحہ 76)

ایک جگہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دجالوں کا ذکر فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

”واعلم ان الدجاجلة دون الدجال الاكبر كثيرة ويجمعهم امر واحد هو انهم يذكرون اسم الله ويدّعون أنهم يدعون الناس اليه ......“ اور جان لو کہ دجال اکبر کے علاوہ اور بھی بہت سے دجال ہیں، جن سب میں ایک بات مشترک ہے وہ یہ کہ وہ سب خدا کا نام لیتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔ پھر آگے مدعی نبوت کو بھی انہی میں شمار کرتے ہیں اور لکھتے ہیں **”فمنهم من يدعي النبوة ......“** پس انہی دجالوں میں سے وہ بھی ہیں جو (حضور ﷺ کے بعد) نبوت کا دعویٰ کریں۔

(التفہیمات الالہیۃ، جلد دوم، صفحہ 198)

آپ ﷺ کی وفات کے ساتھ ہی نبوت منقطع ہوگئی

اگر اب بھی کسی کو حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدے میں شک ہے تو آیئے ہم ان کا ایک اور دوٹوک فیصلہ پیش کرتے ہیں، آپ لکھتے ہیں:۔

”اقول: فالنبوة انقطعت بوفاة النبی صلی الله علیه وسلم“ میں کہتا ہوں کہ نبوت تو نبی کریم ﷺ کی وفات کے ساتھ ہی منقطع ہوگئی۔

(حجة الله البالغة ،جلد2،صفحہ 329،دار الجیل ، بیروت)

ضروریاتِ دین کی ایسی تفسیر کرنے والا جو صحابہ، تابعین اور اجماع امت کے خلاف ہو زندیق ہوتا ہے

اسی طرح اپنی کتاب **(المسوی شرح المؤطا)** میں کافر، منافق اور زندیق کے درمیان فرق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جو آدمی دین حق کو نہ زبان سے مانے اور نہ دل سے قبول کرے وہ کافر ہوتا ہے، اور جو زبان سے تو مانے لیکن اس کے دل میں کفر ہو وہ منافق ہوتا ہے، اور پھر یہ بتاتے ہوئے کہ زندیق کون ہوتا ہے لکھتے ہیں:۔

”وان اعترف به ظاهراً وباطناً لكنه يفسر بعض ما ثبت من الدين ضرورة بخلاف ما فسره الصحابة والتابعون واجمعت عليه الأمة فهو الزنديق“ زندیق وہ ہوتا ہے جو دین حق کا دل اور زبان دونوں سے اعتراف تو کرے لیکن بعض ضروریات دین کی ایسی تفسیر وتشریح کرے جو صحابہ وتابعین کی تفسیر اور اجماع امت کے خلاف ہو۔

(المسوی شرح المؤطا، جلد2 صفحہ 268، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

لفظ خاتم النبیین کے مفہوم میں تحریف کرنے والا بھی زندیق

پھر آگے زندقہ کی مثالیں بیان کرتے ہوئے ایک مثال یہ پیش فرماتے ہیں کہ:۔

”او قال ان النبی ﷺ خاتم النبيين ولكن معنى هذا الكلام انه لا يجوز ان يسمى بعده احد بالنبی ، وأما معنى النبوة وهو كون انسان مبعوثاً من الله تعالى الى الخلق مفترض الطاعة معصوماً من الذنوب ومن البقاء على الخطأ فيما يرى فهو موجود فى الأئمة بعده ، فذلک هو الزنديق ، وقد اتفق جماهير المتأخرين من الحنفية والشافعية على قتل من يجرى هذا المجرى والله اعلم“ یا وہ شخص جو یہ کہے کہ نبی کریم ﷺ خاتم الانبیاء ہیں لیکن اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ آپ کے

بعد نبی کا نام کسی کو نہیں دیا جائے گا، یہ مطلب نہیں ہے کہ خدا کا کوئی مفترض الطاعۃ اور معصوم فرستادہ نہیں آئے گا تو یہ شخص زندیق ہے اور ایسے شخص کے بارے میں جمہور متأخرین حنفیہ اور شافعیہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے۔

(المسوی، جلد2، صفحہ 269)

غور فرمائیں! حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ختم نبوت اتنا مضبوط اور واضح ہے، غیر تشریعی یا ظلی نبی تو درکنار، جن کے نزدیک بغیر نبی کا نام لیے آپ ﷺ کے بعد کسی کو معصوم اور مفترض الطاعۃ سمجھ لینا بھی عقیدہ ختم نبوت کا انکار اور زندقہ ہو ان کے بارے میں یہ جھوٹ پھیلانا کہ ان کے نزدیک غیر تشریعی نبی آ سکتا ہے کس قدر ظلم اور زیادتی ہے۔

نیز حضرت شاہ صاحب اپنے فارسی ترجمہ قرآن ''فتح الرحمٰن'' میں آیت خاتم النبیین **﴿ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبیین﴾** کا ترجمہ وتشریح یوں فرماتے ہیں:۔

''نیست محمد پدر ہیچ کس از مردان شما ولیکن پیغمبر خدا است ومہرِ پیغمبران است'' اور پھر حاشیے میں اس کی تشریح یوں فرماتے ہیں ''یعنی بعد از وے ہیچ پیغمبر نہ باشد''یعنی ان کے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہوگا۔

(فارسی ترجمہ قرآن از شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ، صفحہ 616، مطبوعہ شاہ فہد قرآن کمپلکس، سعودیہ)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
رحمۃ اللہ علیہ اور آنحضرت ﷺ کی دو بعثتیں

جیسا کہ گذشتہ صفحات میں بیان ہوا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ دعویٰ کیا کہ نبی کریم ﷺ نے دوبار مبعوث ہونا تھا، آپ اپنی پہلی بعثت میں مکہ میں پیدا ہوئے اور وصال کے بعد مدینہ منورہ میں مدفون ہیں، اور آپ ﷺ کی دوسری بعثت مرزا غلام احمد قادیانی کی صورت میں قادیان میں ہوئی۔ اس کفریہ عقیدے کو ثابت کرنے کے لئے ایک دلیل یہ پیش کی جاتی ہے

کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہ لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی دو بعثتیں ہیں اور پھر شاہ صاحب کی کتاب حجۃ اللہ البالغۃ میں سے کچھ الفاظ کاٹ کر پیش کیے جاتے ہیں، وہ یہ کہ حضرت شاہ صاحب نے آنحضرت ﷺ کا ذکر فرماتے ہوئے لکھا ہے''**واعظم الانبیاء شأناً من له نوع آخر من البعثة ایضاً......**'' اور تمام انبیاء میں سب سے بڑی شان والے وہ ہیں جن کی بعثت کی ایک اور قسم بھی ہے۔

(حجة الله البالغة، جلد1 صفحہ 156، دار الجیل، بیروت)

مرزائی صرف یہ الفاظ پیش کر کے یہ تأثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ دیکھو حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ آپ ﷺ کی ایک اور بعثت بھی ہونی تھی، لیکن اگر حضرت شاہ صاحب کی پوری عبارت پیش کی جائے تو مرزائی دجل وفریب راکھ بن کر ہوا میں اڑ جاتا ہے، آیئے پوری عبارت پڑھتے ہیں:۔

''**واعظم الانبیاء شأناً من له نوع آخر من البعثة ایضاً وذلک ان یکون مراد الله تعالی فیه ان یکون سبباً لخروج الناس من الظلمات الی النور وأن یکون قومه خیر امة اخرجت للناس فیکون بعثه یتناول بعثاً آخر، والی الأول وقعت الاشارة فی قوله تعالی : هو الذی بعث فی الامیین رسولاً منهم [الجمعة: 2] ، والی الثانی فی قوله تعالی: کنتم خیر امة أخرجت للناس [آل عمران: 110] وقوله : فانما بُعثتم میسرین ولم تُبعثوا معسِّرین......**'' اور تمام انبیاء میں سب سے بڑی شان والے وہ ہیں جن کی بعثت کی ایک اور قسم بھی ہے، اور وہ یہ کہ اللہ نے یہ ارادہ فرمایا کہ آپ ﷺ کے سبب سے لوگوں کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالے اور پھر آپ کی قوم بہترین امت ہو جو دوسرے لوگوں کے لئے نکالی جائے، پس آپ کی بعثت میں ہی ایک اور بعثت ہے، پہلی (بعثت) کی طرف اللہ کے اس کلام میں اشارہ ہے: وہ اللہ وہ ذات ہے جس نے امیوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا [الجمعہ:2]، اور دوسری (بعثت) کی طرف اشارہ

اس آیت میں ہے: تم بہترین امت ہو جسے لوگوں کے لئے نکالا گیا ہے [آل عمران: 110]، اور آپ ﷺ کے اس فرمان میں کہ: تم آسانی کرنے والے بنا کر مبعوث کیے گئے ہو، تمہیں تنگی کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا۔

(حجۃ اللہ البالغۃ، جلد 1 صفحہ 156، باب حقیقۃ النبوۃ و خواصھا)

اب غور فرمائیں! کیا شاہ صاحب کی اس تحریر میں یہ بیان ہو رہا ہے کہ چودھویں صدی میں قادیان کے ایک دہقان کی صورت میں نبی کریم ﷺ کی دوسری بعثت ہوگی؟ ہرگز نہیں، شاہ صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو مبعوث کیا گیا، اور چونکہ آپ ﷺ کے بعد اب کسی نبی نے پیدا نہیں ہونا تھا اس لئے آپ کی قوم اور آپ کی امت کے سپرد بھی وہی کام کیا گیا اور انہیں دوسرے لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا، شاہ صاحب نے دو آیات اور ایک حدیث کا حوالہ دیکر بات کو واضح بھی فرما دیا، یہ ہیں آنحضرت ﷺ کی بعثت کی دو قسمیں یا انواع جو شاہ صاحب بیان فرما رہے ہیں، لیکن جس مذہب کی بنیاد ہی جھوٹ اور تحریف پر ہو اس سے کچھ بعید نہیں کہ وہ رات کو دن اور دن کو رات کہہ ڈالے۔

☆☆☆☆

شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ اور عقیدہ ختم نبوت

مشہور صوفی شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ شیخ اکبر کے نام سے مشہور ہیں ان کی چند عبارات سے بھی دھوکہ دیا جاتا ہے اور یوں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے لکھا ہے صرف تشریعی نبوت کا دروازہ بند ہے اور نبی کریم ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں اس کا یہ مطلب ہے کہ کوئی ایسا نبی نہیں جو میری شریعت کے مخالف ہو، اگر کوئی ہوگا تو وہ میری شریعت کے تابع ہوگا...... (الفتوحات المکیہ، جلد 2 صفحہ 3)۔

شیخ ابن عربیؒ کے بارے میں مرزا قادیانی کے خیالات

اس سے پہلے کہ ہم شیخ ابن عربی پر لگائے گئے اس بہتان کا جائزہ لیں اور بتائیں کہ شیخ کے نزدیک نبوت کا مفہوم کیا ہے؟ اور ان کے نزدیک تشریعی نبوت سے کیا مراد ہے؟ اور کیا ان کے نزدیک آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو نبی یا رسول کہا جا سکتا ہے؟ ہم قارئین کو اس بات سے آگاہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں کو اپنے مذہب کی تائید میں شیخ ابن عربی کی عبارات کو پیش کرنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا، کیونکہ ان کے پیشوا مرزا غلام احمد نے شیخ ابن عربی کو مسئلہ وحدت الوجود کے تناظر میں قابل نفرت، قابل کراہت اور دہریوں کے مثل قرار دیا ہے، نیز مرزا نے صاف لکھا ہے کہ وہ شیخ ابن عربی کی اس بات کے ساتھ متفق نہیں کہ غیر تشریعی نبوت جاری ہے، ہم سرِ دست یہ حوالے قارئین کے سامنے رکھتے ہیں۔

مسئلہ وحدت الوجود کا ذکر کرتے ہوئے مرزا قادیانی نے کہا:۔

''شیخ محی الدین (ابن عربی) سے پہلے اس وحدت وجود کا نام و نشان نہ تھا'' اور پھر اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہا ''دیکھا گیا ہے کہ یہ وحدت وجود والے عموماً اباحتی ہوتے ہیں اور نماز روزہ کی ہرگز پرواہ نہیں کرتے، یہاں تک کہ کنجروں کے ساتھ بھی تعلقات رکھتے ہیں''۔

(ملفوظات، جلد دوم، صفحہ 232)

ایک اور جگہ مرزا نے کہا:۔

"وجودیوں (یعنی شیخ ابن عربی وغیرہ۔ناقل) کا یہ مذہب ہے کہ ہم ہی لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں اور ہم ہی سچے موحد ہیں اور باقی سب مشرک ہیں، جس کا نتیجہ عوام میں یہ ہوا کہ اباحت پھیل گئی اور فسق وفجور میں ترقی ہوگئی کیونکہ وہ اسے حرام نہیں سمجھتے اور نماز روزہ اور دوسرے اوامر کو ضروری نہیں سمجھتے، اس سے اسلام پر بہت بڑی آفت آئی ہے، میرے نزدیک وجودیوں اور دہریوں میں انیس بیس کا فرق ہے۔ یہ وجودی (یعنی شیخ ابن عربی وغیرہ۔ناقل) سخت قابل نفرت اور قابل کراہت ہیں"۔

(ملفوظات، جلد چہارم، صفحہ 397)

یہ ہیں مرزا قادیانی کے خیالات شیخ محی الدین ابن عربی وغیرہ کے بارے میں، اب یہ پڑھیں مرزا نے یہ بھی لکھا تھا:۔

"محی الدین ابن عربی نے لکھا تھا کہ تشریعی نبوت جائز نہیں دوسری جائز ہے، مگر میرا اپنا مذہب یہ ہے کہ ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہے، صرف آنحضرت کے انعکاس سے جو نبوت ہو وہ جائز ہے"۔

(اخبار البدر۔قادیان، 17 اپریل 1903، صفحہ 102)

جب مرزا قادیانی کے نزدیک شیخ محی الدین مسئلہ وحدت الوجود کے موجد ہیں، اور اس کے نزدیک وجودی سخت قابل نفرت وقابل کراہت ہیں، وجودیوں کے ہاں نماز روزے کی کوئی اہمیت نہیں، اور پھر مرزا خود شیخ ابن عربی کے ساتھ غیر تشریعی نبوت کے مسئلے میں متفق بھی نہیں تو مرزا کی امت کس منہ سے شیخ کی عبارات کو اپنے حق میں پیش کرتی ہے؟ کیا اس طرح وہ اپنے نبی کی نافرمانی کے مرتکب نہیں ہو رہے؟۔

اب ہم آتے ہیں شیخ ابن عربی کی ان عبارات کی طرف جن کے اندر تشریعی اور غیر تشریعی نبوت کے الفاظ ملتے ہیں اور جن سے جماعت مرزائیہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتی ہے کہ شیخ ابن عربی ایسی نبوت کے جاری ہونے کے قائل ہیں جو کوئی نئی شریعت لے کر نہ آئے، جبکہ

یہ بات سراسر غلط ہے، جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ صوفیاء کی بات کو سمجھنا ہر کسی کا کام نہیں، چنانچہ جب ہم شیخ ابن عربی کی دوسری عبارات کا تفصیلی مطالعہ کرتے ہیں تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوتی ہے کہ ان کے نزدیک تشریعی نبوت سے مراد وہ نبوت ہے جو ولایت کے مقابلے میں ہے اور جسے شریعت نے نبوت کہا ہے، اور انہوں نے کمالات نبوت اور مبشرات کو غیر تشریعی نبوت فرمایا ہے جس سے مراد یہ ہے کہ شریعت نے اسے نبوت نہیں کہا یعنی جو نبوت بغیر تشریع ہو وہ نبوت نہیں کہلاتی بلکہ نبوت کا اطلاق اسی وقت درست ہوتا ہے کہ جب تمام اجزائے نبوت جن میں تشریع بھی داخل ہے مکمل موجود ہوں پس کامل نبوت باقی نہیں صرف بعض اجزائے نبوت باقی ہیں جنہیں نہ شرعاً نبوت کہا جاسکتا ہے نہ عرفاً، پس اگر غیر تشریعی نبوت کو باقی بھی کہا جائے تو اس کا معنیٰ صرف یہ ہے کہ سچے خواب اور مبشرات باقی ہیں جو نہ نبوت کہلا سکتی ہے اور نہ صاحب مبشرات نبی کہلا سکتا ہے۔

ابن عربیؒ کے نزدیک ہر نبوت تشریعی ہے

آیئے ہم شیخ ابن عربی کی عبارات سے ہی اس بات کو ثابت کرتے ہیں:۔

"**فما بقی للاولیاء الیوم بعد ارتفاع النبوة الا التعریف وانسدت ابواب الاوامر الالهية والنواهی ، فمن ادعاها بعد محمد فهو مدع شريعة أوحی بها اليه سواء وافق بها شرعنا او خالف ......**" پس نبوت ختم ہوجانے کے بعد اولیاء کے لئے صرف معارف باقی رہ گئے ہیں اور اللہ کے اوامر ونواہی کے دروازے بند ہوچکے پس اگر کوئی محمد ﷺ کے بعد یہ دعویٰ کرے کہ (اللہ نے اسے کوئی حکم دیا ہے یا کسی بات سے منع کیا ہے) تو وہ مدعی شریعت ہی ہے خواہ اس کی وحی شریعت محمدیہ کے موافق ہو یا خلاف ہو (وہ مدعی شریعت ضرور ہے)۔

(الفتوحات المکیة، جلد 3 صفحہ 39، طبع دار الکتب العربیة الکبری، مصر)

شیخ کی اس عبارت سے واضح ہوا کہ مدعی شریعت صرف وہی نہیں جو شریعت محمدیہ کے

بعد نئے احکام لے کر آئے، بلکہ وہ مدعیٔ نبوت جس کا دعویٰ ہو کہ اس کی وحی شریعت محمدیہ کے بالکل مطابق ہے، وہ بھی مدعی شریعت ہے اور یہ دعویٰ بھی ختم نبوت کے منافی ہے، لہٰذا آنحضرت ﷺ کے بعد جس طرح نئی شریعت کا دعویٰ ختم نبوت کا انکار ہے اسی طرح شریعت محمدیہ کے مطابق وحی کا دعویٰ بھی ختم نبوت کا انکار ہے، اس عبارت سے واضح ہوا کہ شیخ ابن عربی کے نزدیک تشریعی نبوت سے مراد وہ نبوت ہے جسے شریعت نبوت کہے خواہ وہ نبوت نئی شریعت کی مدعی ہو یا شریعت محمدیہ کی موافقت کا دعویٰ کرے، اس طرح شیخ کے نزدیک غیر تشریعی نبوت سے مراد وہ کمالات نبوت اور کمالات ولایت ہوں گے جن پر شریعت نبوت کا اطلاق نہیں کرتی اور وہ نبوت نہیں کہلاتے۔

آنحضرت ﷺ کی وفات کے ساتھ ہی وحی منقطع ہوگئی

”واعلم أن لنا من الله الالهام لا الوحي فان سبيل الوحي قد انقطع بموت رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد كان الوحي قبله ولم يجيء خبر الهي أن بعده وحياً كما قال ولقد أوحي اليك والى الذين من قبلك ولم يذكر وحياً بعده وان لم يلزم هذا وقد جاء الخبر النبوى الصادق فى عيسىٰ عليه السلام وقد كان ممن أوحي اليه قبل رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يؤمّنا الّا مِنّا أى بسنتنا فله الكشف اذا نزل والالهام كما لهذه الامة.....“ جان لو کہ ہمارے لئے (یعنی اس امت کے لئے) اللہ تعالیٰ کی طرف سے صرف الہام ہے وحی نہیں۔ وحی کا سلسلہ آنحضرت ﷺ کی وفات پر ختم ہو چکا ہے۔ آپ سے پہلے بے شک یہ وحی کا سلسلہ موجود تھا۔ اور ہمارے پاس کوئی ایسی خبر الٰہی نہیں پہنچی کہ آنحضرت ﷺ کے بعد بھی کوئی وحی ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے: اور وحی کی گئی تیری طرف اور تجھ سے پہلوں کی طرف۔ [الزمر:65]، اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے بعد کسی وحی کا ذکر نہیں فرمایا۔ ہاں آنحضرت ﷺ کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں سچی خبر پہنچی ہے، اور آپ ان لوگوں میں سے ہیں جن کی طرف آنحضرت ﷺ سے پہلے وحی کی گئی تھی۔ آپ جب اس امت کی قیادت کریں گے تو ہماری

شریعت کے مطابق عمل کریں گے۔ آپ جب نازل ہوں گے تو آپ کے لئے مرتبہ کشف بھی ہوگا اور الہام بھی جیسا کہ یہ مقام (اولیاء) امت کے لئے ہے۔

(الفتوحات المکیة، جلد 3 صفحہ 238، طبع دار الکتب العربیۃ الکبریٰ، مصر)

یہاں شیخ نے صراحت کے ساتھ اس امت میں وحی نبوت کا سلسلہ بند بتلایا ہے، اگر آنحضرت ﷺ کے بعد وحی جاری ہوتی تو شیخ ابن عربی اس طرح اس کے بند ہونے کا ذکر نہ فرماتے، نیز یہ بھی وضاحت فرمادی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آپ کے نزول کے بعد اگر کوئی وحی اترے گی تو وہ کشف اور الہام کے معنی میں ہوگی اصطلاحی وحی نہ ہوگی جو صرف نبیوں پر آتی ہے وہ نئی شریعت کے ساتھ ہو یا پرانی شریعت کے ساتھ، نیز اس تحریر سے شیخ ابن عربی کا یہ عقیدہ بھی پتہ چل گیا کہ آپ انہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے قائل ہیں جن پر آنحضرت ﷺ سے پہلے وحی نازل ہو چکی تھی، جبکہ قادیانی عقیدہ اس کے برعکس ہے۔

نبی کا لفظ صرف اس پر بولا جائے گا جو صاحب تشریع ہو

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:۔

”فأخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الرؤيا جزء من اجزاء النبوة فقد بقي للناس من النبوة هذا وغيره ومع هذا لا يُطلق اسم النبوة ولا النبي الا على المشرع خاصة فحجر هذا الاسم لخصوص وصف معين فى النبوة وماحجر النبوة التى ليس فيها هذا الوصف الخاص وان كان حجر الاسم .....“ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اچھا خواب نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔ پس نبوت میں سے لوگوں کے لئے یہ رؤیا وغیرہ باقی رہ گیا ہے مگر اس کے باوجود نبوت اور نبی کا نام صرف اس پر بولا جاتا ہے جو صاحب دین وشریعت ہو۔ ایک خاص وصف معین کی بناء پر اس نام (نبی) کی بندش کردی گئی ہے۔

(الفتوحات المکیة، جلد 2 صفحہ 276 طبع دار الکتب العربیۃ الکبریٰ، مصر)

شیخ ابن عربی کی یہ تحریر واضح طور پر بتلا رہی ہے کہ ان کے نزدیک نبی کا لفظ صرف اس کے ساتھ خاص ہے جو صاحب دین وشریعت ہو (چاہے اسے نئی شریعت ملی ہو یا کسی پرانی شریعت پر عمل پیرا ہونے کا حکم دیا گیا ہو) اور یہ نبوت ختم ہو چکی ہے، اب لوگوں کے لئے مبشرات وغیرہ ہی باقی رہ گئے ہیں اور ان پر نبوت کا لفظ نہیں بولا جا سکتا۔

اب کسی کا نام نبی یا رسول نہیں ہو سکتا

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:۔

’’ولھذا قال صلی اللہ علیہ وسلم ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت وما انقطعت الا من وجہ خاص انقطع منھا مسمی النبی والرسول ولذلک قال فلا رسول بعدی ولا نبی ثم ابقی منھا المبشرات وابقی حکم المجتھدین وازال عنھم الاسم......‘‘ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک رسالت ونبوت ختم ہو چکی، یہ ختم ہونا ایک خاص وجہ سے ہے، اب نبی اور رسول کا نام ختم ہو چکا ہے (یعنی اب کسی کو نبی یا رسول نہیں کہا جا سکتا) اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد اب نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی نبی، پھر آپ ﷺ نے مبشرات کو باقی رکھا اور مجتہدین کے حکم کو باقی رکھا لیکن ان سے (نبی اور رسول) کا نام دور کر دیا۔

(الفتوحات المکیۃ، جلد 2 صفحہ 252، طبع دار الکتب العربیۃ الکبری، مصر)

دیکھیے کس صراحت کے ساتھ شیخ نے لکھا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اب نبی یا رسول کا نام کسی کے لئے نہیں بولا جا سکتا، ہاں نبوت کے اجزاء یعنی اچھے خواب وغیرہ باقی ہیں (جسے شیخ نبوت کے باقی ہونے سے تعبیر کرتے ہیں) لیکن ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ صاحب مبشرات کو نبی یا رسول نہیں کہہ سکتے۔

بابِ نبوت بند ہو چکا، صرف بابِ ولایت کھلا ہے

پھر ایک جگہ اپنے شیخ ابو العباس الصنہاجی کی ایک دعا کا تذکرہ کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں:۔

’’کان شیخنا ابو العباس بن العریف الصنھاجي یقول فی دعاءہ الھم انک سددتَ باب النبوۃ والرسالۃ دوننا ولم تسد باب الولایۃ الّٰھم مھما عینتَ اعلی رتبۃ فی الولایۃ لأعلی ولی عندک فاجعلنی ذلک الولی فھذا من المحققین الذین طلبوا ما یمکن أن یکون حقاً لھم وان کانت النبوۃ والرسالۃ مما یستحقہ الانسان عقلاً لکون ذاتہ قابلۃ لھا لکن لما علم ان اللہ قد سدد بابھا شرعاً وسد باب الشرائع لم یسئلھا وسأل ما یستحقہ فان اللہ ما حجر الولایۃ علینا ......‘‘ ہمارے شیخ ابو العباس بن عریف صنہاجی یوں دعا فرمایا کرتے تھے: اے اللہ تو نے نبوت ورسالت کا دروازہ تو بند فرما دیا ہے لیکن ولایت کا دروازہ بند نہیں فرمایا۔ اے اللہ تو نے اپنے جس ولی کا جو سب سے اونچا مرتبہ اپنے ہاں مقرر کر رکھا ہے مجھے وہ ولی بنا دے۔ (آگے شیخ ابن عربی فرماتے ہیں) انہوں نے وہی مانگا جو ان کا حق تھا۔ اگرچہ نبوت ورسالت بھی ایسی چیز ہے کہ عقلاً انسان اس کا مستحق ہے لیکن انہیں علم تھا کہ اللہ نے شرعاً نبوت کا دروازہ بند کر دیا ہے اور شرائع کا دروازہ بھی اس لئے آپ نے نبوت نہیں مانگی بلکہ وہی مانگا جو آپ کا حق تھا۔ اللہ نے ولایت ہم پر بند نہیں کی (جبکہ نبوت بند کر دی ہے۔ ناقل)۔

(الفتوحات المکیۃ، جلد 2 صفحہ 97 طبع دار الکتب العربیۃ الکبری، مصر)

جو وحی نبی اور رسول کے ساتھ خاص ہے وہ منقطع ہو چکی، اب کسی کو نبی یا رسول کا نام نہیں دیا جا سکتا

’’وانما انقطع الوحی الخاص بالرسول والنبی من نزول الملک علی اذنہ وقلبہ وتحجیر اسم النبی والرسول ......‘‘ جو وحی نبی اور رسول کے ساتھ خاص تھی کہ فرشتہ ان کے کان یا دل پر (وحی لے کر) نازل ہوتا تھا وہ وحی بند ہو چکی، اور اب کسی کو نبی یا رسول کا نام دینا ممنوع ہو گیا۔

(الفتوحات المکیۃ، جلد 2 صفحہ 253 طبع دار الکتب العربیۃ الکبری، مصر)

شیخ ابن عربی نے اپنی اس عبارت میں بھی بتا دیا کہ وہ جسے تشریعی نبوت کہتے ہیں اس سے مراد مطلق اصطلاحی نبوت ہے اور وہ یہ لفظ ولایت کے مقابلے میں بولتے ہیں، کیونکہ انہوں نے صاف طور پر فرمایا کہ نبوت ورسالت کا دروازہ تو بند ہے لیکن ولایت کا کھلا ہے۔

شیخ ابن عربیؒ کا واضح عقیدہ ختم نبوت

شیخ ابن عربی اپنی دوسری کتاب فصوص الحکم میں اپنا عقیدہ یوں بیان فرماتے ہیں:۔

''لأنه اکمل موجود فی هذا النوع الانساني ولهذا بُدیء به الامر وخُتم ، فکان نبیاً وآدم بین الماء والطین ثم کان بنشئته خاتم النبیین ......'' آپ ﷺ نوع انسانی میں سب سے زیادہ کامل انسان ہیں، اسی لئے نبوت کا معاملہ آپ سے ہی شروع ہوا، اور آپ ہی پر ختم ہوا، آپ نبی تھے اور آدم (علیہ السلام) ہنوز آب و گل میں تھے، پھر آپ ﷺ اپنی نشأۃ بشری کے لحاظ سے بھی خاتم النبیین ہیں (یعنی آخری نبی ہیں)۔

(فصوص الحکم، صفحہ 214، دارالکتاب العربی، بیروت)

الغرض! شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عقیدہ کی جو وضاحت کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے فیضانِ نبوت سے اس امت میں کمالات نبوت باقی ہیں، مبشرات (سچے خواب) بھی اجزاء نبوت میں سے ہیں اور محفوظ الہامات بھی کمالات نبوت میں سے ہیں، شریعت کے صافی چشمہ سے اجتہاد واستنباط کے ذریعے نئے نئے مسئلوں کی دریافت بھی کمالات نبوت میں سے ہے، لیکن اس کے باوجود نبی کا لفظ نہ سچے خواب دیکھنے والوں پر بولا جائے گا، نہ صاحب کشف کاملین پر اور نہ ائمہ مجتہدین پر، اس امت سے نبی اور رسول کا لفظ ہمیشہ کے لئے روک دیا گیا ہے، نیز شیخ ابن عربی کے نزدیک تشریعی نبوت کی اصطلاح اس نبی کے لئے استعمال کی گئی ہے جنہیں شریعت نے نبی کہا، اور یہ لفظ آپ کی عبارات میں اولیاء یا صاحبین مبشرات وغیرہ کے مقابلے میں آیا ہے، اور شیخ کے نزدیک غیر تشریعی نبوت کی ایک خاص اصطلاح ہے جو ولایت کے مترادف ہے اور انہوں نے یہ تصریح متعدد جگہ پر فرمادی ہے کہ کسی ولی کو مقام

نبوت حاصل نہیں ہوسکتا، یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ شیخ ابن عربی صرف لغوی طور پر اولیاء اللہ کے الہامات ومبشرات کو نبوت کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں لیکن نہ کسی ولی کو نبی کی طرح مفترض الطاعۃ کہتے ہیں اور نہ ہی کسی ولی کے انکار کو کفر کہتے ہیں اور نہ ہی کسی ولی کو نبی یا رسول کے لفظ سے یاد کرنا ٹھیک سمجھتے ہیں، بلکہ وہ اولیاء اللہ کے لئے جس الہام واخبار من اللہ کو نبوت سے تعبیر کرتے ہیں اس نبوت کو حیوانات میں بھی جاری مانتے ہیں، چنانچہ ایک جگہ لکھتے ہیں:۔

''وهذه النبوة ساریة فی الحیوان مثل قوله تعالی واوحی ربک الی النحل'' اور یہ نبوت حیوانات میں بھی جاری ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: تیرے رب نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی۔

(الفتوحات المکیة، جلد2 صفحہ 254 طبع مصر)

بلکہ شیخ تو اس ''لغوی'' نبوت کو ہر موجود چیز میں جاری مانتے ہیں، چنانچہ ان کے الفاظ ہیں:۔

''علم أن النبوة ساریة فی کل موجود یعلم ذلک اهل الکشف والوجود'' معلوم ہوا کہ نبوت ہر موجود چیز میں جاری وساری ہے یہ بات اہل کشف خوب جانتے ہیں۔

(الفتوحات المکیة، جلد2 صفحہ 254 طبع دارالکتب العربیة الکبری، مصر)

تو کیا مرزائی شہد کی مکھی کو بھی ''غیر تشریعی نبی'' کہنا شروع کردیں گے؟ یا وہ ہر حجر وشجر کو نبی پکارنا شروع کردیں گے؟۔

آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو نبی کے نام سے نہیں پکارا جاسکتا

شیخ ابن عربی ایک جگہ صاف طور پر لکھتے ہیں:۔

''وکذلک اسم النبي زال بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم فانه زال التشریع المنزل من عند الله بالوحی بعده صلی الله علیه وسلم ......''

آنحضرت ﷺ کے بعد نبی کسی پر نہیں بولا جاسکتا، کیونکہ آپ کے بعد جو وحی تشریعی صورت میں اللہ کی طرف سے آتی ہے ہمیشہ کے لئے ختم ہوچکی۔

(الفتوحات المکیۃ، جلد2 صفحہ 58 طبع دار الکتب العربیۃ الکبری، مصر)

کچھ شیخ ابن عربی اور انکی کتاب الفتوحات المکیۃ کے بارے میں

یہاں یہ حقیقت بیان کرنا ضروری ہے کہ شیخ محی الدین ابن عربی کے بارے میں اکابر علماء کی آراء میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے، بہت سے معروف علماء امت نے ابن عربی اور ان کی کتب پر شدید تنقید کی ہے جن میں حنبلی، شافعی، مالکی اور حنفی علماء کی کثیر تعداد شامل ہے، ڈاکٹر **دغش بن شبیب العجمی** نے اپنی کتاب **''ابن عربی . عقیدته وموقف علماء المسلمین منه من القرن السادس الی القرن الثالث عشر''** میں (جو **مکتبة اهل الاثر**، کویت سے طبع ہوئی) 200 سے زیادہ نام ذکر کیے ہیں جنہوں نے بلاواسطہ یا بالواسطہ ابن عربی اور ان کی تحریرات پر جرح کی ہے اور بعض نے تو بہت شدید قسم کے الفاظ بھی لکھے ہیں، ان ناموں میں ڈاکٹر عجمی نے ابن الجوزی، ابن الصلاح، ابن الحاجب، ابن دقیق العید، ابن تیمیہ، ابوحیان اندلسی، ابن ہشام، سبکی، ذہبی، ابن قیم، ابن کثیر، ابن حجر، علامہ عینی حنفی، ابن ہمام حنفی، سخاوی، صنعانی، شوکانی وغیرہ جیسے نام بھی ذکر کیے ہیں جنہوں نے ابن عربی کی عبارات اور نظریات پر اعتراضات کیے ہیں، انہوں نے تقریباً 24 حنبلی، 90 شافعی، 25 مالکی اور 35 حنفی مشہور ہستیوں کا ذکر کیا ہے جنہوں نے ابن عربی یا ان کے عقائد پر تنقید کی ہے ، شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے تو متعدد کتب لکھیں، جیسے **''الرد الاقوم علی ما فی فصوص الحکم''** اور **''النصوص علی الفصوص''** اور **''مؤلف فی الرد علی ابن عربی''** اور **''بغیة المرتاد فی الرد علی المتفلسفة والقرامطة والباطنیة اهل الالحاد من القائلین بالحلول والاتحاد''** جن میں شیخ ابن عربی کے بارے میں بہت سخت الفاظ لکھے ہیں، سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی نے **''الرد علی اباطیل کتاب فصوص الحکم''** نامی کتاب

لکھی، سراج بن مسافر بن زکریا المقدسی الحنفی نے **''الرد علی ابن عربی''** نامی کتاب لکھی، شمس الدین محمد بن عبدالرحمان سخاوی شافعی نے **''القول المُنبي فی ترجمة ابن العربی''** لکھی، اسی طرح ڈاکٹر دغش عجمی نے 64 کتب ورسائل کے نام ذکر کیے ہیں جو محی الدین ابن عربی کے رد میں لکھے گئے (بحوالہ: **ابن عربی . عقیدته وموقف علماء المسلمین منه من القرن السادس الی القرن الثالث عشر**، صفحہ 713 تا 727)۔ لیکن اس سب کے باوجود ہم یہی کہتے ہیں کہ ابن عربی کی جن عبارات یا تحریرات کو لے کر ان پر جرح کی گئی ہے وہ ان کی ''شطحیات'' ہیں اور انہیں صوفیاء کی خاص اصطلاحات اور خود شیخ ابن عربی کی دوسری واضح تحریرات کو سامنے رکھتے ہوئے سمجھنے کی کوشش کی جانی چاہیے۔

کیا شیخ محی الدین ابن عربی کی تحریرات میں تحریف بھی کی گئی؟

ایک اور اہم بات کی طرف بھی توجہ دلانا از حد ضروری ہے، شیخ ابن عربیؒ کے ترجمان خاص شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ شیخ ابن عربی کی کتابوں میں خفیہ طور پر بہت سے اضافے بھی کیے گئے ہیں اور ایسے عقائد ان کی طرف منسوب کیے گئے ہیں جو ان کے وہم وگمان میں بھی نہ تھے، چنانچہ شیخ عبدالوہاب شعرانی اپنی کتاب ''الیواقیت والجواہر'' میں لکھتے ہیں کہ:۔

''وقد اخبرنی العارف بالله تعالی الشیخ ابوطاهر المزنی الشاذلی رضی الله عنه ان جمیع ما فی کتب الشیخ محی الدین مما یخالف ظاهر الشریعة مدسوس علیه، قال لأنه رجل کامل باجماع المحققین والکامل لایصح شطحه عن ظاهر الکتاب والسنة ......'' عارف باللہ شیخ ابوطاہر شاذلی نے مجھے بتایا کہ وہ تمام عبارات جو شیخ ابن عربی کی کتابوں میں مخالف شریعت نظر آتی ہیں سب الحاقی ہیں یعنی کسی اور کی طرف سے اضافہ شدہ ہیں، کیونکہ محققین کے مطابق وہ (ابن عربی) ایک کامل

انسان تھے، اور کامل بندے کتاب وسنت کے ظاہری حکم سے ہٹ کر کوئی بات نہیں کیا کرتے۔

(الیواقیت والجواہر، جلد1 صفحہ16، طبع داراحیاء التراث العربی، بیروت)

پھر شیخ شعرانی نے چار صفحات کے بعد یہ لکھا:۔

’’کما اخبرنی بذلک سیدی الشیخ ابو الطاہر المغربی نزیل مکة المشرفة ثم اخرج لی نسخة الفتوحات التی قابلها علی نسخة الشیخ التی بخطه فی مدینة قونیة فلم ار فیها شیئاً مما کنتُ توقفتُ فیه وحذفته حین اختصرت الفتوحات ......‘‘ جیسا کہ مجھے شیخ ابوطاہر مغربی حال نزیل مکہ مکرمہ نے بتایا، پھر انہوں نے میرے لئے فتوحات مکیہ کا وہ نسخہ نکالا جس کا انہوں نے شیخ ابن عربی کے ہاتھ سے لکھے ہوئے اس نسخہ سے تقابل کیا تھا جو قونیہ شہر میں تھا، وہ باتیں جن کے اندر میں متردد تھا اس نسخے میں بالکل نہیں تھیں، لہٰذا جب میں نے فتوحات مکیہ کا اختصار کیا تو ان باتوں کو حذف کر دیا۔

(الیواقیت والجواہر، جلد1 صفحہ 23 طبع داراحیاء التراث العربی، بیروت)

علامہ شعرانی کی اس تحقیق سے اس بات کو تقویت پہنچتی ہے کہ شیخ ابن عربی کی طرف منسوب فتوحات مکیہ ودیگر کتب میں انکار ختم نبوت کا شبہ ڈالنے والی عبارات شیخ ابن عربی کی نہیں ہوسکتیں اور وہ تمام حوالے ناقابل اعتبار ٹھہرتے ہیں۔

☆☆☆☆

شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اور عقیدہ ختم نبوت

جب شیخ شعرانی کا ذکر آیا ہے تو یہ بتانا ضروری ہے کہ جماعت مرزائیہ ان پر بھی یہی الزام لگاتی ہے کہ وہ غیر تشریعی نبوت کے اجراء کے قائل ہیں، اگرچہ علامہ شعرانی کی کتاب ’’الیواقیت والجواہر‘‘ زیادہ تر شیخ ابن عربی کی عبارات پر ہی مبنی ہے اور ان کا عقیدہ وہی ہے جو شیخ ابن عربی کا ہے لہٰذا شیخ ابن عربی کا عقیدہ بیان کرنے کے بعد الگ سے شیخ شعرانی پر بات کرنے کی ضرورت نہ تھی لیکن چونکہ جماعت مرزائیہ ان کا الگ سے اپنے حق میں نام لیتی ہے تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کا ختم نبوت کے بارے میں عقیدہ بھی بیان کر دیا جائے، علامہ شعرانی نے اپنی کتاب ’’الیواقیت والجواہر‘‘ کے پینتیسویں باب کا عنوان ہی ’’حضرت محمد ﷺ کے قرآن کریم کی رو سے خاتم النبیین ہونے کا بیان‘‘ باندھا ہے، اور یہ باب ان الفاظ سے شروع فرماتے ہیں:۔

’’اعلم ان الاجماع قد انعقد علی أنه ﷺ خاتم المرسلین کما أنه خاتم النبیین‘‘ جان لو کہ اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ آپ ﷺ جیسے خاتم النبیین (یعنی آخری نبی) ہیں اسی طرح آپ خاتم المرسلین (یعنی آخری رسول) بھی ہیں۔

(الیواقیت والجواہر، صفحہ 188 مطبعہ میمنیہ مصر/جلد2 صفحہ 371، بیروت لبنان)

آنحضرت ﷺ کے بعد وحی نبوت کا دروازہ قیامت تک بند ہو چکا

اسی باب میں شیخ ابن عربی کی ایک عبارت یوں پیش کرتے ہیں:۔

’’واعلم أن الملک یأتی النبي بالوحی علی حالین تارة ینزل بالوحي علی قلبه وتارة یأتیه فی صورة جسدیة من خارج فیلقی ما جاء به الی ذلک النبي علی أذنه فیسمعه او یلقیه علی بصره فیبصره فیحصل له من النظر ما یحصله له من السمع قال : وهذا باب أُغلق بعد موت محمد ﷺ فلا یُفتح

لاحد الی یوم القیامة ولکن بقي للأولیاء وحي الالهام الذی لا تشریع فیه ......"

جان لو کہ نبی کے پاس وحی دو طرح سے آتی ہے، کبھی تو فرشتہ وحی لے کر نبی کے دل پر اتارتا ہے اور کبھی جسمانی صورت میں خارج سے وحی لے کر آتا ہے اور وحی کو نبی کے کانوں پر یا آنکھوں پر القاء کر دیتا ہے جسے وہ نبی خود دیکھتا یا خود سنتا ہے (شیخ فرماتے ہیں کہ) وحی کے نزول کا یہ دروازہ حضرت محمد ﷺ کی وفات کے بعد بند کر دیا گیا ہے پس یہ دروازہ اب قیامت تک کسی کے لئے نہیں کھل سکتا ہاں اولیاء کے لئے وحیِ الہام کا القاء جس میں کوئی دینی احکام نہیں ہوتے کھلا ہے۔

(الیواقیت والجواهر، صفحہ 188 مطبعہ میمنیہ مصر/جلد 2 صفحات 371 و 372، بیروت۔ لبنان)

آنحضرت ﷺ کے بعد جو یہ دعویٰ کرے کہ مجھے اللہ کی طرف سے اوامر ملتے ہیں اسے قتل کر دینا چاہیے

اسی بات کی مزید تشریح و توضیح کرتے ہوئے اسی باب میں علامہ شعرانی نے پہلے تو شیخ ابن عربی کے یہ الفاظ نقل فرمائے :۔

"فقد بان أن ابواب الأوامر الالهیة والنواهی قد سُدّت وکل من ادعاها بعد محمد ﷺ فهو مدع شریعة أوحي بها الیه سواء موافق شرعنا او خالف ......" پس ظاہر ہو گیا کہ اللہ کے اوامر و نواہی کے دروازے بند ہو چکے پس اگر کوئی محمد ﷺ کے بعد یہ دعویٰ کرے کہ (اللہ نے اسے کوئی حکم دیا ہے یا کسی بات سے منع کیا ہے) تو وہ مدعی شریعت ہے خواہ اس کی وحی شریعتِ محمدیہ کے موافق ہو یا خلاف ہو (وہ مدعی شریعت ضرور ہے)، اس کے بعد شیخ شعرانی نے یہ اضافہ فرمایا :۔

"فان کان مکلفاً ضربنا عنقه والّا ضربنا عنه صفحاً" اگر حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی یہ دعویٰ کرے کہ اسے اللہ کی طرف سے امر و نہی ہوتے ہیں تو اگر ایسا دعویٰ کرنے والا مکلّف ہو گا (یعنی نابالغ یا پاگل وغیرہ نہ ہو گا) تو ہم اسے قتل کر دیں گے، ورنہ چھوڑ

دیں گے۔

(الیواقیت والجواهر، صفحہ 189 مطبعہ میمنیہ مصر/جلد 2 صفحہ 373، بیروت۔ لبنان)

شیخ ابن عربی کے حوالے سے یہ عبارت پہلے گزر چکی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ شیخ ابن عربی کے نزدیک آپ ﷺ کے بعد دعویٰ کرنے والا مدعی شریعت ہے، وہ شریعت محمدیہ کی پیروی کا دعویدار ہو یا اس کی مخالفت کرے، یعنی ان کے نزدیک نبوت اور تشریع لازم و ملزوم ہیں، لیکن یہ الفاظ نقل کرنے کے بعد شیخ شعرانی نے جن الفاظ کا اضافہ کیا ہے ان کی رو سے مرزا غلام احمد قادیانی واجب القتل ٹھہرتا ہے (اگر وہ ذہنی مریض نہیں تھا) کیونکہ مرزا قادیانی نے یہی دعویٰ کیا تھا کہ اسے اللہ کی طرف سے امر اور نہی ہوتے ہیں، اس نے لکھا تھا:

"ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعے سے چند امر اور نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی"۔

(اربعین نمبر 4، رخ 17 صفحہ 435)

جماعت مرزائیہ کو چاہیے کہ مرزا قادیانی کو شیخ شعرانی کے فتویٰ کے مطابق واجب القتل ہونے سے بچانے کے لئے تسلیم کر لیں کہ وہ مکلّف نہیں تھا بلکہ ذہنی مریض تھا۔ یا شیخ شعرانی کا نام لے کر فریب دینا چھوڑ دیں۔

☆☆☆☆

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ

پر اجراء نبوت کا قائل ہونے کا الزام

ہم پہلے مرزائی شبہات کے جواب میں سنن ابن ماجہ کی ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ کے واسطے سے مروی ایک ضعیف اور نا قابل اعتبار روایت کا مختصر جواب دے چکے ہیں، روایت کے الفاظ یہ تھے کہ آنحضرت ﷺ کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ جب فوت ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''اگر یہ زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے......''، ہم نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا کہ یہ روایت نا قابل اعتبار ہے کیونکہ اس کا ایک راوی ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ العبسی ائمہ حدیث کے نزدیک ضعیف، منکر الحدیث، متروک الحدیث، ساقط الحدیث اور مذموم ہے (ائمہ حدیث جیسے احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، ابوداود، ترمذی، نسائی، ابوحاتم، شعبہ، ابن سعد، دارقطنی اور ابن مبارک رحمہم اللہ کے اقوال بحوالہ تھذیب التھذیب گذر چکے ہیں)۔

لیکن مرزائی مربی اس روایت پر امام علی بن سلطان المعروف ملا علی قاری رحمہ اللہ کی کتاب ''**الاسرار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة**'' جو کہ ''موضوعات کبیر'' کے نام سے مشہور ہے سے ان کی ایک عبارت اگلے پچھلے الفاظ کاٹ کر پیش کرتے ہیں اور پھر آسمان سر پر اٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ملا علی قاری آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کے امکان کے قائل ہیں، ہم سب سے پہلے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت پیش کریں گے جو مرزائی پیش نہیں کرتے اور پھر بتائیں گے کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں اور ان کی تحریر کا مطلب کیا ہے، عبارت اگرچہ طویل ہے لیکن بات کو سمجھنے کے لئے پوری تحریر کا جائزہ لینا از حد ضروری ہے، اس کے بعد ہم ملا علی قاریؒ کی دوسری واضح اور صریح عبارات سے ان کے عقیدے کی وضاحت پیش کریں گے۔ ہم موضوعات کبیر سے ملا علی قاری رحمہ اللہ کی مکمل عبارت کو سمجھانے کی خاطر چار حصوں میں تقسیم کرتے ہیں (یہ عبارت ''الموضوعات الکبریٰ'' جسے موضوعات کبیر کہا جاتا ہے، طبع المکتب الاسلامی، بیروت، لبنان کے صفحات 283 تا 285 پر موجود ہے)۔

حصہ اول

''**حدیث لو عاش ابراهیم لکان صدیقاً نبیا ، قال النووی فی تهذیبه هذا الحدیث باطل وجسارة علی المغیبات ومجازفة وهجوم علی عظیم ، وقال ابن عبدالبر فی تمهیده : لا أدری ما هذا؟ فقد ولد نوح علیه السلام غیر نبي ولو لم یلد النبی الا نبیاً لكان كل أحد نبياً لأنهم من ولد نوح علیه السلام ، انتهی ، وغرابته لا تخفی اذ لم یکن یلزم الا کون اولاده الصلبية أنبياء لا مطلق ذریته مع ان الکلام فی الخصوص الجزئیة لا فی المطلقة الکلیة ، اذ لا یلزم من کون ابراهیم ولد نبینا علیه السلام نبیاً أن یکون ولد کل نبي نبیاً واذا اخبر الصادق وثبت عنه النقل الموافق لا کلام فیه مما ینافیه**'' ترجمہ: اس حدیث کے بارے میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب [**تھذیب الاسماء واللغات**] میں فرمایا ہے کہ: یہ (روایت) باطل ہے، غیب کی باتوں پر جسارت ہے اور ایک بے تکی بات ہے، اور حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب [**التمهيد**] میں اس روایت کے بارے میں فرمایا ہے کہ: میں نہیں جانتا یہ کیا ہے؟ نوح علیہ السلام کی اولاد میں ایسے بھی ہیں جو نبی نہیں ہیں، اگر (یہ قانون ہوتا کہ) نبی کی اولاد بھی ضرور نبی ہوگی تو پھر ہر انسان نبی ہوتا کیونکہ وہ سب نوح علیہ السلام کی اولاد ہی ہیں۔ (ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ) اس بات کی غرابت مخفی نہیں ہے کیونکہ یہاں صرف صلبی بیٹوں کے نبی ہونے کی بات ہو رہی ہے، ساری ذریت یا نسل کی بات نہیں ہو رہی، نیز آنحضرت ﷺ کے (صلبی) بیٹے حضرت ابراہیم علیہ الرضوان کے نبی ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر نبی کا بیٹا بھی نبی ہو، اور جب صادق ﷺ کسی بات کی خبر دیں اور آپ ﷺ سے وہ بات (اصول حدیث واصول روایت کی رو سے) ثابت بھی ہو تو پھر اس کے منافی کوئی بات نہیں کی جاسکتی۔ (ترجمہ ختم ہوا)۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت پر بات شروع کرتے ہی اس روایت

پر ائمہ حدیث کی تنقید ذکر کی ہے خاص طور پر امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا اس روایت کو باطل کہنا وغیرہ اور ملا علی قاری نے امام نووی کی بات کا رد نہیں فرمایا، مرزائی مربی ملا علی قاری کی عبارت کا یہ حصہ جان بوجھ کر نقل نہیں کرتے، پھر ملا علی قاری نے حافظ ابن عبدالبر کے حوالے سے ایک بات نقل کی ہے کہ انہوں نے اس روایت کے بارے میں تعجب کا اظہار کیا اور فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ کیا ہے؟ اور فرمایا کہ (اگر اس روایت کو صحیح تسلیم کیا جائے تو) لازم آئے گا کہ ہر نبی کی اولاد بھی نبی ہو، اور چونکہ حضرت نوح علیہ السلام کے بعد کے تمام انسان انہی کی اولاد و ذریت ہیں تو پھر ہر آدمی کو نبی ہونا چاہیے۔ ملا علی قاری نے حافظ ابن عبدالبر کی اس بات سے اختلاف کیا ہے اور لکھا ہے کہ: اس روایت سے یہ لازم نہیں آتا کہ نبی کی ساری نسل ہی نبی ہو بلکہ صرف یہ لازم آتا ہے کہ نبی کا صلبی بیٹا نبی ہو، اور یہاں تو وہ بھی لازم نہیں آتا کیونکہ یہاں ایک جزوی خصوصیت کا بیان ہو رہا ہے (یعنی صرف آنحضرت ﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی بات ہو رہی ہے) مطلق اصول نہیں بیان ہو رہا، لہذا آنحضرت ﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیم علیہ الرضوان کے نبی ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر نبی کا بیٹا نبی ہو، اور پھر اگر کوئی بات نبی صادق ﷺ سے صحیح طریقے سے ثابت ہو تو اسے ماننا چاہیے اور اس میں کوئی منفی بات نہیں کرنی چاہیے۔ اب غور فرمائیں اس پہلے حصے سے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ:۔

نمبر 1: ملا علی قاری نے امام نووی رحمہ اللہ کے اس روایت کو باطل کہنے پر کوئی تردید یا تبصرہ نہیں کیا یعنی وہ بھی روایت کو صحیح نہیں مانتے۔

نمبر 2: انہوں نے حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ کی ایک بات نقل کی اور اس پر اپنی ذاتی رائے یہ دی کہ یہ روایت صرف آنحضرت ﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص ہے (لہذا مرزائی مربیوں کا بفرض صحت روایت اس سے عام اجراء نبوت ثابت کرنا غلط ٹھہرا)۔

نمبر 3: ملا علی قاری نے فرمایا کہ: اگر کوئی بات نبی کریم ﷺ سے ثابت ہو تو پھر اس میں کلام نہیں کرنا چاہیے (اور یہ روایت اصول حدیث کی رو سے ثابت ہی نہیں کیونکہ یہ متروک الحدیث،

ضعیف اور ساقط الحدیث راوی نے روایت کی ہے)۔

دوسرا حصہ

"وقد اخرج ابن ماجة وغيره من حديث ابن عباس قال : لما مات ابراهيم ابن النبي صلى الله عليه وسلم ان له مرضعاً في الجنة ، ولو عاش لكان صديقاً نبياً ولو عاش لاعتقت اخواله من القبط وما استرقّ قبطي الا أن في سنده ابا شيبة ابراهيم بن عثمان الواسطي وهو ضعيف ، لكن له ثلاث طرق يقوي بعضها ببعض ويشير اليه قوله تعالى ماكان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين فانه يومىء اليه بأنه لم يعش له ولد يصل الى مبلغ الرجال فان ولده من صلبه يقتضي ان يكون لب قلبه كما يُقال الولد سر ابيه، ولو عاش وبلغ اربعين وصار نبياً لزم ان لا يكون نبينا خاتم النبيين" ترجمہ: اور ابن ماجہ وغیرہ نے حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) کی یہ حدیث روایت کی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کے بیٹے ابراہیم فوت ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے لئے جنت میں ایک دودھ پلانے والی ہے، اور اگر یہ زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے، اور اگر وہ زندہ رہتے تو (ان کے ننہال کے لوگ) قبطی آزاد ہو جاتے اور پھر کوئی قبطی غلام نہ بنتا۔ مگر اس روایت کی سند میں ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان واسطی ہے جو کہ ضعیف ہے، لیکن یہ روایت تین طرق سے روایت کی گئی ہے جو ایک دوسرے کو مضبوط کرتے ہیں، اور اللہ تعالی کا یہ فرمان کہ ﴿نہیں محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں﴾ اسی طرف اشارہ کرتا ہے کہ آپ ﷺ کا کوئی بیٹا اس عمر تک نہیں پہنچا کہ وہ مرد کہلاتا، آپ ﷺ کا وہ بیٹا جو آپ کی پشت مبارک سے ہے آپ کے دل کا ٹکڑا ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ بیٹا اپنے باپ کا "سِــرّ" ہوتا ہے (یعنی باپ کی خاصیات کا حامل ہوتا ہے)، تو اگر آپ کے بیٹے چالیس سال کی عمر تک زندہ رہتے اور نبی بن جاتے تو یہ لازم آتا کہ ہمارے نبی ﷺ خاتم النبیین نہ ہوں (اور اللہ کو یہ منظور نہ تھا کہ آپ ﷺ

کے بعد کوئی نبی ہوا اسی لئے آپ ﷺ کا کوئی بیٹا چالیس سال کی عمر تک نہ پہنچا)۔

اس عبارت سے ہمیں مندرجہ ذیل باتیں سمجھ آئیں:۔

نمبر 1: ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے سنن ابن ماجہ کی روایت ذکر فرمائی اور ساتھ ہی بتا دیا کہ اس روایت کا ایک راوی ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان واسطی ضعیف ہے، اور وہ اس کا ضعیف ہونا تسلیم کرتے ہیں۔

نمبر 2: ملا علی قاری نے سنن ابن ماجہ کی روایت کو ضعیف تسلیم کرتے ہوئے اور اسے سہارا دینے کے لئے یہ لکھا کہ چونکہ یہ روایت تین طرق یا تین سندوں سے مروی ہے اور وہ تینوں مل کر اس روایت میں قوت پیدا کرتے ہیں (ان طرق کا ذکر نہیں فرمایا کہ ان کا صحیح یا ضعیف ہونا معلوم ہو، کیونکہ عقائد کے باب میں سو ضعیف روایات بھی مل جائیں تو قابل قبول نہیں، نیز ملا علی قاری کی یہ ذاتی رائے اکابر ائمہ حدیث کے مقابلے میں بہت کمزور ہے)۔

نمبر 3: ملا علی قاری نے آیت خاتم النبیین کا ذکر فرمایا، اور پھر یہ وضاحت فرمائی کہ چونکہ آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین فرمایا گیا اس لئے اس کا لازمی نتیجہ تھا کہ آپ ﷺ کا کوئی بیٹا چالیس سال کی عمر تک نہ پہنچتا، کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو (ملا علی قاری کے خیال میں) وہ نبی ہوتا، اور اگر وہ نبی ہوتا تو آپ ﷺ خاتم النبیین نہ رہتے (یعنی ملا علی قاری کے نزدیک خاتم النبیین کا مطلب آخری نبی ہی ہے)، اسی وجہ سے آپ ﷺ کے کسی بیٹے کو چالیس سال تک زندہ نہ رکھا گیا کہ آپ کی خاتمیت میں فرق نہ آئے۔ یہی آخری بات سب سے اہم ہے اور یہی بات صحابی رسول حضرت عبداللہ بن اوفیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی فرمائی تھی کہ اگر آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نے نبی بننا ہوتا تو آپ ﷺ کے بیٹے زندہ رہتے، لیکن چونکہ آپ کے بعد نبوت ختم تھی اسی لئے آپ کے بیٹے کو زندہ نہیں رکھا گیا۔ (عبداللہ بن اوفیٰ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت سنن ابن ماجہ میں اسی جگہ ابراہیم بن عثمان والی ضعیف روایت سے پہلے موجود ہے، نیز صحیح بخاری میں بھی ہے جیسا کہ پہلے گذرا)۔

تیسرا حصہ

"واما قول ابن حجر المكي وتاويله ان القضية الشرطية لا تستلزم وقوع المقدم وان انكار النووي كابن عبدالبر لذلك فلعدم ظهور هذا التأويل، وهو ظاهر ، فبعيد جداً ان لا يفهم الامامان الجليلان مثل هذه المقدمة ، وانما الكلام على فرض وقوع المقدم فافهم . والله سبحانه اعلم" ترجمہ: اور ابن حجر مکی کی یہ بات کہ (اس روایت میں جو الفاظ ہیں) یہ قضیہ شرطیہ ہے (کہ اگر یہ زندہ رہتے تو نبی ہوتے) اور قضیہ شرطیہ میں ضروری نہیں کہ مقدم ضرور واقع ہو اور (ابن حجر) کا یہ کہنا کہ حافظ ابن عبدالبر کی طرح امام نووی کا اس روایت کا انکار کرنا شاید اس وجہ سے ہے کہ ان کا ذہن اس تاویل (قضیہ شرطیہ والی) کی طرف نہیں گیا جو کہ ظاہر ہے۔ تو (ابن حجر) کی یہ بات بہت مستبعد ہے کہ ان دونوں عظیم اماموں (نووی اور ابن عبدالبر) کو یہ بات سمجھ نہیں آئی، کیونکہ یہ کلام تو اس صورت کے بارے میں ہے کہ مقدم کا واقع ہونا فرض کیا جائے، اللہ سبحانہ بہتر جانتا ہے۔

اس عبارت سے ہمیں مندرجہ ذیل باتیں سمجھ آتی ہیں:۔

نمبر 1: ملا علی قاری نے امام ابن حجر مکی کی ایک بات نقل کی ہے (یہ ملا علی قاری کا سہو ہے، یہ بات ابن حجر مکی کی نہیں بلکہ حافظ ابن حجر عسقلانی کی ہے جو انہوں نے اپنی کتاب "**الاصابة فی تمییز الصحابة** جلد 1 صفحہ 342 طبع دار ہجر، قاہرۃ۔ مصر" میں حضرت ابراہیم بن سید البشر ﷺ کے تعارف میں ذکر کی ہے)، تو حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس حدیث کی یہ تاویل کی کہ یہ قضیہ شرطیہ ہے، یہ مقدم کے واقع ہونے کو مستلزم نہیں ہوتا (جیسے قرآن میں ہے **لو كان فيهما آلهة الا الله لفسدتا**، اگر زمین وآسمان میں بہت سے الٰہ ہوتے تو یہ دونوں تباہ و برباد ہو جاتے، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ زمین وآسمان میں بہت سے الٰہ بالفعل ہو سکتے ہیں) لہذا امام نووی اور ابن عبدالبر کے ذہن میں اگر یہ تاویل آ جاتی تو انہیں اس روایت پر سخت جرح کرنے کی ضرورت نہ تھی (بلکہ اسے صحیح مان کر بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی بن سکتا ہے)۔

نمبر2: ملا علی قاری نے حافظ ابن حجر کی اس بات سے بھی اختلاف کیا ہے اور لکھا ہے کہ امام نووی وحافظ ابن عبدالبر جیسے بڑے ائمہ کے بارے میں یہ خیال کرنا کہ ان کے ذہن میں حافظ ابن حجر والی تاویل نہیں آئی بہت مستبعد ہے۔

چوتھا حصہ

”ثم یقرب من هذا الحدیث فی المعنی حدیث : لو کان بعدي نبي لکان عمربن الخطاب وقد رواه احمد والحاکم عن عقبة بن عامر به مرفوعاً . قلتُ ومع هذا لو عاش ابراهیم لکان صدیقاً نبیاً وکذا لو صار عمر نبیاً لکانا من اتباعه علیه الصلاة والسلام کعیسیٰ والخضر والیاس علیهم السلام فلا یناقض قوله تعالی [وخاتم النبیین] اذ المعنی : انه لا یأتی نبی بعده ینسخ ملته ولم یکن من امته ویقویه حدیث [لو کان موسی حیاً لما وسعه الا اتباعی]“ ترجمہ: پھر معنیٰ کے لحاظ سے اس حدیث کے قریب قریب وہ حدیث بھی ہے جس میں ہے کہ ”اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن الخطاب ہوتے“ جسے امام احمدؒ اور امام حاکمؒ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے، میں کہتا ہوں کہ اس کے باوجود (یعنی اس روایت کی جو ائمہ حدیث نے تضعیف کی ہے اس کے باوجود) اگر صاحب زادہ حضرت ابراہیم زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے اسی طرح اگر حضرت عمر نبی ہوتے تو دونوں حضرت عیسیٰ، حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہم السلام کی طرح نبی کریم ﷺ کے تابعداروں میں سے ہوتے، لہذا ان کا نبی ہونا اللہ تعالی کے فرمان ﴿خاتم النبیین﴾ کے منافی نہیں کیونکہ (حضرت ابراہیم کے نبی ہوسکنے کا مطلب) یہ ہوگا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو آپ کی ملت کو منسوخ کردے اور آپ کی امت میں سے نہ ہو، اور اس بات کو وہ حدیث بھی تقویت پہنچاتی ہے کہ ”اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو انہیں میری اتباع کے بغیر چارہ نہ ہوتا“۔

اس عبارت سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:۔

نمبر1: **لو عاش ابراهیم...... الخ** والی حدیث کو **لو کان بعدي نبی لکان عمر......** والی حدیث جیسا بتایا گیا ہے۔ جیسے وہ بطور فرض ایک بات بیان کی گئی ہے اسی طرح یہ بھی بطور فرض فرمایا گیا ہے۔ یعنی اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے، لیکن میرے بعد چونکہ نبوت ختم ہے اس لئے حضرت عمر نبی نہ ہوئے، اسی طرح اگر صاحبزادہ ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے، لیکن چونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں بننے والا اس لئے وہ زندہ ہی نہ رہے۔

نمبر2: آگے بطور فرض محال ایک بات کی گئی ہے کہ اگر بالفرض حضرت ابراہیم اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا نبی بننا اللہ کے ہاں مقدر ہوتا تو یہ دونوں حضرت عیسیٰ، حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہم السلام کی طرح حضور ﷺ سے پہلے کے نبی ہوتے (کیونکہ یہ تینوں آنحضرت ﷺ سے پہلے مبعوث ہوچکے ہیں، نیز ملا علی قاری کی اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک یہ تینوں انبیاء زندہ ہیں، جبکہ جماعت مرزائیہ حضرت حضرت عیسیٰ وخضر والیاس علیہم السلام کو زندہ نہیں مانتی، اور قادیانی جب یہ حوالہ پیش کرتے ہیں تو یہ الفاظ جن کے اندر حضرت عیسیٰ وخضر اور الیاس علیہم السلام کا ذکر ہے جان بوجھ کر چھپاتے ہیں، چونکہ یہ سارا بیان محض فرضی صورت میں واقع ہوا ہے اس لئے اس میں حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے لئے جو بھی امکانات نبوت متفرع ہوں گے وہ ان کے تمام تشخصات سے قطع نظر محض بر بیان امکان مبنی ہوگا کہ اگر اللہ تعالی کے ہاں یہ مقرر ہوتا کہ وہ بھی نبی ہوں تو اللہ تعالی انہیں حضور ﷺ سے پہلے حضرات عیسیٰ، خضر اور الیاس علیہم السلام کی طرح کا نبی بناتا، اس میں یہ ضروری نہ تھا کہ وہ آپ ﷺ کے بیٹے بھی ہوتے چنانچہ اسی بات کی مزید وضاحت کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے کی صورت میں آنحضرت ﷺ کا تابع ہونے کا بھی ذکر فردیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت حضور ﷺ سے پہلے کی تھی پس بنا بر تقدیر نبوت حضرت ابراہیم وہ یقیناً حضور ﷺ سے پہلے کے نبی ہوتے، اس سے یہ نتیجہ کیسے نکل آیا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا ہوسکتا ہے؟۔

نمبر3: ملا علی قاری نے جو یہ فرمایا کہ **”اذ المعنی : انه لا یأتی نبي بعده ینسخ ملته**

ولم یکن من امته" اس سے وہ لفظ ﴿خاتم النبیین﴾ کا معنی بیان نہیں کر رہے جیسا کہ مرزائی دھوکہ دیتے ہیں، بلکہ اس کا مطلب ہے کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے نبی ہو سکنے کا معنی ومفہوم یہ ہے کہ......الخ۔ ورنہ آیت خاتم النبیین کا تو وہی معنی ہے جو امت نے سمجھا ہے اور خود ملا علی قاری رحمہ اللہ نے اپنی دوسری واضح اور دوٹوک تحریرات میں بیان کیا ہے جو آگے آرہی ہیں۔

نمبر 4: ملا علی قاری رحمۃ اللہ کے الفاظ **"ویقویه حدیث لو کان موسیٰ حیا...... الخ"** کا یہ مطلب نہیں کہ حدیث ﴿**لو عاش ابراهیم ......الخ**﴾ کو تقویت دی جا رہی ہے، بلکہ یہ فرما رہے ہیں کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے حضرات عیسیٰ، خضر اور الیاس علیہم السلام کی طرح نبی ہو سکنے کے امکان کی تائید اس حدیث **"لو کان موسی حیاً......الخ"** سے بھی ہوتی ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی ختم نبوت پر دوٹوک تحریرات

جیسا کہ ہم نے عرض کیا تھا کہ کسی بھی بزرگ پر کوئی الزام لگانے سے پہلے اس مسئلے میں اس کی تمام تحریرات کو مدنظر رکھنا ضروری ہے اور انصاف کا تقاضا بھی، محض ایک مبہم تحریر کو لے کر کوئی بات صاحب تحریر کے سر تھوپنا اور اس کی نفس مسئلہ میں دوسری واضح اور دوٹوک عبارات کو جان بوجھ کر پیش نہ کرنا ظلم اور زیادتی ہے، اور یہ ظلم مرزائیوں کی طرف سے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بھی کیا جاتا ہے، آئیے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی ختم نبوت کے معنی ومفہوم کے بارے میں وہ صریح عبارات دیکھتے ہیں جو جماعت مرزائیہ جان بوجھ کر پیش نہیں کرتی:۔

ملا علی قاری کے نزدیک "لا نبي بعدي" کا معنی کیا؟

نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ "تم میرے لئے ایسے ہی ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے حضرت ہارون علیہ السلام تھے" (فرق یہ ہے کہ ہارون علیہ السلام نبی تھے اور تم نبی نہیں) کیونکہ "**لا نبي بعدي** ۔میرے بعد کوئی نبی نہیں"، اس لا نبی بعدی کی وضاحت کرتے ہوئے ملا علی قاری لکھتے ہیں **"فالمعنی انه لا یحدث بعده نبي لانه خاتم النبیین السابقین"** (لا نبی بعدی) کا معنی یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا

کیونکہ آپ تمام پہلے نبیوں کے خاتم ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، جلد 11 صفحہ 241 طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

یہاں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو لفظ لکھا ہے وہ ہے **"لا یحدث بعده نبي"** جس کا معنی ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں بن سکتا، کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہو سکتا، اور "نبی" کو نکرہ لا کر ہر قسم کے نبی کے پیدا ہونے کی نفی فرما دی۔ نیز جس حدیث کی تشریح ہو رہی ہے اس میں جس نبوت کی نفی کی جا رہی ہے وہ وہی نبوت ہے جو دوسرے نبی کی شریعت کی تابع ہو، کیونکہ حضرت ہارون علیہ السلام تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے تابع تھے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دینے سے ان کے لئے بھی ویسی ہی نبوت ملنے کا شبہ ہوتا تھا جسے **لا نبي بعدي** کے ساتھ دفع کر دیا گیا، نیز ملا علی قاری نے یہ نہیں فرمایا کہ لا نبی بعدی کا یہ مطلب ہے کہ "کوئی پرانا نبی زندہ نہیں اور دنیا میں نہیں آسکتا" بلکہ یہ فرمایا کہ کوئی نیا نبی نہیں بن سکتا، پیدا نہیں ہو سکتا۔

المقفّي کا مطلب جو سب سے آخر میں آئے

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث کی تشریح کرتے ہوئے جس میں یہ بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے جو اسماء مبارکہ بتائے ان میں ایک **"المقفّي"** بھی ہے، ملا علی قاری اس نام کا مطلب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"یعني انه آخر الانبیاء الآتي علی اثرهم لا نبي بعده" یعنی آپ ﷺ آخری نبی ہیں جو سب انبیاء کے بعد تشریف لائے، آپ کے بعد کوئی اور نبی نہیں۔

(مرقاۃ شرح مشکاۃ، جلد 10 صفحہ 457، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے

"واقول التحدي فرع دعوی النبوة ، ودعوی النبوة بعد نبینا صلی الله علیه وسلم کفر بالاجماع" میں کہتا ہوں کہ خارق عادت امور میں دوسرے پر غلبہ کا

دعویٰ نبوت کے دعویٰ کی ایک شاخ ہے، اور ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔

(شرح الفقه الاكبر ،صفحہ 200 مطبع حنفی انڈیا، وصفحہ 451 طبع جدید دار البشائر، بیروت۔لبنان)

ملاعلی قاری کی اس عبارت کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کو ایک بار حج کے موقع پر مکہ اور بصرہ میں بیک وقت دیکھا گیا، اس پر ابن مقاتل نے کہا کہ جو اس بات کے جائز ہونے کا یقین کرے وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ یہ معجزات میں سے ہے، کرامات میں سے نہیں، اور معجزات صرف انبیاء کے ساتھ خاص ہیں، ابن مقاتل کی اس بات پر ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ معجزات میں سے نہیں بلکہ کرامات میں سے ہے، کیونکہ معجزہ میں تحدی ہوتی ہے یعنی دوسرے پر غلبہ پانے کا دعویٰ ہوتا ہے جو کہ ابراہیم بن ادہم کے معاملے میں نہیں لہذا ان کے بیک وقت دو جگہ پائے جانے کو جائز سمجھنا کفر نہ ہوگا، پھر انہوں نے فصول عمادی اور فصول استروشی کے حوالے سے لکھا کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک کرامات حق ہیں،، اس کے بعد وہ الفاظ لکھے جو اوپر نقل کیے گئے کہ تحدی یا معجزہ کا دعویٰ کرنا نبوت کی شاخ ہے اور آنخضرت ﷺ کے بعد دعوائے نبوت کرنا کفر ہے۔اب ظاہر ہے کہ دوسرے پر غلبہ پانے کا دعویٰ (تحدی) یا معجزہ کا دعویٰ جس طرح تشریعی نبوت میں ہوتا ہے اسی طرح غیر تشریعی نبوت میں ہوتا ہے اور اسی دعوے کو ملاعلی قاری کفر قرار دے رہے ہیں لہذا ثابت ہوا کہ آنخضرت ﷺ کے بعد کسی بھی قسم کی نبوت کا دعویٰ کرنا کفر ہے۔(اور مرزا قادیانی نے تو صاف طور پر صاحب معجزات ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور وہ ایسے معجزے اور نشان دکھانے کا مدعی تھا جس سے اس کا مقصد دوسروں کو نیچا دکھانا ہوتا تھا)، نیز ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ دعوائے نبوت کو کفر قرار دینے پر اجماع امت بھی بتا رہے ہیں۔

خاتم النبوة کا مطلب جس کے بعد کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی

ایک جگہ لفظ ''خاتم النبوة'' کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''واضافته الى النبوة لأنه ختم به بيت النبوة حتى لا يدخل بعده أحد

وقيل لأنه علامة تمامها لأن الشيء يُختم بعد تمامه " الى ان قال ''والحاصل أن كسر التاء بمعنى أنهم ختمهم اى جاء آخرهم فلا نبي بعده اى لا يتنبأ احد بعده فلا ينافي نزول عيسىٰ عليه السلام متابعاً لشريعته مستمداً من القرآن والسنة ، واما فتح التاء فمعناه أنهم به خُتموا فهو الطابع والخاتم لهم ".

خاتم کی اضافت نبوت کی طرف کی گئی اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے نبوت کے گھر کو سر بمہر فرما دیا کہ اب آپ کے بعد اس میں کوئی داخل نہیں ہو سکتا، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کو خاتم النبوۃ اس لئے کہا گیا کہ آپ نبوت کے پورا اور ختم ہونے کی علامت ہیں کیونکہ کسی چیز پر مہر تب ہی لگائی جاتی ہے جب وہ پوری ہو جائے۔(ذرا آگے لکھا)۔حاصل کلام یہ ہے کہ اگر (**خاتم النبوة** میں) **خاتِم** کی تاء کے نیچے زیر پڑھی جائے تو اس کا معنی ہوگا کہ آپ ﷺ نے انبیاء کا خاتمہ کر دیا یعنی آپ سب سے آخر میں تشریف لائے پس اب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں (کوئی نبی نہ ہونے کا مطلب بھی بتایا) کہ آپ کے بعد کسی کو نبوت نہ دی جائے گی، پس یہ حدیث حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے منافی نہیں جو آپ ﷺ کی شریعت کے تابع ہو کر اور قرآن وسنت سے مستفید ہونے کی صورت میں نازل ہوں گے، اور اگر (خاتم النبوۃ) میں خاتَم کی تاء پر زبر پڑھی جائے تو معنی ہوگا کہ انبیاء کا آپ پر خاتمہ کر دیا گیا پس آپ ان پر مہر کی مانند ہیں۔

(جمع الوسائل شرح الشمائل، جلد 1 صفحہ 27، طبع مصطفیٰ البابی، مصر)

اس عبارت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جب ملاعلی قاری یہ فرماتے ہیں کہ آنخضرت ﷺ کی شریعت کے تابع ہو کر آنا آیت خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی کے خلاف نہیں وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے تناظر میں کہا جاتا ہے اور اس سے مراد یہی ہوتی ہے کہ کسی پہلے نبی کا آنا، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو پہلے کے نبی ہیں انہیں آنخضرت ﷺ کی بعثت سے پہلے ہی نبوت مل چکی ہے اور یہ اسلامی عقیدہ ختم نبوت کے ہرگز خلاف نہیں کیونکہ اسلامی عقیدہ ختم

نبوت یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی، کوئی نبی پیدا نہ ہوگا اور انبیاء کی فہرست میں کسی نئے نام کا اضافہ نہ ہوگا، اسی بات کو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''لا یتنبأ احد بعدہ'' اور ''لا یحدث بعدہ نبي'' کے ساتھ بیان فرمایا ہے، لہذا ملا علی قاری اگر آپ ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کے پیدا ہونے کے جواز کے قائل ہوتے تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کو حدیث **لا نبي بعدي** کے ساتھ یوں تطبیق نہ دیتے۔

آنحضرت ﷺ کے وصال کے ساتھ ہی وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا

حدیث ''**لم یبق من النبوۃ الا المبشرات**'' (نبوت میں سے سوائے مبشرات کے کچھ بھی باقی نہیں رہا) کی تشریح میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:۔

''**قال السیوطی: اي الوحي منقطع بموتي ، ولا یبقی ما یُعلم منه ما سیکون الا الرؤیا**'' امام سیوطی نے فرمایا کہ: (نبی کریم ﷺ یہ فرمانا چاہتے تھے کہ) میری وفات پر وحی منقطع ہوجائے گی، اور آئندہ ہونے والے واقعات کے بارے میں علم حاصل ہونے کی صورت سوائے رؤیائے صالحہ کے اور کوئی باقی نہ رہے گی۔

(مرقاۃ شرح مشکاۃ، جلد 8 صفحات 421 و 422 دار الکتب العلمیہ، بیروت)

اگر آنحضرت ﷺ کی نبوت کے بعد رؤیائے صالحہ کے علاوہ کسی قسم کی کوئی ظلی بروزی یا انعکاسی یا غیر تشریعی نبوت بھی باقی ہوتی تو یہاں اس کا بیان ضرور کیا جاتا۔

نوٹ: واضح رہے کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ دونوں قادیانیوں کے نزدیک بھی اپنے اپنے زمانے کے مجدد ہیں، قادیانیوں کے نزدیک پہلی تیرہ ہجری صدیوں کے مجددین کی فہرست مرزا قادیانی کے ایک مرید مرزا خدا بخش قادیانی کی کتاب ''عسل مصفّٰی''، طبع 1901ء کے صفحات 116 تا 120 پر دیکھی جاسکتی ہے۔ اور مرزا قادیانی نے مجدد کی بات پر ایمان لانا قرآن کی رو سے فرض بتایا ہے (شہادۃ القرآن، رخ 6 صفحہ 344)۔ اور یہاں

تو دو مجدد مل کر ایک مسئلہ واضح کر رہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے ساتھ وحی الٰہی منقطع ہوگئی ہے، اگر یہ دونوں مجدد کسی غیر تشریعی یا ظلی بروزی نبوت کے اجراء کے قائل ہوتے تو بغیر وحی نبوت کے وہ نبوت کیسے چلے گی؟۔

آپ ﷺ پر نبیوں کا پیدا ہونا ختم ہو چکا

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے جس میں نبی کریم ﷺ نے دوسرے انبیاء پر اپنی چھ فضیلتیں بیان فرمائی ہیں، چھٹی فضیلت ''**وختم بي النبیون**'' کی وضاحت یوں فرماتے ہیں:۔

''**وخُتم بي النبیون : اي وجودھم ، فلا یحدث بعدي نبي ، ولا یشکل بنزول عیسیٰ علیه السلام ......**'' آپ ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ مجھ پر انبیاء کا خاتمہ کر دیا گیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا وجود میں آنا ختم کر دیا گیا پس میرے بعد اب کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا، لہذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے کوئی اشکال نہیں ہوسکتا (کیونکہ وہ تو پہلے کے نبی ہیں)۔

(مرقاۃ شرح مشکاۃ، جلد 10 صفحہ 427، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

لیجیے یہاں پھر ختم نبوت کا یہ مفہوم بیان کیا گیا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی وجود میں نہیں آسکتا، پیدا نہیں ہوسکتا کہ اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر کوئی اعتراض ہو سکے۔

قارئین محترم! ان واضح تصریحات کی موجودگی میں حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ پر یہ الزام لگانا کہ آپ غیر تشریعی نبوت کو جاری سمجھتے ہیں بد دیانتی اور ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟۔

☆☆☆☆

مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ پر الزام اور اس کی حقیقت

جماعت مرزائیہ جس طرح قرآن وحدیث اور دوسرے بزرگان وصوفیاء کرام کی عبارات میں تحریف معنوی کرکے اپنی خود ساختہ نبوت ثابت کرنے کی کوشش کرتی ہے، ایسے ہی حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کتاب ''تحذیر الناس'' کے مختلف مقامات سے ناتمام عبارات ماقبل ومابعد کے الفاظ حذف کرکے پیش کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ مولانا بھی اجراء نبوت کے قائل تھے حالانکہ مولانا اپنی اسی کتاب میں منکر ختم نبوت کو کافر ومرتد کہتے ہیں لیکن افسوس یہ ہے کہ مرزائیوں کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کا ایک گروہ بھی دانستہ یا نادانستہ اس بات پر مصر ہے کہ حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اجراء نبوت کے قائل ہیں اور قادیانیوں نے انہی کی عبارات کو دلیل بنا کر مرزا قادیانی کی نبوت کو ثابت کیا ہے، ہمارے خیال میں یہ حضرات مولانا نانوتویؒ کے ساتھ بغض کی وجہ سے ایسا کہتے ہیں کیونکہ مرزائی تو حضرت مجدد الف ثانیؒ، شاہ ولی اللہ دہلویؒ، ملا علی قاریؒ، شیخ محی الدین ابن عربیؒ اور شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ وغیرہم کی عبارات بھی اپنے حق میں پیش کرتے ہیں جن پر ہم پہلے بات کرچکے تو پھر صرف مولانا نانوتویؒ پر یہ غصہ اور ناراضگی کیوں کہ مرزائی صرف ان کی عبارات سے اپنا عقیدہ ثابت کرتے ہیں؟ اصل میں بہت سے لوگ قصور فہم کی وجہ سے مولانا کے بارے میں غلط فہمی میں مبتلا ہوئے اور کچھ لوگوں نے جان بوجھ کر مولانا کی کتاب کے مختلف مقامات سے ناتمام عبارتوں کے ٹکڑوں کو جوڑ کر لوگوں کے سامنے پیش کرنا شروع کردیا جس سے سادہ لوح عوام تردد میں پڑ گئے، اللہ ہمیں عدل وانصاف کے ساتھ کام لینے کی توفیق دے۔

ہم سب سے پہلے مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ عبارات پیش کرتے ہیں جن کے اندر صاف طور پر انہوں نے لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ کا زمانہ آخری ہے، اور رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی نبی کے آنے کا احتمال نہیں، جو اس کا قائل ہو اسے کافر سمجھتا ہوں وغیرہ، اس کے بعد ہم مولانا کی تحذیر الناس کی اس عبارت (یا عبارت کے ٹکڑوں) پر بات

کریں گے جنہیں لے کر جماعت مرزائیہ اور ہمارے کچھ ناسمجھ مسلمان دوست بھی مولانا کے بارے میں غلط فہمی میں مبتلا ہوئے۔

آنحضرت ﷺ کے بعد کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تاویل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں

مولاناؒ لکھتے ہیں:۔

''اپنا دین وایمان ہے بعد رسول اللہ ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تاویل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں''۔

(مناظرہ عجیبہ، صفحہ 144، مکتبہ قاسم العلوم، کورنگی، کراچی)

واضح رہے کہ مولانا نانوتویؒ کی کتاب ''تحذیر الناس'' کی کچھ عبارات پر ایک صاحب علم مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا کے سامنے چند اعتراضات واشکالات خطوط کی صورت میں پیش کے تھے جن کا جواب مولانا نانوتویؒ نے دیا، مناظرہ عجیبہ اسی سلسلے کی خط وکتابت کا مجموعہ ہے، اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ ''مناظرہ عجیبہ'' گویا کہ ''تحذیر الناس'' کی شرح ہے جس میں حضرت نانوتویؒ نے تحذیر الناس میں لکھی گئی عبارات کی تشریح اور وضاحت فرمادی۔

مولانا نانوتویؒ ایک جگہ لکھتے ہیں:۔

''حضرت خاتم النبیین ﷺ کی خاتمیت زمانی تو سب کے نزدیک مسلم ہے اور یہ بات بھی سب کے نزدیک مسلم ہے کہ آپ اول المخلوقات ہیں......''۔

(مناظرہ عجیبہ، صفحہ 9، مکتبہ قاسم العلوم، کورنگی، کراچی)

لیجیے مولانا صاف لکھ رہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی خاتمیت زمانی یعنی آپ کا تمام انبیاء کے آخر میں مبعوث ہونا تو ایسی بات ہے جو سب کے نزدیک مسلم ہے، اس میں تو کوئی کلام ہی نہیں۔

خاتمیت زمانی سے انکار نہیں بلکہ منکروں کے لئے انکار کی گنجائش نہیں چھوڑی

ایک جگہ لکھتے ہیں:۔

''حاصل مطلب یہ ہے کہ خاتمیت زمانی سے مجھ کو انکار نہیں بلکہ یوں کہیے کہ منکروں کے لئے گنجائش انکار نہ چھوڑی، افضلیت کا اقرار ہے بلکہ اقرار کرنے والوں کے پاؤں جما دیے، اور نبیوں کی نبوت پر ایمان ہے، رسول اللہ ﷺ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتا......''۔

(مناظرہ عجیبہ، صفحہ 71، مکتبہ قاسم العلوم، کورنگی، کراچی)

یہاں ایک بار پھر صاف لفظوں میں اقرار کیا کہ آپ ﷺ کی خاتمیت زمانی سے مولانا کو انکار نہیں، اسی طرح آپ آنحضرت ﷺ کو افضل الرسل سمجھتے ہیں اور آپ کے ہم مرتبہ کسی کو نہیں سمجھتے۔

پھر مولانا عبدالعزیز صاحب کو جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''آپ ہی فرمائیں تأخر زمانی اور خاتمیت عصر نبوت کو میں نے کب باطل کیا اور کہاں باطل کیا؟ مولانا میں نے خاتم کے وہی معنی رکھے جو اہل لغت سے منقول ہیں، اہل زبان میں مشہور ہیں''۔

(مناظرہ عجیبہ، صفحہ 52)

آگے چلنے سے پہلے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ ''تحذیر الناس'' دراصل ایک سوال کے جواب میں لکھا گیا تھا جس میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ایک اثر جس میں سات زمینوں اور ان کے انبیاء کا ذکر ہے اور جسے امام بیہقی وغیرہ نے صحیح کہا ہے (**کتاب الاسماء والصفات للبیہقی جلد 2 صفحہ 268، باب بدء الخلق، روایت نمبر 832، طبع مکتبۃ السوادی**) کو درج کر کے اس کی آیت خاتم النبیین کے ساتھ تطبیق دریافت کی گئی تھی کہ آیا بیک وقت آیت اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس اثر پر عقیدہ رکھنا

ممکن ہے؟ اس سوال کا جواب تین طرح سے ممکن تھا:

نمبر 1: آیت اور اس اثر میں تعارض ہے لہذا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس اثر کو غلط سمجھا جائے۔

نمبر 2: یہ اثر صحیح ہے، پھر آیت کے ساتھ اس کی تطبیق یوں ہے کہ آیت میں آپ ﷺ کی خاتمیت صرف ہماری اس زمین کے اعتبار سے بیان کی گئی ہے اور آپ صرف اس زمین کے خاتم النبیین ہیں۔

نمبر 3: آیت اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اثر دونوں کو تسلیم کر کے ایسی تطبیق دی جائے کہ آپ ﷺ کی خاتمیت صرف اس زمین تک محدود نہ رہے بلکہ باقی زمینوں بلکہ ساری کائنات پر محیط ہو۔

چنانچہ کچھ لوگوں نے پہلی یا دوسری صورت اختیار کی، لیکن مولانا نانوتویؒ نے آیت اور اثر ابن عباسؓ دونوں کو صحیح قرار دے کر تیسرا جواب اختیار کیا، مولانا کی ساری کتاب کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ ہماری زمین کے اعتبار سے تو خاتم النبیین ہیں باعتبار خاتمیت مرتبی کے بھی اور باعتبار خاتمیت زمانی کے بھی، لیکن آپ ﷺ کی خاتمیت صرف اسی زمین تک محدود نہیں بلکہ پوری کائنات کے بھی خاتم النبیین ہیں، اور چونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں مزید چھ زمینوں اور ان میں ہونے والے نبیوں کا بھی ذکر ہے تو اگر بالفرض ہزار زمینیں بھی اور ہوتیں اور ان میں سلسلہ نبوت جاری ہوتا اور چونکہ ان کے انبیاء کے بارے میں یہ تصریح نہیں آئی کہ وہ آپ ﷺ سے پہلے ہوئے یا بعد میں تو دونوں احتمال موجود ہیں پس اگر وہ انبیاء بھی آپ ﷺ سے پہلے آئے تو ان کے لئے بھی آپ خاتم النبیین ہیں زمانے کے لحاظ سے بھی اور مرتبے کے لحاظ سے بھی اور اگر بالفرض (جی ہاں اگر فرض کیا جائے کہ) دوسری زمینوں کے انبیاء آپ کے ہم عصر یا بالفرض آپ کے بعد ہوں تو بھی آپ ان تمام نبیوں کے بھی خاتم ہوتے لیکن صرف ختم نبوت مرتبی اور ذاتی کے لحاظ سے۔ مرزائی مربیوں نے مولانا کی اس بات کو جو ختم نبوت مرتبی سے

متعلق ہے سیاق وسباق سے کاٹ کر اس طرح پیش کیا کہ گویا یہ ختم نبوت زمانی سے متعلق ہے اور محض اتنے ہی حصے کو مولانا کا عقیدہ بتا کر دھوکہ دیا اور مولانا نے خاتمیت زمانی کے بارے میں جو لکھا اسے یک سر ذکر نہ کیا گیا۔

فائدہ: ختم نبوت زمانی کا مطلب ہے کہ آپ ﷺ زمانہ کے لحاظ سے اللہ کے آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملنی اور نہ کسی نبی کا پیدا ہونا ممکن ہے، یہ شان آپ ﷺ کو اس وقت حاصل ہوئی جب تمام انبیاء یکے بعد دیگرے دنیا میں تشریف لا چکے اور سب سے آخر میں آنحضرت ﷺ کو مبعوث فرمایا گیا، جبکہ ختم نبوت مرتبی کا یہ مطلب ہے کہ آپ ﷺ کے نبوت کے تمام مراتب ختم ہیں اور آپ مرتبے کی لحاظ سے بھی تمام انبیاء سے آخر ہیں اور شان کے لحاظ سے اللہ کے آخری نبی ہیں، ختم نبوت مرتبی تو آپ ﷺ کو اس وقت بھی حاصل تھی جب ابھی حضرت آدم علیہ السلام خلعت نبوت سے سرفراز نہ ہوئے تھے، اس ختم نبوت مرتبی کے ہوتے ہوئے تمام انبیاء کرام یکے بعد دیگرے تشریف لاتے رہے، معلوم ہوا کہ صرف ختم نبوت مرتبی اپنی ذات کے لحاظ سے اور نبیوں کو مانع نہیں، لیکن عقیدے کے لئے صرف یہی ختم نبوت مرتبی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ختم نبوت زمانی کا اقرار بھی لازم ہے جیسا کہ مولانا نے متعدد مقامات پر اس کی تصریح کی ہے (جن میں سے کچھ حوالے پہلے بیان ہوئے اور چند آگے بیان ہوں گے)۔

تو مولانا نانوتویؒ کے مطابق آیت خاتم النبیین سے ختم نبوت مرتبی اور ختم نبوت زمانی دونوں ثابت ہیں، چاہے ختم نبوت مرتبی کو آیت کا مدلول مطابقی لیا جائے اور ختم نبوت زمانی کو اس کا مدلول التزامی، یا دوسری صورت یہ کہ ختم نبوت کو عام اور مطلق رکھا جائے اور ختم نبوت زمانی و مرتبی (بلکہ ایک تیسری قسم ختم نبوت مکانی) کو بھی آیت خاتم النبیین کا مدلول مطابقی قرار دیا جائے، اور اس دوسری صورت کو مولانا نے اپنا مختار بتلایا ہے، بہر حال دونوں صورتوں میں سے جو بھی اختیار کی جائے ختم نبوت زمانی کا اقرار دونوں میں موجود ہے اور ختم نبوت مرتبی اس کے علاوہ ایک اور فضیلت ہے۔

خاتمیت زمانی کا منکر کافر ہے

مولانا نانوتویؒ لکھتے ہیں:۔

"سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے اور تصریحات نبوی مثل [**انت منی بمنزلة هارون لموسیٰ الا أنه لا نبی بعدي او كما قال**] جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس باب میں کافی ہے کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے پھر اسی پر اجماع بھی منعقد ہو گیا گو الفاظ مذکور بسند تواتر منقول نہ ہوں سو یہ عدمِ تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ، باوجودیکہ الفاظ حدیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں جیسا اس کا منکر کافر ہے ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا اب دیکھیے کہ اس صورت میں **عطف بین الجملتین** اور استدراک اور استثناء مذکور بھی بغایت درجہ چسپاں نظر آتا ہے اور خاتمیت بھی بوجہ احسن ثابت ہوتی ہے اور خاتمیت زمانی بھی ہاتھ سے نہیں جاتی"۔

(تحذیر الناس، صفحہ 12 و 13، دار الاشاعت کراچی)

اس عبارت میں مولانا نے ختم نبوت زمانی کو نہ صرف یہ کہ منطقی دلیل ہی سے تسلیم کیا ہے بلکہ وہ فرماتے ہیں کہ ختم نبوت زمانی لفظ خاتم النبیین سے ثابت ہے جو قرآن میں موجود ہے اور حدیث شریف اور اجماع امت سے بھی ثابت ہے اور جس طرح فرائض وغیرہ کی رکعات کی تعداد کا منکر کافر ہے اسی طرح ختم نبوت زمانی کا منکر بھی کافر ہے۔

اور مناظرہ عجیبہ میں ہے:۔

"بلکہ اس سے بڑھ کر لیجیے (تحذیر الناس کے) صفحہ نہم کی سطر دہم سے لیکر صفحہ دہم کی سطر ہفتم تک وہ تقریر لکھی ہے جس سے خاتمیت زمانی اور خاتمیت مکانی اور خاتمیت مرتبی تینوں بدلالت مطابقی ثابت ہو جائیں اور اسی تقریر کو اپنا مختار بتایا ہے"۔

(مناظرہ عجیبہ، صفحہ 70، مکتبہ قاسم العلوم کراچی)

پھر یہ بھی لکھا:۔

''اگر خاتم کو مطلق رکھیے تو پھر خاتمیت مرتبی اور خاتمیت زمانی اور خاتمیت مکانی تینوں اس سے اسی طرح ثابت ہو جائیں گے جس طرح آیت ''**انما الخمر والمیسر والانصاب رجس من عمل الشیطان**'' میں لفظ رجس سے نجاست معنوی اور نجاست ظاہری دونوں ثابت ہوتی ہیں اور اس ایک مفہوم کا انواع مختلفہ پر محمول ہونا ظاہر ہوتا ہے''۔

(مناظرہ عجیبہ، صفحہ 53)

اور آگے لکھا:۔

''بالجملہ جیسے اخبار قیام زید و عمرو مخالف و معارض قیام زید نہیں بلکہ مع شیء زائد اس کی تصدیق ہے، ایسے ہی اس صورت میں میری تفسیر مع شیء زائد مصدقِ تفسیر مفسران گذشتہ ہوگی نہ مخالف اور معارض''۔

(مناظرہ عجیبہ، صفحہ 53)

پھر لکھا:۔

''اور سنیے آپ خاتمیت زمانی کو معنی مجمع علیہ فرماتے ہیں اگر یہ مطلب ہے کہ خاتمیت زمانی مجمع علیہ ہے خاتم النبیین سے ماخوذ ہو یا کہیں اور سے تو اس میں انکار ہی کسے ہے، اور اگر یہ مطلب ہے کہ لفظ خاتم النبیین سے مراد ہونا مجمع علیہ ہے تو اس میں ہمارا کیا نقصان ہے جو یہ آپ پردہ میں آوازہ خرقِ اجماع کستے ہیں، تحذیر (یعنی تحذیر الناس۔ناقل) کو غور سے دیکھا ہوتا تو اس میں خود موجود ہے کہ لفظ خاتم تینوں معنوں پر (یعنی خاتمیت زمانی، مرتبی اور مکانی ۔ ناقل) بدلالت مطابقی دلالت کرتا ہے اور اسی کو اپنا مختار قرار دیا تھا......''۔

(مناظرہ عجیبہ، صفحہ 115)

معلوم ہوا کہ مولانا تو خاتمیت زمانی و مرتبی بلکہ مکانی کو بھی آیت خاتم النبیین سے ثابت فرما رہے ہیں۔ اور یہ بیان فرمانا چاہ رہے ہیں کہ عام طور پر آیت خاتم النبیین سے صرف

آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت زمانی ہی ثابت کی جاتی ہے، جبکہ میرے نزدیک اس آیت سے ختم نبوت مرتبی اور زمانی دونوں بلکہ ایک تیسری قسم ختم نبوت مکانی بھی ثابت ہوتی ہیں۔ یہ ہے وہ فرق جس سے کچھ لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ مولانا نے گذشتہ مفسرین کی تفسیر کے خلاف تفسیر کی ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مولانا نے مفسرین سابقین کی تفسیر کو قبول کرتے ہوئے ختم نبوت مرتبی و مکانی کا ایک اضافی نکتہ بیان فرمایا ہے۔

قارئین محترم! ہم نے شروع میں عرض کیا تھا کہ عدل و انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ کسی پر الزام لگانے سے پہلے اس کی تمام عبارات و بیانات کو پڑھا اور سمجھا جائے، اگر اس نے اپنی کسی بات کی تشریح و توضیح خود کی ہے تو اسے قبول کیا جائے، یہ ہرگز انصاف نہیں کہ کسی کی بات کو سیاق وسباق سے کاٹ کر، یا شرط کو جزا سے، اور جزا کو شرط سے کاٹ کر، ایک فقرہ ایک صفحے سے لے کر اور دوسرا فقرہ کسی اور صفحے سے لے کر خود ایک عبارت ترتیب دے کر اس پر فتوی لگا دیا جائے۔ انصاف تو یہ تھا کہ جب مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے خود فرما دیا کہ:

''اپنا دین و ایمان ہے کہ بعد رسول اللہ ﷺ کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تأمل کرے اسے کافر سمجھتا ہوں''۔

(مناظرہ عجیبہ، صفحہ 144، مکتبہ قاسم العلوم، کورنگی، کراچی)

تو پھر نہ کسی الزام کی گنجائش نظر آتی ہے اور نہ کسی اعتراض کی۔

فیصلہ کن بات

جہاں تک جماعت مرزائیہ کا تعلق ہے ان سے یہ کہوں گا کہ اگر عقائد کے باب میں حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کوئی وزن رکھتی ہے تو جس کتاب کے فقرے سے وہ اجراء نبوت کے عقیدے پر استدلال کرتے ہیں اسی کتاب میں جیسا کہ بیان ہوا مولانا ختم نبوت زمانی کے منکر کو قرآن کریم، حدیث متواتر اور اجماع امت کا منکر اور کافر کہتے ہیں، اس لئے مولانا کی تحریر سے استدلال کرتے ہوئے وہ بے شک اجراء نبوت کا عقیدہ رکھیں لیکن از راہ

انصاف (اگر وہ انصاف نام کی کسی چیز سے واقف ہیں تو) اجراء نبوت کا عقیدہ رکھنے والے کو کافر بھی قرار دیں۔ اگر یہ دونوں باتیں جمع ہوسکتی ہیں تو ضرور کرنی چاہئیں، اور اگر جمع نہیں ہوسکتیں تو اس سے ثابت ہوگا کہ انہوں نے مولانا نانوتویؒ کی جس عبارت سے اجراء نبوت کا عقیدہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے وہ اس کا مطلب نہیں سمجھے، اور یہ ''نا سمجھی'' شاید انہیں ان کے پیشوا مرزا قادیانی سے ورثے میں ملی ہے کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی تو اپنے اوپر ہونے والے (بزعم خود) وحی والہام کا مطلب بھی نہیں سمجھ پاتا تھا ، اور کبھی تو کسی ہندو سے اس کا مطلب پوچھا کرتا، کبھی اپنے کسی مرید سے بذریعہ خط اس کا مفہوم معلوم کیا کرتا اور کبھی باقرار خود بارہ بارہ سال تک اپنے اوپر ہونے والی وحی کو نہ سمجھ کر اس میں تاویل کرتا رہا (تفصیل باب سوم میں آئے گی)۔

من آنچہ شرطِ بلاغ است باتو میگویم......تُو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

☆☆☆☆

باب دوم

رفع ونزولِ عیسیٰ علیہ السلام

امت اسلامیہ کے عقیدہ اور قادیانی عقیدہ میں فرق، مرزا قادیانی کے تضادات، قلابازیاں، چند حقائق، اور قادیانی شبہات وتلبیسات کا جائزہ

دوستو! مرزائی بچہ جب ہوش سنبھالتا ہے تو اس کے ذہن میں یہ بات ڈالی جاتی ہے کہ زندگی میں جب بھی کسی مسلمان کے ساتھ گفتگو کرنی پڑ جائے تو صرف ایک چیلنج کرنا وہ یہ کہ:۔

"قرآن کریم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم سمیت آسمان پر جانا اور پھر قرب قیامت آسمان سے نازل ہونا ثابت کردو تو مرزا قادیانی جھوٹا ورنہ وہ سچا"۔

جن لوگوں کو اپنی زندگی میں کبھی بھی کسی قادیانی کے ساتھ بات چیت کا موقع ملا ہے وہ ہماری اس بات کے درست ہونے کی گواہی دیں گے، یہاں تک کہ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ مرزائی فریق مخالف صاف کہہ دیتا ہے کہ میرے ساتھ حیات ووفات مسیح پر بات کرنی ہے تو ٹھیک ورنہ میں کسی اور موضوع پر بات نہیں کروں گا، اس کی وجہ یہ نہیں کہ اس کے پاس اپنے وفات مسیح کے عقیدے پر کوئی بہت وزنی دلائل ہیں، بلکہ ان کی کوشش ہوتی ہے کہ کسی طرح مرزا قادیانی کی ذات زیر بحث نہ آئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول کا موضوع چونکہ خالص علمی ہے، اس میں قرآن کریم کی متعدد آیات اور احادیث مبارکہ پیش کی جاتی ہیں تو ہم اپنی باطل تاویلات کی قینچی چلا کر جس آیت یا حدیث کا مفہوم چاہیں گے بدل ڈالیں گے، دمشق سے مراد قادیان لے لیں گے، زردی مائل چادروں سے مراد مرزا قادیانی کی بیماریاں لے لیں گے، دجال سے مراد کوئی شخصیت نہیں بلکہ حسب ضرورت کبھی پادریوں کا گروہ، کبھی عیسائیت کا فتنہ، کبھی شیطان، کبھی جھوٹوں کا گروہ، کبھی مفسدین کا گروہ اور کبھی با اقبال قومیں وغیرہ لے لیں گے، باب لدّ سے مراد لدھیانہ، مسجد اقصیٰ سے مراد قادیان میں مرزائی عبادت گاہ وغیرہ لے لیں گے اور اسی طرح وقت ضائع ہو جائے گا اور کسی کو اس طرف آنے ہی نہیں دیں گے کہ وہ مرزا قادیانی کے دعووں اور اس کی ذات وکردار پر بات کر سکے۔

ایک معمولی سمجھ بوجھ رکھنے والا شخص بخوبی جانتا ہے کہ یہ استدلال کتنا احمقانہ ہے کہ چونکہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام فوت ہو چکے ہیں اس لئے اب مرزا غلام احمد قادیانی کو عیسیٰ بن مریم تسلیم کیا جائے، جی ہاں مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی جماعت کا یہی دعویٰ ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول پر علماء اسلام نے مفصل طور پر کتابیں تصنیف کی ہیں اور قادیانی دلائل اور تاویلات وتحریفات کا کافی وشافی جواب دیا ہے، لیکن ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اپنے قارئین کے لئے مختصر طور پر چند ایسے اہم نکات ذکر کر دیے جائیں کہ اگر انہیں ذہن میں رکھا جائے تو کسی بھی قادیانی کے ساتھ اس موضوع پر بات کرتے ہوئے بہت مفید ثابت ہوں گے اور فریق مخالف اپنی تاویلات فاسدہ کے جال میں خود پھنس جائے گا۔

امت اسلامیہ کا عقیدہ کیا ہے؟

سب سے پہلے یہ ذہن میں رہے کہ امت مسلمہ کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے پیارے نبی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو اس وقت زندہ سلامت آسمان پر اٹھا لیا جب آپ کے دشمن اور مخالفین آپ کو قتل کرنا چاہتے تھے، دشمن آپ کی ذات اقدس تک پہنچ ہی نہ سکے بلکہ اس سے پہلے ہی آپ کا رفع الی السماء ہو گیا، اور پھر اللہ تعالیٰ کی حکمت نے چاہا کہ وہی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام قرب قیامت یہود کو اپنے ہاتھ سے مزہ چکھانے نیز آپ کے ماننے والے (عیسائی) جو آپ کے رفع کے بعد گمراہ ہو کر شرک میں پڑ گئے ان کے مشرکانہ عقائد کا بھی ابطال فرمانے کیے لئے دوبارہ آسمان سے نازل ہوں، اسے عام اصطلاح میں رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام کہا جاتا ہے، لہذا یاد رکھیں موضوع "حیات ووفات عیسیٰ علیہ السلام" نہیں بلکہ "رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام ہے" قرآن وکریم اور احادیث صحیحہ میں یہی الفاظ (رفع ونزول) وارد ہوئے ہیں، حیات ووفات عیسیٰ یا صرف وفات عیسیٰ کے الفاظ مرزائی گورکھ دھندہ ہیں۔

مکمل قادیانی عقیدہ کیا ہے؟

قادیانی کبھی بھی اپنا پورا عقیدہ بیان نہیں کرتے، بلکہ صرف وفات عیسیٰ پر زور دیتے ہیں، پورا قادیانی عقیدہ یہ ہے:۔

"اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو ان کے دشمنوں نے گرفتار کیا اور دو چوروں کے ساتھ صلیب پر ڈال دیا، آپ کے جسم اطہر میں میخیں لگائیں، مارا پیٹا یہاں تک کہ وہ

شدت تکلیف سے بے ہوش ہوگئے اور وہ لوگ انہیں مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے (یعنی قادیانی اور یہودی وعیسائی عقیدے میں صرف یہ فرق ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب پر ہی جان دیدی اور آپ کی موت ہوگئی، جبکہ قادیانی کہتے ہیں کہ صلیب پر آپ کو ڈالا تو ضرور گیا اور آپ کو مارا پیٹا بھی گیا لیکن صلیب پر آپ کی موت واقع نہ ہوئی بلکہ آپ مردہ سا ہوگئے، یعنی یہودی وعیسائی اور قادیانی عقیدہ میں صرف ''سا'' کا فرق ہے)، اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر 33 سال کے لگ بھگ تھی، چونکہ آپ صرف بے ہوش ہوئے تھے لہذا اپنے زخموں کا علاج کرنے کے بعد آپ وہاں سے کسی طرح نکل کر ہزاروں کلومیٹر کا سفر کر کے کشمیر چلے آئے اور وہاں مزید تقریباً 87 سال زندہ رہنے کے بعد آپ کی وفات ہوئی اور آپ کی قبر سری نگر کے محلّہ خان یار میں ہے۔ چونکہ اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوچکے ہیں لہذا اب وہ دوبارہ نہیں آسکتے، دوسری طرف وہ احادیث نبویہ بھی صحیح ہیں جن کے اندر آنحضرت ﷺ نے یہ خبر دی ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہا السلام قیامت سے پہلے نازل ہوں گے، لیکن ان احادیث میں جن عیسیٰ بن مریم کے نزول کی خبر دی گئی ہے اس سے مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام مراد نہیں بلکہ امت محمدیہ میں سے ان کا ایک مثیل یا ایسا شخص جس کے اندر ان کی صفات ہوں گی مراد ہے جو کہ اس امت میں پیدا ہونا تھا اور اس کا صفاتی نام عیسیٰ بن مریم رکھا گیا ہے۔ اور وہ شخص مرزا غلام احمد ہے جس کی ماں کا نام چراغ بی بی اور باپ کا نام غلام مرتضیٰ ہے''۔ (یہ خلاصہ ہم نے مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں کی کتابوں اور تحریروں سے لیا ہے، طلب کرنے پر حوالے پیش کیے جاسکتے ہیں)۔

ہم نے بارہا قادیانیوں سے یہ مطالبہ کیا کہ اپنا یہ پورا عقیدہ ترتیب کے ساتھ قرآن کریم سے ثابت کردیں، اگر قرآن سے ثابت نہیں کرسکتے تو احادیث صحیحہ سے ثابت کرو، اگر وہاں سے نہیں تو کسی صحابی کے قول سے ہی ثابت کردو، اگر یہ بھی ممکن نہیں تو مرزا قادیانی سے پہلے گذرے کسی مفسر، محدث یا مجدد سے ہی ثابت کردو۔ اور ثابت کیا کرنا ہے؟ یاد رکھیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دو چوروں کے ساتھ صلیب پر ڈالا گیا اور انہیں مارا پیٹا گیا اور اذیت دی گئی۔ اس کے

بعد وہ کشمیر چلے گئے۔ ان کی قبر سری نگر کشمیر میں ہے۔ احادیث میں کسی مثیل مسیح کے نزول کی خبر دی گئی ہے۔ اور وہ مثیل مرزا غلام احمد قادیانی بن چراغ بی بی ہے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ جو قادیانی تھوڑی دیر پہلے ہم سے یہ مطالبہ کر رہا تھا کہ قرآن سے یہ الفاظ دکھاؤ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسم سمیت آسمان پر چلے گئے اور وہ زندہ ہیں اور پھر وہ آسمان سے نازل ہوں گے، اب وہ قرآن کے نام سے بھاگنے لگا اور کبھی بائبل اور کبھی کسی روسی سیاح کے حوالے دینے لگا کہ اسے بائبل کا ایک پرانا نسخہ ملا تھا جس میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کشمیر گئے تھے، ہم نے کہا کہ پہلے تم اپنا یہ پورا عقیدہ قرآن واحادیث صحیحہ سے ثابت کرو، اس کے بعد ہم اللہ کے فضل وکرم سے قرآن کریم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم سمیت آسمان کی طرف رفع بھی ثابت کریں گے اور آپ کا آسمان سے نازل ہونا بھی نصوص صحیحہ سے ثابت کریں گے، لیکن جواب یہ آیا کہ قرآن تمہارے عقیدے کو جھٹلا رہا ہے، تم کبھی بھی قرآن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ ہونا ثابت نہیں کرسکتے، تم قرآن سے بھاگتے ہو وغیرہ، الغرض صرف وفات مسیح موضوع نہیں بلکہ موضوع پورا مرزائی عقیدہ ہونا چاہیے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے یا نہ ہونے کا مرزا قادیانی سے کیا تعلق؟

اگر غور کیا جائے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ موجود ہونے یا نہ ہونے کا مرزا قادیانی کے ساتھ کسی طرح کا کوئی تعلق نہیں، اگر بفرض محال حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ نہ بھی ہوں تو کیا مرزا غلام احمد قادیانی بن چراغ بی بی عیسیٰ بن مریم بن جائے گا؟ ہرگز نہیں، کسی حدیث میں یہ اشارہ تک نہیں کہ کسی مثیل مسیح نے نازل ہونا ہے بلکہ اللہ کے رسول ﷺ نے ''والذي نفسي بيده'' کے الفاظ کے ساتھ اللہ کی قسم اٹھا کر یہ خبر دی ہے کہ مریم کے بیٹے نے نازل ہونا ہے دنیا کا کوئی قادیانی کوئی ایک حدیث پیش نہیں کرسکتا جس میں یہ الفاظ ہوں کہ عیسیٰ بن مریم کے مثیل نے نازل ہونا ہے، یا اس امت میں سے ایک شخص کا نام عیسیٰ بن مریم رکھا گیا ہے۔

یہ بات بھی ہمیشہ پیش نظر رہے کہ مرزائی لٹریچر میں آپ کو جابجا ایک لفظ ملے گا "مسیح موعود" یہ لفظ نہ قرآن میں ہے اور نہ ہی کسی حدیث میں، احادیث شریفہ میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے نزول کا ذکر ہے کسی مسیح موعود کا نہیں، مرزا قادیانی اور اس کے پیروکار احادیث میں جہاں مسیح بن مریم یا عیسیٰ بن مریم کا لفظ آتا ہے وہاں مسیح موعود یا آنے والا مسیح کا لفظ لگا دیتے ہیں تاکہ نقلی مسیح مرزا غلام احمد بن چراغ بی بی کے لئے مسیح ہونے کی راہ ہموار کی جائے۔

مرزائی عقیدہ خود مرزائی منطق سے ہی باطل ٹھہرتا ہے

قادیانی عقیدہ کے باطل ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ مرزا غلام احمد کا دعویٰ تھا کہ قرآن کریم کی تقریباً تیس آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں، یعنی مرزائی موقف یہ ہے کہ قرآن وفات مسیح کا اعلان کرتا ہے، لیکن دوسری طرف آنحضرت ﷺ کی احادیث صحیحہ (جو تواتر کی حد تک پہنچتی ہیں) میں جن کے نازل ہونے کی خبر دی گئی ہے ان کا نام عیسیٰ بن مریم، ابن مریم اور مسیح بن مریم بتایا گیا ہے اور اللہ کی قسم کے ساتھ بتایا گیا ہے (مثال کے طور پر صحیح بخاری، **باب نزول عیسیٰ بن مریم علیهما السلام**، حدیث نمبر 3448 میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں **والذی نفسی بیده** کے الفاظ کے ساتھ قسم اٹھا کر مریم کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی خبر دی گئی ہے) اس طرح مرزائی عقیدے کے مطابق یہ احادیث قرآن کریم کے معارض ومخالف ہوئیں (یعنی ان کے مطابق قرآن کہتا ہے کہ عیسیٰ بن مریم فوت ہو چکے، اور احادیث کہتی ہیں کہ عیسیٰ بن مریم نے نازل ہونا ہے)، اور مرزا قادیانی نے اپنا اصول یہ بیان کیا ہے کہ جو حدیثیں میری وحی اور قرآن کے معارض ہوں ہم انہیں ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں (اعجاز احمدی، رخ 19 صفحہ 140)، لہذا مرزا قادیانی کے اس اصول کے مطابق یہ تمام احادیث ناقابل قبول ہوں گی اور اس کے لئے یہ ماننا لازم ہوگا کہ کسی عیسیٰ بن مریم یا مسیح نے نہیں آنا۔

لیکن مرزائی عقیدہ عجیب وغریب ہے، ان کا یہ بھی اصرار ہے کہ وہ تمام احادیث بھی صحیح

ہیں اور ان کو ماننا بھی ضروری ہے جن کے اندر یہ مذکور ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے نازل ہونا ہے، ان کے خیال میں یہ احادیث قرآن کے معارض نہیں کیونکہ عیسیٰ بن مریم سے مراد وہ والے عیسیٰ نہیں جو ان کے بقول قرآن سے وفات شدہ ثابت ہوتے ہیں بلکہ اس سے مراد ان کا ایک مثیل ہے جس کا صفاتی نام عیسیٰ بن مریم رکھا گیا ہے اور اس کا اصلی نام غلام احمد بن چراغ بی بی ہے، لیکن یہ مرزائی تاویل باطل ہے کیونکہ ان احادیث میں مرزا قادیانی کے کسی امتی کے لئے تاویل کی کوئی گنجائش ہی نہیں، وہ کیسے؟ وہ یوں کہ خود مرزا قادیانی نے ایک اصول لکھا ہے کہ:۔

"**والقسم يدل على ان الخبر محمول على الظاهر لا تأويل فيه ولا استثناء والا فأى فائدة كانت فى ذكر القسم ......**" قسم اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ خبر (جو قسم کے ساتھ دی گئی ہے) اپنے ظاہری معنی پر ہی محمول ہے، اس میں نہ کوئی تاویل ہو سکتی ہے اور نہ کوئی استثناء ہے، ورنہ قسم کے ساتھ ذکر کرنے کا کیا فائدہ؟۔

(حمامۃ البشریٰ، رخ 7 صفحہ 192 حاشیہ)

لیجیے! مرزا قادیانی نے یہ اصول بتایا کہ جو خبر قسم کے ساتھ دی جائے اس کے اندر کسی قسم کی تاویل کی گنجائش ہی نہیں، اور اللہ کے نبی ﷺ نے اللہ کی قسم اٹھا کر خبر دی ہے کہ نازل ہونے والے مریم کے بیٹے ہوں گے، لہذا اس میں کسی قسم کی تاویل نہیں ہو سکتی اگر ابن مریم نے نازل ہونا ہے تو انہی نے نازل ہونا ہے، ابن چراغ بی بی کی کوئی گنجائش نہیں، اب مرزا قادیانی اور اس کے مریدوں کے پاس صرف دو راستے ہیں۔ یا تو یہ تسلیم کریں کہ نزول عیسیٰ بن مریم والی تمام احادیث قرآن کے مخالف ہونے کی وجہ سے ردی کی ٹوکری میں جائیں گی (مرزا قادیانی کے اصول کے مطابق) اور کسی مسیح نے نازل نہیں ہونا کہانی ختم، یا یہ تسلیم کریں کہ جس نے نازل ہونا ہے وہ مریم علیہا السلام کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام ہی ہوں گے۔ اس کے علاوہ کوئی تیسرا راستہ نہیں کیونکہ تاویل کے تمام راستے خود مرزا قادیانی نے بند کر دیے ہیں۔

☆☆☆☆

رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام

کے انکار میں اٹھنے والی چند آوازیں اور ان کی حیثیت

یہاں یہ بتاتا چلوں کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ سے لے کر چودھویں صدی ہجری تک امت اسلامیہ میں سوائے چند معتزلہ اور فلاسفہ کے کسی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جسم سمیت اٹھائے جانے اور قیامت سے پہلے آسمان سے نازل ہونے کا انکار نہیں کیا، امت کا رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام پر اجماع چلا آرہا ہے (اجماع امت کے حوالے آگے آرہے ہیں)، تیرھویں صدی کے آخر اور چودھویں صدی میں کچھ ملحدانہ ذہن رکھنے والوں کی اکادکا آوازیں سننے کو ملیں جنہوں نے یہ کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ نہیں ہیں اور انہوں نے ان تمام احادیث کو ناقابل اعتبار اور اسرائیلی روایات کہہ کر رد کردیا جن کے اندر نزول عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے اور موقف اختیار کیا کہ کسی مسیح نے نہیں آنا، ان میں مصر کے شیخ محمد عبدہ اور ان کے چند تلامذہ کا مکتب فکر جس میں علامہ رشید رضا (جن کی وفات سنہ 1935ء میں ہوئی) اور شیخ محمود شلتوت (جن کی وفات سنہ 1963ء میں ہوئی) قابل ذکر ہیں خاص طور پر نظر آتا ہے، مصری علماء کا یہ مکتب فکر عقلیت کا دلدادہ اور معجزات وخوارق کا منکر تصور کیا جاتا ہے، خود مصر کے علماء نے ان کے امت اسلامیہ سے ہٹ کر تفردات کا بڑی شدّ ومدّ کے ساتھ رد کیا ہے، لیکن یہ بتانا ضروری ہے کہ ان حضرات کا موقف یہ تھا کہ کسی مسیح نے نہیں آنا نہ اصلی نے اور نہ کسی مثیل نے، علامہ رشید رضا نے تو اپنی تفسیر المنار میں کئی جگہ مرزا قادیانی کا نام لے کر اس کے دعوائے مسیحیت کی خوب خبر لی ہے، نیز ان سب کا یہ بھی ماننا تھا کہ یہ ٹھیک نہیں کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑ کر صلیب پر ڈالا بلکہ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک نہیں پہنچ سکے تھے، ہندوستان میں سرسید احمد خان نے بھی مرزا قادیانی سے پہلے وفات مسیح کا شوشہ چھوڑا تھا جس سے مرزا کا یہ دعویٰ بھی جھوٹ ثابت ہوتا ہے کہ خدا نے یہ راز صرف مجھ پر ظاہر کیا اور مجھ سے پہلے کسی پر ظاہر نہ کیا۔

آج کے دور میں قریب قریب اسی فکر کا پرچار کرنے والوں میں مختلف ٹی وی چینلوں پر

بطور دانشور نظر آنے والے جاوید احمد غامدی بھی ہیں، لیکن غامدی عقیدہ میں ایک نئی چیز کا اضافہ بھی ہے، ان کا کہنا ہے کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنا چاہا تو اللہ نے انہیں وفات دے کر اس کے بعد آپ کا جسم مبارک آسمان پر اٹھالیا کہ کہیں یہود آپ کے جسم کی بے حرمتی نہ کریں، یعنی غامدی فکر کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع زندہ جسم کے ساتھ نہیں ہوا بلکہ روح نکالنے کے بعد مردہ جسم آسمان پر اٹھایا گیا، یہ بہت ہی عجیب وغریب موقف ہے جس کا مضحکہ خیز ہونا ظاہر ہے اور قرآن وحدیث میں اس کا کوئی اشارہ تک نہیں ملتا، تاہم غامدی مکتب فکر بھی یہ کہتا ہے کہ اب کسی مسیح نے نہیں آنا اور وہ تمام احادیث جن کے اندر نزول عیسیٰ کا ذکر ہے ناقابل اعتبار ہیں۔

لیکن ان سب سے عجیب تر منطق وہ ہے جو مرزا قادیانی نے پیش کی اس نے ایک طرف تو یہ کہا کہ قرآن سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوچکے (پہلے خود قرآن سے ان کا دوبارہ آنا ثابت بھی کرتا رہا، پھر کہا کہ قرآن کی تین آیات سے وفات مسیح ثابت ہے، پھر تین سے چھلانگ لگا کر تیس آیات سے وفات مسیح ثابت کرنے لگا) اور دوسری طرف ان احادیث کو بھی متواتر تسلیم کرتا ہے جن کے اندر نزول عیسیٰ بن مریم کا ذکر ہے اور نہایت ڈھٹائی کا ثبوت دیتے ہوئے یہ کہنے لگا کہ ان احادیث میں جن عیسیٰ بن مریم کا ذکر ہے وہ میں ہوں، اور چونکہ قرآن وحدیث سے اس کے پاس کوئی دلیل نہیں تھی اس لئے یہ دلیل بنائی کہ میرے خدا نے مجھے الہام کرکے بتایا ہے کہ جس مسیح نے آنا تھا وہ تُو ہے۔

مرزا قادیانی کا قرآن بھی حسب ضرورت بدلتا رہا

یہ بات بھی ایک حقیقت ہے کہ خود مرزا قادیانی بھی اپنی زندگی کے تقریباً 52 سال (سنہ 1891 تک) وہی عقیدہ رکھتا تھا جو امت اسلامیہ کا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہی دوبارہ آنا ہے، مرزا قادیانی نے بقول خود اپنے خدا سے ملہم ومامور ہو کر تجدید دین کی خاطر جو سب سے پہلی کتاب لکھی (براہین احمدیہ) اس میں قرآن کی آیات سے یہ بات ثابت کی کہ:۔

''حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے اور ان کے ہاتھ سے دین

اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا"۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، رخ 1 صفحہ 593)

نیز دوسری جگہ یہ بھی لکھا کہ:۔

"حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس وخاشاک سے پاک کر دیں گے اور کج وناراست کا نام ونشان نہ رہے گا"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، رخ 1 صفحات 601و602)

واضح رہے کہ اپنی اس کتاب براہین احمدیہ کے بارے میں مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ اس کے خواب میں نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور آپ نے یہ کتاب پسند فرمائی تھی (تفصیل کے لئے دیکھیں: براہین احمدیہ حصہ سوم، رخ 1 صفحات 274 تا 276 حاشیہ)، اگر ان آیات سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ دنیا میں آنے پر مرزا کا استدلال غلط ہوتا تو نبی کریم ﷺ ضرور مرزا کو یہ بتا دیتے کہ یہ تم نے غلط لکھا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو فوت ہو چکے ہیں۔

یہی نہیں بعد میں مرزا قادیانی نے بقلم خود یہ اقرار بھی کیا:۔

"اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی۔ مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سے نازل ہوں گے اس لئے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر حمل کرنا نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو براہین احمدیہ میں شائع کیا......"۔

(حقیقۃ الوحی، رخ 22 صفحہ 153)

یعنی مرزا قادیانی نے اپنے خدا کی وحی میں صرف اس لئے تاویل کی کہ عام مسلمانوں کا عقیدہ اس وحی کے خلاف تھا، کیا اللہ کے نبی لوگوں کے عقیدہ کی وجہ سے اپنے اوپر ہونے والی وحی الٰہی میں تاویل کیا کرتے ہیں؟ یہ الگ سوال ہے، یہاں ہمارا مقصد یہ بتانا ہے کہ ایک وقت تھا

جب مرزا قادیانی اسی قرآن کریم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ ہونا اور آسمان سے دوبارہ نازل ہونا ثابت کیا کرتا تھا، کیا اس وقت مرزا کو وہ تیس آیات نظر نہ آئیں جن کے اندر اس کے بقول وفات مسیح علیہ السلام کا ذکر ہے؟ کیا بعد میں قرآن بدل گیا تھا؟، یہ بھی یاد رہے کہ مرزا قادیانی اپنے خدا کی اس وحی میں تقریباً بارہ سال تک تاویل کرتا رہا، چنانچہ وہ خود لکھتا ہے:۔

"پھر میں قریباً بارہ سال تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شدّ ومدّ سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا۔ جب بارہ برس گذر گئے تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے تب تواتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے"۔

(اعجاز احمدی، رخ 19 صفحہ 113)

دعوائے نبوت کی طرح دعوائے مسیحیت میں بھی
مرزا قادیانی کی قلابازیاں

دوستو! جس طرح مرزا قادیانی پوری زندگی اپنے دعوائے نبوت میں بار بار اپنے بیان بدلتا رہا، کبھی یہ اعلان کرتا رہا کہ میں مدعی نبوت کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں، کبھی یہ کہتا کہ نبی سے مراد ہے محدّث لہذا جہاں جہاں میں نے اپنے لئے نبی کا لفظ لکھا ہے اسے کاٹ کر محدّث لکھ لیا جائے، کبھی کہتا کہ میرے نبی ہونے کا مطلب ہے ایک پہلو سے نبی ایک پہلو سے امتی، کبھی کہتا کہ میں کامل نہیں بلکہ ناقص نبی ہوں، کبھی کہتا کہ میں ظلی بروزی نبی ہوں، کبھی یہ بیان جاری کیا کہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور جس کی وحی میں اللہ کی طرف سے امر اور نہی ہوں وہ صاحب شریعت ہوتا ہے (یعنی میں صاحب شریعت نبی ہوں)، الغرض مرزا قادیانی اپنی موت کے دن تک اپنے دعوائے نبوت میں حسب ضرورت رنگ بدلتا رہا، بالکل اسی طرح کی قلابازیاں وہ اپنے دعوائے مسیحیت میں بھی لگاتا رہا، مرزا کی تحریروں سے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں:۔

مجھے کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں

"اس عاجز نے جو مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں"۔

(ازالہ اوہام حصہ اول، رخ 3، صفحہ 192)

میرا دعویٰ ہے کہ میں مسیح موعود ہوں

"میرا دعویٰ یہ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیشگوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا"۔

(تحفہ گولڑویہ، رخ 17، صفحہ 295)

مسیح موعود ہزار ششم (چھٹے ہزار) میں مبعوث ہوگا

"اور اب یہ ثابت ہوا کہ تکمیل اشاعت ہزار ششم میں ہوگی اس لئے نتیجہ یہ نکلا کہ مسیح موعود ہزار ششم میں مبعوث ہوگا"۔

(تحفہ گولڑویہ، رخ 17، صفحہ 261 حاشیہ)

نبیوں کی پیش گوئیوں کے مطابق یہ موعود ساتویں ہزار میں ظاہر ہوا ہے

"لوگوں نے خدا کے اس موعود کو ماننے سے انکار کیا ہے جو تمام نبیوں کی پیش گوئیوں کے موافق دنیا کے ساتویں ہزار میں ظاہر ہوا ہے"۔

(دافع البلاء، رخ 18، صفحہ 232)

میرے بعد دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آسکتے ہیں

"اس عاجز کی طرف سے بھی یہ دعویٰ نہیں ہے کہ مسیحیت کا میرے وجود پر خاتمہ ہے اور آئندہ کوئی مسیح نہیں آئے گا بلکہ میں تو مانتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آسکتا ہے اور ممکن ہے کہ ظاہری جلال واقبال کے ساتھ بھی آوے اور ممکن ہے اول وہ

دمشق میں ہی نازل ہو"۔ (ازالہ اوہام حصہ اول، رخ 3، صفحہ 251)

میرے بعد کسی مسیح کے قدم رکھنے کی بھی جگہ نہیں

"فليس لمسيح من دوني موضع قدم بعد زماني" پس میرے سوا کسی مسیح کے لئے میرے زمانہ کے بعد قدم رکھنے کی جگہ نہیں ہے۔

(خطبہ الہامیہ، رخ 16، صفحہ 243)

"اور ایسا ہی آخری مسیح آنحضرت ﷺ سے چودہویں صدی میں ظاہر ہوا"۔

(لیکچر سیالکوٹ، رخ 20، صفحہ 215)

اب اس سوال کا جواب مرزا قادیانی کا کوئی پیروکار ہی دے سکتا ہے کہ اگر مرزا کے بعد دس ہزار سے زیادہ مسیح آسکتے ہیں تو پھر مرزا کے بعد کسی مسیح کے قدم رکھنے کی جگہ کیوں نہیں؟ اور اگر آخری مسیح چودہویں صدی میں آچکا تو پھر وہ دس ہزار مسیح کیسے آسکتے ہیں؟۔

قرآن کریم سے حضرت مسیحؑ کا دوبارہ آنا ثابت ہے

"هو الذى ارسل رسوله بالهدىٰ ودين الحق ليظهره على الدين كله۔

یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے۔ اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، رخ 1 صفحہ 593، حاشیہ)

قرآن میں حضرت مسیحؑ کے دوبارہ آنے کا ذکر نہیں

"قرآن شریف میں مسیح بن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں ذکر نہیں"

(ایام الصلح، رخ 14، صفحات 392و393)

آنے والا مسیح نبی نہیں ہوگا

"آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولیٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی"

(توضیح مرام، رخ3، صفحہ 59)

"وہ ابن مریم جو آنے والا ہے کوئی نبی نہیں ہوگا"

(ازالہ اوہام، رخ3، صفحہ 249)

آنے والا مسیح نبی ہوگا

"جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ چلتا ہے اس کا انہی حدیثوں میں یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی بھی ہوگا اور امتی بھی"۔

(حقیقۃ الوحی، رخ22، صفحہ 31)

حضرت مسیح علیہ السلام امت محمدیہ میں داخل ہیں

"یہ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم اِس امت کے شمار میں ہی آگئے ہیں"

(ازالہ اوہام حصہ دوم، رخ3، صفحہ 436)

"یوں تو قرآن شریف سے ثابت ہے کہ ہر ایک نبی آنحضرت ﷺ کی امت میں داخل ہے"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، رخ21، صفحہ 300)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امتی قرار دینا کفر ہے

"حضرت عیسیٰ کو امتی قرار دینا ایک کفر ہے"۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، رخ21، صفحہ 364)

مرزا کو وفات مسیحؑ کا علم قرآن سے ہوا یا اس کے خدا کے الہام سے؟

اب آیئے مرزا قادیانی کا سنہ 1891 میں دیا گیا یہ بیان غور سے پڑھیں:۔

"اس لئے اس نے مجھے بھیجا اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح بن مریم فوت ہو چکا ہے۔ چنانچہ اس کا الہام یہ ہے کہ مسیح بن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تُو آیا ہے......"۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم، رخ3 صفحہ 402)

مرزا قادیانی کے بیٹے اور دوسرے مرزائی خلیفہ مرزا محمود نے بھی صاف طور پر لکھا:۔

"لیکن 1891ء میں ایک اور تغیر عظیم ہوا یعنی حضرت مرزا صاحب کو الہام کے ذریعہ بتایا گیا کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام جن کے دوبارہ آنے کے مسلمان اور مسیحی دونوں قائل ہیں فوت ہو چکے ہیں اور ایسے فوت ہوئے ہیں کہ پھر واپس نہیں آسکیں گے اور یہ کہ مسیح کی بعثت ثانیہ سے مراد ایک ایسا شخص ہے جو اُن کی خو بو پر آوے اور وہ آپ ہی ہیں"۔

(سیرت مسیح موعود، صفحہ 26، شائع کردہ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

مرزا قادیانی اور اس کے بیٹے کے ان بیانات سے ایک بہت ہی اہم بات ثابت ہوتی ہے کہ مرزا کو اس کے بقول وفاتِ مسیح کا علم قرآن کریم سے نہیں بلکہ اس کے خدا کے الہام سے ہوا، اگر قرآن کریم کی تیس آیات سے وفات مسیح علیہ السلام ثابت ہوتی تو اس کے خدا کو الہام کر کے یہ بتانے کی ضرورت نہ تھی، نتیجہ یہ کہ مرزا نے اپنا عقیدہ 1891 کے بعد قرآن کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے خدا کے الہامات کی وجہ سے بدلا، بعد میں اس نے اپنے نئے غلط عقیدے کو سامنے رکھتے ہوئے قرآن کریم کی متعدد آیات میں تحریفات معنویہ اور کھینچا تانی کر کے ان سے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی۔

مرزا کی تبدیلی عقیدہ کے جواز کے لئے
پیش کیا جانے والا ایک مرزائی دھوکہ

مرزا کی اس قلابازی سے توجہ ہٹانے کے لئے یہ شوشہ چھوڑا جاتا ہے کہ اس میں کوئی اعتراض والی بات نہیں جب تک مرزا کو اس کے خدا نے یہ راز نہیں بتایا تھا کہ حضرت عیسیٰ فوت

ہو چکے ہیں وہ وہی عقیدہ رکھتا تھا جو عام مسلمانوں کا تھا، جب اللہ نے اس راز سے پردہ اٹھادیا تو اس نے اپنا عقیدہ بدل لیا بالکل اسی طرح جیسے آنحضرت ﷺ پہلے بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز ادا فرماتے تھے بعد میں جب اللہ نے کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا تو آپ نے اس طرف منہ کرکے نماز شروع فرمادی، یا جیسے جب تک شراب کی حرمت کا حکم نہ آیا تھا مسلمان بھی اس سے پرہیز نہیں کرتے تھے اور جب اس کی حرمت کا صریح حکم آگیا تو انہوں نے ترک کردی۔

یہ ایک عام مرزائی دھوکہ ہے، قبلہ کی تبدیلی یا شراب کی حرمت کا تعلق عقیدے سے نہیں بلکہ احکام سے ہے اور جب تک آنحضرت ﷺ دنیا میں موجود تھے دین کے احکامات میں تبدیلی بھی ہوتی رہتی تھی اور نئے احکام بھی نازل ہوتے رہتے تھے، نیز اگر آنحضرت ﷺ نے کچھ عرصہ بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نمازیں ادا فرمائیں تھیں تو وہ کسی غلطی کی وجہ سے نہیں بلکہ اس وقت اللہ کا یہی حکم تھا، امام بیہقی نے السنن الکبریٰ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں کہ:۔

''ان رسول الله ﷺ لما هاجر الى المدينة وكان اكثر أهلها اليهود أمره الله أن يستقبل بيت المقدس ......الخ'' جب اللہ کے رسول ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو چونکہ مدینہ میں اکثریت یہودیوں کی تھی اس لئے اللہ نے آپ ﷺ کو حکم دیا کہ بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز ادا فرمایا کریں۔

(السنن الكبرىٰ للبهقى، جلد2، صفحہ 20، روایت نمبر 2246، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

لہٰذا بیت المقدس کی طرف منہ کرنا کسی غلطی یا لاعلمی کی وجہ سے نہ تھا بلکہ اللہ کا اس وقت یہی حکم تھا، اسی طرح شراب کی حرمت کا جب تک حکم نازل نہ ہوا تھا تو وہ حرام نہ تھی، یہ نہیں کہ وہ حرام تھی لیکن مسلمان غلطی سے اسے حلال سمجھ کر پیتے رہے۔

الغرض یہ دونوں باتیں احکام سے متعلق ہیں عقیدے سے نہیں، نبی اپنے عقیدے میں ہرگز تبدیلی نہیں کیا کرتے اور نہ عقیدہ میں کوئی تغیر وتبدل ہوتا ہے، جو عقائد سب سے پہلے نبی

حضرت آدم علیہ السلام کے تھے وہی عقائد آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے بھی تھے، یہ ممکن نہیں کہ نبی اپنی زندگی کا ایک حصہ ایک عقیدے پر کاربند رہے اور پھر اس میں تبدیلی کردے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ووفات کا تعلق احکام دین سے نہیں بلکہ یہ ایک خبر تھی یا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام بقول مرزا دو ہزار سال پہلے وفات پاچکے تھے یا زندہ ہیں، ایسا نہیں کہ سنہ 1891ء تک وہ زندہ تھے اور بعد میں وفات پاگئے، لہٰذا مرزا قادیانی کے اپنی زندگی کے تقریباً 52 سال تک حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ رکھنے کو قبلہ کی تبدیلی یا شراب کی حرمت پر قیاس کرنا احمقانہ ہے، نیز مرزا قادیانی نے تو یہ بھی لکھا ہے کہ:۔

''فمن سوء الادب ان يقال ان عيسىٰ ما مات وان هو الا شرك عظيم'' یہ کہنا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے بے ادبی ہے اور عظیم شرک ہے۔

(ضمیمہ حقیقۃ الوحی، رخ22، صفحہ 660)

اور یہ ایک حقیقت ہے کہ مرزا قادیانی اپنی عمر کا زیادہ حصہ خود یہی عقیدہ رکھتا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات نہیں ہوئی اس طرح وہ شرک عظیم کا ارتکاب کرتا رہا، اللہ کے نبی اپنی زندگی کا ایک لحظہ بھی شرک میں مبتلا نہیں ہوسکتے، کیونکہ شرک کو قرآن میں ظلم عظیم فرمایا گیا ہے، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب یہ دعا فرمائی تھی کہ اے اللہ میری ذریت میں سے بھی ائمہ (یعنی انبیاء) بنانا تو اللہ نے فرمایا تھا **﴿لا ينال عهدي الظالمين﴾** ہاں میں بناؤں گا لیکن جو ظالم ہوگا اس کے بارے میں میرا وعدہ نہیں (البقرہ:124)، ثابت ہوا کہ ظلم اور نبوت اکٹھے نہیں ہوسکتے اور سب سے بڑا ظلم شرک ہے لہٰذا شرک اور نبی بھی اکٹھے نہیں ہوسکتے۔

وفات مسیح علیہ السلام کے موضوع کی مرزا کے نزدیک کتنی اہمیت ہے؟

مرزا قادیانی نے یہ بھی لکھا تھا کہ:۔

''اول تو یہ جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیات کی کوئی جُز یا ہمارے دین کے رُکنوں میں سے کوئی رُکن ہو بلکہ صدہا پیشگوئیوں میں سے

ایک پیشگوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کوئی تعلق نہیں......''۔

(ازالہ اوہام حصہ اول، رخ 3 صفحہ 171)

اور ایک اور جگہ تو بڑی وضاحت کے ساتھ یہ بیان جاری کیا:۔

''ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیح کی وفات حیات پر جھگڑے اور مباحثہ کرتے پھرو۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔ اسی پر بس نہیں ہے۔ یہ تو ایک غلطی تھی جس کی ہم نے اصلاح کردی......''۔

(ملفوظات، جلد اول، صفحہ 352)

جب مرزا کے نزدیک نزول مسیح کا عقیدہ ایمان کا جز اور ارکان دین میں سے نہیں اور وفات وحیات مسیح پر مباحثہ ایک ادنیٰ سی بات ہے تو پھر جماعت مرزائیہ کا ہر جگہ وفات مسیح پر بحث پر اصرار کرنا اور اس کے علاوہ دوسرے موضوعات پر بات کرنے سے انکار کرنے کی کوئی معقول وجہ سمجھ نہیں آتی، اگر بات کرنی ہے تو اس پر کرو کہ مرزا قادیانی کیسے مسیح بن مریم ہے؟ مثیل مسیح کا ذکر کس حدیث میں ہے؟ ظلی بروزی نبوت کس چڑیا کا نام ہے؟ کیا ایک ایسا شخص جو صریحاً قرآن وحدیث پر جھوٹ بولے اور جس کا سچا ثابت ہونا ہی مشکل ہو وہ مثیل مسیح ہوسکتا ہے؟ مرزا قادیانی نے اپنا صدق وکذب جانچنے کا معیار اپنی پیش گوئیوں کو بتایا تو اس کی پیش گوئیوں کا جائزہ کیوں نہ لیا جائے؟، مرزا قادیانی نے لکھا تھا کہ جو ایک بات میں جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا، تو پہلے یہ کیوں نہ دیکھ لیا جائے کہ مرزا قادیانی نے کوئی جھوٹ تو نہیں بولا؟، یہ سب ایسے موضوعات ہیں جن کا فیصلہ بہت آسان ہے کسی علمی بحث کی ضرورت نہیں، مرزا کی تحریریں صاف اردو زبان میں موجود ہیں جنہیں عوام الناس بھی دیکھ اور پڑھ سکتے ہیں۔

صفاتی نام کا گورکھ دھندہ

مرزا قادیانی کو عیسیٰ بن مریم ثابت کرنے کے لئے جہاں مرزا نے پہلے خود مریم بن کر اور پھر حاملہ ہو کر خود اپنے ہی حمل سے پیدا ہو کر ابن مریم بننے جیسی احمقانہ باتیں لکھی ہیں

(دیکھیں: کشتی نوح، رخ 19، صفحہ 50) وہیں اس کے متبعین بھی کسی سے کم نہیں، جب وہ قرآن وحدیث بلکہ کسی صحابی، امت اسلامیہ کے کسی معروف مفسر، محدث یا مجدد سے یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ احادیث میں مسیح بن مریم علیہما السلام کے نزول سے مراد کوئی مثیل مسیح یا امت محمدیہ میں پیدا ہونے والی شخصیت ہے تو وہ بھی مرزا کی طرح عوام الناس کو دھوکہ دینے کے لئے ایک خانہ ساز اصول تراشتے ہیں اور یوں کہتے ہیں:۔

''یہ اصول ہے کہ اللہ کے ہر نبی نے اپنے سے بعد والے نبی کی خبر اور بشارت دی ہے اور اس کے صفاتی نام کے ساتھ دی ہے جیسے سورۃ الصّف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بعد مبعوث ہونے والے نبی کی بشارت ''احمد'' کے نام سے دی ہے جو کہ آنحضرت ﷺ کا صفاتی نام ہے، لہٰذا نبی کریم ﷺ نے اپنے بعد ایک نبی اللہ کے آنے کی خبر دی ہے اور اس کا نام عیسیٰ بن مریم بتایا ہے یہ بھی آنے والے کا ذاتی نام نہیں بلکہ صفاتی نام ہے اس طرح ثابت ہوا کہ مرزا غلام احمد کا صفاتی نام عیسیٰ بن مریم ہے''۔

یہ اصول قرآن وحدیث میں کہیں نہیں کیونکہ یہ بات بالکل غلط ہے کہ ہر نبی نے اپنے بعد آنے والے نبی کی بشارت ضرور دی ہے ورنہ قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کی طرح دوسرے انبیاء کی بشارات کا بھی ذکر ہوتا، جب یہ مقدمہ غلط ٹھہرا تو دوسری بات خود بخود غلط ثابت ہوئی کہ ضرور صفاتی نام سے بشارت دی گئی ہے، لہٰذا یہ کوئی قاعدہ کلیہ یا اصول نہیں، چلیں ایک منٹ کے لئے مرزائی اصول کو ٹھیک فرض کر لیتے ہیں تو اسی سے یہ اصول بھی نکلتا ہے کہ قرآن وحدیث سے کوئی مرزائی یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ کسی نبی نے اپنے بعد آنے والے نبی کا کوئی ایسا صفاتی نام بتایا ہو جو اس سے پہلے کسی نبی کا ذاتی نام ہو، چنانچہ جب عیسیٰ علیہ السلام نے ''احمد'' نام کے نبی کی بشارت دی تو یہ نام اس سے پہلے کسی نبی کا نہیں ہوا کہ اشتباہ واقع ہوتا، لہٰذا آنحضرت ﷺ کا عیسیٰ بن مریم کے نام کا ذکر فرمانا ہرگز مرزا کا صفاتی نام نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ تو اللہ کے ایک مشہور نبی کا پہلے ہی نام ہے اور جو نبی ﷺ ہر بات کو کھول کھول کر صاف بیان فرمایا

کرتے تھے ان کے بارے میں یہ گمان کرنا کہ انہوں نے نازل ہونے والے کا نام اللہ کی قسم کے ساتھ ابن مریم اور عیسیٰ بن مریم بیان فرما کر امت کو اشتباہ میں ڈال دیا ناممکن ہے، اگر کسی مثیل مسیح کا ذکر کرنا ہوتا تو آپ ﷺ ضرور وضاحت کے ساتھ فرما دیتے کہ ایک مثیل مسیح نے آنا ہے۔

دوسری بات یہ کہ انجیل میں آنحضرت ﷺ کا نام نامی ''محمد'' بھی مذکور ہے، یہ ہم اپنی طرف سے نہیں کہتے خود مرزا قادیانی لکھ رہا ہے:۔

''انجیل برنباس میں تو صریح نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو **محمد** ہے درج ہے اور اس کے ٹالنے کے لئے یہ ناکارہ عذر پیش کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں نے کسی زمانہ میں یہ نام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کتاب برنباس میں درج کر دیا ہوگا......الخ''۔

(سرمہ چشم آریہ، رخ 2 صفحات 287و288 حاشیہ)

مرزا قادیانی کے بیٹے اور مرزائی مصلح موعود مرزا محمود نے اپنی کتاب میں عنوان قائم کیا ''انجیل میں آپ کا نام محمد آیا ہے'' اور پھر کہا:۔

''......کیونکہ انجیل تو صریح محمد نام سے آپ کی خبر دیتی ہے......الخ''

(انوارخلافت، انوارالعلوم، جلد 3 صفحہ 89)

لیجیے! قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت احمد نام سے ہے اور باپ بیٹے کا یہ کہنا ہے کہ انجیل میں صریح نام محمد (صلی اللہ علیہ) بھی مذکور ہے، یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دونوں ناموں (احمد ومحمد) سے آپ ﷺ کی بشارت دی، اب اگر نبی کریم ﷺ نے بالفرض مرزا غلام احمد کے بارے میں خبر دی ہوتی تو اسی اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر حدیث میں اس کا صفاتی نام عیسیٰ بن مریم بیان ہوا تھا تو (انجیل کی طرح) آپ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن کریم میں صریح نام غلام احمد قادیانی بھی درج ہوتا جیسے آنحضرت ﷺ کا نام ''محمد'' انجیل میں درج ہے، جو دنیا کا کوئی مرزائی تا قیامت ثابت نہیں کرسکتا، رہی مرزا قادیانی کی اپنی بات اور اپنے الہاموں کی کہانی تو وہ لائق التفات نہیں کیونکہ اس کے اپنے اصول کے مطابق جو ایک بات

میں جھوٹا ثابت ہوجائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا (چشمہ معرفت، رخ 23، صفحہ 231) اور مرزا تو بے شمار باتوں میں جھوٹا ثابت ہو چکا، ہاں اگر جماعت مرزائیہ قرآن وحدیث کی کوئی نص پیش کردے جس میں ہو کہ غلام احمد بن چراغ بی بی کا صفاتی نام عیسیٰ بن مریم ہے تو اس پر غور ہوسکتا ہے۔ **ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔**

یہاں اس بات کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے کہ مرزائی خلیفہ مرزا محمود نے سورۃ الصف کی اس آیت جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بعد آنے والے احمد نام کے نبی کی بشارت دی ہے تحریف معنوی کرتے ہوئے انتہائی دجل کا ثبوت دیتے ہوئے کہا ہے کہ:۔

''اسمہ احمد کی پیشگوئی کے مصداق حضرت مسیح موعود ہیں۔ میرا یہ عقیدہ ہے کہ یہ آیت مسیح موعود (نقلی اور جعلی۔ناقل) کے متعلق ہے اور احمد آپ ہی ہیں لیکن اس کے خلاف کہا جاتا ہے کہ احمد نام رسول کریم ﷺ کا ہے اور آپ کے سوا کسی اور شخص کو احمد کہنا آپ کی ہتک ہے، لیکن میں جہاں تک غور کرتا ہوں میرا یقین بڑھتا جاتا ہے اور میں ایمان رکھتا ہوں کہ احمد کا جو لفظ قرآن کریم میں آیا ہے وہ حضرت مسیح موعود (یعنی نقلی مسیح غلام احمد قادیانی۔ناقل) کے متعلق ہی ہے''۔

(انوارخلافت، انوارالعلوم، جلد 3 صفحہ 83)

مرزا محمود نے یہ بات کہہ کر اپنے باپ اور اپنے نبی مرزا غلام احمد کو بھی غلط ثابت کیا ہے کیونکہ مرزا قادیانی نے سورۃ الصف کی اس آیت میں ''احمد'' سے مراد نبی کریم ﷺ ہی لیے ہیں اور صاف لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے دو نام ہیں ایک محمد اور دوسرا احمد، اور پھر احمد نام ثابت کرنے کے لئے سورۃ الصف کی یہی آیت پیش کی ہے۔

(دیکھیں اربعین نمبر 4، رخ 17، صفحہ 443)

☆☆☆☆

ایلیاء نبی سے مراد یوحنا،

بائبل کے ایک جھوٹ سے مرزائی استدلال

اسی طرح جماعت مرزائیہ بائبل کی ایک کہانی پیش کرتی ہے اور کہتی ہے کہ ’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے کے نبیوں نے یہ پیش گوئی کی تھی کہ مسیح اس وقت تک نہیں آئیگا جب تک ایلیاء نبی (یعنی حضرت الیاس علیہ السلام) دوبارہ نہ آجائیں، تو جب حضرت مسیح علیہ السلام نے نبوت کا دعویٰ کیا تو یہودیوں کے علماء نے آپ سے یہی سوال کیا کہ آپ سے پہلے تو ایلیاء نبی کو آنا تھا جو کہ ابھی تک نہیں آئے لہذا آپ وہ مسیح نہیں ہوسکتے جن کا انتظار ہے، تو حضرت مسیح علیہ السلام نے ان کے جواب میں فرمایا کہ ایلیاء تو آچکا ہے اور یوحنا (یعنی حضرت یحیٰی علیہ السلام) کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہی ہے وہ ایلیاء جسے مجھ سے پہلے آنا تھا، تو قادیانی کہتے ہیں کہ جس طرح وہاں پیش گوئی تھی ایلیاء کے آنے کی لیکن اس سے مراد یوحنا نبی لئے گئے، بالکل اسی طرح احادیث میں جو عیسیٰ بن مریم کے آنے کی خبر دی گئی ہے اس سے مراد بھی عیسیٰ علیہ السلام بذات خود نہیں بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے‘‘۔

دوستو! یہاں بھی قادیانیوں کی طرف سے حسب عادت صرف آدھی بات پیش کی جاتی ہے، بائبل میں یہ کہانی صرف اس قدر نہیں بلکہ اس کے آگے کچھ اور بھی لکھا ہے جسے مرزائی مربی پیش نہیں کرتے، آیئے ہم آپ کو پوری کہانی بتاتے ہیں۔

یہ بات ٹھیک ہے کہ موجودہ بائبل میں (جو کہ ہمارے لئے ذرہ برابر بھی قابل اعتماد نہیں، بلکہ خود مرزا قادیانی نے بھی اسے تحریف شدہ لکھا ہے جیسا کہ آگے بیان ہوگا) یہ بات موجود ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے یوحنا نبی (یعنی حضرت یحیٰی علیہ السلام) کے بارے میں کہا کہ یہ ہیں وہ ایلیاء جنہوں نے مجھ سے پہلے آنا تھا (یہ بات انجیل متّی باب 11 آیات 13 تا 15، اسی طرح باب 17 آیات 10 تا 13 میں بیان ہوئی ہے)، لیکن اسی بائبل میں یہ بھی لکھا ہے کہ یہودی حضرت مسیح کا یہ جواب سن کر یوحنا نبی (یعنی حضرت یحیٰی علیہ السلام) کے پاس گئے اور ان

سے سوال کیا کہ کیا واقعی آپ وہ ایلیاء ہیں جنہوں نے آنا تھا؟ تو انہوں نے صاف طور پر اس کا انکار کیا اور کہا کہ میں ایلیاء نہیں ہوں، ملاحظہ فرمائیں:۔

’’19: یروشلم شہر کے یہودی بزرگوں نے بعض کاہنوں اور لاویوں کو یوحنا کے پاس بھیجا تا کہ وہ اُس سے پوچھیں کہ وہ کون ہے۔ 20: یوحنا نے صاف صاف اقرار کیا کہ میں تو مسیح نہیں ہوں۔ 21: انہوں نے اُس سے پوچھا پھر تُو کون ہے؟ کیا تو ایلیاء ہے؟ یوحنا نے جواب دیا میں وہ بھی نہیں۔ پھر پوچھا کیا تُو وہ نبی ہے؟، اُس نے جواب دیا: نہیں......‘‘

(یوحنا کی انجیل، باب 1، آیات 19 تا 21)

اس میں واضح طور پر مذکور ہے کہ جب حضرت یوحنا سے سوال کیا گیا کہ کیا آپ ایلیاء ہیں؟ تو انہوں نے صاف طور پر اس کا انکار کیا، اب ایک طرف بائبل کہتی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے یوحنا نبی کے بارے میں کہا کہ یہی ایلیاء ہیں، دوسری طرف اسی بائبل کے مطابق حضرت یوحنا اپنے ایلیاء ہونے کا انکار کرتے ہیں، لہذا اگر بائبل کی اس کہانی کو درست تسلیم کرلیا جائے تو اللہ کے دو نبیوں میں سے کسی ایک کو (نعوذ باللہ) جھوٹا تسلیم کرنا پڑے گا، لہذا ہم کہتے ہیں کہ یہ سارا افسانہ جھوٹ ہے، نہ تو کسی نبی نے ایلیاء نبی کے دوبارہ آنے کی خبر دی تھی اور نہ کسی نے حضرت یوحنا کو ایلیاء قرار دیا۔

یہ بات خود مرزا قادیانی نے بھی بیان کی ہے، ایک جگہ حضرت مسیح علیہ السلام کی پیش گوئیوں پر بات کرتے ہوئے اور ان کی ذات اقدس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

’’اور پھر پہلے نبیوں نے مسیح کی نسبت پیش گوئی کی تھی کہ وہ نہیں آئے گا جب تک کہ الیاس (یعنی ایلیاء۔ناقل) دوبارہ دنیا میں نہ آجائے مگر الیاس نہ آیا۔ اور یسوع ابن مریم نے یونہی مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کردیا حالانکہ الیاس دوبارہ دنیا میں نہ آیا۔ اور جب پوچھا گیا تو الیاس موعود کی جگہ یوحنا یعنی یحیٰی نبی کو الیاس ٹھہرادیا۔ تا کسی طرح مسیح موعود بن جائے حالانکہ پہلے نبیوں نے آنے والے الیاس کی نسبت ہرگز یہ تاویل نہیں کی اور خود یوحنا نبی نے الیاس سے مراد وہی

الیاس مراد رکھا جو دنیا سے گذر گیا تھا۔ مگر مسیح نے اپنی بات بنانے کے لئے پہلے نبیوں اور تمام راستبازوں کے اجماع کے برخلاف الیاس آنے والے سے مراد یوحنّا اپنے مرشد کو قرار دے دیا اور عجیب یہ کہ یوحنّا اپنے الیاس ہونے سے خود منکر ہے۔ مگر تاہم یسوع ابن مریم نے زبردستی اس کو الیاس ٹھہرا ہی دیا"۔

(نُصرۃ الحق، رخ 21، صفحات 42و43)

آپ نے دیکھا خود مرزا قادیانی بھی بائبل کے اس بیان کا مذاق اڑا رہا ہے، لہذا مرزا قادیانی کے امتیوں کو بائبل کی اس کہانی سے سہارا نہیں مل سکتا۔

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ بائبل کے بارے میں مرزا قادیانی کی رائے بھی لکھ دی جائے اور قادیانیوں کو ہرگز زیب نہیں دیتا کہ وہ قرآن وحدیث کے مقابلے میں بائبل کے حوالے پیش کریں، مرزا قادیانی نے لکھا تھا:۔

"غرض یہ چاروں انجیلیں جو یونانی سے ترجمہ ہو کر اس ملک میں پھیلائی جاتی ہیں ایک ذرّہ بھی قابل اعتبار نہیں"۔

(تریاق القلوب، رخ 15، صفحہ 142)

"بلکہ سچ تو یہ بات ہے کہ وہ کتابیں (یعنی کتب سابقہ تورات وانجیل وغیرہ۔ ناقل) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک ردی کی طرح ہو چکی تھیں اور بہت سے جھوٹ ان میں ملائے گئے تھے جیسا کہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے کہ وہ کتابیں محرّف مبدّل ہیں اور اپنی اصلیت پر قائم نہیں رہیں"۔

(چشمہ معرفت، رخ 23، صفحہ 266)

کون سے عیسیٰ بن مریم نے نازل ہونا ہے؟
نبی کریم ﷺ نے وضاحت بھی فرمادی ہے

مرزا قادیانی نے اپنی تحریروں میں جا بجا یہ مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے کہ احادیث

میں جو عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے نازل ہونے کی خبر دی گئی ہے وہ اس پس منظر میں کہا گیا ہے کہ چونکہ امت محمدیہ کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہ بھی یہود کے نقش قدم پر چلیں گے لہذا جیسے بنی اسرائیل کے یہود کی اصلاح کے لئے عیسیٰ بن مریم علیہما السلام تشریف لائے تھے اسی طرح امت محمدیہ میں سے یہود کے نقش قدم پر چلنے والوں کی اصلاح کے لئے بھی ایک عیسیٰ بن مریم نے آنا تھا جو اسی امت میں سے ہونا تھا اور وہ میں ہوں۔

اگرچہ اپنی اس منطق کا مرزا قادیانی نے اپنی ایک دوسری تحریر میں خود رد بھی کر دیا ہے، چنانچہ جب تک مرزا نے خود صریح طور پر نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا اور اس کا یہ کہنا تھا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا تو اس نے یہودیوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کا ذکر کرتے ہوئے یوں لکھا:۔

"اگر کوئی کہے کہ فساد اور بدعقیدگی اور بداعمالیوں میں یہ زمانہ بھی تو کم نہیں پھر اس میں کوئی نبی کیوں نہیں آیا؟۔ تو جواب یہ ہے کہ وہ زمانہ توحید اور راست روی سے بالکل خالی ہو گیا تھا اور اِس زمانہ میں چالیس کروڑ لا الہ الا اللہ کہنے والے موجود ہیں اور اِس زمانہ کو بھی خدا تعالیٰ نے مجدد کے بھیجنے سے محروم نہیں رکھا"۔

(نور القرآن 1، رخ 9، صفحہ 339 حاشیہ)

یعنی باالفاظ دیگر حوالہ مذکورہ میں مرزا قادیانی یہ کہنا چاہتا ہے کہ امت محمدیہ میں کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں کیونکہ کئی کروڑ توحید پرست موجود ہیں اور چھوٹی موٹی گمراہیوں کی اصلاح کے لئے مجددین ہی کافی ہیں، اب آیئے نبی کریم ﷺ کی احادیث سے راہنمائی لیتے ہیں کہ کیا واقعی آپ ﷺ نے امت محمدیہ میں سے کسی مثیلِ مسیح کے آنے کی خبر دی تھی یا انہی مسیح علیہ السلام کے نزول کی خبر دی تھی جو آپ ﷺ سے پہلے مبعوث ہو چکے تھے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے ایک حدیث روایت فرمائی ہے جس کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں:۔

"......الأنبياء اخوة لعلّات ، امّهاتهم شتّىٰ ودينهم واحد ، واني أولى

الناس بعیسیٰ بن مریم ، لأنه لم یکن بیني وبینه نبي وانه نازل ...... الی آخر الحدیث" (مسند ابی داود الطیالسی: حدیث نمبر2698،مسند احمد: حدیث نمبر 9270،مسند البزار: حدیث نمبر9574وغیرہ)۔

یہ روایت دوسرے مرزائی خلیفہ مرزا محمود نے بھی اپنی کتاب "حقیقة النبوة" میں مسند احمد کے حوالے سے پوری بات ترجمہ نقل کی ہے اور اس سے مرزا قادیانی کی نبوت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، لہذا ہم اسی کا کیا ہوا اردو ترجمہ نقل کرتے ہیں:۔

"یعنی انبیاء علاتی بھائیوں کی طرح ہوتے ہیں ان کی مائیں تو مختلف ہوتی ہیں اور دین ایک ہی ہوتا ہے، اور میں عیسیٰ بن مریم سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے والا ہوں کیونکہ اس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں (صحیح ترجمہ ہے: کوئی نبی نہیں ہوا۔ناقل) اور وہ نازل ہونے والا ہے......الخ"۔

(حقیقة النبوة، انوار العلوم، جلد2، صفحہ 508)

اس حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سب سے زیادہ قریب میں ہوں اور یہ الفاظ فرمائے "لأنه لم یکن بینی وبینه نبی" کیونکہ ان کے اور میرے درمیان اور کوئی نبی نہیں ہوا، یہی لفظ "لم یکن" قابل غور ہے، یکون فعل مضارع ہے، اس پر حرف "لم" آیا تو یہ "لم یکن" بن گیا، اسے علم الصرف میں نفی جحد بلم بھی کہا جاتا ہے اور اصول یہ ہے کہ جب فعل مضارع پر حرف لم آئے تو وہ ضرور ماضی منفی کا معنی دیتا ہے لہذا "لم یکن بینی وبینه نبی" کا معنی یہ ہے کہ ان کے اور میرے درمیان ماضی میں کوئی نبی نہیں ہوا (یہ معنی نہیں ہوسکتا کہ میرے اور اس عیسیٰ کے درمیان مستقبل میں کوئی نبی نہیں ہوگا) معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ ان عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرما رہے ہیں جو آپ ﷺ سے پہلے مبعوث ہوئے تھے، اور پھر آگے انہی کے بارے میں فرمایا "وانه نازل" وہی نازل ہوں گے۔

یہ حدیث شریف اس بارے میں صریح ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہی عیسیٰ علیہ السلام

کے نزول کی خبر دی ہے جو آپ ﷺ سے پہلے مبعوث ہو چکے تھے۔

اسی طرح امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں دو احادیث ذکر کی ہیں جن میں سے ایک کے اندر ان عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے جنہیں آنحضرت ﷺ نے معراج کی رات دیکھا تھا، اور دوسری کے اندر ان عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے جن کے ہاتھ سے دجال نے قتل ہونا ہے، آیئے پہلے دونوں احادیث کے الفاظ کا مطالعہ کرتے ہیں:۔

پہلی حدیث: جس میں اس واقعہ کا بیان ہے کہ جب نبی کریم ﷺ معراج سے واپس تشریف لائے اور قریش کو آپ کی بات کا یقین نہیں آیا تو انہوں نے آپ ﷺ کا امتحان لینے کی غرض سے بیت المقدس کے بارے میں کچھ سوالات کرنے شروع کیے، نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ نے میری نظروں کے سامنے سارا منظر کر دیا وہ جو جو پوچھتے تھے میں بتاتا جاتا تھا، اسی حدیث میں یہ الفاظ ہیں:۔

"......**ولقد رأیتُني في جماعة من الأنبیاء فاذا موسیٰ قائم یصلي فاذا رجل ضربٌ جعدٌ کأنه من رجال شنوءة ، واذا عیسیٰ بن مریم علیه السلام قائم یصلي ، اقرب الناس به شبهاً عروة بن مسعود الثقفی......الی آخر الحدیث"** میں نے اپنے آپ کو انبیاء کی جماعت کے درمیان دیکھا، پس (دیکھا کہ) موسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں وہ میانہ تن و توش کے اور کٹھے ہوئے جسم والے تھے جیسے شنوءہ قبیلہ کے لوگ ہوتے ہیں، اور میں نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو بھی دیکھا وہ بھی کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں، میں ان کے سب زیادہ مشابہ عروہ بن مسعود ثقفی کو پاتا ہوں۔ (اس حدیث کی سند یوں ہے: **حدّثني زهیر بن حرب، حدّثنا حُجَین بن المُثنّیٰ حدّثنا عبدالعزیز وهو ابن ابي سلمة، عن عبدالله بن الفضیل ، عن ابي سلمة بن عبدالرحمن، عن ابي هریرة......**)

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ذکر المسیح بن مریم والمسیح الدجال)

غور فرمائیں! اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے ان عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو

جنہیں آپ ﷺ نے معراج کی رات نماز پڑھتے دیکھا تھا اپنے ایک صحابی عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ کے مشابہ بتایا۔

دوسری حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:۔

''......يخرج الدجّال في امتى فيمكث اربعين (لا ادرى أربعين يوماً أو اربعين شهراً أو اربعين عاماً) ، فيبعث الله عيسىٰ بن مريم كأنه عروة بن مسعود ، فيطلبه فيهلكه ......'' دجال میری امت میں خروج کرے گا پس وہ چالیس تک رہے گا (میں نہیں جانتا کہ چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال)، پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو بھیجیں گے گویا کہ آپ عروہ بن مسعود ہیں (یعنی ان کے مشابہ ہوں گے) پس آپ دجال کو ڈھونڈھ کر ہلاک کردیں گے۔(اس حدیث کی سند یہ ہے: حدّثنا عبيدالله بن معاذ العنبري، حدّثنا أبي، حدّثنا شعبة، عن النعمان بن سالم، قال: سمعتُ يعقوب بن عاصم بن عروة بن مسعود الثّقفي، يقول :سمعتُ عبدالله بن عمرو......)

(صحيح مسلم، كتاب الفتن و اشراط الساعة، باب خروج الدجال ومكثه فى الأرض ......)

اس حدیث شریف میں ان عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے جن کے ہاتھوں دجال قتل ہوگا اور یہاں بھی انہیں حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ کے مشابہ بتایا، ثابت ہوا کہ وہی عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے جنہیں آپ ﷺ نے معراج کی رات دیکھا تھا۔

مرزائی پاکٹ بک کے مصنف کا ایک اور دھوکہ اور اس کا پوسٹ مارٹم

صحیح مسلم کی ان دونوں مذکورہ روایات پر بھی ملک عبدالرحمٰن خادم گجراتی نے حسب عادت اپنا دجل وفریب دکھایا ہے، چنانچہ پہلی روایت کے بارے میں لکھتا ہے کہ:۔

''اس کا ایک راوی ابوالزبیر محمد بن مسلم مکّی ہے جو ضعیف ہے......الخ''

(پاکٹ بک، صفحہ 236)

اگرچہ ہماری پیش کردہ روایت میں اس نام کا کوئی راوی نہیں اس لئے محمد بن مسلم مکّی پر بات کرنا ہم پر لازم نہیں لیکن چونکہ مصنفِ پاکٹ بک کے دجل سے نقاب اٹھانا بھی مقصود ہے اس لئے ہم چند باتیں لکھ کر آگے چلیں گے، یہاں بھی ملک عبدالرحمٰن خادم گجراتی نے ان تمام ائمہ کے الفاظ نقل نہیں کیے جنہوں نے ابوالزبیر محمد بن مسلم مکّی کی توثیق کی ہے اور انہیں سچا بتایا ہے مثلاً يعلىٰ بن عطاء، امام احمد بن حنبل، يحيىٰ بن معين، يعقوب بن شيبة، ابو زرعة، نسائى، ابن عدي، ابن حِبان، ابن المديني، ابن سعد ،اور امام ساجي وغیرہم، بلکہ ابن عدي نے یہاں تک لکھا ہے کہ امام مالکؒ نے ابوالزبیر سے احادیث روایت کی ہیں اور ابوالزبیر کے سچے ہونے کی یہی دلیل کافی ہے کہ ان سے امام مالک نے روایت لی ہے کیونکہ امام مالک صرف ثقہ سے ہی روایت لیتے ہیں، پاکٹ بک کے مصنف نے ''تہذیب التہذیب اور میزان الاعتدال'' کے حوالے سے کچھ الفاظ نقل کیے ہیں اور ایک جگہ ترجمہ میں ایسی تحریف کی ہے کہ یہودی بھی شرما جائیں، اس نے عربی کی یہ الفاظ نقل کیے ہیں ''قلتُ لشعبة مالَکَ ترکتَ حديث ابي الزبير قال رأيتُه يَزِنُ ويسترجع فى الميزان ''ان الفاظ کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ (ورقاء کہتے ہیں کہ) میں نے شعبة (بن الحجّاج) سے کہا کہ آپ نے ابوالزبیر کی حدیث کیوں ترک کردی ہے؟ تو انہوں نے کہا: میں نے انہیں وزن کرتے دیکھا (یعنی کوئی چیز تولتے دیکھا تھا) اور وہ ترازو کو کھینچ رہے تھے (یعنی شعبہ کے خیال میں ٹھیک سے نہیں وزن کر رہے تھے)، عربی میں ''وَزَنَ يَـزِنُ'' کا معنی ہوتا ہے وزن کرنا، تولنا، لیکن مرزائی مربی نے ان الفاظ کا ترجمہ یوں کیا ''انہوں نے جواب دیا میں نے اسے زنا کرتے دیکھا ہے'' (پاکٹ بک، صفحہ 236)، کیا اس سے بڑا دجل کوئی ہوسکتا ہے؟ کہاں وزن کرنا اور کہاں زنا کرنا؟ جبکہ اگلے الفاظ ''ويسترجع فى الميزان ''واضح طور پر بتا بھی رہے ہیں کہ یہاں وزن کرنے کا ذکر ہو رہا ہے نہ کہ زنا کرنے کا (عربی میں زنا کرنے کے لئے زنیٰ يزني آتا ہے)، واضح رہے کہ اسی تہذیب التہذیب میں امام ابن حِبان کا قول موجود ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ جس نے

ابوالزبیر پر صرف اس وجہ سے جرح کی ہے کہ وہ تولتے ہوئے ترازہ کو کھینچ رہے تھے اس نے انصاف نہیں کیا۔

(دیکھیں: تہذیب التہذیب، جلد3، صفحات 694و695، طبع مؤسسۃ الرسالۃ)

مرزائی پاکٹ بک کے مصنف نے ایک اور جھوٹ بولا ہے، تہذیب التہذیب اور میزان الاعتدال کے حوالے سے لکھا ہے ''اس روایت کا دوسرا راوی **قتيبة بن سعيد التيمي** ہے یہ بھی ضعیف ہے چنانچہ لکھا ہے کہ...... ''یعنی عقیلی نے کہا ہے کہ اس راوی کی روایت بالکل غیر محفوظ ہوتی ہے، یہ اپنے نسب اور روایات کرنے اور سند دینے میں مجہول تھا اور اس کی حدیث نہ مستند ہوتی ہے اور نہ ہی درست'' (پاکٹ بک، صفحات 236و237)، ہماری پیش کردہ روایت میں اس نام کا راوی بھی نہیں اس لئے اس کا جواب ہمارے ذمہ نہیں لیکن چونکہ یہاں بھی مرزائی دجل وفریب کا بھرپور مظاہر کیا گیا ہے اس لئے ہم پوسٹ مارٹم کیے بغیر آگے نہیں چل سکتے، جس روایت کا ذکر پاکٹ بک کا مصنف کر رہا ہے اس میں جو راوی ہے اس کا نام ہے ''**قتيبة بن سعيد بن جميل بن طريف بن عبدالله الثقفي** '' لیکن مرزائی مربی نے نہایت چالاکی سے اسے ''**قتيبة بن سعيد التيمي** '' بنادیا (ایسے دھوکے مرزائی پاکٹ بک میں متعدد مقامات پر دیے گئے ہیں)، اور **قتيبة بن سعيد الثقفي** نہایت ثقہ ہیں، امام **احمد بن حنبل، يحيىٰ بن معين، نسائی، فرهيانی، حاكم، احمد بن سيار المروزی، ابن حِبان اور مسلمه بن قاسم خراسانی** نے انہیں ثقہ اور قابل قبول کہا ہے، امام بخاری نے ان سے 308 احادیث اور امام مسلم نے 668 احادیث روایت کی ہیں، جو الفاظ پاکٹ بک میں نقل کیے گئے ہیں وہ **قتيبة سعيد الثقفي** کے بارے میں کہیں نہیں ملتے۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں: **تهذيب التهذيب**، جلد3، صفحات 431و432، طبع مؤسسۃ الرسالۃ)۔

اسی طرح صحیح مسلم کی دوسری روایت جس میں یہ ذکر ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام دجّال کو قتل کریں گے اور ان کی صورت بھی عروۃ بن مسعود ثقفیؓ کے مشابہ بتائی گئی، اس کے

دوراویوں ''**شعبة بن الحجاج** ''اور ''**عبيدالله بن مُعاذ العنبري** '' کے بارے میں بھی پاکٹ بک میں لکھا ہے کہ یہ دونوں ضعیف ہیں اور حسب عادت ائمہ حدیث کے وہ اقوال ذکر نہ کیے گئے جو ان دونوں کی توثیق میں کہے گئے، شعبۃ بن حجّاج جیسے امام کو انتہائی بے شرمی کے ساتھ نا قابل اعتبار ثابت کرنے کی کوشش کی گئی جبکہ ان کے بارے میں امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ شعبہ کے زمانے میں ان سے بڑھ کر بلکہ ان جیسا بھی حدیث کا کوئی عالم نہ تھا، اور فرمایا کہ شعبہ تو علم ''اسماء الرجال'' میں اکیلے ایک جماعت کی مانند تھے، امام ایوب نے انہیں حدیث کا شاہسوار فرمایا، ابوالولید طیالسی کہتے ہیں کہ مجھ سے حماد بن سلمہ نے کہا کہ اگر تجھے حدیث چاہیے تو شعبہ کے ساتھ لگ جاؤ، حماد بن زید نے کہا کہ اگر شعبہ میرے موافق ہوں تو مجھے کسی کی مخالفت کی پرواہ نہیں، ابن مہدی کہتے ہیں کہ (سفیان) ثوری فرماتے تھے کہ شعبہ حدیث میں امیر المؤمنین ہیں، امام ابوحنیفہ نے ان کی تحسین کی، امام شافعی نے فرمایا اگر شعبہ نہ ہوتے تو عراق میں کوئی حدیث کو نہ جانتا، یزید بن زریع کہتے ہیں شعبہ حدیث میں سب سے زیادہ سچے تھے، یحییٰ قطان کہتے ہیں کہ میں نے حدیث میں شعبہ سے زیادہ اچھا کوئی نہیں دیکھا، یحییٰ (بن معین) کہتے ہیں کہ شعبہ ''اسماء الرجال'' کے سب سے بڑے عالم تھے، ابوداود کہتے ہیں کہ جب شعبہ کی وفات ہوئی تو سفیان (ثوری) نے کہا: حدیث کی موت ہوگئی، ابوداود نے کہا کہ پوری دنیا میں شعبہ سے زیادہ اچھی حدیث والا کوئی نہیں، ابن سعد نے کہا کہ وہ ثقہ، ثبت اور حجت ہیں، عجلی نے کہا کہ وہ ثقہ ہیں لیکن وہ اسماء الرجال میں تھوڑی غلطی کرتے تھے، ابن حِبان نے انہیں ثقہ لوگوں میں شمار کیا ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ: وہ علم وفضل اور حفظ واتقان میں اپنے زمانے کے سردار تھے، اور پھر حافظ ابن حجر عسقلانی اس بات کا جواب دیتے ہیں جو کچھ لوگوں نے کہی ہے کہ شعبہ اسماء الرجال (یعنی فن اسماء الرجال جس میں راویوں کے حالات بیان کیے جاتے ہیں) میں کبھی غلطی کرتے تھے، لکھا ہے کہ دار قطنی نے علل میں کہا ہے کہ چونکہ شعبہ حدیث کے متن کو یاد کرنے پر زیادہ توجہ دیتے تھے اس لئے اسماء الرجال یا راویوں کے حالات بیان کرنے میں کبھی غلطی کرتے تھے۔

(تفصیل کے لئے دیکھیں:تهذيب التهذيب،جلد2،صفحات166 تا170)۔

صحیح بخاری میں امام بخاری نے 800 کے قریب روایات شعبہ بن حجاج کے واسطے سے روایت کی ہیں،اسی طرح امام مسلم نے بھی تقریباً اتنی ہی روایات اُن کے واسطے سے لی ہیں۔

خود مرزائی پاکٹ بک کے مصنف نے ''ابوالزبیر محمد بن مسلم مکّی'' کو ضعیف ثابت کرنے کے لئے انہی امام شعبہ بن حجاج کا قول پیش کیا تھا جس میں اس نے ''یزن'' کا ترجمہ ''زنا کرنا'' کیا تھا جیسا کہ پہلے گذرا۔

اسی طرح ایک اور راوی ''عبيد الله بن معاذ العنبری'' کے بارے میں پاکٹ بک کے مصنف نے ابن معین کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ''وہ علم حدیث نہ جانتے تھے اور نہ یہ راوی کسی حیثیت کے ہیں'' (پاکٹ بک، صفحہ 237)،لیکن اسے وہیں یہ نظر نہ آیا کہ امام ابوحاتم نے ان کے بارے میں کہا کہ وہ ثقہ ہیں،ابن حبان نے انہیں ثقہ لوگوں میں شمار کیا ہے،معاذ بن المثنیٰ نے انہیں ثقہ کہا ہے،امام بخاری نے ان کے واسطے سے سات احادیث ذکر کی ہیں اور امام مسلم نے ان کے واسطے سے 167 احادیث روایت کی ہیں،رہی بات ابن معین کے قول کی تو وہ ابراہیم بن جُنید نے بیان کیا ہے جس کی ان ائمہ کی توثیق کے بعد کوئی حیثیت نہیں۔

دوستو! ثابت ہوا کہ صحیح مسلم کی یہ دونوں روایات صحیح ترین ہیں اور ان سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ انہی عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے دجّال کو قتل کرنے کے لئے آنا ہے جن کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی شبِ معراج میں ملاقات ہوئی تھی اور جن کی شکل آپ ﷺ نے عروہ بن مسعود ثقفیؓ کے مشابہ بتائی تھی۔

انبیاء کا اجماع: عیسیٰ بن مریم نے ہی دجال کو قتل کرنا ہے

مسند احمدؒ وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے مروی ایک طویل حدیث شریف موجود ہے جس کا ابتدائی حصہ یہ ہے:-

''حدثنا هشيم أنا العوّام عن جبلة بن سُحيم عن موثر بن عفازة عن ابن

مسعود عن النبی ﷺ قال: لقيتُ ليلة أسريَ بي ابراهيم موسىٰ وعيسىٰ ، قال: فتذاكروا أمر الساعة ، فَرَدُّوا أمرهم الى ابراهيم، فقال: لا علم لي بها، فرَدُّوا الأمر الى موسىٰ ، فقال : لا علم لي بها، فَرَدُّوا الأمر الى عيسىٰ فقال: أمّا وجبتُها فلا يعلمها أحد الا الله، ذلک وفيما عهد الي ربي عزوجل أن الدجّال خارج، قال: ومعي قضيبان، فاذا رآني يذوب كما يذوب الرصاص، قال: فيهلكه الله، حتى أن الحجر والشجر يقول : يا مسلم، ان تحتي كافراً، فتعال فاقتله...... الخ ''ترجمہ:حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ معراج کی رات میری ملاقات حضرت ابراہیم،حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے ساتھ ہوئی،تو قیامت کا ذکر چل نکلا (یعنی یہ گفتگو چل نکلی کہ قیامت کب آئے گی) پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے علم نہیں،حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی لاعلمی کا اظہار فرمایا،حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف بات آئی تو آپ نے فرمایا:اس کا ٹھیک وقت تو صرف اللہ کو معلوم ہے،البتہ میرے ساتھ میرے رب کا ایک عہد ہے کہ قیامت سے پہلے دجّال نکلے گا،اس وقت میرے پاس دو چھڑیاں یا دو تیز تلواریں ہوں گی (قضیب کا معنی چھڑی بھی ہوتا ہے اور کاٹنے والی تلوار بھی) پس جب (دجّال) مجھے دیکھے گا تو اس طرح پگھل جائے گا جیسے سیسہ پگھل جاتا ہے (یعنی میں اسے قتل کردوں گا) پس اللہ اسے ہلاک کردے گا، یہاں تک کہ پتھر اور درخت بھی پکاریں گے کہ اے مسلمان! میرے نیچے کافر ہے آؤ اسے قتل کردو......الی آخر الحدیث۔

(مسند احمد،حدیث نمبر3556،جلد6،صفحہ19،طبع مؤسسة الرسالة)

نیز یہی روایت مستدرک حاکم میں وغیرہ میں بھی ہے وہاں الفاظ ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ:فأهبط فأقلته میں اتروں گا اور دجّال کو قتل کردوں گا (مستدرک حاکم، حدیث نمبر 3448،جلد 2،صفحہ 416 اور حدیث نمبر 8502،جلد 4،صفحہ 534 طبع دار الكتب العلمية بيروت،امام ذہبیؒ نے تلخیص المستدرک میں ان دونوں روایات کو صحیح

فرمایا ہے، نیز حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری جلد 13 صفحہ 89 پر یہ روایت ذکر کی ہے)۔

محترم قارئین! اس حدیث شریف میں صراحت کے ساتھ بیان ہو گیا کہ دجّال کو قتل کرنے کے لئے انہی عیسیٰ علیہ السلام نے نازل ہونا ہے جن کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی شبِ معراج میں ملاقات ہوئی، اس گفتگو میں حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت محمد علیہم السلام موجود تھے لیکن کسی نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس بات کی تردید نہیں فرمائی، اس محفل میں چار انبیاء کرام کے موجود ہونے کا ذکر ہے لیکن صحیح بخاری وصحیح مسلم وغیرہ میں ایک اور حدیث شریف موجود ہے جس میں یہ بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی قوم یا اپنی امت کو دجّال سے نہ ڈرایا ہو (صحیح بخاری، حدیث نمبر 3057، صحیح مسلم، حدیث نمبر 169، مستدرک حاکم، حدیث نمبر 8620 وغیرہ)، گویا جس طرح قیامت کا آنا تمام انبیاء کا متفقہ عقیدہ ہے، اسی طرح دجّال کا نکلنا بھی تمام انبیاء کا اجماعی عقیدہ ہے، اور یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ دجّال کا قتل انہی عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے ہوگا جن کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی ملاقات معراج کی رات ہوئی تھی، اس طرح تمام انبیاء قیامت سے پہلے انہی عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کا یقین رکھتے ہیں۔

مرزائی پاکٹ بک کے مصنف کی اس حدیث کو ضعیف ثابت کرنے کی ناکام کوشش

مرزائی پاکٹ بک کے مصنف ملک عبدالرحمٰن خادم گجراتی نے اس روایت پر بھی ''ناقابل اعتبار'' کا فتویٰ لگا کر اس سے گلوخلاصی کرنے کی ناکام کوشش کی ہے اور اپنے مشہورِ زمانہ دجل وفریب کا مظاہرہ یہاں بھی کیا ہے جو یہ ہے کہ کسی ثقہ راوی کے بارے میں ائمہ جرح وتعدیل کی توثیق نقل نہ کرنا اور مبہم قسم کے الفاظ نقل کرکے راوی کو ضعیف قرار دینے کی کوشش کرنا، چنانچہ لکھتا ہے:

''یہ عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے حدیث نبوی نہیں''

(مرزائی پاکٹ بک، صفحہ 234)

ہم نے مسند احمد کی کے حوالہ سے جو حدیث شریف پوری سند کے ساتھ ذکر کی ہے وہ مرفوع متصل ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی بات نقل فرمائی ہے، لہذا مرزائی پاکٹ بک کے مصنف کی یہ بات غلط ثابت ہوگئی۔ بلکہ پاکٹ بک میں اسی جگہ چار سطریں اوپر وہ خود لکھ چکا ہے کہ ''مسند احمد میں مرفوعاً مروی ہے''، ہاں سنن ابن ماجہ میں یہ روایت ''موقوفاً'' روایت کی گئی ہے لیکن ہم نے اسے پیش ہی نہیں کیا۔

اس کے بعد اس نے دو راویوں ''محمد بن بشار'' اور ''یزید بن ہارون'' کے بارے میں چند الفاظ نقل کرکے انہیں ضعیف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، جبکہ ہماری پیش کردہ مسند احمد کی روایت میں یہ دونوں راوی موجود ہی نہیں، شاید پاکٹ بک کے مصنف کا اشارہ سنن ابن ماجہ کی روایت کی طرف ہے جس میں مسند احمد کی سند میں موجود راویوں کے علاوہ ''محمد بن بشار'' اور ''یزید بن ھارون'' بھی ہیں، پاکٹ بک کے مصنف کا باقی راویوں کو چھوڑ کر صرف ان دو پر جرح کرنا اس بات کا اقرار ہے کہ ان کے علاوہ باقی راوی اس کے نزدیک بھی بلاشک ثقہ اور قابل قبول ہیں، یعنی بالفاظ دیگر مسند احمد کی روایت کے راویوں پر اسے کوئی اعتراض نہیں ملا، ہم نے سنن ابن ماجہ کی روایت پیش ہی نہیں کی لہذا ان دونوں راویوں پر جرح کا جواب دینا ہم پر لازم نہیں، لیکن، ہم یہ بتانا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ ''محمد بن بشار'' اور ''یزید بن ہارون'' بھی ثقہ، معتبر اور صحیحین کے راوی ہیں، محمد بن بشار سے امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاریؒ نے اپنی صحیح بخاری میں 150 سے زیادہ احادیث روایت کی ہیں، اور امام مسلمؒ نے بھی 80 سے زیادہ احادیث روایت کی ہیں، اسی طرح ''یزید بن ہارون'' کے واسطے سے امام بخاریؒ نے 20 کے قریب روایات اور امام مسلمؒ نے 50 سے زیادہ روایات لی ہیں، علماء اصول حدیث کے نزدیک کسی راوی کا صحیح بخاری ومسلم کا راوی ہونا اس کے ثقہ اور معتبر ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے، نیز مستدرک حاکم کی روایت میں بھی ''یزید بن ہارون'' موجود ہیں لیکن امام ذہبیؒ نے اس کے باوجود اس روایت کو ''صحیح'' لکھا ہے، خود مرزا قادیانی نے قرآن کریم کے بعد اول درجہ پر صحیح بخاری کو

قبول کیا ہے اور دوسرے درجہ پر صحیح مسلم کو اس شرط پر قبول کیا ہے کہ اس کی حدیث قرآن کریم اور صحیح بخاری کے خلاف نہ ہو، اور ان دونوں کے علاوہ باقی کتب حدیث کو صرف اس شرط پر قبول کیا ہے کہ ان کی احادیث قرآن کریم اور صحیح بخاری و مسلم کے خلاف نہ ہو (دیکھیں: آریہ دھرم، رخ 10، صفحات 86و87)۔

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم نے ''مسند احمد'' کے حوالے سے جو روایت پیش کی ہے اس کی سند کے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تک تمام راویوں کا مختصر تعارف بھی پیش کردیں اور ہم منتظر ہیں کہ اگر کوئی مرزائی مربی اصول حدیث کی رُو سے اس روایت کو ضعیف یا بقول مرزائی پاکٹ بک ''چار کونسل والی ناقابل اعتبار روایت'' ثابت کرسکتا ہے تو سامنے آئے۔

پہلا راوی: هشيم بن بشير ابن القاسم بن دينار السلمي الواسطي أبو معاوية

امام مالکؒ نے فرمایا: عراق میں اِس واسطی (یعنی ہشیم) سے زیادہ اچھی حدیث والا کوئی نہیں۔

حماد بن زید نے فرمایا: میں نے محدثین میں ہشیم سے زیادہ شریف النفس نہیں دیکھا۔

اسحاق زیادی فرماتے ہیں کہ: میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ: ہشیم سے (حدیثیں) سُنا کرو، وہ بہت اچھا آدمی ہے۔

عبدالرحمٰن بن مہدی فرماتے ہیں کہ: ہشیم حدیث یاد کرنے میں سفیان ثوری سے بڑھ کر تھے۔

یحییٰ بن معین اور ابن مہدی نے فرمایا: ہشیم تو قلعہ میں بند ہیں (یعنی محفوظ ہیں)، وہ سفیان اور شعبہ سے زیادہ پکے ہیں۔

ابن مبارک نے فرمایا: ہشیم کے حافظہ پر زمانہ کا کوئی اثر نہیں ہوا (یعنی آخری عمر تک ان کا حافظہ وہی رہا)۔

ابن عمار نے کہا: جب ہشیم اور ابی عوانہ کی روایت میں اختلاف ہوجائے تو بات ہشیم کی معتبر ہوگی کیونکہ اس میں غلطی کا احتمال نہیں۔

عجلی نے فرمایا: ہشیم واسطی ثقہ ہیں لیکن وہ کبھی تدلیس کرتے تھے (یعنی روایت بیان کرتے ہوئے

''عن'' کے ساتھ بیان کرتے تھے)۔

امام ابوحاتم رازی نے فرمایا: ہشیم ثقہ ہیں اور ابو عوانہ سے بڑے حافظہ والے ہیں۔

ابن سعد نے فرمایا: ہشیم ثقہ ہیں، بہت زیادہ حدیث والے ہیں، ہاں وہ تدلیس کرتے ہیں، پس جس حدیث میں وہ صراحت کردیں کہ یہ میں نے فلاں سے سنی ہے یا فلاں نے مجھے خبر دی ہے تو وہ حدیث بلاشبہ حجت ہوگی۔

ابراہیم الحربی کہتے ہیں کہ: حفاظ حدیث چار تھے اور ہشیم ان سب کے استاذ تھے۔

حسین بن حسن المروزی فرماتے ہیں کہ: میں نے ہشیم سے زیادہ اللہ کا ذکر کرنے والا اور کوئی نہیں دیکھا۔

معروف کرخی نے فرمایا کہ: میں خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا، آپ ہشیم سے فرمارہے تھے کہ: اے ہشیم! اللہ تجھے میری امت کی طرف سے جزائے خیر دے۔

ابوحاتم (رازی) نے فرمایا: ہشیم کی نیکی، سچائی اور امانت داری کے بارے میں کوئی سوال ہی نہیں اٹھ سکتا۔ ابن حبان نے ہشیم کو ثقہ لوگوں میں شمار کیا ہے۔

(تهذيب التهذيب، جلد 4، صفحات 280 تا 282، طبع مؤسسة الرسالة)

نوٹ: ہماری پیش کردہ روایت میں ہشیم نے اپنے استاذ ''العوّام'' سے ''أخبرنا'' کے ساتھ روایت کی ہے لہٰذا یہاں انہوں نے تدلیس نہیں کی۔

دوسرا راوی: العوام بن حوشب بن يزيد بن الحارث الشيباني ابو عيسىٰ الواسطي

امام احمد بن حنبل نے فرمایا: وہ ثقہ ہیں ثقہ ہیں (دوبار ثقہ فرمایا)۔

ابن معین اور ابو زرعہ دونوں نے فرمایا: وہ ثقہ ہیں۔

ابوحاتم (رازی) نے فرمایا: وہ نیک ہیں اور (ان کی روایت لینے میں) کوئی حرج نہیں۔

عجلی نے فرمایا: وہ ثقہ، ثبت اور صالح ہیں۔

ابن سعد نے بھی انہیں ثقہ کہا۔

امام حاکم نے بھی ثقہ کہا ہے۔

(تهذيب التهذيب، جلد3، صفحات 334و335، طبع مؤسسة الرسالة)

تیسرا راوی: جبلة بن سُحيم التيمي أبو سويرة (ويُقال ابو سريرة) الكوفي

امام شعبہ اور امام ثوری کے نزدیک یہ ثقہ تھے۔

امام یحییٰ نے فرمایا: جبلہ ثقہ ہیں۔

امام احمد بن حنبل کے بیٹے عبداللہ نے بھی اپنے والد سے یہی نقل کیا ہے۔

عجلی اور نسائی نے بھی کہا: یہ ثقہ ہیں۔

ابو حاتم نے کہا: یہ ثقہ اور صالح الحدیث ہیں۔

یعقوب بن سفیان نے بھی کہا: یہ کوفی اور ثقہ ہیں۔

(تهذيب التهذيب، جلد1، صفحات 290و291، طبع مؤسسة الرسالة)

چوتھا راوی: موثر بن عفازة الشيباني ابو المثنى الكوفي

ابن حبان نے انہیں ثقہ لوگوں میں شمار کیا ہے

امام حاکم نے فرمایا کہ ان سے تابعین کی ایک جماعت نے روایت کی ہے۔

امام بخاری نے تاریخ کبیر میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

امام مسلم نے الکنیٰ والأسماء میں ان کا ذکر کیا ہے۔

امام ذہبی نے الکاشف میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

امام عجلی نے انہیں ثقہ لوگوں میں شمار کیا ہے۔

(دیکھیں: الثقات لابن حِبان، جلد5، صفحہ 463، دائرۃ المعارف، تهذيب التهذيب، جلد4، صفحہ 168، مؤسسۃ الرسالۃ، التاريخ الكبير للبخاری، جلد8، صفحہ 63، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الجرح والتعديل، جلد8، صفحہ 429، طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت، معرفة الثقات للعِجلي، جلد2، صفحہ 303، الكنىٰ والأسماء لمسلم، جلد2، صفحہ 781، طبع المدینۃ المنورۃ، الكاشف فی من له رواية فی الكتب

الستة للذهبي، جلد2، صفحہ 300، طبع دار القبلۃ، جدۃ، تقريب التهذيب لابن حجر عسقلاني، صفحہ 988، طبع دار العاصمۃ)۔

نوٹ: کسی نے بھی ''مؤثر بن عفازة'' پر کسی قسم کی کوئی جرح نہیں کی، بعض کتابوں میں ان کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ مجہول راوی ہیں جو کہ ایک بے اصل بات ہے، اوپر ہم نے معتبر ائمہ حدیث وجرح وتعدیل کے حوالے پیش کردیے ہیں جنہوں نے ''مؤثر بن عفازة'' کا ذکر کیا ہے اور انہیں ثقہ بھی لکھا ہے۔

الغرض! حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح مرفوع متصل ہے اور اس بات کی ناقابل تردید دلیل ہے کہ انہی عیسیٰ علیہ السلام نے دجّال کو قتل کرنے کے لئے تشریف لانا ہے جن کے ساتھ شبِ معراج میں آنحضرت ﷺ کی ملاقات ہوئی تھی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد حج وعمرہ بھی ادا فرمائیں گے

جن عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی خبر نبی کریم ﷺ نے دی ہے ان کے بارے میں اللہ کی قسم اٹھا کر یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ:۔

''والذی نفسي بيده ليهلّن ابن مريم بفج الروحاء حاجّاً اور معتمراً او ليثنينّهما، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مریم کے بیٹے (عیسیٰ علیہ السلام) حج یا عمرہ یا دونوں کی ادائیگی کے لئے جاتے ہوئے فج روحاء کے مقام سے تلبیہ پڑھتے ہوئے گذریں گے'' (صحيح مسلم، باب اهلال النبي صلى الله عليه وسلم وهديه، حدیث نمبر 1252 واللفظ له، مسند احمد، احادیث نمبر 7273، 7903 وغیرہ مسند الحمیدی، حدیث نمبر 1035، السنن الكبرى للبيهقي، حدیث نمبر 8803، مسند البزّار، حدیث نمبر 8423، تفسير الطبری، جلد5، صفحہ 451 طبع دار ہجر، وغیرہا من الكتب) یاد رہے جیسا کہ پہلے گذرا مرزا قادیانی نے خود یہ قانون بیان کیا ہے کہ جو خبر قسم کے ساتھ دی جائے اس میں کسی قسم کی تاویل نہیں ہوسکتی، اور یہاں بھی قسم کے ساتھ یہ خبر دی گئی

ہے، اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ مرزا قادیانی کو پوری زندگی مکہ و مدینہ جانا نصیب نہ ہوا، لہذا جن مسیح علیہ السلام کے نزول کا ذکر احادیث میں ہے وہ مرزا قادیانی نہیں ہوسکتا۔

یہاں یہ بات ذہن میں رہے کہ اس حدیث میں یہ بیان نہیں کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام حج یا عمرہ کا احرام ''فجّ روحاء'' کے مقام سے باندھیں گے، بلکہ صرف یہ بیان ہے کہ آپ حج وعمرہ کی تلبیہ کہتے ہوئے اس مقام سے گذریں گے، چنانچہ مسند بزار اور تفسیر طبری کی روایات میں صاف طور پر ''لیسلکنّ الروحاء'' کے الفاظ ہیں یعنی وہ روحاء سے گذریں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنحضرت ﷺ کے روضہء اقدس پر سلام کرنا

اللہ کے نبی ﷺ فرمایا:۔

''مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام ضرور عادل امام اور حکم بن کر نازل ہوں گے اور آپ ضرور حج یا عمرہ یا دونوں کے لئے جاتے ہوئے فجّ (روحاء) سے گذریں گے اور آپ ضرور میری قبر پر تشریف لائیں گے اور مجھے سلام کریں گے اور میں ضرور ان کے سلام کا جواب دوں گا''

(مستدرک حاکم، حدیث نمبر 4162، جلد 2، صفحہ 651 دار الکتب العلمیہ بیروت، امام ذہبیؒ نے تلخیص المستدرک میں اس حدیث کو صحیح لکھا ہے)۔

مرزا قادیانی کس مسیح کا مثیل ہے؟

یہ بات بھی اپنی جگہ حقیقت ہے کہ مرزا قادیانی نے احادیث میں تحریف معنوی کر کے یہ کہا کہ آنحضرت ﷺ نے جو حضرت مسیح بن مریم علیہما السلام کی آسمان سے نازل ہونے کی خبر دی ہے اس سے ایک مثیل مسیح مراد ہے اور وہ مثیل میں ہوں، لیکن دوسری طرف اس نے حضرت مسیح علیہ السلام کا تعارف یوں کروایا ہے:۔

''مسیح تو صرف ایک معمولی سا نبی تھا، ہاں وہ بھی کروڑ ہا مقربوں میں سے ایک تھا مگر اس عام گروہ میں سے ایک تھا اور معمولی تھا اس سے زیادہ نہ تھا بس اس سے دیکھ لو کہ انجیل میں لکھا ہے کہ وہ یحییٰ نبی کا مرید تھا اور شاگردوں کی طرح اصطباغ پایا۔ وہ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام۔ ناقل)

صرف ایک خاص قوم کے لئے آیا اور افسوس کہ اس کی ذات سے دنیا کو کوئی بھی روحانی فائدہ نہ پہنچ سکا اور ایک ایسی نبوت کا نمونہ دنیا میں چھوڑ گیا جس کا ضرر اس کے فائدے سے زیادہ ثابت ہوا اور اس کے آنے سے ابتلاء اور فتنہ بڑھ گیا''۔

(اتمام الحجۃ، رخ 8 صفحہ 308)

''ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے صلاح دی کہ ذیابیطس کے لئے افیون مفید ہوتی ہے پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کردی جائے، میں نے جواب دیا کہ آپ نے مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی، لیکن اگر میں ذیابیطس کے لئے افیون کھانے کی عادت کرلوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی''۔

(نسیم دعوت، رخ 19 صفحات 434،435)

''عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اور اس دن سے آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کی اولاد ٹھہرایا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا اور نہ چاہا کہ معجزہ مانگ کر حرامکار اور حرام کی اولاد بنیں''۔ (ضمیمہ رسالہ انجام آتھم، رخ 11، صفحات 290و291 حاشیہ)

''اور آپ کے ہاتھ میں سوائے مکر و فریب کے کچھ نہیں تھا''۔

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم، رخ 11، صفحہ 291 حاشیہ)

''ہماری تو یہ بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ لوگ اس عیسیٰؑ کو اتار کر کریں گے کیا؟ آخر اُن کے قویٰ تو وہی ہوں گے جو پہلے تھے، پہلے کیا کِیا تھا جو اَب کریں گے، ایک ذلیل سی معدودے چند ایک قوم تھی ان کی بھی اصلاح نہ ہوئی۔ لکھا ہے ایک دفعہ اُن میں سے پانچ سو آدمی مرتد ہوگئے تھے، یہ لوگ اگر حضرت موسیٰؑ کے دوبارہ آنے کی امید رکھتے تو کچھ موزوں بھی تھا کیونکہ وہ صاحب عظمت اور جبروت تو تھے اُن میں شجاعت بھی تھی، اب یہ عیسیٰ کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں، پھر مشکل یہ ہے کہ عادت کا جانا محال ہے، اُن کو مار کھانے اور بزدلی کی عادت ہوگئی تھی، وہ اگر

دجّال سے جنگ کریں گے تو کس طرح؟‘‘

(ملفوظات، جلد3، صفحات 210و211)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مرزا کے مزید خیالات ملاحظہ ہوں:۔

’’ایک دفعہ حضرت عیسیٰ زمین پر آئے تھے تو اس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ کئی کروڑ لوگ مشرک دنیا میں ہو گئے۔ دوبارہ آ کر کیا بنائیں گے کہ لوگ ان کے آنے کے خواہش مند ہیں‘‘۔

(اخبار بدر۔ قادیان، مورخہ 9 مئی 1907، جلد6، نمبر19، صفحہ 5)

’’جو شخص کشمیر سری نگر محلّہ یار خان میں مدفون ہے اس کو ناحق آسمان پر بٹھایا گیا۔ کس قدر ظلم ہے۔ خدا تو پابندی اپنے وعدوں کے ہر چیز پر قادر ہے لیکن ایسے شخص کو کسی طرح دوبارہ دنیا میں نہیں لا سکتا جس کے پہلے فتنے نے ہی دنیا کو تباہ کر دیا ہے‘‘۔

(دافع البلاء، رخ18، صفحہ 235)

’’یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے‘‘۔

(کشتی نوح، رخ19، صفحہ 71 حاشیہ)

اور مرزا قادیانی کی یہ تحریر غور سے پڑھیں:۔

’’بلکہ مسیح کے معجزات اور پیشگوئیوں پر جس قدر اعتراض اور شکوک پیدا ہوتے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ کسی اور نبی کے خوارق یا پیش خبریوں میں کبھی ایسے شبہات پیدا ہوئے ہوں کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا؟ اور پیشگوئیوں کا حال اس سے بھی زیادہ تر ابتر ہے کیا یہ بھی کچھ پیشگوئیاں ہیں کہ زلزلے آئیں گے مری پڑے گی لڑائیاں ہوں گی قحط پڑیں گے اور اس سے زیادہ تر قابل افسوس یہ امر ہے کہ جس قدر حضرت مسیح کی پیشگوئیاں غلط نکلیں اِس قدر صحیح نہ نکل سکیں‘‘۔

(ازالہ اوہام حصہ اول، رخ3، صفحہ 106)

دوستو! دین اسلام کی تعلیم تو یہ ہے کہ اللہ کے تمام انبیاء پر ایمان لانا اور ان کی تعظیم واحترام کرنا ایمان کا جزو ہے، چاہے وہ موسیٰ علیہ السلام ہوں یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا اللہ کا کوئی اور نبی، بالفرض اگر کوئی بد بخت یہودی یا عیسائی ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کی شان اقدس میں کسی قسم کے گستاخانہ کلمات بھی کہے تو اس کے جواب میں ہمارا دین ہرگز یہ اجازت نہیں دیتا کہ کوئی مسلمان حضرت موسیٰ علیہ السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات اقدس کے بارے میں ایسے الفاظ کہے یا لکھے جن سے بے ادبی یا توہین کی بُو آتی ہو، لیکن مرزا قادیانی نے جی بھر کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات اقدس کے بارے میں توہین آمیز الفاظ لکھے ہیں، اس کی صرف ایک مثال پیش خدمت ہے، بقول مرزا قادیانی ایک عیسائی پادری نے اسے ایک خط بھیجا جس کا جواب مرزا نے دیا، اس جوابی خط میں مرزا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لکھتا ہے:۔

’’مسیح کا چال چلن کیا تھا۔ ایک کھاؤ پیو، شرابی، نہ زاہد، نہ عابد، نہ حق کا پرستار، متکبر، خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا.....‘‘ (مکتوبات احمد، جلد1، صفحہ 189)

پھر اسی خط میں آگے لکھا:۔

’’کیا تمہیں خبر نہیں کہ مردی اور رجولیت انسان کی صفات محمودہ میں سے ہے۔ ہیجڑا ہونا کوئی اچھی صفت نہیں ہے۔ جیسے بہرہ اور گونگا ہونا کسی خوبی میں داخل نہیں۔ ہاں! یہ اعتراض بہت بڑا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفات کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب محض ہونے کے باعث ازواج سے سچی اور کامل حُسنِ معاشرت کا کوئی عملی نمونہ نہ دے سکے‘‘۔

(مکتوبات احمد، جلد1، صفحہ 192)

آپ نے غور کیا! اشاروں میں حضرت مسیح علیہ السلام کو (نعوذ باللہ) ہیجڑا کہا گیا ہے۔

اور مرزا قادیانی نے نہایت صراحت کے ساتھ لکھا تھا:۔

’’میری زندگی کو ابن مریم سے اشد مشابہت ہے‘‘۔

(ازالہ اوہام، رخ3، صفحہ 192)

تو یہ ہے مرزا کا وہ مسیح جس کا مثیل ہونے کا وہ مدعی ہے، ایک معمولی انسان، شرابی، جس کی ذات سے دنیا کو کوئی روحانی فائدہ نہ ہوا، جو ایسی نبوت کا نمونہ چھوڑ گیا جس کا نقصان اس کے فائدے سے زیادہ ثابت ہوا، جس سے کوئی معجزہ صادر نہیں ہوا، اس کے ہاتھ میں مکر وفریب کے سوا کچھ نہ تھا، جس سے ایک ذلیل سی قوم کی بھی اصلاح نہ ہوئی، جو بزدل تھا، لوگوں کو مشرک بنایا، جس کی پیشگوئیاں یہ تھیں کہ زلزلے آئیں گے، مری پڑے گی، اور پیشگوئیاں بھی زیادہ تر جھوٹی نکلیں۔ اگر غور کیا جائے تو مرزا کا یہ دعویٰ سو فیصد درست ہے کہ وہ اس مسیح کا مثیل ہے، مرزا کی ذات سے بھی دنیا کو کوئی روحانی بلکہ مادی فائدہ بھی نہ ہوا، اس کی بناسپتی نبوت نے کسی کی اصلاح کیا کرنی تھی الٹا مسلمانوں کو کافر بنادیا، مکر وفریب کا ماہر تھا، بزدل اتنا کہ قتل کے خوف سے انگریزی حکومت کے صوبہ پنجاب سے بھی باہر نہ نکلا اور اسی خوف سے مکہ ومدینہ نہ گیا، وہ بھی زلزلوں اور طاعون وغیرہ کی پیشگوئیاں کیا کرتا تھا، اور اس کی تو تقریباً تمام پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں، ٹانک وائن نامی شراب تو اپنے مریدوں کو خط لکھ کر منگوایا کرتا تھا (حوالہ باب سوم میں آئیگا)، وہ بھی خود بین، اپنے بارے میں خدا ہونے کا یقین کرنے والا تھا، اور اپنے نامرد ہونے کا اقرار تو خود مرزا نے کیا ہے (حوالہ باب سوم میں مرزا کی بیماریوں کے زیر عنوان آئے گا) نیز مرزا بھی حسن معاشرت کا کوئی نمونہ پیش نہ کرسکا اور اپنی پہلی بیوی ''حرمت بی بی'' عرف ''پھجے کی ماں'' (دیکھیں: سیرۃ المھدی، حصہ اول، جلد 1، صفحہ 30، روایت نمبر 41) اور اس کی اولاد کے ساتھ جو سلوک کیا وہ سب کو معلوم ہے ۔

مثیلِ مسیح، اصلی مسیح علیہ السلام سے آگے نکل گیا

دوستو! ایک طرف تو مرزا قادیانی نے حضرت مسیح علیہ السلام کا مسیح ہونے کا دعویٰ کیا، لیکن دوسری طرف ان کے بارے میں یہ بھی لکھا:۔

''مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر مسیح ابن مریم میرے زمانے میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں وہ ہرگز نہ کرسکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں

وہ ہرگز نہ دکھا سکتا''۔

(کشتی نوح، رخ 19، صفحہ 60)

کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر ڈالا گیا؟

مرزا قادیانی نے امت اسلامیہ کے برخلاف یہودیوں اور عام طور پر عیسائیوں میں مشہور اس عقیدہ کو اپنایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آپ کے دشمن یہود پکڑنے میں کامیاب ہوئے اور آپ کو صلیب پر ڈالا گیا، جبکہ قرآن کریم نے صاف طور پر **ما صلبوہ** کے لفظ سے آپ کے صلیب پر ڈالے جانے کی تردید کی ہے اور ایک دوسری جگہ قرآن نے ﴿**واذ کففت بنی اسرائیل عنک**......﴾ (المائدۃ: 110) کے لفظ بول کر صاف بتادیا کہ یہود کو آپ تک پہنچنے ہی نہیں دیا گیا تھا، مرزائی دھوکے باز یہاں کہتے ہیں کہ صلب کا معنی ہوتا ہے صلیب پر کسی کو قتل کردینا تو **ما صلبوہ** سے صرف اس بات کی نفی ہے کہ آپ کو صلیب پر قتل کیا گیا، آپ کو صلیب پر ڈالے جانے کی نفی نہیں، اس کا جواب علماء نے تو یہ دیا ہے کہ اگر عربی میں کسی کے بارے میں یہ کہنا ہو کہ اسے صلیب پر ڈالا ہی نہیں گیا تو اس کے لئے بھی یہی لفظ **ما صلبوہ** ہی بولا جائے گا، اگر کوئی اور لفظ ہے تو مرزائی مربی بتادیں، لیکن میں اس کی مثال یہ دیتا ہوں کہ یہ سب کو پتہ ہے کہ پھانسی دینا یہ ہوتا ہے کہ کسی کے گلے میں پھندا ڈال کر اس کے پاؤں کے نیچے سے تختہ کھینچنا اور پھر اس کا دم گھٹ کر مرجانا، لیکن اگر کسی کے بارے میں یہ کہا جائے کہ اسے پھانسی نہیں دی گئی تو کیا اس کا مطلب ضرور یہ ہوگا کہ اس کے گلے میں پھندا ڈالا گیا، تختہ کھینچا گیا لیکن اس کی موت نہیں ہوئی یا اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس کے گلے میں پھندا ہی نہیں ڈالا گیا اور تختہ دار پر کھڑا ہی نہیں کیا گیا؟ یقیناً عام طور پر یہ دوسرا مطلب ہی لیا جائے گا۔ مرزا قادیانی نے قرآن کریم کے اس واضح موقف کے مقابلے میں اور اپنے حق میں جو دلیل پیش کی ہے وہ یہ ہے:۔

''میرے ساتھ میری شہادت کے واسطے اس وقت لاکھوں انسان موجود ہیں، قوموں کی قومیں اپنی متواتر اور متفقہ شہادت پیش کر رہی ہیں، اگر کسی کو شک وشبہ ہو تو یہودی موجود ہیں،

نصرانی موجود ہیں، اُن سے پوچھ لو کہ ان کا اس بارہ میں کیا عقیدہ ہے۔ دونوں متخاصم موجود ہیں اُن سے پوچھ لو کہ آیا اس بات کے قائل ہیں جو تم پیش کرتے ہو، دیکھو تواتر قومی کو بغیر کسی زبردست دلیل اور حجت نیّرہ کے توڑ دینا اور اس کی پرواہ نہ کرنا بھاری غلطی ہے"۔

(ملفوظات، جلد 5، صفحات 691 و 692)

یہاں مرزا صاف طور پر اپنی اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب پر ڈالا گیا تھا یہودیوں اور عیسائیوں کو دلیل کے طور پر پیش کر رہا ہے یعنی وہ یہ تسلیم کرتا ہے کہ اس کے پاس اس بارے میں قرآن وحدیث سے یا اسلامی مصادر سے کوئی دلیل نہیں، لیکن مرزا قادیانی کی یہ شہادت کسی کام کی نہیں کیونکہ اگر موجودہ بائبل کا مطالعہ کیا جائے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شاگردوں یا پیروکاروں میں سے ایک گواہ بھی ایسا نہیں ملتا جو واقعہ صلیب کا عینی شاہد ہو اور جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر دیکھا ہو، بائبل ہمیں یہ بتاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تمام شاگرد بھاگ گئے تھے، بلکہ ایک آخری شاگرد تو بقول بائبل اپنے کپڑے چھوڑ کر بھاگ نکلا تھا، بائبل میں موجود چاروں انجیلیں جن کی طرف منسوب ہیں یعنی متّی، مرقس، لوقا اور یوحنّا اِن میں سے کوئی بھی موقع پر موجود نہیں تھا جس نے حضرت مسیح علیہ السلام کو خود صلیب پر پڑے دیکھا ہو، کیا دنیا کی کوئی عدالت کسی واقعہ کے بارے میں کسی ایسے گواہ کی شہادت قبول کرتی ہے جو موقع پر موجود نہ ہو بلکہ پہلے ہی بھاگ گیا ہو؟، مرزا قادیانی کے اس دھوکے کو زائل کرنے کے لئے آیئے ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ قدیم ترین عیسائی فرقوں کا یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو ہرگز صلیب پر نہیں ڈالا گیا تھا، یہ ہم نہیں کہتے بلکہ عیسائی علماء نے لکھا ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

قدیم ترین عیسائی فرقوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر ڈالے جانے کا انکار

مشہور مستشرق مسٹر جورج سیل (George Sale) جس نے قرآن کریم کا

انگریزی میں ترجمہ کیا ہے، سورہ آل عمران کی آیت: 54 ﴿ومکروا ومکر اللہ﴾ کے تحت لکھتا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

"عیسائیوں کا فرقہ بی سی لیڈین جو عیسائیت کے نہایت شروع میں تھا مسیح علیہ السلام کے مصلوب ہونے سے انکار کرتا تھا اور ان کا اعتقاد تھا کہ آپ کی جگہ سائمن کو صلیب دی گئی، ایسے ہی فرقہ سیرانتھین جو اُن سے بھی پہلے تھا اور کارپا کریشن جو مسیح علیہ السلام کو صرف انسان مانتے ہیں (یعنی خدا نہیں مانتے۔ ناقل) ان کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ مسیح علیہ السلام کو صلیب پر نہیں ڈالا گیا بلکہ ان کے حواریوں میں سے ایک شخص جو آپ کا ہم شکل تھا صلیب پر ڈالا گیا، مصنف فوٹیس نے بھی رسولوں کے سفرنامے سے ایسا ہی نقل کیا ہے اور انجیل برناباس میں بھی ایسا ہی لکھا ہے"۔

(جورج سیل کا ترجمہ قرآن، صفحہ 61 سورت نمبر: 3، مطبوعہ لندن سنہ 1825)

اس حوالے میں انجیل برناباس کا ذکر آیا ہے تو آیئے دیکھتے ہیں اس میں واقعہ صلیب کے بارے میں کیا لکھا ہے:۔

"پس جب اللہ نے اپنے بندے کو خطرے میں دیکھا، اپنے سفیروں جبریل، مخیائیل، اور رفائیل اور اوریل کو حکم دیا کہ یسوع کو دنیا سے لے لیں، تب پاک فرشتے آئے اور یسوع کو دکھن کی طرف دکھائی دینے والی کھڑکی سے لے لیا پس وہ اس کو اٹھا کر لے گئے اور اسے تیسرے آسمان میں ان فرشتوں کی صحبت میں رکھ دیا جو ابد تک اللہ کی تسبیح کرتے رہیں گے"۔

(انجیل برناباس، انگریزی/اٹالین، فصل 215، آیات: 4 تا 6، طبع آکسفورڈ، سنہ 1907)

"یہودا، زور کے ساتھ اس کمرے میں داخل ہوا جس میں سے یسوع کو اٹھا لیا گیا تھا اور شاگرد سب کے سب سو رہے تھے، پس یہودا بولی اور چہرے میں بدل کر یسوع کے مشابہ ہو گیا یہاں تک کہ ہم لوگوں نے اعتقاد کیا کہ وہی مسیح ہے"۔

(انجیل برناباس، فصل 216، آیات 1 تا 3)

"......تب وہ لوگ اسے جمجمہ پہاڑ پر لے گئے جہاں کہ مجرموں کو پھانسی دینے کی ان کی

عادت تھی، اور وہاں اس یہودا کو ننگا کر کے صلیب پر لٹکایا اس کی تحقیر میں مبالغہ کرنے لگے“۔

(انجیل برناباس، فصل 217، آیات 77 تا 78)

معلوم ہوا کہ قدیم ترین عیسائی فرقے اور خاص طور پر وہ جو موحد تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا نہیں سمجھتے تھے وہ اس بات کا انکار کرتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر ڈالا گیا تھا، اسی طرح انجیل برناباس میں بھی یہی بات لکھی ہے کہ فرشتوں نے حضرت علیہ السلام کو آپ کے گھر کی کھڑکی سے اٹھا لیا تھا، اور انجیل برناباس کا حوالہ خود مرزا قادیانی نے یہ ثابت کرنے کے لئے دیا تھا کہ اس میں آپ ﷺ کا نام نامی ”محمد“ مذکور ہے اور اس نے اس انجیل کو قابل اعتماد تسلیم کیا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا، لہٰذا مرزا قادیانی کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر ڈالا جانا عیسائیوں کے تواتر قومی سے ثابت ہونے کا دعویٰ بھی ایک جھوٹ ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک صحیح روایت

یہی بات مشہور مفسر اور امام حدیث عبدالرحمٰن بن محمد بن الرازی المعروف بہ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ (وفات: 327ھ) نے صحیح سند کے ساتھ ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے، یہ ایک طویل روایت ہے جس میں یہ الفاظ بھی ہیں:۔

”فألقي عليه شبه عيسىٰ ورُفع عيسىٰ من روزنة بيته الى السماء“ اُس جوان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل ڈال دی گئی اور آپ کو آپ کے گھر کی کھڑکی سے آسمان کی طرف اٹھا لیا گیا“۔

(تفسیر ابن ابی حاتم، جلد 3، صفحہ 1110، مکتبہ نزار مصطفی الباز، السعودیہ)

یہی روایت بحوالہ ابن ابی حاتم حافظ ابن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (وفات: 774ھ) نے اپنی تفسیر میں ذکر کی ہے اور لکھا ہے:۔

”وهذا اسناد صحيح الى ابن عباس“ اس روایت کی سند حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تک صحیح ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد 2، صفحہ 450، طبع دار طیبہ، السعودیہ)

نتیجہ یہ کہ قدیم ترین عیسائی فرقے اور انجیل برناباس اس بات پر متفق ہیں کہ دشمن ہرگز حضرت مسیح علیہ السلام تک نہیں پہنچ سکے تھے اور اللہ نے آپ کو اس سے پہلے ہی آپ کے گھر کی کھڑکی سے آسمان پر اٹھا لیا تھا، نیز حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی صحیح سند کے ساتھ یہی بات منقول ہے، اور حضرت ابن عباسؓ کے بارے میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے:۔

”ناظرین پر واضح ہوگا کہ حضرت ابن عباس قرآن کریم کے سمجھنے میں اول نمبر والوں میں سے ہیں اور اس بارے میں اُن کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا بھی ہے“

(ازالہ اوہام حصہ اول، رخ 3، صفحہ 225)

لیجیے! مرزا قادیانی کا تواتر قومی تو دھڑام سے زمین بوس ہوگیا، نیز اگر یہود و نصاریٰ کا کسی بات پر متفق ہونا اس کے ٹھیک ہونے کی شہادت ہے تو پھر مرزا قادیانی کو یہ بھی تسلیم کرنا چاہیے تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صلیب پر موت ہوگئی تھی کیونکہ یہ بھی اس کے تواتر قومی سے ثابت ہے اور دونوں فریقوں (یہودی اور عیسائی) کا متفقہ موقف ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ حضرت ابن عباسؓ، جورج سیل یا برناباس حواری بھی تو واقعہ صلیب کے عینی شاہد نہیں تو پھر ان کی شہادت کیسے معتبر ہے؟ تو عرض ہے کہ مرزا کی پیش کردہ شہادت سے یہ شہادت بہر حال وزنی ہے کیونکہ انجیل برناباس کو خود مرزا قابل اعتماد تسلیم کر چکا ہے اور اس میں کسی قسم کی تحریف ہونے کو غلط بتا چکا ہے، نیز ایک عیسائی عالم اقرار کر رہا ہے کہ قدیم عیسائی فرقے اس بات کے ہرگز قائل نہ تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر ڈالا گیا تھا، اور پھر ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اکیلی شہادت تو یہود و نصاریٰ اور بائبل وغیرہ سب پر بھاری ہے کیونکہ بقول مرزا وہ قرآن کریم کو سمجھنے میں اول نمبر والوں میں سے تھے، اور سب سے اہم یہ کہ ہمارے پیش کردہ دلائل قرآن کریم کے مطابق ہیں کیونکہ قرآن کریم نے صاف طور پر فرمایا **”ما صلبوه“** وہ آپ کو صلیب پر نہ ڈال سکے، اور **”واذ كففت بني اسرائيل عنك“** جب ہم نے بنی اسرائیل (یہود) کو آپ سے دور رکھا وغیرہ۔

الغرض! اگر ﴿ما صلبوہ﴾ کا مطلب یہ ہوتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر ڈالا گیا تھا لیکن آپ کی موت اس پر نہ ہوئی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ نہ فرماتے کہ اللہ نے آپ کو پہلے ہی آپ کے گھر کی کھڑکی سے آسمان پر اٹھالیا، ہم نے عیسائی مصادر اور اسلامی مصادر سے اپنا دعویٰ ثابت کیا، لیکن مرزائی جماعت کا کوئی فرد قرآن وحدیث یا اقوال صحابہ ومفسرین اور محدثین امت اسلامیہ سے کوئی ایک دلیل نہیں پیش نہیں کرسکتا جس سے ثابت ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دشمنوں نے پکڑ لیا تھا اور صلیب پر ڈال کر آپ کو اذیت دی تھی، بلکہ عیسائیوں کی موجودہ چاروں انجیلوں کی مصنفین میں سے کسی ایک کا موقع پر موجود ہونا ہی ثابت نہیں کرسکتا کہ ان کی شہادت کا کوئی اعتبار ہو۔ **هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين ۔**

نوٹ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دشمنوں کے پہنچنے سے پہلے ہی آسمان پر اٹھا لیے جانے پر قدیم عیسائی فرقوں، انجیل برناباس اور امت اسلامیہ کا اتفاق ہے، ہاں اس میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ جس شخص کو دشمنوں نے عیسیٰ سمجھ کر صلیب پر ڈالا تھا وہ آپ کا شاگرد تھا یا آپ کا وہ دشمن جس نے آپ کے ٹھکانے کے بارے میں مخبری کی تھی، بعض کے نزدیک وہ آپ کا دشمن تھا اور بعض کے نزدیک آپ کا اپنا ایک شاگرد تھا جس نے آپ کے لئے اپنی جان کی قربانی دی تھی، لیکن بہرحال اس بات پر اتفاق پایا جاتا ہے کہ جسے صلیب پر ڈالا گیا وہ یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں تھے۔

کیا تورات کے مطابق صلیب کی ہر موت لعنتی موت ہے؟

جیسا کہ بیان ہوا، مرزا قادیانی نے قرآن کریم اور امت اسلامیہ کے برخلاف یہودیوں اور عیسائیوں کی تائید کرتے ہوئے یہ عقیدہ اپنایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑ کر دو چوروں کے ساتھ صلیب پر ڈالا گیا (ازالہ اوہام، رخ 3، صفحہ 296)، اُس کے پیروں اور ہاتھوں میں کیل ٹھوکے گئے یہاں تک کہ وہ اس تکلیف سے غشی میں ہو کر مُردہ کی سی حالت میں ہوگیا (مسیح ہندوستان میں، رخ 15، صفحہ 20 / نزول المسیح، رخ 18، صفحہ 396 / ازالہ اوہام، رخ 3، صفحہ 302)، اور جب اُس سے سوال کیا گیا کہ قرآن تو کہتا ہے کہ "وما صلبوہ" وہ حضرت مسیح علیہ السلام

کو صلیب پر ڈال ہی نہ سکے تو مرزا قادیانی نے یہ منطق پیش کی کہ "ما صلبوہ" کا معنی ہے کہ وہ انہیں صلیب پر مار نہ سکے، اِس سے صلیب پر ڈالے جانے کی نفی نہیں ہوتی، لیکن کوئی مرزائی مربی اس سوال کا جواب نہیں دیتا کہ اگر عربی میں یہ کہنا ہو کہ "فلاں کو صلیب پر نہیں ڈالا گیا" تو اس کے لئے "ماصلبوہ" بولا جاسکتا ہے یا نہیں؟، یا عربی میں اس کے لئے کیا جملہ بولا جائے گا؟ یا مثلاً ہماری زبان میں اگر کسی کے بارے میں یہ کہا جائے کہ "فلاں کو پھانسی نہیں دی گئی" تو کیا اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اُسے پھانسی گھاٹ پر لے جایا گیا، اس کے مُنہ پر کالا کپڑا ڈالا گیا، گلے میں رسّہ ڈالا گیا پھر تختہ کھینچا گیا لیکن اُسے موت نہیں آئی، اور اگر اُس کے ساتھ یہ سب کچھ نہ کیا جائے بلکہ رہا کردیا جائے تو اُس کے بارے میں یہ کہنا غلط ہوگا کہ "اُسے پھانسی نہیں دی گئی"؟۔

آمدم برسرِ مطلب! مرزا قادیانی سے پوچھا گیا کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ یہ سب کچھ کیا گیا، مارا پیٹا گیا، آپ کے اعضاء مبارکہ میں کیل لگائے گئے، سرِ عام آپ کی بے حرمتی کی گئی، تمام لوگوں نے یقین بھی کرلیا کہ آپ کی موت ہوچکی ہے تو پھر یہ بھی تسلیم کرلو (یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح) کہ صلیب پر آپ کی موت ہوچکی تھی، تو مرزا قادیانی نے ایک نیا جھوٹ بنایا اور کہا کہ تورات میں لکھا تھا "جو صلیب پر لٹکایا جائے وہ ملعون ہوتا ہے" (ملفوظات، جلد 2، صفحہ 278 اور سراج منیر، رخ 12 صفحہ 43)، تو اگر خدانخواستہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صلیب پر موت واقع ہوجاتی تو یہ لعنتی موت ہوتی، اللہ نے آپ کو لعنتی موت سے بچایا۔

اِس سے پہلے کہ ہم اِس پر بات کریں کہ کیا واقعی تورات میں یہ لکھا ہے کہ "ہر وہ شخص جو صلیب پر لٹکایا جائے لعنتی ہوتا ہے"، ہم ایک سوال کرنا چاہتے ہیں کہ خود مرزا قادیانی کے اقرار کے مطابق جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر ڈالا تھا اور جو موقع پر موجود تھے انہیں تو یہ یقین ہوگیا تھا کہ صلیب پر آپ کی موت ہوچکی ہے (قرآن کریم نے بھی یہودیوں کے حوالے سے صاف طور پر یہ بیان کیا ہے کہ اُن کا دعویٰ ہے کہ ہم نے مسیح علیہ السلام کو قتل کردیا ہے، اور بہت سے عیسائی فرقوں کا عقیدہ بھی یہی ہے) تو مرزا قادیانی انہیں کیسے یقین دلائے گا کہ حضرت مسیح علیہ السلام

لعنتی موت سے بچ گئے؟، واضح رہے کہ جیسے ہم نے پہلے بیان کیا ہے (بقول مستشرق جورج سیل اور انجیل برناباس) قدیم ترین عیسائی فرقے یہی عقیدہ رکھتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہرگز صلیب پر نہیں ڈالا گیا تھا، دوسری طرف ہمیں کوئی ایسا قدیم یہودی یا عیسائی فرقہ نہیں ملتا جس نے یہ کہا ہو کہ انہیں صلیب پر تو ڈالا گیا تھا لیکن ان کی موت نہیں ہوئی تھی صرف بے ہوش ہوئے تھے جسے لوگوں نے موت سمجھ لیا۔

اب آیئے مرزا قادیانی کے اِس جھوٹ کا جائزہ لیتے ہیں، اگرچہ موجودہ بائبل (عہد نامہ قدیم وجدید) ہرگز قابل اعتبار نہیں بلکہ خود باقرار مرزا محرّف ومبدّل ہے (چشمہ معرفت، رخ23، صفحہ 266)، لہذا اِس بائبل کے حوالے کسی کام کے نہیں، لیکن مرزا قادیانی نے اِس محرّف اور ناقابل اعتبار بائبل کے حوالے سے بھی یہ جھوٹ بولا ہے کہ اس میں یہ لکھا ہے کہ ''صلیب کی ہر موت لعنتی موت ہوتی ہے''، آیئے دیکھتے ہیں بائبل میں کیا لکھا ہے (ہمارے پیش نظر پاکستان بائبل سوسائٹی کا شائع کردہ بائبل کا اردو ترجمہ ہے):۔

''۲۲...... جب کوئی ملزم جس سے کوئی سنگین جرم سرزد ہوا ہو مار ڈالا جائے اور اُس کی لاش درخت سے لٹکائی جائے۔ ۲۳...... تو دیکھنا کہ اُس کی لاش رات بھر درخت پر لٹکتی نہ رہے۔ تُم اُسے اُسی دن دفن کر دینا کیونکہ جسے درخت پر لٹکایا جائے وہ خدا کی طرف سے ملعون ہوتا ہے لہذا تم اُس ملک کو ناپاک نہ کرنا جسے خداوند تمہارا خدا میراث کے طور پر تمہیں دے رہا ہے''۔

(استثناء، باب 21، آیات 22 تا 23، عہد نامہ قدیم)

آپ نے دیکھا کہ یہاں صاف طور پر اُس کا ذکر ہو رہا ہے جس سے ''کوئی سنگین جرم'' سرزد ہوا ہو جس کی پاداش میں اسے موت کی سزا دے کر مار ڈالا جائے، اس ''مجرم'' کی لاش کو قتل کرنے کے بعد (صلیب پر نہیں) بلکہ ''درخت'' پر لٹکانے کا ذکر ہے (یہ بھی نہیں کہا گیا کہ اُسے زندہ درخت پر لٹکایا جائے پھر اُس کے جسم میں کیل لگائیں جائیں اور اُسے درخت پر قتل کیا جائے)، معلوم ہوا کہ اگر کسی ''بے گناہ'' کو قتل کر کے اس کی لاش درخت پر لٹکائی گئی تو وہ ہرگز

''لعنتی موت'' نہیں ہوگی۔

اب ہم مرزا قادیانی اوراس کے پیروکاروں سے پوچھتے ہیں، کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام واقعی مجرم تھے؟ کیا اُنہوں نے واقعی کوئی ایسا گناہ کیا تھا جس کی سزا تورات کے مطابق موت تھی؟ کیا مرزا قادیانی کے نزدیک آپ کو پہلے قتل کیا گیا اور پھر آپ کی لاش کسی درخت کے ساتھ لٹکائی گئی؟ (واضح رہے کہ یہودیوں کے لکھے ہوئے عہد نامہ قدیم کی کتاب ''استثناء'' کی ان آیات میں درخت پر لٹکائے جانے والے کے ملعون ہونے کا کوئی ذکر نہیں، یہ صرف عیسائی بائبل میں ہے)۔

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ قرآن کریم نے یہودیوں کا یہ دعویٰ ذکر کیا ہے کہ ''**انا قتلنا المسیح عیسیٰ بن مریم رسول الله**'' کہ ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو قتل کر دیا اس کے ساتھ ''**صلبنا**'' (یعنی ہم نے صلیب پر لٹکا دیا) ذکر نہیں کیا جو اِس بات کی دلیل ہے کہ یہود نفسِ قتل پر فخر کرتے تھے اور ان کی نظر میں صلیب پر لٹکانے کی کوئی اہمیت نہیں تھی ورنہ اللہ تعالیٰ بھی ان کے اس دعوے کو یوں ذکر فرماتے کہ ''<u>ہم نے مریم کے بیٹے کو صلیب پر لٹکا کر لعنتی موت دیدی</u>'' اور پھر اس کی تردید یوں ہوتی کہ ''اللہ نے انہیں لعنتی موت سے بچایا اور صلیب سے زندہ اتار لیا''، پس جب وہ صلیب پر لٹکانے پر فخر ہی نہیں کرتے تو اسے ان کے نزدیک موجب طعن ولعنت سمجھنا صرف مرزائی تصوّر رہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اُن کے اِس دعوے کی تردید صرف ''**ماقتلوہ**'' سے فرمادی کہ انہوں نے ہرگز قتل نہیں کیا، آگے ''**ماصلبوہ**'' لا کر قرآن کریم یہی بتانا چاہتا ہے کہ قتل تو دُور کی بات وہ تو آپ علیہ السلام کو صلیب پر ڈال ہی نہ سکے، اگر کوئی کہے کہ یہودیوں کے نزدیک مطلق ''قتل کرنا'' بھی لعنتی موت تھی تو پھر قرآن کریم میں یہ بھی بیان ہے کہ ''**وقتلهم الانبیاء بغیر حق**'' کہ انہوں نے کئی انبیاء کو ناحق قتل کیا، خود مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ:

''حضرت یحییٰ علیہ السلام نے بھی یہودیوں کے فقیہوں اور بزرگوں کو سانپوں کے بچے کہہ کر ان کی شرارتوں اور کارسازیوں سے اپنا سر کٹوایا''۔

(ازالہ اوہام، رخ3، صفحہ 110)

ایک جگہ لکھا:۔

’’ولا یتفکرون ولا ینظرون الی أن یحییٰ قد قُتل ولحِق بالموتیٰ‘‘ وہ نہیں سوچتے اور نہیں دیکھتے کہ یحییٰ (علیہ السلام) کو قتل کیا گیا اور وہ مُردوں کے ساتھ مل گئے۔

(حمامۃ البشریٰ، رخ7، صفحہ 215)

تو کیا اُن تمام انبیاء کو (خاص طور پر حضرت یحییٰ علیہ السلام کو) جنہیں قتل کیا گیا (نعوذ باللہ) لعنتی موت ملی؟۔ کبرت کلمة تخرج من أفواهم ان یقولون الا کذباً۔

الغرض! مرزا قادیانی کے نزدیک یہودیوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کرنا، مجمع کے سامنے دو چوروں کے ساتھ صلیب پر ڈالنا، آپ کے اعضاء میں کیل لگانا، آپ کے جسم اطہر کی بے حرمتی کرنا یہ سب تو آپ علیہ السلام کی بے توقیری اور توہین نہیں، ہاں اگر آپ کی موت صلیب پر ہو جاتی تو یہ آپ کے لئے لعنتی موت ہوتی، اور اگر کوئی کہے کہ یہودی آپ علیہ السلام کے جسم اطہر تک پہنچ ہی نہ سکے، آپ کے جسم میں کیل تو کیا ایک کانٹا بھی نہ چبھو سکے تو مرزا قادیانی اور اس کی (ظلی بروزی) امت غصہ میں آ جائے۔ اِس عقل پر جتنا بھی رویا جائے کم ہے۔

اس پر اجماع ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی صلیب پر موت ہوگئی (مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی یہ ثابت کرنے کے لئے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب پر ڈالا گیا تھا یہود ونصاریٰ کا تواتر قومی بطور دلیل پیش کرتا ہے (جب کہ اس میں خود عیسائیوں میں اختلاف ہے) لیکن دوسری طرف لکھتا ہے:۔

’’یہود ونصاریٰ کا بالاتفاق اُن کی موت پر اجماع ہے اور تاریخی ثبوت بتواتر اُن کے مرنے پر شاہد ہے اور کتابوں میں بھی بطور پیشگوئی اُن کے مرنے کی خبر دی گئی تھی‘‘

(ازالہ اوہام حصہ اول، رخ3، صفحہ 225)

واضح ہو کہ یہاں مرزا صلیب پر مرنے پر اجماع کا ذکر کر رہا ہے، تو کیا مرزا قادیانی کا کوئی امتی بتا سکتا ہے کہ مرزا نے یہود ونصاریٰ کے اس اتفاق اور اجماع کو کیوں قبول نہ کیا؟۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء اور نزول من السماء پر اجماع امت کا ثبوت

کیا قرآن میں آپ کے جسم سمیت رفع الی السماء کا ذکر ہے؟ اور کیا کسی صحیح مرفوع متصل حدیث میں یہ ذکر ہے کہ آپ نے آسمان سے نازل ہونا ہے؟ کیا رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام امت اسلامیہ کا اجماعی عقیدہ ہے؟، یہ ہیں وہ سوال جو اکثر منکرین رفع ونزول اور خاص طور پر مرزا قادیانی کے پیروکار پیش کرتے ہیں، بلکہ وہ تو اپنے گُرو کی کتابوں سے اس کا یہ چیلنج بار بار پیش کرتے ہیں کہ:۔

’’ولن تجد لفظ السماء فی ملفوظات خیر الأنبیاء ولا فی کلم الأولین‘‘ اور تم آنحضرت ﷺ کی احادیث میں آسمان کا لفظ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کا لفظ۔ ناقل) ہرگز نہیں پاؤ گے اور نہ ہی یہ لفظ پہلے لوگوں (یعنی مرزا سے پہلے گذرے اکابرین امت۔ ناقل) کی باتوں میں ملے گا۔

(مکتوب احمد، رخ11، صفحہ 148)

’’کسی حدیث صحیح مرفوع متصل سے ثابت نہیں کہ عیسیٰ آسمان سے نازل ہوگا‘‘

(حقیقۃ الوحی، رخ22 صفحہ 47 حاشیہ)

تو آیئے ہم بغیر کسی طویل علمی بحث کے مختصر طور قرآن کریم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم اور روح کے ساتھ آسمان کی طرف رفع ثابت کرتے ہیں، نیز ہم صحیح مرفوع متصل احادیث سے آپ کے آسمان سے نازل ہونے کے الفاظ بھی دکھائیں گے، لیکن سب سے پہلے رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اجماع امت کے چند حوالے:۔

امام ابو محمد عبدالحق بن عطیہ اندلسیؒ (وفات 541ھ) اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

’’وأجمعت الأمة علی ما تضمنه الحدیث المتواتر من أن عیسیٰ علیه السلام فی السماء حي وأنه ینزل فی آخر الزمان‘‘ اور امت کا اس بات پر اجماع ہے جو

احادیث متواترہ میں وراد ہوئی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں زندہ ہیں اور آخری زمانہ میں نازل ہوں گے۔

(المحرر الوجیز فی تفسیر کتاب العزیز، جلد2 صفحہ 237، طبع وزارۃ الاوقاف قطر)

شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (وفات 852ھ) رقمطراز ہیں:۔

’’وأما رفع عیسیٰ فاتفق اصحاب الاخبار والتفسیر علی أنه رُفع ببدنه حیاً، وانما اختلفوا هل مات قبل أن یُرفع أو نام فرُفع‘‘ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کے بارے میں محدثین ومفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ کو جسم سمیت زندہ اٹھالیا گیا، ہاں اس میں اختلاف ہے کہ کیا رفع سے پہلے (کچھ دیر کے لئے۔ناقل) آپ کو موت دی گئی تھی یا آپ کو نیند کی حالت میں اٹھایا گیا (لیکن جسم سمیت زندہ اٹھائے جانے پر بہرحال اتفاق ہے)۔

(تلخیص الحبیر، جلد3، صفحہ 431، طبع مؤسسۃ قرطبہ)

علم کلام کے مشہور امام ابوالحسن الاشعریؒ (وفات 324ھ) لکھتے ہیں:۔

’’وأجمعت الأمة علی أن الله عزوجل رفع عیسیٰ الی السماء‘‘ امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا۔

(الابانة فی اصول الدیانة، صفحہ 35، طبع دار ابن زیدون۔ بیروت)

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ (وفات 728ھ) نے بھی امام ابوالحسن الاشعریؒ کی یہ بات نقل کی ہے، لکھتے ہیں:۔

’’وأجمعت الأمة علی أن الله عزوجل رفع عیسیٰ الیه الی السماء‘‘ امت کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھالیا۔

(بیان تلبیس الجهمیة، جلد4، صفحہ 457، طبع سعودیہ)

واضح رہے کہ یہ وہی امام تیمیہؒ ہیں جن کے بارے میں مرزا قادیانی نے جھوٹ لکھا ہے کہ وہ وفات مسیح کے قائل ہیں، مرزا کا یہ جھوٹ اور اس کی حقیقت آگے بیان ہوگی۔

مشہور مفسر علامہ شہاب الدین محمود آلوسی بغدادیؒ (وفات 1270ھ) آیت خاتم النبیین کی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

’’ولا یقدح فی ذلک ما اجمعت الأمة علیه واشتهرت فیه الأخبار ولعلها بلغت مبلغ التواتر المعنوی ونطق به الکتاب علی قول ووجب الایمان به وأکفر منکره کالفلاسفة من نزول عیسیٰ علیه السلام آخر الزمان لأنه کان نبیاً قبل تحلی نبینا صلی الله علیه وسلم بالنبوة فی هذه النشأة ......‘‘ (آنحضرت ﷺ کے آخری نبی ہونے پر) اس بات سے اعتراض نہیں وارد ہوسکتا جس پر امت کا اجماع ہے اور جس کے بارے میں بہت سی احادیث وارد ہیں جو متواتر معنوی کے درجہ کو پہنچتی ہیں اور ایک قول کے مطابق اللہ کی کتاب نے بھی یہ بیان کیا ہے اور اس پر ایمان لانا واجب ہے، اور اس کے منکر کو کافر کہا گیا ہے جیسا کہ فلاسفہ (وہ عقیدہ یہ ہے کہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آخری زمانہ میں نازل ہونا ہے (ان کے نازل ہونے سے اعتراض اس لئے نہیں ہوسکتا کہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو آپ ﷺ سے پہلے کے نبی ہیں۔

(تفسیر روح المعانی، جلد22، صفحہ 34، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

شیخ محمد بن احمد السفارینی رحمۃ اللہ علیہ (وفات 1188ھ) اپنی مشہور کتاب عقیدہ سفارینیہ میں لکھتے ہیں:۔

’’ومنها ای من علامات الساعة العظمیٰ العلامة الثالثة أن ینزل من السماء السید المسیح عیسیٰ بن مریم علیه السلام ونزوله ثابت بالکتاب والسنة واجماع الامة‘‘ قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے تیسری نشانی یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور آپ کا نزول کتاب وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

اور پھر اجماع امت کا بیان کرتے ہوئے لکھا:۔

’’وأما الاجماع فقداجمعت الامة على نزوله ولم يخالف فيه أحد من أهل الشريعة ، وانما انكر ذلك الفلاسفة والملاحدة ممن لا يُعتد بخلافه وقد انعقد اجماع الامة على أنه ينزل ‘‘ جہاں تک اجماع کا تعلق ہے تو امت کا آپ کے نزول پر اجماع ہے اور اہلِ شریعت میں سے کسی نے اس سے اختلاف نہیں کیا سوائے فلسفیوں اور ملحدین کے جن کے اختلاف کی کوئی وقعت نہیں کیونکہ امت کا اس پر اجماع ہے کہ آپ نازل ہوں گے۔

(لوامع الانوار البھیۃ المعروف بہ عقیدہ سفارینیہ، جلد2، صفحہ 94، طبع دمشق)

مرزا قادیانی کا اقرار

یہ تو تھے چند حوالہ جات امت اسلامیہ کے چند معروف اور قابل قدر اکابرین کے جن میں تیسری صدی ہجری کے اہل سنت کے امام ابوالحسن اشعریؒ بھی ہیں، اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ جیسے بھی ہیں جو مرزائی جماعت کے نزدیک بھی اپنے زمانے کے مجدد تھے، اب آیئے مرزا قادیانی کا اقرار بھی ملاحظہ فرمائیں جس میں وہ صاف طور پر تسلیم کرتا ہے کہ اس سے پہلے تیرہ صدیوں میں امت کا یہی عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں، چنانچہ اس نے کہا:۔

’’ایک دفعہ ہم دلی میں گئے تھے ہم نے وہاں کے لوگوں سے کہا کہ تم نے تیرہ سو (1300) برس سے یہ نسخہ استعمال کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدفون اور حضرت عیسیٰ کو زندہ آسمان پر پر بٹھایا یہ نسخہ تمہارے لئے مفید ہوا یا مضر اس سوال کا جواب تم خود ہی سوچ لو، ایک لاکھ کے قریب لوگ اسلام سے مرتد ہوگئے ہیں‘‘۔

(ملفوظات، جلد5، صفحہ 579)

ہمارا مقصد اس حوالے سے صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ مرزا قادیانی نے صاف اقرار کیا کہ اس سے پہلے 1300 سالوں سے مسلمانوں کا یہی عقیدہ چلا آرہا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں، لیکن یہاں اس بات کی طرف اشارہ بھی ضروری ہے کہ مرزا قادیانی نے حسب عادت یہاں بھی انتہائی بے شرمی کے ساتھ جھوٹ بولا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر

زندہ ہونے کا عقیدہ رکھنے کی وجہ سے ایک لاکھ مسلمان مرتد ہوگئے، شاید اس کا اشارہ ان لوگوں کی طرف ہو جو مرزائی ہوکر اور مرزا کو مسیح مان کر مرتد ہوگئے ورنہ امت اسلامیہ کی تاریخ گواہ ہے اور جیسا کہ مرزا نے بھی کہا کہ اس سے تیرہ سو سال پہلے سے مسلمانوں کا یہی عقیدہ چلا آرہا ہے لیکن ان تیرہ صدیوں میں ایسی کوئی بات نہیں ملتی کہ صرف یہ عقیدہ رکھنے کی وجہ سے لوگ مرتد ہوگئے ہوں، مرزا قادیانی کی اپنی ایک خود ساختہ منطق ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ مانا جائے تو اس کا مطلب ہے کہ انہیں خدا مان لیا گیا جس کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

مرزا قادیانی نے صراحت کے ساتھ ایک جگہ لکھا:۔

’’سو واضح ہو کہ اس امر سے دُنیا میں کسی کو بھی انکار نہیں کہ احادیث میں مسیح موعود کی کھلی کھلی پیشگوئی موجود ہے بلکہ قریباً تمام مسلمانوں کا اِس پر اتفاق ہے کہ احادیث کی رُو سے ضرور ایک شخص آنے والا ہے جس کا نام عیسیٰ بن مریم ہوگا اور یہ پیشگوئی بخاری اور مسلم اور ترمذی وغیرہ کتب حدیث میں اس کثرت سے پائی جاتی ہے جو ایک منصف مزاج کی تسلی کے لئے کافی ہے‘‘۔

(شہادۃ القرآن، رخ6، صفحہ 298)

پھر اسی کتاب میں تھوڑا آگے جا کر مرزا قادیانی نے یہ الفاظ لکھے:۔

’’واضح ہو کہ مسیح موعود کے بارے میں جو احادیث میں پیش گوئی ہے وہ ایسی نہیں ہے کہ جس کو صرف ائمہ حدیث نے چند روایتوں کی بناء پر لکھا ہو وبس بلکہ یہ ثابت ہوگیا ہے کہ یہ پیش گوئی عقیدہ کے طور پر ابتداء سے مسلمانوں کے رگ و ریشہ میں داخل چلی آتی ہے گویا جس قدر اس وقت روئے زمین پر مسلمان تھے اسی قدر اس پیش گوئی کی صحت پر شہادتیں موجود تھیں کیونکہ عقیدہ کے طور پر وہ اس کو ابتداء سے یاد کرتے چلے آتے تھے‘‘۔

(شہادۃ القرآن، رخ6، صفحہ 304)

مرزا قادیانی صاف لفظوں میں اقرار کر رہا ہے کہ حضرت مسیح بن مریم علیہما السلام کے نزول کے بارے میں احادیث میں جو خبر دی گئی ہے وہ ابتداء سے مسلمانوں کے اندر عقیدے کے طور

پر چلی آ رہی ہے اور تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے، اگر چہ مرزا نے یہاں بھی ''مسیح موعود'' کا لفظ لکھ کر ڈنڈی ماری ہے کیونکہ احادیث میں کسی ''مسیح موعود'' کا ذکر نہیں بلکہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا نام مذکور ہے اور انہی کے نزول کا عقیدہ ابتداء سے مسلمانوں میں چلا آ رہا ہے۔

مرزا قادیانی کے مسیح موعود ہونے کے دعوے کی بنیاد احادیث پر نہیں

یہاں یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ مرزا قادیانی نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس نے جو مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اس کی بنیاد وہ احادیث نہیں جن کے اندر مسیح بن مریم کے آنے کی خبر دی گئی ہے، چنانچہ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

''پھر مولوی ثناء اللہ صاحب کہتے ہیں کہ آپ کو مسیح موعود کی پیش گوئی کا خیال کیوں دل میں آیا آخر وہ حدیثوں سے ہی لیا گیا ہے پھر حدیثوں کی اور علامات کیوں قبول نہیں کی جاتیں یہ سادہ لوح یا تو افتراء سے ایسا کہتے ہیں اور یا محض حماقت سے اور ہم اِس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعویٰ کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی''۔

(اعجاز احمدی، رخ19، صفحہ 140)

قرآن کریم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم سمیت رفع الی السماء کا ثبوت

اب آیئے مختصر طور پر قرآن کریم کی ایک آیت کا مطالعہ کرتے ہیں جس سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسم سمیت آسمان پر اٹھالیا، پھر ہم اس کے بعد صحیح مرفوع متصل احادیث پیش کریں گے جن کے اندر صریح طور یہ الفاظ ہیں کہ وہ آسمان سے نازل ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بنی اسرائیل (یہود) پر لعنت کے اسباب کا ذکر فرماتے

ہوئے ایک وجہ یہ بیان فرمائی:۔

﴿وقولهم انا قتلنا المسيح عيسىٰ ابن مريم رسول الله وماقتلوه وماصلبوه ولكن شُبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه مالهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقيناً . بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزا حكيما﴾ اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم کو قتل کیا جو اللہ کا رسول تھا، حالانکہ انہوں نے نہ اسے قتل کیا نہ سولی پر چڑھایا لیکن ان کو اشتباہ ہوگیا اور جن لوگوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا ہے وہ بھی دراصل شک میں مبتلا ہیں ان کے پاس بھی اس معاملہ میں کوئی یقین نہیں ہے محض گمان ہی کی پیروی ہے، انہوں نے یقیناً انہیں قتل نہیں کیا۔ بلکہ انہیں اللہ نے اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔(النساء: آیات 157 تا158)۔

بغیر کسی تفصیل میں جائے اگر ان آیات کے صرف ظاہری معنیٰ پر غور کیا جائے تو یہ بات سمجھ آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ یہود کے اس دعوے کی تردید فرما رہے ہیں کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو قتل کر دیا تھا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انہوں نے نہ قتل کیا اور نہ ہی سولی پر چڑھایا، اور قتل سے بچانے کا انتظام یہ فرمایا کہ ''رفعه الله اليه'' کہ اللہ نے اٹھالیا انہیں اپنی طرف، اب سوال ہوتا تھا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کسی انسان کو جسم سمیت اٹھالیا جائے؟ تو اس کا جواب بھی دے دیا کہ اللہ عزیز یعنی غالب ہے اس کے ہاں کوئی چیز ناممکن نہیں، پھر یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کا رفع کیوں کیا؟ تو اس کا جواب بھی دے دیا کہ اللہ حکمت والا ہے، اس میں بھی اس کی حکمت تھی۔

ان آیات میں ایک بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام مع لقب کے ذکر کیا گیا ''**المسيح عيسىٰ** بن مریم'' اس کے بعد واحد غائب کی ضمیروں سے ان کی طرف اشارہ کیا گیا(**ماقتلوه ...... ماصلبوه ...... وما قتلوه يقينا...... بل رفعه الله**) یہ سب[ه] کی ضمیریں لوٹ رہی ہیں ان عیسیٰ بن مریم کی طرف جنہیں یہود نے قتل کرنے کی کوشش کی، اور ظاہر

ہے وہ عیسیٰ بن مریم صرف روح نہیں تھے بلکہ روح اور جسم کا مرکب تھے، یہود نے آپ کے جسم کو ہی قتل کرنے کا دعویٰ کیا تھا، لہذا آگے تمام ضمیریں بھی اسی جسم اور روح کے مرکب کی طرف لوٹ رہی ہیں ان میں **بل رفعه الله** کی ضمیر بھی ہے کہ اللہ نے انہی عیسیٰ بن مریم کو اپنی طرف اٹھالیا جنہیں وہ قتل کرنا چاہتے تھے اور اللہ نے **بل رفعه الله** سے ان کے اس دعوے کی تردید کی، یعنی اللہ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ یہود جس جسم کو قتل کرنے کے مدعی ہیں اللہ نے اس جسم کو اپنی طرف اٹھالیا، اگر یہاں یہ معنی کیا جائے کہ اللہ نے ان کی روح اپنی طرف اٹھالی تو پھر معنی ٹھیک نہیں بنتا کیونکہ ترجمہ یوں ہوگا ''اور انہوں نے یقیناً انہیں قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان کی روح کو اپنی طرف اٹھالیا'' مطلب یہ ہوگا کہ یہود تو انہیں قتل نہ کر سکے لیکن اللہ نے خود انہیں مار کر ان کی روح اپنی طرف اٹھالی، اس طرح یہ یہود کی تردید کے بجائے تائید ہوگی وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ چلو ہمارا مقصد تو انہیں مارنا تھا اور وہ مقصد پورا ہوگیا اللہ نے خود انہیں موت دے کر ان کی روح اٹھالی۔

یہاں یہ بات بھی نہیں کہی جاسکتی کہ اللہ نے اس وقت تو عیسیٰ علیہ السلام کو قتل ہونے سے بچالیا اور [بل رفعه الله] میں جس رفع کا ذکر ہے یہ اس کے 87 سال بعد ہوا، کیونکہ یہاں [بـل] کے ساتھ اس سے پہلے والی بات کی تردید کی گئی ہے (اسے بـل اضرابیہ کہتے ہیں) اور پھر [بل] کے بعد [رفعه] فعل ماضی کا صیغہ لایا گیا ہے جو اس طرف اشارہ ہے کہ یہود کے آپ کو قتل کے ارادے سے گرفتار کرنے سے پہلے ہی آپ کا رفع ہو چکا تھا۔

شامی عالم شیخ محمد رمضان بوطیؒ کی ایک لاجواب تحریر

یہاں ہم ملک شام کے معروف عالم شیخ محمد رمضان البوطیؒ کی کتاب ''کبـــــــریٰ الیـقـینـیـات الـکـونیة'' سے ایک اقتباس پیش کرتے ہیں جس میں انہوں نے مصری عالم شیخ شلتوت کے انکارِ رفع ونزول کے موقف اور تاویلات فاسدہ پر سخت تنقید کرتے ہوئے یہ آیت بڑے سادہ اور آسان فہم انداز میں سمجھائی ہے، شیخ بوطیؒ نے دریا کو کوزے میں بند کردیا ہے، اقتباس تھوڑا طویل ہے لیکن اسے جب تک پورا نہ پڑھا جائے بات سمجھ نہیں آئیگی، لکھتے ہیں:۔

''فأما عقل العاقل الذى يفهم الكلام العربى عن طريق قواعد اللغة العربية ودلالتها فهو يفهم من قوله تعالىٰ [وما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه] ان الله عزوجل اخفىٰ نبيه عنهم بأن رفعه الى سماء ه فلم يقعوا منه على شيء يقتلونه او يصلبونه ، يدلک على هذا المعنى الفاظ الآية ودلالتها اللغوية، وضرورة التقابل الذى ينبغي أن يكون بين ما قبل بل وما بعدها ، فليس لک أن تقول وأنت عربي : لستُ جائعاً بل أنا مضطجع، وانما تقول : لستُ جائعاً بل أنا شعبان ، وليس لک أن تقول : ما مات خالد بل هو رجل صالح ، وانما تقول : ما مات خالد بل هو حي ، وليس لک أن تقول : ما قُتل الامير بل هو ذو درجة عالية عند الله ،لأن كونه ذو درجة عالية عند الله لاينافي أن يُقتل ، وانما تأتى بل لابطال ما قبلها بدليل مما بعدها، لا جرم اذاً معنى الآية : ماقتله اليهود كما زعموا بل ان الله استلبه من بينهم ورفعه الى السماء ، ولكن الشيخ شلتوت يأبى ان يكون الا ان يكون المعنى: ما قتلوه ، بل رفع الله درجته اليه ، وذلک على الرغم من أنف القواعد العربية ودلالتها وعلى الرغم من أنف العرب والمفسرين كلهم ، ولک ان تسأل أمثال الشيخ شلتوت وهم يذهبون فى تفسير الآية هذا المذهب : فما معنى [اليه] فى الآيةمادام ان الرفع هو رفع الدرجة؟ هل المعنى أن الله جعله الٰهاً مثله؟، اذ لا معنى لقولک : ان الله رفع مقام فلان اليه ، الا أنه جعله فى مرتبته؟ ، ثم ما معنى تقييد رفع الدرجة بحال قصد الصلب أو القتل؟ أولم يكن مرفوع الدرجة قبل ذلک؟ ، أسئلة لا جواب عليها ، الا استجرار الكلام والتأويل التى لا معنى لها ، خدمة لما استقرّ فى نفوسهم من مرض انكار الخوارق والمعجزات ......'' ترجمہ: وہ عقل مند آدمی جو عربی کلام اور اس کے قواعد و دلالات کی سمجھ بوجھ رکھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے قول ﴿**وما قتلوه يقينا بل**

رفعه الله اليه﴾ سے بخوبی سمجھ لیتا ہے کہ اللہ نے ان (یہود) سے اپنے نبی کو اس طرح چھپایا کہ آپ کو آسمان پر اٹھالیا وہ آپ کی گرد کو بھی نہ پا سکے کہ آپ کو قتل کر سکتے یا صلیب پر ڈال سکتے، یہ معنی ومفہوم اس آیت کریمہ کے الفاظ اور اس کی لغوی دلالت سے اور حرف [بل] کے ماقبل ومابعد میں تقابل کو مدنظر رکھتے ہوئے سمجھ آتا ہے۔ اگر آپ عربی ہیں تو آپ یوں نہیں کہیں گے کہ ''میں بھوکا نہیں ہوں بلکہ میں لیٹا ہوا ہوں''، بلکہ یوں کہیں گے ''میں بھوکا نہیں ہوں بلکہ میرا پیٹ بھرا ہوا ہے''، یا آپ یوں نہیں کہیں گے کہ ''خالد کی موت نہیں ہوئی بلکہ وہ نیک آدمی ہے''، بلکہ یوں کہیں گے ''خالد کی موت نہیں ہوئی بلکہ وہ زندہ ہے''، یا آپ یوں نہیں کہیں گے کہ ''بادشاہ کو قتل نہیں کیا گیا بلکہ وہ اللہ کے ہاں اونچے مرتبہ پر فائز ہے''، کیونکہ اللہ کے ہاں بلند درجہ پر فائز ہونا بادشاہ کے قتل کے منافی نہیں جبکہ حرف ''بل'' اپنے مابعد کے ساتھ اپنے ماقبل کی نفی کرنے اور اسے باطل کرنے کے لئے آتا ہے۔ تو لازمی طور پر اس آیت کا یہی معنی ہے کہ یہود نے آپ کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان کے درمیان میں سے آپ کو آسمان پر اٹھالیا، لیکن شیخ شلتوت بضد ہیں کہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ: یہود نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان کا درجہ اپنی طرف بلند کر دیا۔ ان کا بیان کردہ یہ مفہوم عرب اور عربی زبان کے قواعد اور تمام مفسرین کے مخالف ہے، شیخ شلتوت جیسوں سے یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ اگر رفع الیہ سے مراد درجہ کا رفع ہے تو پھر کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرح خدا بنالیا؟ کیونکہ اگر یہ کہا جائے کہ اللہ نے فلاں کا مقام ومرتبہ اپنی طرف بلند کر لیا تو اس کا سوائے اس کے اور کوئی مطلب نہیں بنتا کہ اللہ نے اس کا مرتبہ اپنے جیسا اور اپنے برابر کر لیا، پھر یہود کے قتل وصلب کے ارادے کے ساتھ درجات کی بلندی کو مقیّد کرنے کا کیا مطلب؟ کیا آپ کے درجات اس سے پہلے بلند نہ تھے؟ یہ ایسے سوالات ہیں جن کا کوئی جواب نہیں سوائے لایعنی تاویلات کے، ان تاویلات کا سبب (شیخ شلتوت وغیرہ) کا خوارق اور معجزات کا منکر ہونا ہے۔

(کبری الیقینیات الکونیہ، صفحات 330و331، دار الفکر، دمشق)

نوٹ: شیخ بوطیؒ نے ایک اور بڑی اہم بات بھی لکھی ہے، ان کا کہنا ہے کہ الازہر کے بعض علماء نے جو شیخ شلتوت کے مرض الوفات کے ایام میں آپ کے ساتھ رہتے تھے انہیں بتایا تھا کہ شیخ شلتوت نے اپنے آخری ایام میں ان تمام نظریات سے رجوع کر لیا تھا جو وہ امت اسلامیہ سے ہٹ کر رکھتے تھے اور انہوں نے اپنے تمام پرانے اوراق اور کتب کو جلا دیا تھا خاص طور پر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول کے بارے میں اپنے موقف سے تائب ہو گئے تھے اور جمہور اہل سنت کے موقف کی طرف رجوع کر لیا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(کبری الیقینیات الکونیة، صفحہ 331 حاشیہ)

نتیجہ یہ کہ ان آیات میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے جسم اور روح سمیت رفع کا صاف بیان ہے۔

رفع الی اللہ کا مطلب آسمان کی طرف رفع کیسے؟

اب رہی یہ بات کہ اللہ کی طرف اٹھائے جانے کا مطلب آسمان پر اٹھایا جانا کیسے ہو گیا؟ تو آیئے اس کا جواب مرزا قادیانی سے لیتے ہیں، اس نے ایک جگہ ''**رافعک الي**'' کا مطلب یوں بیان کیا ہے:۔

''**رافعک الیّ** کے یہی معنی ہیں کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے تو ان کی روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی''۔

(ازالہ اوہام حصہ اول، رخ 3، صفحات 234، 235)

یہاں نہ جانے مرزا نے ''روح'' کس لفظ کا ترجمہ کیا ہے؟ لیکن اس نے ''الیّ'' کا ترجمہ آسمان کی طرف اٹھایا جانا کیا، اب ایسا ہی لفظ ''الیہ'' ہماری پیش کردہ آیت میں بھی ہے تو اس کا مطلب آسمان کی طرف اٹھایا جانا کیوں غلط ہے؟۔

اسی کتاب میں اس سے پہلے مرزا نے یہ بھی لکھا ہے کہ:۔

''بلکہ صریح اور بدیہی طور پر سیاق وسباق قرآن شریف سے ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت

عیسیٰ کے فوت ہونے کے بعد اُن کی روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی‘‘۔

(ازالہ اوہام حصہ اول، رخ 3، صفحہ 233)

مرزا قادیانی کا اصرار ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم کا رفع نہیں ہوا بلکہ صرف روح کا رفع ہوا (جس پر اس کے پاس کوئی دلیل نہیں، اور پھر روح کا رفع مراد لیا جائے تو اس میں اللہ تعالیٰ کو خصوصی طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح کا ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ روح تو ہر ایک مرنے والے کی اٹھائی جاتی ہے)، لیکن مرزا قادیانی یہ مانتا ہے کہ رفع آسمان کی طرف ہوا اور وہ یہ لکھ رہا ہے کہ یہ بات قرآن شریف سے ثابت ہے، اب ہمارا جواب یہ ہے کہ جیسے مرزا قادیانی نے [رافعک الی] میں روح کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا ثابت کیا ہے ویسے ہی ہم بھی [رفعہ اللہ الیہ] میں جسم کا آسمان کی طرف رفع ثابت کرتے ہیں، جو جواب تم دو گے وہی ہماری طرف سے سمجھ لو، آسمان کی طرف اٹھایا جانا تو مرزا بھی قرآن سے ثابت کر رہا ہے۔

محترم دوستو! ہم نے بغیر کسی لمبی چوڑی تاویلات کے قرآن کریم کی آیت سے ثابت کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہی عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کا اپنی طرف رفع کر لیا جنہیں یہود قتل کرنے کا ارادہ رکھتے تھے، اور اللہ کی طرف رفع کا مطلب خود مرزا قادیانی کی تحریروں سے آسمان کی طرف اٹھایا جانا بھی ثابت کر دیا اس طرح قرآن کریم سے ثابت ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسم و روح کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھا لیا گیا۔

یہاں ایک اور نہایت اہم بات کی طرف توجہ دلانا بھی ضروری ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم نے یہود و نصاریٰ کے تقریباً تمام کفریہ اور مشرکانہ عقائد کا صریح الفاظ کے ساتھ ردّ کیا ہے، یہود کا یہ کہنا تھا کہ حضرت عزیر علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں اور عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کی ابنیت کے قائل تھے، قرآن نے دونوں کی صاف لفظوں میں تردید فرمائی، عیسائیوں کے عقیدہ تثلیث کا ردّ بھی قرآن نے صریح الفاظ میں کیا، عقیدہ کفارہ کی نفی ﴿ما صلبوہ﴾ سے کر دی کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام مصلوب ہوئے ہی نہیں ہوئے تو ان کے کفارہ بننے کا عقیدہ چہ معنی

دارد؟، یہود کا دعویٰ تھا کہ ہم نے مسیح علیہ السلام کو قتل کر دیا تو اس کی تردید بھی ﴿ما قتلوہ﴾ کے ساتھ کر دی گئی، لیکن ایک عیسائی عقیدہ ایسا تھا جس کی تردید قرآن کریم نے نہ صراحتاً کی اور نہ اشارتاً، وہ یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسم سمیت آسمان پر اٹھا لیا گیا جسے ہم رفع سے تعبیر کرتے ہیں، پورا قرآن کریم پڑھ جائیے، احادیث کا پورا ذخیرہ چھان مارئیے آپ کو کہیں نہیں ملے گا کہ عیسائیوں کے عقیدہ رفع مسیح الی السماء کا رد کہیں کیا گیا ہو بلکہ ﴿بل رفعہ اللہ الیہ﴾ کے الفاظ کے ساتھ اس کا اثبات کیا گیا ہے، اگر عیسائیوں کا یہ عقیدہ بھی غلط اور بقول مرزا قادیانی عظیم شرک ہوتا تو پھر کوئی وجہ نہ تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل یا مصلوب ہونے کے یہودی و عیسائی عقیدہ کی نفی کی طرح رفع الی السماء کی نفی بھی نہ کی جاتی بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن نے نفی کے بجائے ایسے الفاظ بولے جن سے رفع کا اثبات ہوتا ہے، علاوہ ازیں اگر اس رفع سے روح یا درجات کا رفع مراد ہوتا تو بھی قرآنی اسلوب کا تقاضا تھا کہ صاف طور پر روح یا درجات کا ذکر بھی ہوتا تا کہ رفع کے لفظ سے کسی قسم کا شک نہ پیدا ہوتا اور عیسائی عقیدہ کی تردید ہو جاتی۔

اب رہ گئی آخری مرزائی تاویل وہ یہ کہ یہاں رفع سے مراد درجات کی بلندی ہے معنی یہ ہے کہ اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درجات بلند کر دیے تو یہ تاویل بھی یہاں نہیں چل سکتی کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو پہلے ہی سے اونچے درجے پر فائز تھے کیا نبوت کے بعد بھی کوئی درجہ ہوتا ہے؟ نبوت کے بعد تو پھر خدائی رہ جاتی ہے اس لئے یہاں درجات کی بلندی مراد لینا منصب نبوت کی توہین ہے، نیز کیا رفع درجات صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہوا دیگر انبیاء کا نہیں ہوا؟، سورۃ النساء کی انہی آیات سے پہلے یہ بھی ذکر ہے کہ یہود نے کچھ انبیاء کو ناحق قتل بھی کیا تھا [وقتلھم الانبیاء بغیر حق] لیکن وہاں رفع کا ذکر نہیں، تو کیا ان انبیاء کے درجات بلند نہ کیے گئے تھے؟ تو پھر خصوصیت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے رفع کا ذکر کیوں کیا گیا؟۔

ایک مرزائی مغالطہ

یہاں مرزائی ایک اور سوال بھی کرتے ہیں کہ قرآن کریم ایک اور نبی حضرت ادریس

علیہ السلام کے بارے میں بھی کہتا ہے ﴿ورفعناہ مکاناً علیاً﴾ اور ہم نے ان کا رفع ایک بلند جگہ پر کیا۔(مریم:56،57) تو وہاں تم جسم کا رفع کیوں مراد نہیں لیتے؟،اس مغالطے کا جواب یہ ہے کہ اہل علم حضرات خوب جانتے ہیں کہ عربی زبان میں ایک لفظ کے کئی معانی آتے ہیں، کوئی معنیٰ حقیقی ہوتا ہے تو کوئی مجازی، کوئی اصطلاحی ہوتا ہے تو کوئی لغوی، قرآن کریم میں بھی کئی ایسے الفاظ موجود ہیں جن کا معنیٰ ایک جگہ ایک ہے تو دوسری جگہ دوسرا، ایک جگہ حقیقی ہے تو دوسری جگہ مجازی، کہیں اصطلاحی ہے تو کہیں لغوی، اب قرآن کریم میں کس جگہ کسی خاص لفظ کا معنیٰ حقیقی ہے اور کہاں مجازی یا کہاں اصطلاحی ہے اور کہاں لغوی، یا کہاں ایک معنیٰ ہے اور کہاں دوسرا، یہ ہمیں لغت کی کتابوں میں نہیں ملے گا بلکہ یہ نبی کریم ﷺ کی احادیث، اقوال صحابہ وتابعین اور ائمہ تفسیر سے نسل در نسل نقل ہوتی ہوئی تفاسیر میں ملے گا، یہ سب بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اکثر جماعت مرزائیہ کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ اگر فلاں آیت میں کسی لفظ کا مسلمان ایک ترجمہ کرتے ہیں تو اسی لفظ کا دوسری جگہ وہی ترجمہ کیوں نہیں کرتے؟ اگر **رفع** کا مفہوم ایک جگہ جسم سمیت بلند کرنا یا اٹھانا لیتے ہیں تو قرآن میں دوسری جگہ اس کا معنیٰ درجات کی بلندی کیوں لیتے ہیں؟ اگر **توفّی** کا ترجمہ ایک جگہ حقیقی یعنی کسی چیز کا پورا پورا لینا کرتے ہیں تو دوسرے مقامات پر اس کا مجازی معنیٰ یعنی موت کیوں کرتے ہیں؟ وغیرہ، تو یہی قادیانی مغالطہ یہاں بھی دیا جاتا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے رفع کا معنیٰ جسم سمیت آسمان پر اٹھانا کرتے ہو تو یہی لفظ حضرت ادریس علیہ السلام کے لئے بھی قرآن میں آیا ہے تو وہاں اس کا معنیٰ جسم سمیت آسمان پر اٹھایا جانا کیوں نہیں کیا جاتا، اگرچہ جیسا بیان ہوا یہ ضروری نہیں کہ ایک لفظ کا مفہوم یا ترجمہ تمام جگہ پر ایک ہی ہو، لیکن ہم یہاں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ حضرت ادریس علیہ السلام کے جسم سمیت آسمان پر اٹھائے جانے کا ذکر بھی کتب تفسیر میں موجود ہے، آیئے دیکھتے ہیں:۔

امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ جنہیں مرزا غلام احمد نے رئیس المفسرین اور نہایت ثقہ اور ائمہ حدیث میں سے لکھا ہے (رخ جلد 5 صفحہ 168 اور رخ جلد

23 صفحہ 261 حاشیہ) یہ رئیس المفسرین اپنی تفسیر طبری میں اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

''ورفعناہ مکاناً علیا، قال بعضهم رفع الى السماء السادسة وقال آخرون الرابعة'' بعض نے کہا ہے کہ انہیں چھٹے آسمان پر لے جایا گیا، لیکن دوسروں نے کہا ہے کہ انہیں چوتھے آسمان پر لے جایا گیا۔اس کے بعد امام طبریؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے مختلف روایات ذکر کی ہیں جن میں صاف طور پر مذکور ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام کو زندہ آسمان پر لے جایا گیا۔

(تفسیر طبری، جلد15، صفحات 562 ومابعد، طبع دار ہجر)

حافظ ابن کثیر رحمة الله علیه، جو مرزائیوں کے نزدیک اپنے زمانے کے مجدد تھے(حوالہ کے لئے دیکھیں مرزائی کتاب: عسل مصفیٰ، صفحات 162 تا 165) انہوں نے اپنی تفسیر میں اس آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت مجاہد، حضرت ضحاک رحمہم اللہ سے روایات بیان کی ہیں جن میں ہے کہ اللہ نے حضرت ادریس علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھایا۔

(تفسیر ابن کثیر، جلد5، صفحہ 241، طبع دار طیبہ، سعودیہ)

امام فخر الدین رازی رحمة الله علیه، یہ بھی قادیانیوں کے مسلمہ چھٹی صدی ہجری کے مجدد تھے(بحوالہ عسل مصفیٰ)، انہوں نے اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ اس میں حضرت ادریس علیہ السلام کے جس رفع کا ذکر ہے اس میں دو قول ہیں، ایک یہ کہ اس سے رفع منزلت ومرتبہ مراد ہے جیسے آنحضرت ﷺ کے بارے میں آیت **ورفعنا لک ذکرک** میں بیان ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ **''ان المراد به الرفعة فی المكان الى موضع عال وهذا أولى، لأن الرفعة المقرونه بالمكان تكون رفعة فی المكان لا فی الدرجة''** دوسرا قول یہ ہے کہ اس رفع سے مراد ایک بلند جگہ پر اٹھایا جانا ہی ہے اور یہ قول زیادہ بہتر ہے، کیونکہ جب رفع کا لفظ مکان کے ساتھ آئے تو اس سے مراد کسی جگہ کی بلندی ہی ہوتا ہے نہ کہ درجہ میں بلندی۔ (تفسیر کبیر)، آگے امام رازی نے حضرت ابن عباس اور حضرت کعب رضی اللہ عنہم کی وہی روایت

ذکر کی ہے جس میں حضرت ادریس علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کا ذکر ہے۔

(تفسیر کبیر، جلد 21، صفحہ 234، دارالفکر بیروت)

نـــــوٹ: امام رازی نے صاف طور پر لکھ دیا کہ جہاں رفع کے ساتھ مکان کا لفظ ہو وہاں رفع درجات مراد ہو ہی نہیں سکتا۔

امام شمس الدین محمد بن احمد قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی تفسیر (قرطبی) میں اس آیت کے تحت حضرت ابن عباس وحضرت کعب رضی اللہ عنہم کی وہی روایت ذکر کی ہے جس میں حضرت ادریس علیہ السلام کے جسم سمیت آسمان پر اٹھائے جانے کا ذکر ہے۔

یہی بات تفسیر **روح المعانی، تفسیر در منثور، الخصاص الکبری للبیھقی، تفسیر معالم التنزیل، فتح الباری، عمدۃ القاری، مرقات شرح مشکوۃ وغیرہ** میں صراحت کے ساتھ مذکور ہے کہ ان کو زندہ جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھایا گیا (طلب کرنے پر حوالے پیش کیے جاسکتے ہیں)۔

ایک مرزائی احمقانہ سوال

مرزائی مربی یہاں لاجواب ہو کر یہ سوال کرتے ہیں کہ پھر یہ بھی مانو کہ حضرت ادریس علیہ السلام بھی آسمان پر زندہ ہیں اور انہوں نے نازل ہونا ہے، تو اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ ہمارے ذمے صرف یہ ثابت کرنا تھا کہ حضرت ادریس علیہ السلام کو جسم سمیت زندہ آسمان پر اٹھایا گیا اور یہ ثابت کر دیا ہے، ان کے دوبارہ نازل ہونے کا ذکر کہیں نہیں کیا گیا، ہوسکتا ہے اللہ نے بعد میں انہیں زمین پر واپس بھیج دیا ہو، جبکہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے قربِ قیامت دوبارہ نازل ہونے کی احادیث متواترہ میں صراحت ہے۔

الغرض! یہ بات کہ حضرت ادریس علیہ السلام کے رفع سے مراد کسی نے بھی جسمانی رفع نہیں لیا غلط ہے بلکہ ان کے جسمانی رفع کا ذکر تفاسیر میں وضاحت کے ساتھ ہے نیز مرزا قادیانی نے بھی اس کا اقرار ان الفاظ میں کیا ہے، چنانچہ لکھتا ہے:۔

"بائبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کی رو سے جن دو نبیوں کا اسی وجودِ عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے وہ دو نبی ہیں ایک یوحنّا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے، دوسرے مسیح بن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔ ان دونوں نبیوں کی نسبت عہد قدیم اور جدید کے بعض صحیفے بیان کر رہے ہیں کہ وہ دونوں آسمان کی طرف اٹھائے گئے"۔

(توضیح مرام، رخ 3، صفحہ 352، یہ حوالہ مرزا کی علمی قابلیت کے ضمن میں بھی گذر چکا ہے)

ہم اس سے قطع نظر کہ قرآن کریم اور مسلمانوں کی احادیث کی کتابوں میں آنحضرت ﷺ کا اسی وجود عنصری کے ساتھ معراج کی رات آسمان پر جانا بھی ثابت ہے جو مرزا نے ذکر نہیں کیا، یہاں صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مرزا بھی مانتا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام کا جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا بائبل اور ہماری کتابوں میں مذکور ہے۔

مرزا نے اپنی اس تحریر میں "یوحنّا، ایلیا اور ادریس ایک ہی نبی کے نام بتائے ہیں جو کہ اس کی جہالت کا اعلیٰ قسم کا نمونہ ہے۔

رفع کا معنیٰ مرزا بشیر الدین محمود سے

دوسرا مرزائی خلیفہ مرزا محمود اپنی (نام نہاد) تفسیر کبیر میں لکھتا ہے:۔

"رفع کا لفظ جب اجسام کے لئے استعمال ہو تو کبھی اس کے معنی ان کو ان کی اصل جگہ سے بلند کرنے کے ہوتے ہیں اور کبھی درجہ اور فضیلت دینے کے"۔

(تفسیر کبیر مرزا بشیر الدین محمود قادیانی، جلد 3 صفحہ 361)

مرزا قادیانی کی علمی قابلیت کا ایک نمونہ

مرزا قادیانی نے **﴿بل رفعہ اللہ الیہ﴾** میں رفع کا ایک من گھڑت معنیٰ بھی لکھا ہے جو نہ کسی لغت میں ہے اور نہ کسی عرب کے دماغ میں اس کا خواب وخیال گذرا، لکھتا ہے:۔

"جاننا چاہیے کہ اس جگہ رفع سے مراد وہ موت ہے جو عزت کے ساتھ ہو"

(ازالہ اوہام حصہ دوم، رخ جلد 3، صفحہ 423)

کیا مرزا قادیانی کا کوئی پیروکار لفظ ''رفع'' کا معنیٰ ''عزت کی موت'' ثابت کرسکتا ہے؟۔

احادیث نبویہ میں آسمان سے نازل ہونے کے الفاظ

اب آیئے مرزا غلام احمد قادیانی کے مشہور زمانہ اس چیلنج کا جائزہ لیتے ہیں جس میں اس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ:۔

''کسی صحیح مرفوع متصل سے ثابت نہیں کہ عیسیٰ آسمان سے نازل ہوگا''۔

(حقیقۃ الوحی، رخ 22، صفحہ 47)

ایک اور جگہ یوں جھوٹ بولا:۔

''ولن تجد لفظ السماء فی ملفوظات خیر الانام ولا فی کلم الاولین''

تم آسمان کا لفظ نہ تو آنحضرت ﷺ کی احادیث میں پاؤ گے اور نہ ہی پہلے لوگوں کے کلام میں۔

(مکتوب احمد، رخ 11، صفحہ 148)

جہاں تک مرزا کے اس جھوٹ کا تعلق ہے کہ آسمان سے نازل ہونے کا ذکر پہلے لوگوں کے کلام میں نہیں ملتا، تو اس کا جواب تو خود مرزا نے ہی ایک اور جگہ دے دیا ہے اور اپنا جھوٹا ہونا خود ثابت کردیا ہے، لکھتا ہے:۔

''مگر مجھ سے پہلے جو علماء اپنی اجتہادی غلطی سے ایسا خیال کرتے رہے کہ ابن مریم آسمان سے آئے گا وہ خدا کے نزدیک معذور ہیں ان کو بُرا نہیں کہنا چاہیے ان کی نیتوں میں فساد نہیں تھا بوجہ بشریت بھول گئے کیونکہ ان کو علم نہیں دیا گیا تھا''

(دافع البلاء، رخ 18، صفحہ 236)

ہم یہاں اس پر بحث نہیں کریں گے کہ غلطی کس نے کی، پوری امت مسلمہ نے یا تیرہ سوسال بعد پیدا ہونے والے مرزا قادیانی نے؟، یہ حوالہ پیش کرنے کا ہمارا مقصد صرف یہ بتانا ہے کہ مرزا قادیانی بقلم خود یہ تسلیم کرتا ہے کہ اس سے پہلے علماء کا یہ خیال تھا کہ ابن مریم آسمان سے

نازل ہوں گے، تو پھر اس نے یہ جھوٹ نہ جانے کیوں لکھا کہ پہلے لوگوں کے کلام میں آسمان سے نازل ہونے کا ذکر نہیں پاؤ گے؟۔

اب آیئے مرزا کے دوسرے جھوٹ کی طرف کہ کسی مرفوع متصل صحیح حدیث میں آسمان سے نازل ہونے کا ذکر نہیں، احادیث ملاحظہ فرمائیں :۔

حدیث نمبر 1

امام حافظ ابوبکر احمد بن عمرو البزارؒ (وفات 292ھ) نے اپنی مسند البحر الذخار میں جو کہ مسند بزار کے نام سے معروف ہے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے:۔

''حدّثنا علی بن المنذر ، نا محمد بن فضیل عن عاصم بن کلیب ، عن ابیه ، عن ابی هریرة قال: سمعتُ من ابی القاسم الصادق المصدوق یقول: یخرج الأعور الدجّال مسیح الضلالة قبل المشرق فی زمن اختلاف من الناس وفرقة فیبلغ ما شاء الله أن یبلغ من الأرض فی اربعین یوماً ، الله اعلم ما مقدارها ، فیلقی المؤمنون شدة شدیدة ثم ینزل عیسیٰ بن مریم صلی الله علیه من السماء...... الخ'' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے صادق ومصدوق ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: کانا دجّال یعنی گمراہ مسیح مشرق کی طرف سے نکلے گا اس وقت لوگوں میں افتراق واختلاف ہوگا تو وہ چالیس دنوں میں جہاں اللہ چاہے گا پہنچے گا، اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ کہاں پہنچے گا، اس وقت مؤمن سخت حالات کا سامنا کریں گے، پھر مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔

(مسند البزّار، جلد 17، صفحہ 96، حدیث نمبر 9642، مکتبۃ العلوم والحکم، مدینہ منورہ)

یہ روایت صحیح مرفوع متصل ہے اور اس میں صاف طور پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مریم کے بیٹے آسمان سے نازل ہوں گے۔

اس روایت کے راویوں میں پہلے راوی علی بن منذر کے علاوہ باقی تمام بخاری

ومسلم کے راوی ہیں، اور علی بن منذر سے بھی ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے اور کسی سے ان پر کسی قسم کی جرح مذکور نہیں، **محمد بن فضیل** سے امام بخاری نے 18 کے قریب روایات لی ہیں بلکہ اپنی صحیح بخاری کا اختتام جس روایت پر کیا ہے جس میں ''**سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم**'' کی فضیلت کا بیان ہے وہ بھی انہی محمد بن فضیل کے واسطے سے ہے، نیز محمد بن فضیل سے امام مسلم نے 28 کے قریب روایات لی ہیں، **عاصم بن کلیب** سے امام مسلم نے 6 کے قریب روایات لی ہیں، امام ترمذی وحاکم نے بھی ان سے روایات لی ہیں اور ان روایات کو صحیح بھی کہا ہے۔ امام بخاری نے عاصم بن کلیب سے روایت تو ذکر نہیں کی لیکن ''**باب لبس القسی**'' میں ان سے استشہاد کیا ہے، نیز تقریباً تمام ائمہ جرح وتعدیل نے ان دونوں محمد بن فضیل اور عاصم بن کلیب کی توثیق کی ہے (ابن جوزی وغیرہ نے عاصم بن کلیب کے بارے میں ابن المدینی کا ایک قول بغیر کسی سند کے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ عاصم بن کلیب جب منفرد ہوں تو وہ قابل احتجاج نہیں، بعض نے اس میں یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ ابن المدینی نے یہ بات العلل الکبیر میں کہی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ابن الجوزی کو سہو ہوا ہے مصادر قدیمہ میں کہیں بھی ابن المدینی کی ایسی کوئی بات مذکور نہیں اور نہ ہی علل ابن المدینی میں ایسی کوئی بات ہمیں ملی، جبکہ دوسری طرف یحییٰ بن معین، نسائی، ابوحاتم، ابوزرعہ، ابن حبان، ابن سعد، عجلی، مزی، ابوداود، ابن شاہین، ابن حجر جیسے ائمہ رحمہم اللہ نے انہیں ثقہ کہا ہے، امام احمد بن حنبلؒ نے بھی کہا ہے کہ ان کی حدیث لینے میں کوئی حرج نہیں (بحوالہ **تھذیب التھذیب، الجرح والتعدیل وغیرہ**)، یہ وضاحت میں نے اس لئے پیش کردی کہ مرزائی مربی اس روایت کو ضعیف ثابت کرنے کے لئے ابن المدینیؒ کی طرف غلط طور پر منسوب یہ قول پیش کرتے ہیں، اس روایت کے اگلے راوی عاصم بن کلیب کے والد ''**کلیب بن شھاب**'' ہیں، یہ بھی ثقہ ہیں کسی نے ان پر جرح نہیں کی بلکہ امام ابن مندہؒ، ابونعیمؒ اور ابن عبدالبرؒ نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے، اور اس حدیث کو روایت کرنے والے صحابی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تو کسی تعارف کے محتاج نہیں، اس

طرح مسند بزار کی یہ روایت صرف صحیح نہیں بلکہ صحیح ترین اور مرفوع متصل ہے اور مرزا قادیانی کے کذاب ہونے پر ایسی مہر ہے جسے دنیا کا کوئی مرزائی نہیں توڑ سکتا۔

حدیث نمبر 2

امام حافظ ابوبکر احمد بن الحسین البیہقیؒ (وفات 458ھ) نے اپنی کتاب **الاسماء والصفات** میں اپنی سند کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے:-

''**أخبرنا ابوعبداللہ الحافظ أنا ابوبکر بن اسحاق أنا احمد بن ابراھیم ثنا ابن بکیر حدثنی اللیث عن یونس عن ابن شھاب عن نافع مولی ابی قتادۃ الأنصاری قال: ان أبا ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ کیف انتم اذا نزل ابن مریم من السماء فیکم وامامکم منکم**'' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا اس وقت (خوشی کے مارے۔ ناقل) کیا حال ہوگا جب مریم کے بیٹے آسمان سے تمہارے اندر اتریں گے اور اس وقت تمہارا امام تمہی میں سے ہوگا۔

(کتاب الاسماء والصفات، جلد 2، صفحہ 331، روایت نمبر 895، مکتبۃ السوادی للتوزیع)

مرزائی پاکٹ بک کے مصنف کا دجل وفریب اور اس کا پوسٹ مارٹم

اس روایت پر سند کے اعتبار سے قادیانی کوئی اعتراض نہیں کرسکتے تو اسے غلط ثابت کرنے کے لئے کچھ اس طرح دجل وفریب دیتے ہیں کہ امام بیہقی نے یہ روایت نقل کرنے کے بعد لکھا ہے ''**رواہ البخاری فی الصحیح عن یحی بن بکیر، وأخرجہ مسلم عن وجہ آخر عن یونس**'' یہ روایت امام بخاری نے اپنی صحیح میں یحییٰ بن بکیر کے واسطے سے اور امام مسلم نے ایک اور طریق سے یونس سے نقل کی ہے، امام بیہقی کی اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے یہ روایت امام بخاری ومسلم سے نقل کی ہے اور صحیح بخاری وصحیح مسلم میں ''**من السماء**'' یعنی آسمان سے نازل ہونے کے الفاظ نہیں ہیں لہٰذا معلوم ہوا کہ آسمان کے الفاظ امام بیہقی کا وہم ہے یا کسی نے بعد میں کتاب الاسماء والصفات میں یہ الفاظ ڈال دیے ہیں، بلکہ مرزائی

پاکٹ بک والے نے تو یہاں تک لکھ دیا کہ:۔

’’بیہقی کا قلمی نسخہ پہلی مرتبہ 1328 ہجری میں چھپا ہے یعنی حضرت مسیح موعود (نقلی اور جعلی۔ناقل) کے دعویٰ بلکہ وفات کے بعد اس لئے مولویوں نے اس میں **من السماء** کا لفظ اپنے پاس سے از راہ تحریف اور الحاق زائد کردیا ہے، چنانچہ اس کا ثبوت یہ ہے کہ امام سیوطی نے بیہقی سے اس حدیث کو نقل کیا ہے مگر اس میں من السماء کا لفظ نہیں، چنانچہ وہ اپنی تفسیر در منثور میں اس حدیث کو یوں بیان کرتے ہیں **وأخرج احمد والبخاری والمسلم والبیھقی فی الاسماء والصفات قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم وامامکم منکم** ،امام مذکور کا باوجود اس محولہ بالا روایت کو دیکھنے کے من السماء چھوڑ دینا بتاتا ہے کہ حدیث کا حصہ نہیں‘‘ ۔(پاکٹ بک ،صفحہ 228-229)

دوستو! امام بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات اور کہیں طبع ہوئی یا نہیں لیکن ہندوستان کے شہر الہ آباد کے مطبع انوار احمدی سے مرزا کی موت سے تقریباً 13 سال پہلے سنہ 1313 ہجری میں طبع ہو چکی تھی اور اس کے صفحہ 301 پر یہ روایت موجود ہے اور اس میں ’’**من السماء**‘‘ کے الفاظ بھی ہیں، اس لئے پاکٹ بک والے کا یہ لکھنا کہ یہ کتاب پہلی بار 1328 ہجری میں طبع ہوئی صریح جھوٹ ہے۔یاد رہے کہ مرزا غلام احمد نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی سنہ 1313 ہجری کے بعد لکھی جس میں اس نے یہ چیلنج دیا تھا کہ کسی صحیح مرفوع متصل حدیث میں عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کا ذکر نہیں جبکہ امام بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات ہندوستان میں اس سے پہلے طبع ہو چکی تھی (لیکن شاید مرزا کے خدا نے اسے بتانا مناسب نہ سمجھا)۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ امام بیہقی نے لکھا ہے کہ یہ روایت امام بخاری ومسلم نے بھی روایت کی ہے جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ صحیح بخاری وصحیح مسلم میں من السماء کے لفظ نہیں یا امام جلال الدین سیوطی نے (جو امام بیہقی کی وفات کے تقریباً چار سو سال بعد پیدا ہوئے) یہ روایت اپنی تفسیر میں بحوالہ مسند احمد وبخاری ومسلم اور امام بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات کے حوالے سے

ذکر کی ہے اور اس میں بھی من السماء کا ذکر نہیں لہذا یہ دلیل ہے کہ بیہقی کی کتاب میں یہ لفظ بعد میں ڈال دیا گیا، یہ مرزائی مربی کی جہالت کی دلیل ہے کیونکہ کتب حدیث اور دوسری کتابوں میں بے شمار مقامات پر مصنفین کوئی روایت ذکر کرتے ہیں اور حوالہ بہت سی کتابوں کا دیتے ہیں جبکہ ان کتابوں میں اس روایت کے الفاظ میں قدرے اختلاف ہوتا ہے، کئی بار مصنف کو کسی ایک محدث کے ساتھ ’’**واللفظ لہ**‘‘ بھی لکھنا پڑتا ہے تاکہ پتہ چل جائے کہ میں نے جو الفاظ نقل کیے ہیں بعینہ یہی الفاظ فلاں کتاب کے ہیں باقی کتابوں میں الفاظ قدرے مختلف ہیں (ہاں روایت کا مفہوم ایک ہی ہوتا ہے)، خود امام بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات میں کئی دوسری روایات ایسی موجود ہیں جس میں وہ لکھتے ہیں کہ (رواہ البخاری ومسلم) لیکن بخاری میں اس روایت کے الفاظ قدرے مختلف ہوتے ہیں اور مسلم میں اس سے بھی مختلف، اسی طرح امام سیوطی نے جب یہ روایت بیان کی اور چار کتابوں کا حوالہ دیا تو انہوں نے صرف انہی الفاظ کے بیان کرنے پر اکتفا کیا جو چاروں کتابوں میں ایک جیسے ہیں، اس سے یہ ثابت کرنا کہ امام بیہقی نے یہ الفاظ روایت نہیں کیے احمقانہ بات ہے اور نہ ہی امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ امام بیہقی کے شاگرد یا ہم عصر ہیں کہ ان کی بات سے یہ مطلب لیا جائے، ایسے تو مرزا غلام احمد نے صحیح بخاری کے حوالے سے ایسے الفاظ نقل کیے ہیں جو آج تک صحیح بخاری سے مرزا قادیانی کا کوئی پیروکار نہیں دکھا سکا تو کیا صرف مرزا کے کہنے پر یہ دعویٰ کرنا عقل مندی ہوگی کہ صحیح بخاری میں امام مہدی کے بارے میں یہ الفاظ ’’**ھذا خلیفۃ اللہ المھدی**‘‘ موجود تھے بعد میں مولویوں نے نکال دیے؟ (دیکھیں: رخ 6، صفحہ 337)۔

علم اصول حدیث کے مشہور امام ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ (وفات 643ھ) نے یہ بات وضاحت کے ساتھ امام بیہقی کا نام لے کر لکھی ہے، ملاحظہ فرمائیں:۔

’’**وھکذا ما اخرجہ المؤلفون فی تصانیفھم المستقلة کالسنن الکبیر للبیھقی وشرح السنة لأبی محمد البغوی وغیرھما مما قالوا فیه [اخرجه البخاری أو مسلم] فلا يُستفاد بذلک أكثر من أن البخاری أو مسلماً أخرج**

اصل ذلک الحدیث مع احتمال أن یکون بینھما تفاوت فی اللفظ وربما کان تفاوتاً فی بعض المعنی" اسی طرح مؤلفین اپنی مستقل تصانیف میں مثال کے طور پر امام بیہقی سنن کبیر میں اور امام ابو محمد بغوی شرح السنۃ میں یا ان کے علاوہ دوسرے حضرات جب یہ لکھتے ہیں کہ یہ حدیث امام بخاری یا مسلم نے بھی روایت کی ہے تو اس کا صرف یہ مطلب ہوتا ہے کہ اصل روایت بخاری و مسلم نے بھی روایت کی ہے جبکہ بخاری و مسلم اور اس مصنف کے الفاظ میں بھی تفاوت اور اختلاف ہوسکتا ہے اور کبھی معنی میں بھی (یعنی ضروری نہیں کہ بخاری و مسلم کا حوالہ دینے والے مصنف کی روایت کے الفاظ بھی ہو بہو بخاری و مسلم والے ہوں)۔

(علوم الحدیث، المعروف بمقدمة ابن الصلاح، صفحہ 23)

آپ نے دیکھا کہ امام ابن الصلاح نے یہ بات بیان کی ہے کہ جب امام بیہقی اپنی مستقل کتاب میں اپنی سند کے ساتھ کوئی روایت بیان کریں اور پھر یہ کہیں کہ یہ روایت امام بخاری یا مسلم نے بھی روایت کی ہے تو ان کی مراد صرف یہ ہوتی ہے کہ اس سے ملتی جلتی روایت انہوں نے بھی روایت کی ہے یہ ضروری نہیں کہ امام بیہقی اور بخاری و مسلم کے الفاظ ہو بہو ایک ہی ہوں، لہذا امام بیہقی نے جو **من السماء** کے اضافے کے ساتھ روایت کی ہے وہ مستقل روایت ہے وہ انہوں نے بخاری یا مسلم سے نقل نہیں کی اور اصول حدیث کا یہ مسلّمہ قاعدہ ہے کہ کسی بھی روایت میں ثقہ راوی کی طرف سے کسی لفظ کی زیادتی قابل قبول ہوتی ہے۔

الغرض! امام سیوطی ہوں یا امام بخاری و مسلم رحمہم اللہ ان میں سے کسی کے ذہن میں بھی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے نزول کا مفہوم وہ نہ تھا جو مرزا قادیانی نے ایجاد کیا۔ ان سب کے نزدیک اس لفظ کا مفہوم آسمان سے نازل ہونا ہی تھا اور نہ مرزا سے پہلے امت اسلامیہ کے کسی مفسر، محدث یا مجدد نے یہ احمقانہ بات لکھی ہے کہ اس حدیث میں نازل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس امت میں ایک مثیل مسیح پیدا ہوگا۔

پھر مرزائی پاکٹ بک کے مصنف ملک عبدالرحمٰن خادم نے اس حدیث کا جواب دیتے

ہوئے یہ الفاظ لکھے ہیں کہ:۔

"اس جگہ بعض جاہل امام بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات سے یہ حدیث پیش کردیا کرتے ہیں"۔

(مرزائی پاکٹ بک، صفحہ 227)

آپ نے مرزائی مربی کی جہالت کا ایک نمونہ تو ملاحظہ فرمالیا کہ اسے یہ بھی نہیں پتہ تھا کہ کتاب الاسماء والصفات 1313 ہجری میں طبع ہوچکی تھی، آیئے اب اس کی جہالت بلکہ دجل وفریب کے مزید نمونے دیکھتے ہیں۔

مرزائی مربی نے اس روایت کی سند پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا کہ:۔

"اس روایت کا ایک راوی ابوبکر محمد بن اسحاق بن محمد الناقد ہے جس کے متعلق لکھا ہے **کان یدعی الحفظ وفیہ بعض التساھل** (لسان المیزان، حرف المیم، جلد 5 ص 59) کہ اس روای میں تساہل پایا جاتا ہے پس من السماء کے الفاظ کا اضافہ بھی اس راوی کا تساہل ہے اصل حدیث کے الفاظ نہیں ہیں"۔

(مرزائی پاکٹ بک، صفحہ 228)

دوستو! اس روایت کی سند میں کوئی بھی راوی نہیں جس کا نام "ابوبکر محمد بن اسحاق الناقد" ہو، بلکہ یہاں جو "ابوبکر بن اسحاق" ہیں، ان کا نام شیخ الاسلام امام احمد بن اسحاق بن ایوب النیشاپوری الضبعی الشافعی ہے (جو امام حاکم نیشاپوری مصنف **المستدرک علی الصحیحین** کے استاد ہیں اور امام بیہقی کی اس سند میں پہلے راوی ابوعبداللہ الحافظ سے مراد امام حاکم ہی ہیں) یہ امام احمد بن اسحاق اپنے زمانے کے امام، فقیہ، عالم اور عابد تھے، سنہ 258ھ میں پیدا ہوے اور 342ھ میں ان کی وفات ہوئی، امام ذہبی نے "سیر اعلام النبلاء" میں ان کا مفصل ترجمہ ذکر کیا ہے (سیر اعلام النبلاء، ج 15 صفحات 483 تا 489 طبع مؤسسة الرسالہ بیروت)، لیکن پاکٹ بک کے مصنف نے انہیں "ابوبکر محمد بن اسحاق بن محمد

الناقد“ بنادیا اور اس پر یہ پنکچر بھی لگادیا کہ اس روایت میں **من السماء** کا لفظ اس راوی کا تساہل ہے جو کہ سراسر علمی خیانت اور دھوکہ ہے جس میں مرزائی مربی شہرت رکھتے ہیں۔

اسی طرح پاکٹ بک میں آگے لکھا ہے:۔

”اسی طرح اس روایت کا ایک اور راوی احمد بن ابراہیم بھی ضعیف ہے دیکھو لسان المیزان ج 1۔ پس من السماء حجت نہیں“۔

(مرزائی پاکٹ بک، صفحہ 228)

یہاں بھی انتہائی دجل وفریب کا مظاہرہ کیا گیا ہے، اس روایت میں جو احمد بن ابراہیم ہیں وہ ﴿**الشیخ المحدث المتقن ابوعبداللہ احمد بن ابراهیم ابن ملحان البلخی ثم البغدادی**﴾ ہیں، یہ امام یحییٰ بن بکیر کے ساتھی تھے ان کی وفات سنہ 290 ہجری میں ہوئی۔ (دیکھیں **سیر اعلام النبلاء، جلد 13 صفحه 533**)، نہ جانے مرزائی مربی نے کس احمد بن ابراہیم کا ذکر کر کے ضعیف ہونے کا فتوی لگادیا ہے؟ لسان المیزان میں تو احمد بن ابراہیم نام کے تقریباً 20 راویوں کا ذکر ہے، پاکٹ بک والے ”مرزائی محقق“ نے کس کا ذکر کیا ہے اسے بھی نہیں پتہ۔ پھر اسی صفحے پر لکھتا ہے ”علاوہ ازیں اس روایت کا راوی یحییٰ بن عبداللہ ہے اس کے متعلق لکھا ہے **قال ابو حاتم لا یحتج به، وقال النسائی ضعیف لیس بثقة، قال یحییٰ لیس بشيء**، تہذیب التہذیب ومیزان الاعتدال“۔

دوستو! امام بیہقی کی سند میں کوئی بھی راوی یحییٰ بن عبداللہ نام کا نہیں ہے یہ پاکٹ بک کے مصنف کا صریح جھوٹ ہے، اب آگے دیکھیے کیا لکھتا ہے:۔

”اس روایت کا ایک راوی یونس بن یزید بھی ضعیف ہے، یہ روایت یونس بن یزید نے ابن شہاب زہری سے لی ہے اور اس کے متعلق لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبل نے فرمایا ہے کہ یونس کی ان روایات میں جو اس نے زہری سے روایت کی ہیں منکرات ہیں، ابن سعد کہتے ہیں کہ یونس حجت نہیں ہے، اور وکیع کہتے ہیں کہ اس کا حافظہ خراب تھا، اس کے متعلق میزان الاعتدال میں لکھا

ہے کہ یہ کبھی کبھی تدلیس سے کام لیا کرتا تھا۔ بحوالہ تہذیب التہذیب ومیزان الاعتدال، پس اس روایت میں من السماء کے الفاظ کی ایزاد بھی اس کے حافظے کی غلطی یا تدلیس کا نتیجہ ہو سکتی ہے“۔

(مرزائی پاکٹ بک، صفحہ 228)

دوستو! یہ یونس بن یزید صحیح بخاری کے راوی ہیں اور امام بخاری نے جو مشہور حدیث روایت کی ہے ﴿**کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم**﴾ (صحیح البخاری: حدیث نمبر 3449) جس سے مرزا غلام احمد اور اس کے امتی یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ آنے والے ابن مریم نے اسی امت میں پیدا ہونا تھا اور بیہقی کی روایت میں من السماء کے لفظ کو غلط ثابت کرنے کے لئے بخاری کی اسی روایت کا سہارا لیا جاتا ہے وہ روایت بھی انہی یونس بن یزید نے انہی ابن شہاب زہری سے روایت کی ہے، لیکن یہاں بیہقی کی روایت کو ضعیف ثابت کرنے کی ناکام کوشش میں مرزائی مربی نے بخاری کی اس روایت کو بھی ناقابل اعتبار ثابت کردیا جو وہ اپنی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں، بخاری کی اسی روایت کو لے کر مرزائی یہ بھی کہتے ہیں کہ دیکھو امام بخاری نے اپنی روایت میں ”**من السماء**“ کے الفاظ روایت نہیں کیے لہذا ثابت ہوا کہ بیہقی کی روایت میں یہ الفاظ بعد میں اضافہ کردے گئے۔ اب اگر میں کہوں کہ بخاری کی روایت میں یونس بن یزید حافظے کی خرابی کی وجہ سے ”**من السماء**“ کے لفظ بھول گئے جو انہوں نے بیہقی کی روایت میں یاد آنے پر بیان کردیے تو مرزائی مربیوں کو کوئی اعتراض تو نہ ہوگا؟ (واضح رہے کہ یونس بن یزید صحیح بخاری وصحیح مسلم کے راوی ہیں ان کی توثیق بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں)۔

قارئین محترم! آپ نے دیکھا کہ ملک عبدالرحمٰن خادم نے لکھا کہ ”بعض جاہل امام بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات سے یہ حدیث پیش کردیا کرتے ہیں“، جبکہ درحقیقت وہ خود نہ صرف جاہل ثابت ہوا بلکہ نہایت بے شرمی کے ساتھ جھوٹ بھی بولتا ہے۔

حق بات جانتے ہیں مگر مانتے نہیں...... یہ ضد ہے جناب شیخ تقدس مآب میں

مرزا قادیانی کا حدیث میں آسمان سے نازل ہونے کے ذکر کا اقرار

یہ بات خود مرزا قادیانی کو بھی تسلیم ہے چنانچہ وہ خود ایک جگہ لکھتا ہے:۔

''مثلاً صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے نازل ہوں گے تو اُن کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔ اس لفظ کو ظاہری لباس پر حمل کرنا کیسا لغو خیال ہے''۔

(ازالہ اوہام حصہ اول، رخ 3، صفحہ 142)

آپ پوری صحیح مسلم پڑھ ڈالیے آپ کو کہیں بھی آسمان سے نازل ہونے کے الفاظ نہیں ملیں گے، وہاں صرف ''نزول'' کے الفاظ ہیں، لیکن مرزا قادیانی کی تحریر آپ کے سامنے ہے، کیا یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ مرزا بھی مانتا تھا کہ احادیث میں جہاں بھی حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول کا ذکر ہے اس سے مراد آسمان سے نازل ہونا ہی ہے، اب مرزا کی یہ تحریر پڑھیں:۔

''اسی وجہ سے اس کے حق میں نبی معصوم کی پیشگوئی میں یہ الفاظ آئے کہ وہ آسمان سے اترے گا''۔

(آئینہ کمالات اسلام، رخ 5، صفحہ 268)

''آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اُترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہونگی تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں، ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی''۔

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 33)

مرزا قادیانی انہی احادیث کی طرف اشارہ کر رہا ہے جن کے اندر حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول کی خبر دی گئی ہے اور صاف لکھ رہا ہے کہ اس پیشگوئی میں یہ الفاظ ہیں کہ وہ آسمان سے اترے گا (یہ الگ بات ہے کہ آگے مرزا نے آسمان سے اترنے کی یہ تاویل کی ہے کہ وہ علم آسمان سے حاصل کرے گا زمین سے کچھ حاصل نہیں کرے گا اور زرد چادروں سے مراد اپنی بیماریاں لے رہا ہے)، لیکن بہرحال آسمان سے اترنے کو وہ تسلیم کر رہا ہے، پھر نہ جانے وہ بعد میں

یہ چیلنج کیوں دیتا رہا کہ کسی حدیث میں آسمان سے نازل ہونے کا لفظ نہیں؟ شاید اسی موقع کے لئے کسی نے کہا ہے کہ:۔

دروغ گو را حافظہ نہ باشد (جھوٹے کی یادداشت نہیں ہوتی)

حدیث نمبر 3

یہ حدیث خود مرزا قادیانی نے اپنی ایک کتاب میں دو جگہ نقل کی لیکن جان بوجھ کر اس میں سے ''من السماء'' کے الفاظ حذف کر دیے، مرزا قادیانی نے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجّال کو کسی ظاہری ہتھیار سے قتل نہیں کریں گے بلکہ وہ روحانی ہتھیار ہوگا ایک حدیث اپنی دلیل میں پیش کی ہے جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطے سے حافظ ابن عساکرؒ نے تاریخ مدینة دمشق المعروف بہ تاریخ ابن عساکر (جلد 47، صفحہ 504، طبع دار الفکر بیروت) میں نقل کی ہے اور امام علی المتقیؒ نے کنزل العمال میں ابن عساکر کے حوالے سے بیان کی ہے (حدیث نمبر 39726)، لیکن مرزا نے اس حدیث کے یہ الفاظ نقل کیے:۔

''کما یدل علیه حدیث رُوی عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ینزل أخی عیسیٰ بن مریم علی جبل أفیق اماماً هادیاً حَکَماً عدلاً بیده حربة یقتل به الدجّال'' جیسا کہ اس بات پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث دلالت کرتی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا میرے بھائی مریم کے بیٹے عیسیٰ جبل اُفیق پر نازل ہوں گے اور ان کے ہاتھ میں ایک حربہ (ہتھیار) ہوگا جس سے وہ دجال کو قتل کریں گے۔

(حمامۃ البشریٰ، رخ 6، صفحہ 314، اور اس سے دو صفحے پہلے رخ 6، صفحہ 312)

دوستو! اس روایت کے اصل الفاظ یوں ہیں ''ینزل أخی عیسیٰ بن مریم من السماء......'' میرے بھائی عیسیٰ بن مریم آسمان سے نازل ہوں گے، لیکن مرزا نے دوبار یہ حدیث لکھی لیکن دونوں بار تحریف کرتے ہوئے اس میں سے ''من السماء'' کے لفظ اڑا دیے۔

تاریخ ابن عساکر کی اس روایت کے بارے میں قادیانی مربی کبھی کہتے ہیں کہ اس کی کوئی سند نہیں (جبکہ تاریخ ابن عساکر میں اس کی پوری سند مذکور ہے) کبھی کہا جاتا ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے، لیکن ہمارا جواب یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا اس روایت کو اپنے حق میں بطور دلیل پیش کرنا ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ اس کے ہاں یہ روایت سو فیصد صحیح تھی کیونکہ اس نے دعویٰ کیا تھا کہ:۔

''خدا نے مجھے مسیح موعود مقرر کر کے بھیجا ہے اور مجھے بتلا دیا ہے کہ فلاں حدیث سچی ہے اور فلاں جھوٹی ہے''۔

(اربعین نمبر4، رخ17، صفحہ 454)

اب ظاہر ہے مرزا نے جان بوجھ کر ایک ضعیف حدیث تو اپنی دلیل میں پیش نہ کی ہوگی؟ اسے اس کے خدا نے ضرور بتایا ہوگا کہ حضرت ابن عباسؓ کی یہ روایت صحیح ہے۔

مرزا قادیانی کا حق کو قبول کرنے کا وعدہ جو وفا نہ ہوا

ہم نے صحیح مرفوع متصل احادیث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کے الفاظ دکھا کر مرزا کا یہ دعویٰ جھوٹا ثابت کر دیا کہ کسی حدیث میں آسمان کا لفظ نہیں، یاد رہے مرزا قادیانی نے ایک اقرار بھی کیا تھا:۔

''وانما نحن مناظرون فی امر نزول المسیح من السماء ، ولا نسلم أنه ثابت من الكتاب والسنة، وان كان ثابتاً فلا ينبغي لنا ولا لأحد أن يأبى ويتمعض من قبوله ، فانه لا يفر من قبول الحق الا ظالم مُعتد لا يحب الصداقة ، او ضال جاهل لا يعرف قدرها'' بے شک ہم حضرت مسیح کے آسمان سے نازل ہونے کے معاملے میں مناظرہ کرتے ہیں اور ہم تسلیم نہیں کرتے کہ وہ کتاب وسنت سے ثابت ہے، اور اگر ثابت ہو جائے تو پھر نہ ہمارے لئے اور نہ کسی اور کے لئے اس بات کی کوئی گنجائش رہتی ہے کہ وہ حق کو قبول کرنے سے فرار اختیار کرے، کیونکہ قبولِ حق سے فرار یا تو زیادتی کرنے والا ظالم اختیار

کرتا ہے جو سچ کو پسند نہیں کرتا یا ایسا گمراہ جاہل فرار اختیار کرتا ہے جو حق کی قدر نہیں جانتا۔

(حمامۃ البشریٰ، رخ6، صفحہ 206)

نوٹ: مرزا نے اپنی اس عربی تحریر میں ایک لفظ لکھا ہے **''لا یحب الصداقة''** جس کا ترجمہ عبارت کے سیاق وسباق کے لحاظ سے یہ بنتا ہے کہ جو صدق اور سچائی کو پسند نہیں کرتا، یعنی لفظ ''صداقة'' مرزا نے اپنی طرف سے سچائی کے معنی میں استعمال کیا ہے، اگر ایسا ہی ہے تو یہ بھی مرزا کی بہت بڑی غلطی ہے، عربی زبان میں سچ یا سچائی کے لئے لفظ ''صدق'' آتا ہے اور ''صداقة'' کا معنی ہوتا ہے دوستی، مرزا کی عادت تھی کہ وہ پنجابی اور اردو کے الفاظ کی عربی بناتے ہوئے ایسی غلطیاں کیا کرتا تھا جن کی ایک جھلک باب سوم میں آئے گی، چونکہ اردو میں صداقت کا لفظ سچائی کے لئے بولا جاتا ہے اس لئے مرزا نے یہی لفظ عربی میں بھی اسی معنی میں استعمال کیا۔

بہرحال اوپر پیش کی گئی تحریر میں مرزا قادیانی نے اقرار کیا ہے کہ اگر کتاب وسنت سے حضرت مسیح علیہ السلام کا آسمان سے نزول ثابت ہو جائے تو وہ حق کو قبول کر لے گا کیونکہ حق کو قبول کرنے سے پہلو تہی کرنے والا ظالم، گمراہ اور جاہل ہوتا ہے، ہم نے صحیح مرفوع متصل احادیث شریفہ سے آسمان سے نازل ہونے کے الفاظ ثابت کیے، اور جیسا کہ گذرا امام بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات تو مرزا کی موت سے 13 سال پہلے ہندوستان میں شائع ہو چکی تھی جس میں صحیح سند کے ساتھ وہ حدیث موجود ہے جس میں آسمان سے نازل ہونے کے الفاظ موجود ہیں، آج تک اس حدیث شریف کے بارے میں کوئی ثابت نہیں کر سکا کہ یہ صحیح نہیں یا مرفوع نہیں یا متصل نہیں، مرزا قادیانی تو دنیا سے چلا گیا، اس کے پیروکاروں کو اپنے پیشوا کی حق کو قبول کرنے کی نصیحت پر عمل کرنا چاہیے اور اپنے آپ کو ظالم، گمراہ اور جاہل ہونے سے بچانا چاہیے۔

☆☆☆☆

مرزا قادیانی کا بزرگان امت پر جھوٹ

مرزا قادیانی نے اپنے غلط عقیدے کے حق میں وزن پیدا کرنے کے لئے حسب عادت چند اکابرین امت پر جھوٹ بھی بولے ہیں، چنانچہ اس نے لکھا:۔

''پھر ماسوا اس کے امام مالک جیسا امام عالم حدیث وقرآن ومتقی اس بات کا قائل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں۔ایسا ہی امام ابن حزم جن کی جلالت شان محتاج بیان نہیں قائل وفات مسیح ہیں۔اسی طرح امام بخاری جن کی کتاب بعد کتاب اللہ اصح الکتب ہے، وفات مسیح کے قائل ہیں۔ایسا ہی فاضل ومحدث ومفسر ابن تیمیہ وابن قیم جو اپنے اپنے وقت کے امام ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل ہیں......الخ''۔

(کتاب البریہ، رخ 13، صفحہ 221 حاشیہ)

اس تحریر میں مرزا قادیانی نے امام مالکؒ، امام ابن حزمؒ، امام بخاریؒ، شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور امام ابن القیمؒ کا نام لے کر یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ سب اس بات کے قائل تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوچکے ہیں، آیئے دیکھتے ہیں حقیقت کیا ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام

امام مالکؒ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا قائل ہونے پر مرزا قادیانی نے تو کوئی دلیل نہیں پیش کی البتہ مرزائی پاکٹ بک میں علامہ طاہر پٹنیؒ کی مجمع بحارالانوار اور امام اُبّی مالکیؒ کی کتاب **اکمال اکمال المعلم** کے حوالے سے یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ اس میں لکھا ہے کہ **''وفی العتبیة قال مالک مات عیسیٰ بن مریم''** عتبیہ میں ہے کہ مالک نے کہا عیسیٰ بن مریم کی موت ہوچکی۔

اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ ان دونوں کتابوں میں اس بات کی کوئی سند مذکور نہیں جو امام مالکؒ تک پہنچتی ہو، یہ ایک بے سند بات ہے، امام مالکؒ کے مقلدین کی کثیر تعداد دنیا میں موجود ہے اور وہ سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے اور قرب قیامت آسمان سے نازل

ہونے کے قائل ہیں، نیز **عتبیہ** نامی کتاب امام مالکؒ کی نہیں بلکہ اس کے مصنف کا نام **محمد عتبی قرطبیؒ** ہے جن کی وفات 255ھ میں ہوئی۔

دوسری بات یہ کہ امام اُبّیؒ کی کتاب **اکمال اکمال المعلم** جس کا حوالہ دیا جاتا ہے اس کی پوری عبارت پیش نہیں کی جاتی، مصنف کتاب نے یہاں باب باندھا ہے **''باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام''**، پھر پوری عبارت یہ ہے:۔

''الأکثر انه لم یمت بل رُفع ،وفی العتبیة قال مالک مات عیسیٰ ابن ثلاث وثلاثین سنة(ابن رشد) یعنی بموته خروجه من عالم الارض الی عالم السماء قال ویُحتمل أنه مات حقیقة ویحیا فی آخر الزمان اذ لابد من نزوله لتواتر الاحادیث بذلک'' اکثریت کا یہ عقیدہ ہے کہ ان پر موت نہیں آئی بلکہ ان کو اٹھالیا گیا، **عتبیہ** (یہ کتاب کا نام ہے۔ناقل) میں ہے کہ مالک نے کہا عیسیٰ 33 سال کی عمر میں فوت ہوگئے ،امام ابن رشد نے کہا کہ یہاں موت سے مراد اُن کا زمین سے نکل کر آسمان پر جانا ہے، یا اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ حقیقت میں فوت ہوگئے لیکن آخری زمانہ میں دوبارہ زندہ ہوں گے کیونکہ متواتر احادیث بتاتی ہیں کہ انہوں نے ضرور نازل ہونا ہے۔

(**اکمال اکمال المعلم**، جلد 1، صفحہ 265، دارالکتب العلمیة، بیروت)

آپ نے دیکھا کہ یہیں لکھا ہے کہ فقہ مالکی کے مشہور امام علامہ ابن رشد قرطبیؒ نے امام مالکؒ کی اس بات کا (بشرطیکہ اس کی نسبت امام مالکؒ کی طرف ثابت ہوجائے) مطلب یہ بیان کیا ہے کہ موت سے مراد یہ ہے کہ آپ کو زمین سے آسمان پر لے جایا گیا۔

نیز اسی کتاب کے اگلے ہی صفحے پر **عتبیہ** کے حوالے سے امام مالکؒ سے ایک اور بات بھی نقل کی گئی ہے جو یہ ہے:۔

''وفی العتبیة قال مالک بینما الناس قیام یستصفون لاقامة الصلاة فتغشاهم غمامة فاذا عیسیٰ قد نزل'' **عتبیہ** میں ہے کہ مالکؒ نے کہا اس دوران کہ لوگ

نماز کے لئے صفیں بنا رہے ہوں گے کہ یکا یک ان پر ایک بدلی چھا جائے گی اور اچانک عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو جائیں گے۔

(اکمال اکمال المعلم، جلد 1، صفحہ 266، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

اس عبارت میں اسی کتاب عتبیہ کے حوالے سے امام مالکؒ سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ لوگ نماز کی صفیں درست کر رہے ہوں گے کہ اچانک عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا (اس مضمون کی حدیث صحیح مسلم وغیرہ میں مروی ہے)، اب پہلے والی ''مــــات'' والی بات اور اس دوسری بات دونوں کو ملا کر یہی سمجھ آتی ہے کہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ یہ امام مالکؒ کا ہی قول ہے تو بھی اس کا مطلب حقیقی موت نہیں بلکہ نیند یا زمین سے آسمان پر منتقل ہونا ہے، یا اس کا مطلب وہی ہے جیسا کہ بعض تابعین کے حوالے سے تفاسیر میں مذکور ہے کہ رفع سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کچھ دیر کے لئے موت طاری کر دی گئی اور پھر آپ کو زندہ کر دیا گیا، کیونکہ امام مالکؒ سے یہ بھی منقول ہے کہ آپ نے دوبارہ نازل ہونا ہے (واضح رہے کہ موت کا مطلب نیند اور بے ہوشی خود مرزا قادیانی نے تسلیم کیا ہے۔ دیکھیں: ازالہ اوہام، رخ 3، صفحہ 620)۔

مشہور مالکی فقیہ علامہ ابن رشد قرطبیؒ (وفات 520ھ) اپنی کتاب **البیــــان والتحصیل** میں جو کہ فقہ مالکی کی مبسوط کتاب ہے اور عتبیہ کی ایک قسم کی شرح بھی ہے ایک جگہ وہ حدیث رسول ﷺ بیان کرتے ہیں جس کے اندر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ضرور حج یا عمرہ یا دونوں کے لئے تلبیہ پڑھتے ہوئے فج روحاء کے مقام سے گذریں گے اور پھر اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:۔

''قـال مـالک اراد فی رأیی لیجمعنّهما. قال محمد بن رشدقد اعلم الـلـه عزوجل فی کتابه الذی لا یأتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه أن عیسیٰ بـن مـریـم مـا قُتل وماصُلب ، وأن الله رفعه الیه ، أخبر النبی علیه السلام اخباراً وقـع العلم به أنه سینزل فی آخر الزمان ......'' امام مالکؒ نے فرمایا کہ میرے خیال میں

نبی کریم ﷺ کی مراد یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام حج وعمرہ دونوں کو جمع کریں گے۔ محمد بن رشدؒ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (قرآن کریم) میں یہ بتایا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو نہ قتل کیا گیا اور نہ ہی صلیب پر ڈالا گیا بلکہ اللہ نے انہیں ان کا اپنی طرف رفع کر لیا، نبی کریم ﷺ نے یہ خبر دی ہے جس کا یقینی ہونا ثابت ہے کہ آپ آخری زمانہ میں نازل ہوں گے۔

(البیان والتحصیل، جلد 4، صفحہ 35، طبع دار الغرب الاسلامی)

لیجئے امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حج وعمرہ دونوں ادا فرمائیں گے یعنی وہ ان کے نزول کے قائل ہیں، نیز علامہ ابن رشدؒ نے بھی وضاحت فرما دی کہ آپ کا رفع کیا گیا اور آخری زمانہ میں آپ کا نزول ہوگا، اگر امام مالکؒ رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام کے منکر ہوتے تو یہ بات علامہ ابن رشدؒ کو ضرور معلوم ہوتی۔

امام ابن حزم ظاہریؒ اور رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام

ان پر بھی وفات مسیح کا قائل ہونے کا الزام مرزا قادیانی نے لگایا ہے، آیئے دیکھتے ہیں ان کا عقیدہ کیا ہے، ایک جگہ لکھتے ہیں:۔

''وقـد صـحّ عـن رسول الله ﷺ بـنـقـل الـکـواف التی نقلت نبوته وأعـلامـه وکتابـه انـه أخبـر أنه لا نبی بعده ، الّا ماجاء ت الأخبار الصحاح عن نزول عیسیٰ علیه السلام الذی بُعث الی بنی اسرائیل وادّعی الیهود قتله وصلبه ، فـوجـب الاقرار بهذه الجملة'' اور اللہ کے رسول ﷺ سے صحیح طور پر ان تمام لوگوں نے نقل کیا ہے جنہوں نے آپ کی نبوت، آپ کی نشانیاں اور آپ کی کتاب کو نقل کیا ہے کہ آپ نے خبر دی کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں بنے گا، مگر جو صحیح احادیث میں آیا ہے کہ وہی عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے جن کی بعثت بنی اسرائیل کی طرف ہوئی تھی اور یہود جن کے قتل اور صلب کا دعویٰ کرتے ہیں وہ اس سے مستثنیٰ ہے، ان کے نزول کا اقرار کرنا واجب ہے۔

(الفصل فی الملل والأهواء والنحل، جلد 1، صفحہ 146، دار الجیل بیروت)

ایک اور جگہ ختم نبوت پر بحث کرتے ہوئے اور اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد جس میں ہے کہ نبوت ورسالت منقطع ہو چکی صرف مبشرات باقی ہیں، لکھتے ہیں:۔

”**مسئلۃ: الا أن عیسیٰ بن مریم سینزل**“ ہاں مگر مریم کے بیٹے عیسیٰ نازل ہوں گے۔

(المحلّی، جلد1، صفحہ 9، طبع مصر)

ایک اور جگہ امام ابن حزم ظاہریؒ نے یہ بات بھی لکھی ہے کہ جو یہ کہتا ہے کہ کوئی ولی نبی سے افضل ہو سکتا ہے یا اس امت میں کوئی ایسا ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہوگا اس کی یہ بات بلا کسی تردد کے کفر ہے۔

(خلاصہ: الفصل فی الملل والاھواء والنحل، جلد5، صفحہ 125، دارالجیل بیروت)

اور آپ جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے یہ لکھا ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے شان میں بڑھ کر ہے (دافع البلاء، رخ 18 صفحہ 233)، نیز لکھا کہ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو، اس سے بہتر غلام احمد ہے (رخ 18، صفحہ 240) اس طرح امام ابن حزمؒ کے فتوے کی رو سے وہ بلاتردد کافر ٹھہرا۔

امام بخاریؒ اور رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام

ان کے وفاتِ مسیح کا قائل ہونے پر مرزائی پاکٹ بک میں یہ مضحکہ خیز دلیل پیش کی گئی ہے کہ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف سے دیا گیا خطبہ روایت کیا ہے، نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے متوفیک کا معنی ممیتک نقل کیا ہے، یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ امام بخاریؒ بھی وفات مسیح کے قائل تھے۔

آنحضرت ﷺ کے وصال کے موقع پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خطبہ میں ہرگز کہیں بھی وفات مسیح کا کوئی ذکر نہیں، نہ جانے مرزا قادیانی اور اس کی جماعت کو اس خطبہ میں کہاں

یہ نظر آیا؟ شاید ان کا اشارہ اس مشہور مرزائی مغالطے کی طرف ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس خطبہ میں قرآن کی آیت ﴿**قد خلت من قبلہ الرسل**﴾ بھی تلاوت فرمائی تھی جس کا مرزائی یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ آپ ﷺ سے پہلے سب کے سب رسول فوت ہو چکے جن کے اندر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ہیں، جبکہ اس آیت کا مفہوم صرف اتنا ہے کہ آپ ﷺ سے پہلے بھی بہت سے رسول ہوئے ہیں تو کسی رسول کے جانے سے اس کا دین اور اس کی تعلیمات ختم نہیں ہو جاتیں کہ اسکے بعد دین کو چھوڑ دیا جائے، خود مرزا نے **قد خلت من قبلہ الرسل** کا ترجمہ ایک جگہ یوں کیا ہے:۔

”وہ صرف ایک رسول ہے اور اس سے پہلے بھی رسول ہی آتے رہے ہیں“۔

(جنگ مقدس، رخ6، صفحہ 89)

اور پہلے مرزائی خلیفہ حکیم نورالدین بھیروی نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خطبہ کا ترجمہ کرتے ہوئے یوں لکھا:۔

”اور ابوبکر نے کہا، اور محمد تو ایک رسول ہے، پہلے اس سے بہت رسول ہو چکے“۔

(فصل الخطاب لمقدمۃ اہل الکتاب، صفحہ 28)

آپ نے دیکھا کہ ان دونوں تحریروں میں کہیں بھی ”سب کے سب رسول مر چکے“ کا کوئی اشارہ تک نہیں بلکہ حکیم نورالدین نے تو صاف طور پر لفظ ”بہت رسول ہو چکے“ لکھ کر بتا دیا کہ یہاں تمام کے تمام رسول مراد نہیں، نیز ”خلت“ کا ترجمہ بھی ان دونوں جگہ کسی نے بھی ”موت“ نہیں کیا، لیکن جب مرزا نے وفات مسیح علیہ السلام کے لئے قرآن سے دلائل ڈھالنے کی کوشش کی تو اس نے یہ قلابازی کھائی کہ اس آیت میں **الرسل** سے مراد سب کے سب رسول اور خلت سے مراد ہے کہ مر چکے۔ (جبکہ خلا یخلو کا حقیقی معنیٰ موت ہرگز نہیں)۔

علاوہ ازیں یاد رہے کہ مرزا قادیانی نے تو سورۃ المرسلات کی آیت نمبر 11 میں تحریف معنوی کرتے ہوئے لفظ ﴿**الرسل**﴾ جو کہ رسول کی جمع ہے سے ایک جگہ صرف اپنی ذات کو مراد

لیاہےاور یہ بات لکھی ہے کہ **الرسل** کا لفظ کبھی مفرد پر بھی بولا جاتا ہے، ملاحظہ فرمائیں:۔

”اور پھر ایک جگہ فرمایا **واذا الرسل أقتت** اور جب رسول وقت مقررہ پر لائے جائیں گے یہ اشارہ درحقیقت مسیح موعود کے آنے کی طرف ہے اور اِس بات کا بیان مقصود ہے کہ وہ عین وقت پر آئے گا اور یاد رہے کہ کلام اللہ میں رُسل کا لفظ واحد پر بھی بولا جاتا ہے اور غیر رسول پر بھی اطلاق پاتا ہے“۔

(شہادۃ القرآن، رخ 6، صفحہ 319)

سورۃ المرسلات کی اِس آیت کریمہ میں قیامت کے دن کا ذکر ہے جب تمام رسول جمع کیے جائیں گے، لیکن مرزا قادیانی اس سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہے کہ اس میں صرف مسیح موعود کا ذکر ہے، اب سوال ہوتا تھا کہ مسیح موعود تو مفرد ہے جبکہ آیت میں ﴿الرسل﴾ جمع ہے، تو مرزا نے یہ شوشہ چھوڑا کہ اللہ کے کلام میں رُسل یعنی جمع کا لفظ کبھی واحد پر بھی بولا جاتا ہے، ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی بوقت ضرورت قرآن کریم کی آیات میں اپنی احمقانہ منطق کے مطابق تحریف معنوی کیا کرتا تھا، یہاں کہتا ہے کہ **الرسل** کا لفظ کبھی واحد پر بھی بولا جاتا ہے اور **قد خلت من قبله الرسل** میں اس کا اصرار ہے کہ اس کا یہ مفہوم ہے کہ تمام کے تمام رسول مر چکے ہیں۔

نیز **متوفیک** کا معنی **ممیتک** کرنے سے وفات مسیح کیسے ثابت ہوئی؟ کون اس بات کا منکر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو موت آنی ہے؟ جن حضرات نے **متوفیک ورافعک الي** میں [**توفّی**] سے موت مراد لی ہے وہ یہاں تقدیم وتاخیر کے قائل بھی ہیں اور یہی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع پہلے ہوا اور وفات آخری زمانہ میں ہوگی (امام سیوطیؒ نے اپنی تفسیر درمنثور میں ان سے پوری سند کے ساتھ یہ روایات ذکر کی ہیں)، نیز تفسیر ابن ابی حاتم اور ابن کثیر کے حوالہ سے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی وہ روایت پہلے گذری جس میں آپ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے گھر کی کھڑکی سے آسمان پر اٹھالیا گیا، پھر کتب تفاسیر میں بعض ائمہ سے یہ بھی منقول ہے کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے صرف تین پہر کے لئے موت دی تھی تا کہ ان کا رفع کرلیا جائے (حضرت وہب بن منبہؒ سے یہ تفسیر منقول ہے۔ دیکھیں تفسیر طبری)۔

یاد رہے کہ ”**توفّی**“ کے معنی میں کتب تفاسیر میں مختلف اقوال منقول ہیں لیکن تمام لوگوں کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم سمیت آسمان کی طرف رفع ہوا اور وہ قرب قیامت نازل ہوں گے، رہی یہ بات کہ رفع سے پہلے انہیں کچھ دیر کے لئے وفات دی گئی یا نہیں؟ تو اکثر کہتے ہیں کہ بقائم ہوش وحواس اٹھالیا گیا، بعض کا یہ کہنا ہے کہ یہاں [**توفّی**] سے مراد نیند ہے جیسے مشہور تابعی حضرت ربیعؒ وغیرہ یعنی اللہ نے آپ کو سلا دیا اور پھر آپ کا رفع کیا، اور کچھ کہتے ہیں کہ اللہ نے انہیں کچھ دیر کے لئے موت دیدی تھی تا کہ ان کا رفع کرلیا جائے اور پھر زندہ کردیے گئے (**توفّی** کے یہ تینوں معانی آگے امام ابن تیمیہؒ کے حوالے سے بیان ہوں گے)۔

پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں **باب نزول عیسیٰ بن مریم** تو قائم کیا ہے، لیکن کہیں بھی **باب وفات عیسیٰ بن مریم** قائم نہیں کیا، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے قائل ہیں، پھر اسی **باب نزول عیسیٰ بن مریم** میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ روایت لائے ہیں جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا اللہ کی قسم کے ساتھ زبان نبوی ﷺ سے بیان کیا گیا ہے، اور پھر اسی روایت کے آخر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے قرآن کی آیت سے بھی استشہاد کیا ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو اس وقت کے تمام اہل کتاب آپ پر ایمان لے آئیں گے (دیکھیں، صحیح بخاری: حدیث نمبر 3448) یہ وہی حدیث ہے جس کی وجہ سے مرزا قادیانی نے صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر اپنا غصہ نکالا ہے اور انہیں ”کم سمجھ، اچھی درایت نہ رکھنے والا اور غبی“ وغیرہ لکھا ہے (اعجاز احمدی، رخ 19، صفحہ 127)، لیکن امام بخاریؒ نے یہ روایت باب نزول عیسیٰ بن مریم میں ذکر کی اور اس پر کوئی تبصرہ نہیں فرمایا یعنی وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی

بات سے متفق ہیں،الغرض امام بخاریؒ رحمۃ اللہ علیہ کو وفات مسیح کا قائل بتانا نرا مرزائی دجل ہے۔

مرزا قادیانی کا ایک مغالطہ

مرزا قادیانی نے حدیث کے الفاظ میں تحریف معنوی کر کے ایک مغالطہ بار بار دینے کی کوشش کی ہے،حدیث کے الفاظ ہیں کہ”**کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم ......**“ اس وقت تمہاری حالت (مارے خوشی کے) کیا ہوگی جب مریم کے بیٹے تمہارے اندر اتریں گے اور اس وقت تمہارا امام تمہی میں سے ہوگا ،مرزا قادیانی نے اس کا ترجمہ جگہ جگہ یہ کیا ہے کہ”ابن مریم تمہارے اندر نازل ہوں گے اور وہ تمہارے اندر سے تمہارے امام ہوں گے“ اور پھر یہ دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے کہ امام بخاری نے یہ حدیث روایت کی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس مسیح نے آنا ہے وہ اسی امت میں سے اس کا امام ہوگا۔

حدیث کے ان الفاظ کا یہ مفہوم مرزا کا من گھڑت ہے، کیونکہ صحیح مسلم وسنن ابن ماجہ وغیرہ کی حدیث میں حضرت مسیح بن مریم علیہما السلام کے نزول کے وقت کی حالت یوں بیان کی گئی ہے کہ (اس وقت مسلمان اپنے امام کی اقتداء میں نماز کی صفیں درست کر رہے ہوں گے) تو اچانک عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، جب مسلمانوں کے امیر آپ کو دیکھیں گے تو آپ سے عرض کریں گے اے اللہ کے نبی آیئے آپ نماز کی امامت فرمائیں، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے ”**لا، ان بعضکم علی بعض امراء تکرمۃ اللہ لھذہ الأمۃ**“ نہیں (بلکہ آپ ہی امامت کروائیں) کیونکہ تم میں سے بعض کو دوسرے بعض پر امیر بنایا گیا ہے، یہ اللہ کی طرف سے اس امت (یعنی امت محمدیہ) کی عزت افزائی ہے۔

(صحیح مسلم، باب نزول عیسیٰ بن مریم حاکماً بشریعۃ نبینا محمد ﷺ)

نیز دیکھیں سنن ابن ماجہ،حدیث نمبر **4077** ،**باب فتنۃ الدجال وخروج عیسیٰ بن مریم**،اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے نزول کے بعد سب سے پہلی نماز امت محمدیہ کے اس وقت کے امیر اور امام کی اقتداء میں ادا فرمائیں گے (اس

کے بعد آپ نمازوں کی امامت بھی کروائیں گے جیسا کہ دوسری احادیث سے پتہ چلتا ہے)۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد سب سے پہلی نماز کس کی اقتداء میں ادا فرمائیں گے؟

صحیح مسلم کی اس روایت میں یہ ذکر نہیں کہ اس وقت مسلمانوں کے وہ کون امیر ہوں گے جن کی اقتداء میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز ادا فرمائیں گے، لیکن دوسری روایات میں اس کی تصریح بھی ہے، حافظ ابن القیمؒ نے اپنی سند کے ساتھ یہی روایت یوں نقل کی ہے:۔

”......**فیقول امیرھم المھدی تعال صل بنا**......“ مسلمانوں کے امیر حضرت مہدی علیہ الرضوان آپ سے عرض کریں گے کہ آئیں نماز پڑھائیں......الخ۔

(المنار المنیف فی الصحیح والضعیف،صفحہ 147)

اسی طرح امام ابوعمرو عثمان بن سعید الدانیؒ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے اسی قسم کی ایک روایت نقل کی ہے جس کے اندر یہ الفاظ ہیں:۔

”......**ینزل علی المھدی فیقال لہ تقدم یا نبی اللہ فصل لنا** ......“ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مہدی کی موجودگی میں نازل ہوں گے تو آپ سے عرض کیا جائے گا کہ اے اللہ کے نبی آگے بڑھیں اور ہمیں نماز پڑھائیں......الی آخر الحدیث۔

(السنن الواردۃ فی الفتن وغوائلھا والساعۃ واشراطھا،جلد1،صفحات 1236 تا 1237)

ان روایات سے ایک تو یہ معلوم ہوگیا کہ صحیح بخاری وغیرہ کی احادیث میں جو یہ الفاظ ہیں ”**وامامکم منکم**“ ان کا مطلب یہ نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں میں سے ایک امام پیدا ہوں گے، بلکہ اس کا یہ معنیٰ ہے کہ جب آپ کا نزول ہوگا تو اس وقت مسلمانوں کا امام انہی میں سے ایک شخصیت ہوگی جس کی وضاحت صحیح مسلم کی حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی یہ بیان ہوئی کہ تمہارے امام تمہی میں سے بنائے گئے ہیں، اور پھر دوسری روایات سے یہ بھی پتہ چل گیا کہ مسلمانوں کے وہ امام حضرت مہدی علیہ الرضوان ہوں گے۔ اس سے مرزا قادیانی کا

یہ دعویٰ بھی غلط ثابت ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم اور حضرت مہدی علیہ الرضوان دونوں ایک ہی شخصیت ہیں، کیونکہ امام اور مقتدی ایک ہی شخصیت نہیں ہو سکتے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوسرے امام کے پیچھے نماز ادا کرنے کا اقرار خود مرزا قادیانی نے بھی کیا ہے، اس سے کسی نے سوال کیا کہ آپ نماز کیوں نہیں پڑھاتے؟ تو اس نے جواب دیا:۔

”حدیث میں آیا ہے کہ مسیح جو آنے والا ہے وہ دوسروں کے پیچھے نماز پڑھے گا“۔

(ملفوظات، جلد3، صفحہ 444)

یقیناً مرزا قادیانی کا اشارہ صحیح مسلم وغیرہ کی انہی احادیث کی طرف ہے جو ہم نے نقل کی ہیں، ورنہ مرزا قادیانی کی جماعت سے ہمارا مطالبہ ہے کہ وہ احادیث پیش کی جائیں جن کے اندر بقول مرزا قادیانی یہ بیان ہے کہ آنے والا مسیح دوسروں کے پیچھے نمار پڑھے گا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام

مرزا قادیانی نے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ پر بھی یہ جھوٹ بولا کہ وہ بھی وفات مسیح کے قائل ہیں، ہم پہلے اجماع امت کے حوالوں میں امام ابن تیمیہؒ کی یہ تحریر پیش کر چکے ہیں:۔

”واجمعت الأمة علی أن اللہ عزوجل رفع عیسیٰ الی السماء“ امت کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا۔

(بیان تلبیس الجھمیة، جلد4، صفحہ 457)

جب امام تیمیہؒ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے پر امت کا اجماع نقل فرما رہے ہیں تو وہ اس اجماع کے مخالف عقیدہ کیسے رکھ سکتے ہیں؟۔

اگر اب بھی امام ابن تیمیہؒ کے عقیدہ کے بارے میں کسی کو شک ہے تو وہ اُن کی یہ تحریر آنکھیں کھول کر پڑھے، وہ اپنے رسالہ زیارۃ القبور میں لکھتے ہیں:۔

”وعیسیٰ علیہ السلام اذا نزل من السماء انما یحکم فیھم بکتاب

ربھم وسنة نبیھم .... والنبی ﷺ قد أخبرھم بنزول عیسیٰ من السماء“ عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے نازل ہوں گے تو مسلمانوں میں ان کے رب کی کتاب اور ان کے نبی کی سنت کے مطابق فیصلے فرمائیں گے...... نبی ﷺ نے یہ خبر دی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔

(زیارة القبور والاستنجاد بالمقبور، صفحہ 49، دار الصحابة للتراث، مصر)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

”لکن عیسیٰ صعد الی السماء بروحه وجسده“ عیسی علیہ السلام روح اور جسم کے ساتھ آسمان کی طرف چڑھ گئے۔

(مجموعۃ الفتاوی، جلد4، صفحہ 329، طبع سعودیہ)

اب بھی کوئی احمق یہ کہے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ وفات مسیح کے قائل ہیں تو اس کے بارے میں، ہم صرف اتنا ہی کہیں گے کہ **لعنة اللہ علی الکاذبین** ۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور [توفّی] کی تین اقسام

چونکہ مرزا قادیانی نے امام ابن تیمیہؒ کے بارے میں فاضل، محدث اور مفسر جیسے الفاظ لکھے ہیں تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کی ایک اور عبارت بھی یہاں پیش کر دی جائے، جس میں جماعت مرزائیہ کے بہت سے شکوک وشبہات کا جواب بھی آ گیا ہے، امام ابن تیمیہؒ سورۃ النساء کی آیات 157 و158 نقل کر کے آگے لکھتے ہیں:۔

”بیان أن اللہ رفعه حیاً وسلّمه من القتل، وبیّن أنھم یؤمنون به قبل ان یموت، وکذلک قوله ومطھرک من الذین کفروا ولو مات لم یکن فرق بینه وبین غیره، ولفظ التوفّی فی لغة العرب معناه: الاستیفاء والقبض، وذلک ثلاثة انواع، أحدھا: توفی النوم، والثانی: توفی الموت، والثالث: توفی الروح والبدن جمیعاً، فانه بذلک خرج عن حال أھل الارض الذین یحتاجون الی

الأكل والشرب واللباس والنوم ويخرج منهم الغائط والبول ، والمسيح عليه السلام توفاه الله ، وهو فى السماء الثانية الى أن ينزل الى الارض ، ليست حاله كحالة اهل الارض فى الاكل والشرب واللباس والنوم والغائط والبول ونحو ذلك" ترجمہ: ان آیات میں (یعنی سورۃ النساء کی آیات 157 تا 159 میں) اس بات کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندہ اٹھالیا اور قتل سے محفوظ رکھا اور یہ بیان کیا کہ وہ (یعنی اہل کتاب) ان کی موت سے پہلے ان پر ایمان لائیں گے، اسی طرح یہ فرمایا کہ اے عیسیٰ! میں آپ کو کافروں سے پاک کرنے والا ہوں، تو اگر ان کی موت ہوگئی ہوتی تو پھر آپ میں اور دوسروں میں فرق کیا رہا؟ اور لفظ [توفّی] کا معنی لغت عرب میں ہوتا ہے کسی چیز کا پورا پورا لینا اور قبضہ میں کرنا، اس کی تین قسمیں ہیں، ایک: نیند، دوسری: موت، تیسری: روح اور بدن دونوں کا قبضہ میں لینا ۔پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام (اس تیسری قسم) سے زمین والوں کے حال سے نکل گئے جو کھانے پینے، لباس، سونے، اور بول وبراز کے محتاج ہوتے ہیں، مسیح علیہ السلام کو اللہ نے (روح وبدن کے ساتھ) لے لیا اور وہ اس وقت دوسرے آسمان میں ہیں یہاں تک کہ آپ کا زمین پر نزول ہوگا، وہاں (آسمان پر) ان کی حالت زمین والوں جیسی نہیں کہ انہیں کھانے، پینے، لباس اور بول وبراز کی حاجت ہو۔

(الجواب الصحيح لمن بدّل دين المسيح، جلد4، صفحہ 38، دار العاصمة. السعودية)

مرزا قادیانی تو امام ابن تیمیہؒ کے بارے میں جھوٹ بول کر دنیا سے چلا گیا، ہم اس کی جماعت کو کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے جنہیں فاضل، محدث اور مفسر اور اپنے وقت کے امام جیسے القاب سے یاد کیا ان کی یہ تحریر غور سے پڑھو اور اپنے غلط عقیدے پر غور کرو۔

حافظ ابن القیمؒ اور رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام

اس کے بعد مرزا قادیانی نے حافظ ابن قیمؒ کا نام بھی قائلین وفات عیسیٰ علیہ السلام میں لکھا ہے، چنانچہ آیئے دیکھتے ہیں حافظ ابن القیمؒ رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا

فرماتے ہیں:۔

''وأن ربّه تعالىٰ أكرم عبده ورسوله ونزّهه وصانه أن ينال اخوان القِردة منه ما زعمته النصارىٰ انهم نالوه منه، بل رفعه الله اليه مؤيداً منصوراً لم يشكه اعداء ه بشوكة ، ولا نالته أيديهم بأذى، فرفعه اليه وأسكنه سماء ه ، وسيُعيده الى الارض ينتقم به من مسيح الضلال واتباعه ، ثم يكسر به الصليب ويقتل به الخنزير ويعلِي به الاسلام ،وينصر به ملة اخيه وأولى الناس به محمد بن عبدالله عليهما افضل الصلاة والسلام" رب تعالیٰ نے اپنے بندے اور رسول (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کی عزت افزائی فرمائی اور ان کی اس سے حفاظت فرمائی کہ آپ تک بندروں کے بھائی (یعنی یہودی) پہنچ سکیں جیسا کہ عیسائی یہ سمجھتے ہیں کہ یہودیوں نے آپ کو جالیا تھا (جو کہ غلط ہے)، بلکہ اللہ نے آپ کی تائید ونصرت فرماتے ہوئے آپ کو اپنی طرف اٹھالیا اور آپ کے دشمن آپ کو ایک کانٹا بھی نہ چبھو سکے اور نہ ان کے ہاتھوں سے آپ کو کوئی اذیت پہنچ سکی، پس اللہ نے آپ کا رفع اپنی طرف کرلیا اور آسمانوں میں آپ کو ٹھکانہ دیا، اور اللہ آپ کو دوبارہ زمین پر لوٹائے گا اور آپ کے ذریعے گمراہی کے مسیح (یعنی دجّال) اور اس کے پیروکاروں سے انتقام لے گا، پھر آپ کے ذریعے ہی صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا اور آپ کے ذریعے اسلام کو بلند کرے گا اور آپ کے بھائی اور آپ سے سب سے زیادہ قریب حضرت محمد ﷺ کی ملت کی آپ کے ذریعے نصرت فرمائے گا۔

(هداية الحيارىٰ فى أجوبة اليهود والنصارىٰ، صفحات 384و385 دار عالم الفوائد، السعودية)

لیجیے! امام ابن القیمؒ نے تو مرزا قادیانی کے مفروضوں پر بنی ساری عمارت ہی زمین بوس کردی، انہوں نے صاف طور پر لکھا کہ یہودی تو آپ کو ایک کانٹا بھی نہ چبھو سکے، جبکہ مرزا کا یہ کہنا ہے کہ آپ کو یہودیوں نے صلیب پر ڈال کر اذیت دی تھی، پھر امام ابن القیمؒ فرماتے ہیں کہ اللہ نے آپ کو آسمانوں پر اٹھالیا اور پھر دوبارہ آپ کو زمین پر بھیجے گا اور آپ مسیح ضلالت (دجّال)

اوراس کے پیروکاروں سے انتقام لیں گے، امام ابن قیمؒ کے اس واضح بیان کے بعد بھی انہیں وفاتِ مسیح کا قائل بتانا مرزا قادیانی کا صریح جھوٹ نہیں تو کیا ہے؟۔

ایک اور جگہ حافظ ابن قیمؒ یہود کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

''انهم ينتظرون قائماً من ولد داود النبي، اذا حرّك شفتيه بالدعاء مات جميع الأمم، وأن هذا المنتظر بزعمهم هو المسيح الذي وُعدوا به ، وهم فى الحقيقة انما ينتظرون مسيح الضلالة الدجال ، فهم أكثر اتباعه ، والا فمسيح الهدىٰ عيسىٰ بن مريم عليه السلام يقتلهم ولا يُبقي منهم أحداً .... والمسلمون ينتظرون نزول المسيح عيسىٰ بن مريم من السماء لكسر الصليب وقتل الخنزير وقتل اعداء ه من اليهود وعبّاده من النصارىٰ ، وينتظرون خروج المهدي من أهل بيت النبوة يملأ الارض عدلاً كما مُلئت جوراً وظلماً''

ترجمہ: یہودی حضرت داودؑ کی اولاد سے ایک ایسی شخصیت کے آنے کے منتظر ہیں جو دعا کرے گا تو تمام اقوام مرجائیں گی، ان کے خیال میں ان سے اس مسیح کے آنے کا وعدہ کیا گیا ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ گمراہی کے مسیح یعنی دجّال کا انتظار کررہے ہیں اور وہی اس کے پیروکار ہوں گے، ورنہ ہدایت کے مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تو اُن سب کو قتل کردیں گے اور کسی کو بھی نہیں چھوڑیں گے............اور مسلمان حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کے منتظر ہیں جو صلیب کو توڑنے، خنزیر کو قتل کرنے اور اپنے دشمن یہود اور اپنی پوجا کرنے والے عیسائیوں کو قتل کرنے کے لئے تشریف لائیں گے، اسی طرح مسلمان نبی کریم ﷺ کے اہل بیت میں سے مہدی کے خروج کے بھی منتظر ہیں جو زمین کو ایسے عدل وانصاف سے بھردیں گے جیسے وہ ظلم وجبر سے بھری ہوگی۔

(اغاثة اللهفان فى مصايد الشيطان، جلد2، صفحات 1119و1120، مجمع الفقہ الاسلامی، جدہ)

اگر اب بھی کسی کو مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے میں شک ہو تو آیئے ہم دکھادیتے

ہیں کہ امام ابن قیمؒ نے صاف طور پر لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو موت نہیں آئی:۔

''وهذا المسيح بن مريم صلى الله عليه وسلم حيّ لم يمت ، وغذاء ه من جنس غذاء الملائكة'' یہ مسیح بن مریم علیہ السلام زندہ ہیں انہیں موت نہیں آئی، اور ان کی غذاء (آسمانوں میں) وہی ہے جو فرشتوں کی غذاء ہے (یعنی تسبیح وتقدیس جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا ہے۔ناقل)۔

(التبيان فى ايمان القرآن، صفحہ 580، عالم الفوائد ، السعودية)

امام ابن قیمؒ نے اس کتاب میں صاف طور پر لکھ دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت نہیں ہوئی، اور اس سوال کا جواب بھی دے دیا کہ وہ آسمان میں کھاتے پیتے کیا ہوں گے کہ وہاں ان کی خوراک وہی ہے جو فرشتوں کی خوراک ہے یعنی تسبیح وتقدیس۔

اس کے علاوہ چند اور اکابرین امت کے نام سے بھی جماعت مرزائیہ دھوکہ دینے کی کوشش کرتی ہے کہ وہ وفاتِ مسیح کے قائل ہیں، ان شبہات کی حقیقت جاننے کے لئے مفصل کتب کا مطالعہ مفید ہوگا (مثال کے طور پر حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ کی کتاب ''قادیانی شبہات کے جوابات'' جلد دوم وغیرہ)۔

وفاتِ مسیح کا راز اور مرزا قادیانی کا دعویٰ

ایک طرف مرزا قادیانی نے اپنے سے پہلے لوگوں کے نام لے کر یہ دعویٰ کیا کہ فلاں فلاں بھی وفاتِ مسیح علیہ السلام کے قائل تھے، لیکن دوسری طرف اس نے یہ بیان بھی جاری کیا:۔

''يااخوان هذا الأمر الذى اخفاه الله من أعين القرون الأولىٰ ، وجلىٰ تفاصيله فى وقتنا هذا يخفى ما يشاء ويبدى'' اے بھائیو! یہ معاملہ (یعنی وفاتِ مسیح کا راز۔ناقل) وہ ہے جو اللہ نے پہلے زمانوں کی آنکھوں سے چھپائے رکھا اور اس کی تفاصیل اب ظاہر ہوئی ہیں، وہ جو چاہتا ہے اسے مخفی رکھتا ہے اور جو چاہتا ہے اسے ظاہر کرتا ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام، رخ5، صفحہ 426)

اسی کتاب میں ایک اور جگہ یوں لکھا:۔

’’وبقی ھذا الخبر مکتوماً مستوراً کالحبّ فی السنبلة قرناً بعدقرن، حتی جاء زماننا ھذا......‘‘ اور یہ خبر (یعنی یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوچکی ہے۔ناقل) زمانہ در زمانہ اسی طرح پوشیدہ اور چھپی رہی جیسے دانہ اپنے خوشے میں چھپا ہوتا ہے یہاں تک کہ ہمارا زمانہ آگیا۔ (آئینہ کمالات اسلام، رخ5،صفحہ 552)

اگلے صفحے پر صاف لکھا:۔

’’فکشف اللہ الحقیقة علینا لتکون النار برداً وسلاماً‘‘ پس اللہ نے ہم پر حقیقت کھولی تا کہ آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی ہوجائے۔

(آئینہ کمالات اسلام، رخ5،صفحہ 553)

اب اگر تو واقعی مرزا سے پہلے گذرے وہ لوگ جن کا مرزا نے نام لیا ہے وفات مسیح کے قائل تھے تو مرزا کا یہ بیان جھوٹ ثابت ہوا کہ یہ راز اس سے پہلے کسی پر نہیں کھولا گیا، اور اگر یہ راز مرزا سے پہلے مخفی اور مستور تھا تو پھر مرزا کا یہ دعویٰ کہ فلاں فلاں وفات مسیح کا قائل تھا جھوٹ ہوا۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں......اپنے ہی دام میں خود صیاد آگیا

مرزا قادیانی کا دنیا میں آنا کس کی برکت سے؟

دوستو! مرزا کا دعویٰ تھا کہ وہ دنیا سے صلیب پرستی کو ختم کرنے کے لئے آیا ہے، لیکن دوسری طرف اس نے اس وقت کی صلیبی حکومت کی ملکہ وکٹوریہ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا:۔

’’......سو یہ مسیح موعود جو دنیا میں آیا تیرے ہی وجود کی برکت اور دلی نیک نیتی اور سچی ہمدردی کا ایک نتیجہ ہے‘‘۔

(ستارہ قیصرہ، رخ15،صفحہ 118)

تو جس مسیح کا اپنا وجود ہی ایک صلیبی اور عیسائی عورت کی برکت سے ہو وہ کیا صلیب پرستی کو ختم کرے گا؟۔

مرزا کے نقلی مسیح اور جعلی مہدی ہونے کا ثبوت

مرزا غلام احمد قادیانی نے قاضی نذر حسین ایڈیٹر اخبار قلقل (بجنور۔روہیل کھنڈ) کے نام ایک خط لکھا تھا، اس میں اس نے تحریر کیا کہ:۔

’’میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہ ہی ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرت ﷺ کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کروں، پس اگر مجھ سے کروڑ ہا نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علّتِ غائی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں، پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے، وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی، اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود و مہدی معہود کو کرنا چاہیے تھا تو پھر میں سچا ہوں اور اگر ایسا کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں‘‘۔

(مکتوبات احمد، جلد1،صفحہ 498 / الحکم،24 جولائی 1906،صفحہ 9)

مرزا قادیانی نے صریح الفاظ میں یہ اقرار کیا کہ اس کا کام اور مقصد صلیب پرستی کے ستون کو توڑنا ہے اور اگر یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو وہ جھوٹا، نیز اس نے صاف طور پر اعلان کیا کہ اگر اس نے اسلام کی حمایت میں وہ کام نہ کر دکھایا جو مسیح موعود اور مہدی معہود نے کرنا ہے اور اس کی موت آگئی تو سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔

مرزا کو مرے ہوئے سو سال سے زیادہ ہو گئے، اس کی زندگی میں اور مرنے کے بعد ہندوستان میں صلیب پرستی میں اضافہ ہوا اور عیسائیت مزید پھلی پھولی (حوالے آگے آ رہے ہیں)، نیز وہ ایک کام بھی نہ کر سکا جو احادیث میں حضرت مسیح علیہ السلام یا مہدی علیہ الرضوان کے بیان ہوئے ہیں، آیئے مرزا سے ہی پوچھتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے آ کر کیا کرنا ہے:۔

’’اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا پر کثرت سے پھیل جائے گا اور ملل باطلہ ہلاک ہو جائیں گی اور راستبازی ترقی کرے گی‘‘۔

(ایام الصلح، رخ14،صفحہ 381)

’’اور پھراسی ضمن میں مسیح موعود کے آنے کی خبردی اور فرمایا کہ اس کے ہاتھ سے عیسائی دین کا خاتمہ ہوگا اور فرمایا کہ وہ ان کی صلیب کو توڑ دیگا‘‘۔

(شہادۃ القرآن، رخ6، صفحہ 307)

’’......خدا تعالیٰ کی طرف سے صور پھونکا جائے گا تب ہم تمام فرقوں کو ایک ہی مذہب پر جمع کردیں گے‘‘۔

(شہادۃ القرآن، رخ6، صفحہ 311)

’’تب اُن دنوں میں خدا تعالیٰ اس پھوٹ کو دور کرنے کے لئے آسمان سے بغیر انسانی ہاتھوں کے اور محض آسمانی نشانوں سے اپنے کسی مرسل کے ذریعہ جو صُور یعنی قرنا کا حکم رکھتا ہوگا اپنی پُر ہیبت آواز لوگوں تک پہنچائے گا جس میں ایک بڑی کشش ہوگی اور اس طرح پر خدا تعالیٰ تمام متفرق لوگوں کو ایک مذہب پر جمع کردے گا‘‘۔

(چشمہ معرفت، رخ23، صفحہ 88)

مرزا کے بیٹے اور دوسرے مرزائی خلیفہ مرزا محمود نے مسند احمد کی ایک حدیث کا اردو ترجمہ کرتے ہوئے لکھا تھا:۔

’’......اس کے زمانے میں اللہ تعالیٰ سب مذاہب کو ہلاک کردے گا اور صرف اسلام رہ جائے گا‘‘۔

(حقیقۃ النبوۃ، انوار العلوم، جلد2، صفحہ 508)

مرزا قادیانی کے آنے کا مقصد مرزا کی زبانی

مرزا قادیانی نے کہا تھا:۔

’’میرے آنے کے دو مقصد ہیں، مسلمانوں کے لئے یہ کہ اصل تقویٰ اور طہارت پر قائم ہوجائیں وہ ایسے سچے مسلمان ہوں جو مسلمان کے مفہوم میں اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے۔اور عیسائیوں کے لئے کسرِ صلیب ہو اور ان کا مصنوعی خدا نظر نہ آوے دنیا اس کو بالکل بھول جائے

خدائے واحد کی عبادت ہو‘‘۔

(الحکم، 17 جولائی 1905، صفحہ 10)

کیا مرزا قادیانی صلیب پرستی کو ختم کرنے یا کم کرنے میں کامیاب ہوا؟

اب فیصلہ بہت آسان ہے، کیا مرزا قادیانی کے زمانے میں عیسائی دین کا خاتمہ ہوگیا؟ کیا تمام مِلل باطلہ ہلاک ہوگئیں؟ کیا تمام لوگ ایک مذہب پر جمع ہوگئے؟ کیا صلیب ٹوٹ گئی؟ کیا تمام مسلمان سچے اور متقی بن گئے اور عیسائی اپنے مصنوعی خدا کو بھول گئے اور انہوں نے خدائے واحد کی عبادت شروع کردی؟ ہرگز نہیں، مرزا قادیانی کی موت کے بعد ہندوستان میں عیسائی ترقی کا حال جاننے کے لئے ہمارے سامنے لاہوری مرزائی فرقے کا اخبار پیغام صلح مورخہ 6 مارچ 1928 یعنی مرزا قادیانی کی موت کے تقریباً 20 سال بعد کا شمارہ ہے، اس میں لکھا ہے:۔

’’آج سے ڈیڑھ سو سال قبل ہندوستان میں عیسائیوں کی تعداد چند ہزار سے زیادہ نہیں تھی، لیکن آج وہ ترقی کرتے کرتے پچاس لاکھ کے قریب ہوگئے ہیں، ہندوستان کیا ممالک اسلامی کا کوئی حصہ ایسا نہ ہوگا جہاں ان کی تبلیغی کوششیں جاری نہ ہوں، اس وقت ہندوستان میں 274 مشن جاری ہیں جن میں 5034 یورپین اور 483344 ہندوستانی مبلغین کام کرتے ہیں، ان مشنوں کے زیر اہتمام 41 چھاپہ خانہ، 89 زراعتی درس گاہیں، 76 معلّمی کی درس گاہیں، 418 شفا خانے، 412 یتیم خانے، 149 اخبارات ورسائل، 920 متفرق درس گاہیں جاری ہیں، ان شاندار اعداد وشمار کو مدنظر رکھتے ہوئے عیسائیوں کے وسیع اور منظّم تبلیغی نظام کی اہمیت اور اس کے کام کی نوعیت بخوبی اور نہایت آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے‘‘۔

(پیغام صلح لاہور، جلد16 نمبر10، مورخہ 6 مارچ، 1928، صفحہ 5)

’’بائبل سوسائٹی کی تازہ رپورٹ سے معلوم ہوا ہے کہ 1927ء میں یعنی صرف ایک سال کے قلیل عرصہ میں محض کلکتہ کے تبلیغی مرکز سے بائبل کے 19 لاکھ 8 ہزار نسخے ہندوستان کی

مختلف زبانوں میں چھاپ کر تقسیم کیے گئے“۔

(پیغام صلح،15 مارچ 1928،صفحہ 2)

یہ تو تھی مرزا کی موت کے فقط 20 سال بعد صرف ہندوستان میں عیسائی ترقی کی حالت اور وہ بھی ان کی زبانی جو مرزا قادیانی کو مسیح موعود کہتے ہیں، اگر مرزا قادیانی نے وہ کام کیا ہوتا جو حضرت مسیح علیہ السلام نے کرنا ہے تو صلیب پرستی ترقی کی طرف گامزن ہونے کے بجائے اختتام کی طرف جاتی، اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مرزا قادیانی نے پوری زندگی مسلمانوں کو قادیانی بنانے کی سعی میں گذاری نیز آج اس کی جماعت بھی اپنا سارا زور مسلمانوں کو مرتد بنانے پر صرف کرتی ہے، ہمیں یہ کہیں نہیں ملتا کہ اتنے عیسائیوں نے مرزائیت قبول کرلی تو پھر صلیب پرستی کے ستون کو توڑنے کی بات نہ جانے مرزا نے کیوں کی؟ مرزا نے ایک جگہ اپنے آنے کا مقصد صلیب پرستی کے بجائے بڑا عجیب وغریب لکھا ہے، ملاحظہ فرمائیں:۔

”اصل میں ہمارا وجود دو باتوں کے لئے ہے، ایک تو ایک نبی کو مارنے کے لئے اور دوسرا شیطان کو مارنے کے لئے“۔

(ملفوظات، جلد5،صفحہ 398 حاشیہ، واخبار بدر قادیان، 9 جنوری 1908،صفحہ 9)

یہودی بڑے بلند آہنگی کے ساتھ دعویٰ کرتے ہیں کہ انہوں نے مسیح بن مریم رسول اللہ کو قتل کردیا، اور مرزا قادیانی بھی اپنے وجود کا مقصد ایک نبی (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کو مارنا بتارہا ہے، اور پھر یہ اقرار بھی کررہا ہے کہ اس کے پیدا ہونے سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام زندہ تھے اس نے آکر انہیں مارا ہے، اب مرزا قادیانی کی یہ بات ایک بار پھر پڑھیں:۔

”میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہ ہی ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرت ﷺ کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کروں، پس اگر مجھ سے کروڑ ہا نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علّتِ غائی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں، پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے، وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی،

اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود ومہدی معہود کو کرنا چاہیے تھا تو پھر میں سچا ہوں اور اگر ایسا کچھ نہ ہوا اور میں مرگیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں“۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں...... زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہِ کنعان کا

آخری مجدد اور آخری خلیفہ

مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کا ایک اور ثبوت

مرزا قادیانی نے اپنے نقلی مسیح ہونے کا ایک اور ناقابل تردید ثبوت بھی خود ہی پیش کیا ہے اور اپنے جھوٹے ہونے پر خود ہی مہر لگادی ہے، مرزا قادیانی کی زندگی کی آخری کتابوں میں سے ایک کتاب ہے ”حقیقۃ الوحی“، اس میں ایک جگہ اپنے حق میں ظاہر ہونے والے ”آسمانی نشانوں“ کو گنواتے ہوئے سب سے پہلا نشان یوں لکھا ہے:۔

”پہلا نشان۔ **قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله يبعث لهذه الامة على رأس كل مائة سنة من يجدّد لها دينها. رواه ابو داود** یعنی خدا ہر ایک صدی کے سر پر اِس امت کے لئے ایک شخص مبعوث فرمائے گا جو اُس کے لئے دین کو تازہ کرے گا اور اب اِس صدی (یعنی چودھویں صدی۔ناقل) کا بیسواں سال جاتا ہے اور ممکن نہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ میں تخلف ہو“۔

(حقیقۃ الوحی، رخ22،صفحہ 200)

آپ نے دیکھا کہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو چودھویں صدی کا مجدد ثابت کرنے کے لئے ایک حدیث شریف پیش کررہا ہے اور اس کا استدلال یہ ہے کہ یہ تحریر لکھتے وقت تک چودھویں صدی ہجری کا بیسواں سال جارہا ہے اور ابھی تک کسی نے بھی اس صدی کا مجدد ہونے کا دعویٰ نہیں کیا صرف میں نے کیا ہے لہذا میں اس چودھویں صدی کا مجدد ہوں۔

اسی بات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے اگلے ہی صفحہ پر یہ الفاظ لکھتا ہے، غور سے

پڑھیے گا:۔

''یہ بھی اہل سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدّد اِس امت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے یا نہیں یہود ونصاریٰ دونوں قومیں اس پر اتفاق رکھتی ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے اگر چاہو تو پوچھ کر دیکھ لو۔مَری پڑ رہی ہے زلزلے آرہے ہیں۔ہر ایک قسم کی خارق عادت تباہیاں شروع ہیں پھر کیا یہ آخری زمانہ نہیں؟اور صلحاء اسلام نے بھی اس زمانہ کو آخری زمانہ قرار دیا ہے اور چودھویں صدی میں سے بھی تیئیس (23) سال گذر گئے ہیں۔پس یہ قوی دلیل اس بات پر ہے کہ یہی وقت مسیح موعود کے ظہور کا وقت ہے اور میں ہی وہ ایک شخص ہوں جس کے دعوے پر پچیس (25) برس گذر گئے اور اب تک زندہ موجود ہوں اور میں ہی وہ ایک ہوں جس نے عیسائیوں اور دوسری قوموں کو خدا کے نشانوں کے ساتھ ملزم کیا۔پس جب تک میرے اس دعوے کے مقابل پر انہیں صفات کے ساتھ کوئی دوسرا مدعی پیش نہ کیا جائے تب تک میرا یہ دعویٰ ثابت ہے کہ وہ مسیح موعود جو آخری زمانے کا مجدد ہے وہ میں ہی ہوں''۔

(حقیقۃ الوحی، رخ22، صفحہ 201)

ہم یہاں اس پر بات نہیں کریں گے کہ اس کتاب کے پچھلے صفحے پر مرزا کے مطابق جب وہ یہ تحریر لکھ رہا تھا تو چودھویں صدی کا بیسواں سال چل رہا تھا، اگلے صفحے پر لکھتا ہے کہ چودھویں صدی میں سے (23) سال گذر گئے ہیں، ہم اس بات کو بھی رہنے دیتے ہیں کہ کس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ چودھویں صدی آخری زمانہ یا آخری صدی ہے؟، ہم مرزا سے یہ بھی نہیں پوچھتے کہ اس نے لکھا ہے کہ ''میں ہی وہ ایک شخص ہوں جس کے دعوے پر پچیس (25) برس گذر گئے اور اب تک زندہ موجود ہوں'' تو اگر اس نے یہ تحریر لکھنے سے پچیس برس پہلے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا تھا تو اُس وقت تو ابھی تیرھویں صدی چل رہی تھی تو وہ چودھویں صدی کا مجدد کیسے ہوا؟، ہم یہ بھی نہیں پوچھتے کہ مرزا قادیانی سے پہلے تیرہ صدیوں میں ہوئے ان (80) کے قریب مجددین میں

سے جن کے نام قادیانیوں کی کتاب ''عسل مصفّٰی، صفحہ 116 تا 120 طبع 1901'' میں لکھے ہیں کس کس نے اپنے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا تھا؟، ہمارا مقصد یہاں صرف یہ بتانا ہے کہ مرزا قادیانی کا استدلال کچھ اس طرح بنتا ہے کہ حدیث شریف میں ہے کہ ہر صدی میں ایک مجدد آنا ہے، اور میں چودھویں صدی کا مجدد ہوں، اور اس بات پر اتفاق ہے کہ اس امت کا آخری مجدد مسیح موعود ہوگا جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا، اور یہ زمانہ (یعنی چودھویں صدی) آخری زمانہ ہے، یعنی مرزا کے بقول وہ اس امت کا آخری مجدد ہے۔

بلکہ مرزا قادیانی اپنی اسی کتاب میں پہلے اپنے آپ کو قرآن کریم کی آیات کی رُو سے اس امت کا ''آخری خلیفہ'' بھی لکھ چکا تھا:۔

''آیات قطعیۃ الدلالت سے ثابت ہوا کہ درحقیقت مسیح بن مریم فوت ہوگیا ہے اور آخری خلیفہ مسیح موعود کے نام پر اِسی امت میں سے آئے گا''۔

(حقیقۃ الوحی، رخ22، صفحہ 153)

اب ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ چودھویں صدی کے بعد کوئی صدی نہ ہوتی اور دنیا ختم ہوجاتی، لیکن چودھویں صدی ختم ہوئی، زمانہ ختم نہ ہوا، آج پندھرویں صدی کے بھی 35 سال کے قریب گذر چکے ہیں، ہر صدی کے سر پر مجدد آنے کی جو حدیث شریف مرزا قادیانی نے پیش کی تھی اس میں ''علی رأس کل سنة ''یعنی ہر سو سال کے سر پر مجدد آنے کے الفاظ ہیں، یعنی جب جب نئی صدی آتی رہے گی مجدد آتے رہیں گے، حدیث شریف میں یہ نہیں کہ صرف چودھویں صدی تک مجدد آتے رہیں گے اور اس کے بعد یہ سلسلہ ختم ہوجائے گا، تو پندھرویں صدی کا شروع ہونا ہی مرزا قادیانی کے اس دعوے کو غلط ثابت کر گیا کہ وہ اس امت کا آخری مجدد ہے کیونکہ اب حدیث شریف کی رُو سے پندرھویں صدی کا بھی کوئی نہ کوئی مجدد ہونا ضروری ہے، جب مرزا کا آخری مجدد ہونے کا دعویٰ غلط ثابت ہوا تو چونکہ اس نے خود لکھا تھا کہ ''آخری مجدد مسیح موعود'' کو ہونا ہے تو اس کا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ بھی جھوٹا نکلا۔

مرزا قادیانی کی ایک اور قلابازی

محترم قارئین! آپ یہ جان کر حیران ہوں گے کہ اپنے آپ کو ''آخری مجدد'' لکھنے والے مرزا قادیانی سے مورخہ 29 ستمبر 1905 کو سوال ہوا کہ ''کیا آپ کے بعد بھی مجدد آئے گا؟'' تو مرزا نے جو جواب دیا وہ پڑھیں اور مرزا کی ذہنی حالت کا اندازہ لگائیں، مرزا نے کہا:۔

''اس میں کیا ہرج (حرج۔ناقل) ہے کہ میرے بعد بھی کوئی مجدد آجاوے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت ختم ہو چکی تھی اس لئے مسیح علیہ السلام پر آپ کے خلفاء کا سلسلہ ختم ہو گیا ۔لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ قیامت تک ہے اس لئے اس میں قیامت تک ہی مجددین آتے رہیں گے، اگر قیامت نے فنا کرنے سے چھوڑا تو کچھ شک نہیں کہ کوئی اور بھی آجائے گا''۔

(ملفوظات، جلد4، صفحہ 452)

لیجئے! مرزا قادیانی نے خود ہی اپنے مسیح موعود ہونے کے دعوے کو جھوٹا قرار دے دیا، کیونکہ وہ لکھ چکا تھا کہ مسیح موعود نے اس امت کا آخری مجدد ہونا ہے، اور یہاں وہ کہہ رہا ہے کہ میرے بعد بھی قیامت تک مجددین آتے رہیں گے تو ظاہر ہے مرزا قادیانی آخری مجدد نہ ہوا، جب آخری مجدد نہ ہوا تو مسیح موعود نہ ہوا، پھر کیا ہوا؟ فیصلہ قارئین خود کرلیں۔

مرزا قادیانی کی خیالی منطق

یہاں یہ بات آپ کے لئے دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ مرزا قادیانی نے بار بار اپنی یہ خیالی منطق پیش کی ہے کہ جن احادیث میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے نزول کی خبر اور دوسری علامات بیان ہوئی ہیں وہ سب استعارے ہیں، ان احادیث کو ظاہر پر محمول کرنا بے وقوفی ہے، پھر اس نے نزول سے مراد پیدا ہونا، دمشق سے مراد قادیان، زردی مائل چادروں سے مراد اپنی بیماریاں، کسر صلیب سے مراد عیسائی پادریوں کے ساتھ مناظرے، باب لُدّ سے مراد لدھیانہ، دجال سے مراد ایک گروہ لیا، لیکن دو چیزیں اس نے خود احادیث سے ظاہری ہی لیں، ایک مسیح اور دوسرا سفید منارہ جس کے بارے میں حدیث میں ہے کہ حضرت مسیحؑ سفید منارے کے پاس نازل

ہوں گے، مرزا نے مسیح سے مراد اپنی شخصیت لی کوئی گروہ نہیں لیا، اور منارہ تو خود اپنے پیدا ہونے کے کئی سال بعد چندہ اکٹھا کر کے قادیان میں بنوانا شروع کیا، مرزائی ''مسیح موعود'' کی موت ہوگئی لیکن منارہ ابھی زیر تعمیر تھا، یہ دوسرے مرزائی خلیفہ مرزا محمود کے وقت سنہ 1916 میں مکمل ہوا، یہ بات آج تک ہم نہیں سمجھ سکے کہ مرزا نے منارہ ظاہری کیوں مراد لیا؟ اور مسیح سے مراد ایک شخصیت کیوں لی؟ کیا یہ تاویل نہیں ہو سکتی تھی کہ جیسے دجال برائی کا نمائندہ ایک گروہ، ایسے ہی مسیح سے مراد اچھائی کا نمائندہ ایک گروہ؟ پھر اگر منارہ بھی ظاہری لینا تھا تو حدیث میں تو یہ ہے کہ حضرت مسیحؑ سفید منارہ کے پاس نازل ہوں گے، یعنی منارہ کا وجود آپ کے نزول سے پہلے ہونا معلوم ہوتا ہے، مرزا نے نزول سے مراد پیدا ہونا لیا لیکن منارہ بعد میں کیوں بنوایا؟ اس کی کوئی معقول وجہ ہمارے خیال میں نہیں آئی، شاید مرزا قادیانی کا کوئی امتی اس راز سے پردہ اٹھادے۔

☆☆☆☆

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول کے بارے میں چند شکوک وشبہات کا جائزہ

جماعت مرزائیہ کے لوگ جب قرآن، احادیث متواترہ اوراجماع امت سے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے رفع ونزول کا انکار ثابت نہیں کرسکتے بلکہ الٹا قرآن کریم سے رفع الی السماء اوراحادیث متواترہ سے نزول من السماء ثابت ہوتا ہے، تو پھروہ چند منطقی قسم کے شبہات پیش کرکے اپنے سادہ لوح قادیانیوں اورعام مسلمانوں کے ذہنوں میں اس عقیدہ کے بارے میں شک پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے مختصرطور پران شبہات کا بھی جائزہ لے لیا جائے، اگرچہ ہمارے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے عیسیٰ علیہ السلام کے دشمنوں کوان تک پہنچنے ہی نہیں دیا اوراس سے پہلے ہی ان کا رفع کرلیا، اوراللہ کے حبیب ﷺ نے اللہ کی قسم اٹھا کرفرمایا کہ مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام ہی نازل ہوں گے اورآسمان سے نازل ہوں گے (جو پہلے قرآن وحدیث سے ہم ثابت کرآئے ہیں) لہذا ہمیں یہ سوچنے کی ضرورت ہی نہیں کہ وہ کیسے آسمان پرگئے؟ وہاں کیا کھاتے پیتے ہوں گے؟ وہ اتنا لمبا عرصہ کیسے زندہ رہیں گے؟ وغیرہ، یہ سب اس اللہ کی ذمہ داری ہے جوانہیں اپنی قدرت کاملہ سے زندہ سلامت آسمان پر لے گیا، تاہم صرف اتمام حجت کے لئے ہم ان مرزائی شبہات کا تجزیہ کرتے ہیں۔

شبہ نمبر 1

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پرچلے جانا اورپھراتنے لمبے عرصہ تک زندہ رہنا عقل میں نہیں آتا۔

جواب نمبر 1 ...... کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ کا سرد ہوجانا عقل میں آتا ہے؟ مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے ”ابراہیم علیہ السلام چونکہ صادق اورخدا تعالیٰ کا وفادار بندہ تھا اس لئے ہرابتلاء کے وقت خدا نے اس کی مدد کی جبکہ وہ ظلم سے آگ میں ڈالا گیا خدا نے

آگ کواس کے لئے سرد کردیا“ (حقیقۃ الوحی، رخ22، صفحہ 52)۔

کیا حضرت یونس علیہ السلام کا تین دن تک مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہنا عقل میں آتا ہے؟ مرزا قادیانی نے لکھا ہے ”جیسے یونس نبی تین دن مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہا اورمرا نہیں“ (ازالہ اوہام حصہ اول، رخ3، صفحہ 303)۔

پھرکیا خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا عقل میں آتا ہے؟ آپ کا ولادت کے بعد فوراً اپنی ماں کی گود میں کلام کرنا عقل میں آتا ہے؟، انبیاء کے معجزات مثلاً حضرت صالح علیہ السلام کے لئے پہاڑ سے اونٹنی نکلنا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا اژدہا بن جانا وغیرہ سب عقل میں نہیں آتے تو کیا معجزات انبیاء کا انکار کردیا جائے؟، انبیاء کے معجزات سب خارق عادت ہی ہوتے ہیں، اگرصرف عقل ہی سب کچھ ہوتی تو پھراللہ کواپنے انبیاء بھیج کران پر وحی نازل کرنے کی بھی ضرورت نہ تھی، انبیاء کرام کے مخالفین بھی تو یہی کہتے تھے کہ مرنے کے بعد جب جسم مٹی میں مل جائے گا اورہڈیاں بوسیدہ ہوجائیں گی تواس کا دوبارہ زندہ ہونا عقل میں نہیں آتا، جنت وجہنم ہماری عقل میں نہیں آتے وغیرہ، لیکن مومن وہ کہلائے جواللہ کی وحی پرایمان لائے نہ کہ اپنی عقل کی آواز پر، آیئے مرزا قادیانی کی چند تحریریں پڑھتے ہیں:۔

”عقل انسان کوخدا سے نہیں ملاتی بلکہ خدا سے انکار کراتی ہے، پکا فلسفی وہ ہوتا ہے جو خدا کونہیں مانتا“۔

(ملفوظات، جلد2، صفحہ 592)

”اگرقرآن وحدیث کے مقابل پرایک جہاں عقلی دلائل کا دیکھوتو ہرگز اس کوقبول نہ کرواوریقیناً سمجھوکہ عقل نے لغزش کھائی ہے“۔

(ازالہ اوہام، رخ3، صفحہ 552)

اورجب قرآن وحدیث یہ بتارہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کواللہ نے آسمان پر اٹھالیا اوروہی آسمان سے نازل ہوں گے (اس کے دلائل پہلے بیان ہوچکے) تو یہ بات قادیانی

عقل میں کیوں نہیں سماتی ؟، نیز مرزا نے لکھا تھا:۔

’’کیونکہ سلف، خلف کے لئے بطور وکیل کے ہوتے ہیں اور ان کی شہادتیں آنیوالی ذریت کو ماننی پڑتی ہیں‘‘۔

(ازالہ اوہام حصہ اول، رخ 3،صفحہ 293)

’’سلف‘‘ کا مطلب ہے وہ لوگ جو پہلے گذر چکے اور ’’خلف‘‘ کہتے ہیں بعد میں آنے والوں کو، تو جب مرزا قادیانی سے پہلے 1300 سال میں گذرے ’’سلف‘‘ کا اس پر اجماع تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے آسمان پر اٹھالیا تھا اور وہ قیامت سے پہلے آسمان سے نازل ہوں گے (حوالہ جات پہلے گذر چکے) تو ان کی شہادت قبول کیوں نہیں کی جاتی ؟۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کسی انسان کا اتنی لمبے عرصے تک زندہ رہنا بھی عقل میں نہیں آتا تو اس کی مثال بھی قرآن کریم میں موجود ہے، حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

﴿**ولقد ارسلنا نوحاً الی قومه فلبث فیهم الف سنة الا خمسین عاماً فاخذهم الطوفان وهم ظالمون**﴾ تحقیق بھیجا ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف پس وہ رہے ان کے اندر پچاس کم ایک ہزار سال، پھر (اس کے بعد) انہیں طوفان نے پکڑا اس حال میں کہ وہ ظالم تھے۔(العنکبوت:14)۔

اس آیت کریمہ میں یہ بیان ہوا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اپنی بعثت کے بعد اپنی قوم پر طوفان آنے سے پہلے تک 950 سال اپنی قوم کے اندر رہے (بعثت سے پہلے اور طوفان کے بعد کی عمر اس کے علاوہ ہے)، نیز حضرت نوح علیہ السلام کی 950 سال عمر کا ذکر تو بائبل میں بھی ہے بلکہ وہاں یہ بھی ذکر ہے کہ طوفان کے بعد بھی آپ 350 سال زندہ رہے (دیکھیں: عہد نامہ قدیم، پیدائش، باب 9 آیات 28 تا 29)، تو جو اللہ حضرت نوح علیہ السلام کو اتنی لمبی عمر دے سکتا ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کیوں اتنا طویل عرصہ زندہ نہیں رکھ سکتا؟، یہاں ایک بات

کی طرف آپ کی توجہ دلاتا جاؤں کہ آپ نے ایک محاورہ سنا ہوگا کہ ’’ایک جھوٹ کو چھپانے کے لئے سو جھوٹ بولنے پڑتے ہیں‘‘، حضرت نوح علیہ السلام کی عمر کا لمبا ہونا قادیانیوں کو ہضم نہیں ہوا لہٰذا انہوں نے قرآن کریم کی اس صریح آیت کے برخلاف تحریف معنوی کا ایسا نمونہ پیش کیا جس کے سامنے یہودیوں کی تحریفات بھی ہیچ معلوم ہوتی ہیں، دوسرے قادیانی خلیفہ اور مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود نے اس آیت کریمہ کے نیچے لکھا:۔

’’مراد نوحؑ کی عمر نہیں بلکہ اُن کی نبوت کا زمانہ مراد ہے یا اُن کی قوم کا وہ زمانہ مراد ہے جس میں وہ نیک رہی‘‘۔

(تفسیر صغیر، صفحہ 515)

یعنی وہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ اس آیت میں جو حضرت نوح علیہ السلام کے 950 سال اپنی قوم کے اندر رہنے کا ذکر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ آپ کی نبوت کا زمانہ اتنا ہے یعنی آپ کے بعد اگلا نبی اتنے عرصہ پر آیا، یا یہ مطلب ہے کہ آپ کے بعد آپ کی قوم اتنا عرصہ آپ کی تعلیمات پر عمل پیرا رہی، یہ من گھڑت تفسیر بلکہ تحریف صرف اس لئے کی گئی تا کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ اگر حضرت نوح علیہ السلام کی عمر اتنی لمبی ہوسکتی ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر پر اعتراض کیسا؟ لیکن قرآن کریم کی آیت میں صاف طور پر یہ مذکور ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کا یہ 950 تک اپنی قوم کے اندر رہنا طوفان نوح سے پہلے کی بات ہے کیونکہ آگے لفظ ہیں ﴿**فاخذهم الطوفان**﴾ اس کے بعد ان پر طوفان آیا، عربی میں حرف ’’ف‘‘ تعقیب کے لئے آتا ہے یعنی کسی چیز کا کسی چیز کے بعد واقع ہونا بیان کرنا ہو تو ’’ف‘‘ لایا جاتا ہے، لہٰذا یہاں یہ احمقانہ بات کرنا کہ اس آیت میں یہ بیان نہیں کہ حضرت نوحؑ اتنی مدت زندہ رہے بلکہ یہ مراد ہے کہ آپ کی نبوت کا زمانہ اتنا ہے سراسر تحریف ہے کیونکہ یہاں طوفان سے پہلے 950 سال اپنی قوم کے اندر رہنے کا صاف ذکر ہے، اور طوفان اس کے بعد آیا اور ظاہر ہے طوفان حضرت نوح علیہ السلام کی زندگی میں ہی آیا تھا۔

اورسب سے اہم بات یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کواللہ تعالیٰ زمین سے نکال کرآسمان پرلے گیا جسے قرآن نے ﴿بل رفعه الله اليه ﴾ سے بیان کیا ہے،اب چونکہ وہ آسمان پر ہیں اس لئے ان پر زمین کے وقت کا اطلاق نہیں ہوتا بلکہ آسمان کے ماحول اور وقت کا اطلاق ہوگا،اور اللہ نے فرمایا ہے کہ﴿وان يوماً عند ربک كألف سنة مما تعدون ﴾ تیرے رب کے ہاں ایک دن تمہارے ہزار سال کے برابر ہے(الحج:47)،تو اس حساب سے ابھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کوآسمان پر گئے تین دن بھی پورے نہیں ہوئے ، کیونکہ زمین کے دو ہزار سال تو اللہ کے ہاں صرف دو دن ہوئے۔

جواب نمبر 2...... کیاایک ''بکرے'' کا'' بکری'' کی طرح دودھ دینا،مردوں کاعورتوں کی طرح دودھ دینا اور پھر بچے کا اپنے باپ کے دودھ سے پرورش پانا،خشک مٹی سے چوہا پیدا ہونا جس کا آدھا دھڑ مٹی اور آدھا چوہا ہو،اور کسی کی ''ایڑی'' (جسے مرزا نے پنجابی میں ''اڈی'' لکھا ہے)میں سے پاخانے کا جاری ہونا عقل میں آتا ہے؟ جبکہ مرزا قادیانی نے ان سب چیزوں کا بالفعل واقع ہونا لکھا ہے۔(دیکھیں: سرمہ چشم آریہ،رخ2،صفحہ 99)۔

شبہ نمبر 2

آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیا کھاتے/پیتے ہوں گے؟

جواب نمبر 1 ...... جنت سے زمیں پرآنے سے پہلے جوخوراک حضرت آدم علیہ السلام کی تھی وہی خوراک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بھی ہوتی ہوگی ، کیونکہ اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے ﴿ان مثل عيسىٰ عند الله كمثل آدم ﴾ بے شک عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کی حالت کی طرح ہے(آل عمران:59)۔

جواب نمبر 2 ...... مرزا قادیانی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ آسمان میں زندہ ہیں اوران پر موت نہیں آئی ، ملاحظہ فرمائیں:۔

''**هذا موسىٰ فتى الله الذى اشار الله فى كتابه الى حياته ، وفرض**

علينا أن نؤمن بأنه حيٌّ فى السماء ولم يمت وليس من الميتين '' یہ وہی موسیٰ مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہوگیا ہے کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے اور اس پر موت نہیں آئی اور وہ مُردوں میں سے نہیں۔

(نورالحق،رخ8،صفحات 68و69)

ایک اور جگہ مرزا نے سورۃ السجدۃ کی آیت نمبر 23 کا حوالہ دے کر یوں لکھا:۔

''......**وأنت تعلم أن هذه الآية نزلت فى موسىٰ ، فهى دليل صريح على حياة موسىٰ عليه السلام ، لأنه لقي رسول الله صلى الله عليه وسلم ، والأموات لا يلاقون الأحياء . ولا تجد مثل هذه الآيات فى شأن عيسىٰ عليه السلام** ......'' اور تو جانتا ہے کہ یہ آیت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے، یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے پر صریح دلیل ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کی ملاقات ہوئی اور مُردے زندوں سے نہیں ملا کرتے ،اور ایسی کوئی آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تمہیں نہیں ملے گی۔

(حمامۃ البشریٰ،رخ7،صفحہ 221)

تو جو خوراک آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کھاتے ہوں گے وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کوبھی ملتی ہوگی ، کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بھی مسلمان بالکل یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ ''**حيٌّ فى السماء ولم يمت وليس من الميتين** '' وہ آسمان میں زندہ ہیں،ان پرموت نہیں آئی اور وہ مردوں میں سے نہیں۔

نوٹ: مرزا قادیانی کی یہ تحریریں قادیانی جماعت کے لئے مصیبت بنی ہوئی ہیں، وہ کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے کا لکھا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ وہ روحانی طور پر زندہ ہیں نہ کہ جسمانی طور پر،لیکن مرزا کے الفاظ ان کی یہ تاویل باطل کرتے ہیں،

کیونکہ مرزا نے ''نور الحق'' میں لکھا کہ ''حي في السماء ولم يمت'' وہ آسمان میں زندہ ہیں اوران پر موت نہیں آئی، اگر اس کی مراد روحانی طور پر زندہ ہونا ہوتا تو وہ ''لم یمت'' نہ لکھتا کیونکہ روحانی طور پر تو وہ بھی زندہ ہوسکتے ہیں جن پر موت واقع ہوچکی ہے، نیز دوسری تحریر میں مرزا قادیانی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے پر یہ دلیل بھی پیش کی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ ان کی ملاقات ہوئی، یہاں مرزا نے ایک فقرہ بڑا اہم لکھا ہے ''مردے زندوں سے نہیں ملا کرتے''، تو اس ملاقات کے وقت چونکہ آنحضرت ﷺ زندہ تھے لہذا ماننا پڑے گا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ تھے کیونکہ مردے زندوں سے نہیں ملا کرتے، ظاہر ہے یہاں روحانی حیات کا مفہوم نہیں لیا سکتا کیونکہ آنحضرت ﷺ اس ملاقات کے وقت جسمانی طور پر زندہ تھے لہذا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات بھی ویسی ہی ماننی ہوگی، نیز آگے مرزا قادیانی نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایسی کوئی آیت نہیں ملے گی جس میں ان کی حیات کا ذکر ہو''، مرزا کی یہ بات مزید تاکید کرتی ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات ''روحانی'' نہیں بلکہ جسمانی کی بات کر رہا ہے کیونکہ روحانی حیات تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بھی بلکہ تمام انبیاء اور نیک لوگوں کی وہ خود قرآن سے ثابت کرتا ہے (طلب کرنے پر حوالے پیش کیے جاسکتے ہیں)۔

یہاں ''مردوں کے زندوں سے نہ ملنے'' کا ذکر آیا تو مرزا قادیانی کی ایک اور بات پر بھی نظر ڈالتے جائیں، مرزا کی موت سے تقریباً ایک ماہ قبل مورخہ 7 اپریل 1908ء کو ایک امریکی جوڑا مرزا قادیانی سے ملنے آیا اور اس کے ساتھ ان کی سوال وجواب کی ایک نشست ہوئی، ایک موقع پر یہ سوال وجواب ہوئے:۔

سوال: مسیح کو آپ نے کس رنگ میں دیکھا ہے۔ آیا جسمانی رنگ میں دیکھا ہے؟۔

(مرزا کا) جواب: ہاں جسمانی رنگ میں اور عین حالت بیداری میں دیکھا ہے۔

سوال: ہم نے بھی مسیح کو دیکھا ہے اور دیکھتے ہیں مگر وہ روحانی رنگ میں ہے۔ کیا آپ نے بھی اسی

طرح دیکھا ہے جس طرح ہم دیکھتے ہیں؟۔

جواب: نہیں ہم نے ان کو جسمانی رنگ میں دیکھا ہے اور بیداری میں دیکھا ہے۔

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 521، نیز دیکھیں تحفہ قیصریہ، رخ 12، صفحہ 273)

غور فرمائیں! مرزا قادیانی نے کہا کہ اس نے حضرت مسیح بن مریم علیہا السلام کو دیکھا ہے اور روحانی طور پر نہیں دیکھا (یعنی کشف وغیرہ کی بات نہیں کیونکہ کشف ایک روحانی چیز ہے) بلکہ جسمانی طور پر دیکھا ہے، اور خواب میں نہیں بلکہ بیداری میں دیکھا ہے، اور مرزا کا اپنا حوالہ پہلے گذرا جس میں اس نے لکھا ہے کہ ''مُردے زندوں سے نہیں ملا کرتے'' تو اب ہمارا سوال یہ ہے کہ جب مرزا قادیانی نے حضرت مسیح علیہ السلام کو دیکھا اور اور روحانی نہیں بلکہ جسمانی طور پر دیکھا، خواب میں نہیں بلکہ بیداری میں دیکھا تو اس وقت یہ دونوں یا تو مردہ تھے یا دونوں زندہ تھے، یہ نہیں ہوسکتا کہ مرزا قادیانی زندہ ہو اور حضرت مسیح علیہ السلام زندہ نہ ہوں کیونکہ مُردے زندوں سے نہیں ملا کرتے، کیا مرزا قادیانی کا کوئی مرید یہ معمہ حل کرسکتا ہے؟۔

جواب نمبر 3 ...... مرزا قادیانی نے اللہ کے نیک بندوں کے بارے میں لکھا ہے کہ:۔

''اس درجہ پر مومن کی روٹی خدا ہوتا ہے جس کے کھانے پر اس کی زندگی موقوف ہے اور مومن کا پانی بھی خدا ہوتا ہے جس کے پینے سے وہ موت سے بچ جاتا ہے اور اس کی ٹھنڈی ہوا بھی خدا ہی ہوتا ہے جس سے اس کے دل کو راحت پہنچتی ہے''۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، رخ 21، صفحہ 216)

یعنی اللہ کے خاص بندوں کو روحانی خوراک ہی کافی ہوتی ہے، حضرت اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے ایک حدیث روایت کی ہے جس کے اندر ذکر ہے کہ دجّال کے خروج سے تین سال قبل قحط پڑے گا، حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ میں نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ اس وقت مؤمن کیا کریں گے (یعنی کیا کھائیں پئیں گے؟) تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ''یجزیھم ما یجزي اھل السماء من التسبیح والتقدیس''

ان کے لئے وہی کھانا کافی ہوگا جو آسمان والوں کو کفایت کرتا ہے یعنی تسبیح وتقدیس ۔(مسند احمد، حدیث نمبر 27579، المعجم الکبیر للطبرانی ،جلد 24 حدیث نمبر 404، شرح السنة للبغوي ،حدیث نمبر 4263 وغیرہ)،تو جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب آسمان والوں میں رہتے ہیں تو ان پر وہاں کا قانون لاگو ہوگا اور انہیں تسبیح وتقدیس ہی کافی ہوگی۔

جواب نمبر 4 ...... قرآن کریم میں ذکر ہے کہ بنی اسرائیل کی درخواست پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ایک سجا سجایا دسترخوان آسمان سے اترا (المائدۃ: آیات 112 تا 115)، تو جو اللہ آسمان سے کھانوں سے بھرا دسترخوان نازل کرسکتا ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر وہی کھانے کیوں نہیں کھلاسکتا؟ ، اب سوال ہوگا کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھانا کھائیں گے تو یقیناً تقاضائے بشریت کے ناطے انہیں قضاء حاجت کی ضرورت بھی پیش آئے گی تو وہ اپنا یہ تقاضا کہاں پورا کریں گے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث صحیح مسلم اور دوسری کتب میں موجود ہے جس میں یہ بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اہل جنت کھائیں پئیں گے لیکن انہیں پیشاب پاخانہ نہیں آئے گا بلکہ ان کی قضاء حاجت اس طرح ہوگی کہ انہیں ایک پسینہ آئے گا جس کی خوشبو مسک جیسی ہوگی۔(صحیح مسلم، حدیث نمبر 2835، باب فی صفات الجنة و أهلها وتسبيحهم)، تو کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قضاء حاجت اس طرح نہیں ہوسکتی؟۔

جواب نمبر 5 ...... قرآن کریم میں اصحاب کہف کا واقعہ تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ اللہ نے ان پر نیند مسلط کردی اور وہ لوگ 309 سال تک غار میں سوئے رہے، اگر اللہ انہیں 309 سال بغیر کچھ کھائے پیئے زندہ رکھ سکتا ہے تو پھر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کیوں زندہ نہیں رکھ سکتا؟۔ یاد رہے کہ سورۃ الکہف میں مذکور اس واقعے کا تفصیل کے ساتھ مطالعہ کیا جائے تو صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ 309 سال تک سوئے رہے تھے اور اللہ ان کی کروٹیں دائیں اور بائیں بدلتے رہتے تھے اور جب وہ بیدار ہوئے تو ایک دوسرے سے سوال

کرنے لگے کہ ہم کتنا عرصہ یوں سوئے رہے؟ اور پھر انہوں نے اپنا ایک ساتھی ان کے پاس موجود کرنسی دے کر شہر کی طرف روانہ کیا تا کہ وہ ان کے لئے کھانے کا سامان لے آئے اور اسے نصیحت کی کہ احتیاط کرنا کسی کو ہمارے بارے میں پتہ نہ چلے، انہیں یہ پتہ نہیں تھا کہ جس بادشاہ کے ظلم سے بچ کر انہوں نے غار میں پناہ لی تھی اسے مرے ہوئے اور اس کی حکومت کو ختم ہوئے عرصہ ہوگیا ہے، ایک بار ہم نے ایک مرزائی مربی کے سامنے یہ واقعہ پیش کیا تو وہ کہنے لگا کہ یہ بات غلط ہے کہ اصحاب کہف 309 سال سوئے رہے تھے بلکہ وہ اپنا ایک آدمی اکثر شہر کی طرف بھیجتے رہتے تھے اور کھانے پینے کا سامان منگواتے رہتے تھے۔اب ایسی ہٹ دھرمی کا علاج کس کے پاس ہے؟۔

شبہ نمبر 3

عیسیٰ علیہ السلام کو قرآن وسنت کی تعلیم کیسے ملے گی؟

ایک سوال یہ کیا جاتا ہے کہ مسلمانو! تم کہتے ہو کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو وہ شریعت محمدیہ ﷺ پر عمل پیرا ہوں گے ، اور تمہارے عقیدے کے مطابق وہ تو آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پہلے ہی آسمان پر چلے گئے تھے، تو اب جب وہ دوبارہ آئیں گے تو انہیں شریعت محمدیہ اور قرآن وسنت کا علم کیسے حاصل ہوگا؟ کیا ان پر قرآن دوبارہ نازل ہوگا؟۔

جواب...... اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چار چیزوں کا علم عطا فرمایا (1) کتاب (2) حکمت (3) تورات (4) انجیل، اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا تھا:۔

﴿ویعلمه الکتاب والحکمة والتوراة والانجیل﴾ اللہ تعالیٰ انہیں کتاب وحکمت اور تورات وانجیل کی تعلیم دے گا۔

(آل عمران:48)

اور جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنے احسانات وانعامات

کا ذکر فرمائیں گے تو ارشاد ہوگا:۔

﴿اذ علمتُک الکتاب والحکمة والتوراة والانجیل﴾ اور (یاد کرو) جب ہم نے تم کو کتاب وحکمت اور تورات وانجیل تعلیم کیں۔(المائدہ:110)

اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو چار چیزوں کی تعلیم دینے کا ذکر فرمایا، تورات وانجیل کا تو ہمیں معلوم ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ ''کتاب وحکمت'' کیا ہیں؟ تو جب ہم قرآن کریم پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اس سے مراد قرآن وسنت کا علم ہے، چند آیات پیش ہیں:۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ تعمیر کرتے ہوئے یہ دعا فرمائی تھی ﴿ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم یتلو علیھم آیاتک ویعلمھم الکتاب والحکمة ویزکیھم﴾ اے ہمارے رب ان میں انہی میں سے رسول بھیج جو ان پر تیری آیتیں پڑھے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور انہیں پاک کرے (البقرة :129)، اور پھر اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں ﴿لقد منّ اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً من أنفسھم یتلو علیھم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین﴾ بے شک مومنوں پر اللہ نے احسان کیا کہ انہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے، بے شک اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے (آل عمران :164)، اسی طرح دوسرے مقامات پر بھی کتاب وحکمت کا ذکر ہے اور ان تمام آیات میں کتاب سے مراد قرآن کریم کا علم اور حکمت سے مراد سنت محمدیہ ﷺ ہے، لہذا ثابت ہوا کہ جس طرح اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تورات وانجیل سکھائی اسی طرح وہ انہیں قرآن وسنت سکھا کر ہی نازل فرمائیں گے۔

قادیانی کہتے ہیں کتاب وحکمت سے مراد خط وکتابت یعنی لکھنا پڑھنا ہے، اگر ان کی یہ دلیل مان لی جائے تو مندرجہ بالا آیات کا مطلب یہ ہوگا کہ حضرت محمد ﷺ لوگوں کو لکھنا پڑھنا

سکھایا کرتے تھے جو کہ ظاہر ہے ایک غلط مفہوم ہے کیونکہ آپ ﷺ اُمّی تھے، جب آپ خود لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے تو اس کی تعلیم کیسے دے سکتے تھے؟۔

اب ہم قادیانیوں سے سوال کرتے ہیں کہ جسے تم ''مسیح موعود'' کہتے ہو اس نے قرآن وسنت کا علم کیسے حاصل کیا؟ اس نے تو لکھا ہے کہ:۔

''کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے''۔

(ایام الصلح، رخ14، صفحہ 394)

تو بتایا جائے کہ مرزا قادیانی نے قرآن وحدیث اور شریعت کا علم کس سے اور کیسے حاصل کیا؟ یاد رہے کہ مرزا قادیانی نے یہ بھی لکھا تھا کہ:۔

''اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرائیل بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے''۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم، رخ3، صفحہ 412)

''اور ابھی یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تابقیامت منقطع ہے''۔

(ازالہ اوہام حصہ اول، رخ3، صفحہ 432)

''اے لوگو! اے مسلمانوں کی ذریت کہلانے والو دشمن قرآن نہ بنو اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا سلسلہ جاری نہ کرو اور اُس خدا سے شرم کرو جس کے سامنے حاضر کیے جاؤ گے''۔

(آسمانی فیصلہ، رخ4، صفحہ 335)

لہذا یہ تو ہو نہیں سکتا کہ مرزا قادیانی پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے قرآن وسنت کا علم وحی کے ذریعے نازل کیا ہو، تو پھر مرزا کو یہ علم کس طریقے اور واسطے سے حاصل ہوا؟، کیا مرزا قادیانی پر قرآن کریم دوبارہ نازل ہوا تھا؟۔

شبہ نمبر 4

درجہ میں کون سا نبی زیادہ ہے؟

ایک سوال یہ کیا جاتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو آسمان پر زندہ اٹھانا تھا تو حضرت محمد ﷺ کو کیوں نہ اٹھایا جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل نبی ہیں؟ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ افضل نبی تو زمین میں مدفون ہوں اور ان سے کم درجہ کے نبی آسمان میں زندہ موجود ہوں؟

جواب ...... کسی نبی کے آسمان پر اٹھائے جانے یا زمین میں مدفون ہونے سے اس کے درجہ میں کوئی فرق نہیں پڑتا، جیسے اللہ نے ہر نبی کو وقت اور ضرورت کے لحاظ سے معجزات عطا فرمائے، کسی نبی کو ایک معجزہ دیا گیا تو کسی کو کوئی دوسرا معجزہ، اب انبیاء کے معجزات کو بنیاد بنا کر اپنی عقل سے ان کے درجے متعین کرنا اور یہ کہنا کہ فلاں نبی کو فلاں معجزہ ملا لہٰذا اس کا درجہ بلند ہو گیا اور فلاں نبی کو فلاں معجزہ نہیں ملا لہٰذا اس کا درجہ کم ہو گیا انتہائی درجہ کی جہالت ہے، افضل تو وہی ہے جسے اللہ نے افضل قرار دیا ہے۔

اب قادیانی ان سوالات کے جواب دیں:۔

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے اللہ کی خاص قدرت سے پیدا ہوئے جبکہ آنحضرت ﷺ کے والدِ گرامی تھے تو افضل کون ہوا؟۔

☆ حضرت نوح علیہ السلام کی عمر 950 سال سے زیادہ، مرزا قادیانی کے بقول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر 125 سال ہوئی، جبکہ آنحضرت ﷺ کی عمر مبارک تقریباً 63 برس، اِس کے متعلق قادیانیوں کا کیا خیال ہے؟۔

☆ فرشتے آسمان پر رہتے ہیں جبکہ بہت سے انبیاء زمین میں مدفون ہیں، تو افضل کون ہوا؟ فرشتے یا انبیاء؟۔

☆ قادیانی زمین کے اوپر چلتے ہیں جبکہ مرزا قادیانی زمین کے نیچے مدفون ہے تو افضل کون ہوا؟۔

☆ پرندے فضا میں اڑتے ہیں اور مرزائی زمین پر چلتے ہیں، تو کسی تار پر بیٹھا کوّا افضل ہوا یا مرزائی؟۔

☆ مرزا قادیانی کے بقول حضرت عیسیٰ علیہ السلام سری نگر کشمیر میں مدفون ہیں، جبکہ آنحضرت ﷺ مدینہ منورہ میں، تو مرزائی بتائیں کہ سطح سمندر سے کشمیر زیادہ بلند ہے یا مدینہ؟ اگر کشمیر زیادہ بلند ہے تو پھر افضل کون ہوا؟۔

☆ موتی سمندر کی تہہ میں ہوتے ہیں جبکہ جھاگ وغیرہ سطح سمندر پر، تو کیا جھاگ موتیوں سے بہتر ہوگئی؟۔

الغرض! کسی کے اوپر نیچے ہونے سے عظمت یا تنقیص لازم نہیں آتی، جس کی جو شان ہے وہ برقرار رہے گی، تمام انبیاءؑ سے افضل آنحضرت ﷺ ہیں اور اسی پر پوری امت کا ایمان ہے۔

شبہ نمبر 5

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر جاتے ہوئے کرہ ناریہ اور کرہ زمہریریہ سے کیسے گذرے؟

جواب نمبر 1...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام بالکل اسی طرح ان ناری اور زمہریری کروں سے گذرے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام گذرے (حضرت موسیٰ علیہ السلام کا آسمان میں زندہ ہونا مرزا قادیانی کی تحریروں سے پہلے بیان ہوا)۔

جواب نمبر 2 ...... مرزا قادیانی نے خود تسلیم کیا ہے کہ کسی انسان کا بجسم عنصری آسمان پر جانا ممکن ہے، ملاحظہ فرمائیں:۔

’’ہماری طرف سے یہ جواب ہی کافی ہے کہ اول تو خدا تعالیٰ کی قدرت سے کچھ بعید نہیں کہ انسان مع جسد عنصری آسمان پر چڑھ جائے‘‘۔

(چشمہ معرفت، رخ23، صفحات 227و228)

نوٹ: اسی جگہ آگے مرزا قادیانی نے یہ بھی لکھا ہے کہ ”قرآن شریف میں کئی جگہ صاف فرما دیا ہے کہ کوئی شخص مع جسم عنصری آسمان پر نہیں جائے گا بلکہ تمام زندگی زمین پر بسر کریں گے“ (رخ23، صفحہ 228)، نہ تو قرآن میں ایسی کوئی آیت ہے کہ کوئی شخص جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر نہیں جاسکتا اور نہ ہی ایسی کوئی آیت کہ ہر انسان اپنی زندگی کا ہر لمحہ، ہر دن زمین پر ہی بسر کرے گا، آج ہم دیکھتے ہیں کہ انسان اپنے جسم عنصری کے ساتھ کئی کئی مہینے خلا میں رہتے ہیں، ہر لمحہ کئی انسان ہوائی جہازوں میں سفر کر رہے ہوتے ہیں، اگر انسان کا اپنی زندگی کا ہر لمحہ اور ہر دن زمین پر ہی گذارنا ضروری ہوتا تو نہ کوئی خلا میں جا کر زندہ رہ سکتا اور نہ کوئی ہوائی جہاز میں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے کہ آپ کی پیدائش زمین پر ہوئی اور آپ کی وفات بھی زمین پر ہی ہوگی اور آپ کی تدفین بھی زمین میں ہوگی۔

جواب نمبر 3...... سکھوں کے مذہبی پیشوا ”گرونانک“ کے ”چولہ“ کا آسمان سے نازل ہونا مرزا قادیانی کو تسلیم ہے اور اسے آگ نے نہ جلایا، تو اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر آنے جانے سے یہ کرہ ناریہ یا زمہریریہ کیوں مانع ہے؟، مرزا قادیانی نے لکھا تھا:۔

”بعض لوگ انگد کے جنم ساکھی کے اس بیان پر تعجب کریں گے کہ یہ چولہ آسمان سے نازل ہوا ہے اور خدا نے اس کو اپنے ہاتھ سے لکھا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی بے انتہا قدرتوں پر نظر کر کے کچھ تعجب کی بات نہیں کیونکہ اس کی قدرتوں کی کسی نے حد بست نہیں کی کون انسان کہہ سکتا ہے کہ خدا کی قدرتیں صرف اتنی ہی ہیں اس سے آگے نہیں“۔

(ست بچن، رخ10، صفحہ 157)

گرونانک کے اسی چولے کے بارے میں مرزا قادیانی نے یوں کہا:۔

اسی کا تو تھا معجزانہ اثر...... کہ نانک بچا جس سے وقت خطر
بچا آگ سے اور بچا آب سے ...... اسی کے اثر سے نہ اسباب سے

(ست بچن، رخ10، صفحہ 162)

مرزا قادیانی نے گرونانک کے اِس چولے کی تصویر بھی اپنی کتاب میں بنائی ہے (دیکھیں: رخ10، صفحہ 172)، اگر گرونانک اپنے اس چولے کی وجہ سے آگ سے بچ سکتا ہے تو اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کیوں اس نارے کرے سے نہیں بچا سکتے؟۔

جواب نمبر 4...... جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے اللہ نے آگ کو ٹھنڈا کر دیا (جو مرزا قادیانی کو بھی تسلیم ہے جیسا کہ پہلے گذرا)، اسی طرح اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے کرہ ء ناریہ کو ٹھنڈا کر دیا۔

جواب نمبر 5 ...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا اور پھر نازل ہونا خود مرزا قادیانی بھی انجیل کے حوالے سے تسلیم کرتا ہے، چنانچہ ایک جگہ لکھتا ہے:۔

”اور منجملہ انجیلی شہادتوں کے جو ہم کو ملی ہیں انجیل متّی کی مندرجہ ذیل آیت ہے: اور اس وقت انسان کے بیٹے کا نشان آسمان پر ظاہر ہوگا۔ اور اس وقت زمین کی ساری قومیں چھاتی پیٹیں گی اور انسان کے بیٹے کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گے“۔ دیکھو متی باب 24 آیت 30“۔

(مسیح ہندوستان میں، رخ15، صفحہ 38)

مرزا قادیانی نے انجیل کی اس بات کو تسلیم کیا ہے، یہ الگ بات ہے کہ اس نے اس کی یہ مضحکہ خیز تاویل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کا مطلب ہے کہ ایسے دلائل اور شہادتیں پیدا ہو جائیں گی جو آپ کی الوہیت یا صلیب پر فوت ہونے اور آسمان پر جانے اور دوبارہ آنے کے عقیدہ کا باطل ہونا ثابت کر دیں گی (رخ15، صفحہ 39) جبکہ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ انجیل متّی کا جو حوالہ خود مرزا نے پیش کیا اس میں صاف طور پر یہ بیان ہے کہ انسان کا بیٹا (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) قدرت وجلال کے ساتھ آسمان سے آئے گا اور دنیا دیکھے گی، مرزا قادیانی کی ذہنی حالت کا اندازہ آپ خود کر لیں۔

جواب نمبر 6...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اور بنی اسرائیل کی خواہش پر بے

سجائے دسترخوان کا آسمان سے نازل ہونے کا ذکر قرآن کریم میں ہے اسی وجہ سے قرآن کی اس سورت کا نام "سورۃ المائدہ" ہے، اس دسترخوان یا مائدہ پر ناری یا زمہریری کروں نے کوئی اثر نہ کیا تو جس ہستی کی دعا سے اللہ نے یہ مائدہ نازل فرمایا اس کے لئے یہ کُرّے کیوں بے اثر نہیں ہو سکتے؟۔

جواب نمبر 7...... ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ معراج کی رات اپنے جسم مبارک کے ساتھ آسمان پر تشریف لے گئے اور پھر لوٹے بھی جس طرح آپ ﷺ کے جسم مبارک پر ان ناری یا زمہریری کرّوں کا کوئی اثر نہ ہوا اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بھی نہ ہوا اور نہ نزول کے وقت ہوگا، مرزا قادیانی تسلیم کرتا ہے کہ تمام صحابہ کا یہ عقیدہ تھا کہ آنحضرت ﷺ معراج کی رات جسم سمیت آسمان پر تشریف لے گئے، چنانچہ لکھتا ہے:۔

"آنحضرت ﷺ کے رفع جسمی کے بارے میں یعنی اس بارہ میں کہ وہ جسم سمیت شب معراج میں آسمان کی طرف اُٹھائے گئے تقریباً تمام صحابہ کا یہی اعتقاد تھا جیسا کہ مسیح کے اُٹھائے جانے کی نسبت اِس زمانے کے لوگ اعتقاد رکھتے ہیں"۔

(ازالہ اوہام حصہ اول، رخ 3، صفحہ 247)

پھر اگلے ہی صفحہ پر لکھا:۔

"آہستگی اور تدبر سے خوب غور کرو کہ کیا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمان پر جسم کے ساتھ چڑھ جانا اور پھر جسم کے ساتھ اُترنا ایسا عقیدہ نہیں ہے جس پر صدر اوّل کا اجماع تھا اور بعض صحابی جو اس اجماع کے مخالف قائل ہوئے کسی نے ان کی تکفیر نہیں کی"۔

(ازالہ اوہام حصہ اول، رخ 3، صفحہ 248)

ہمارا مقصد یہ حوالے پیش کر کے صرف یہ بتانا تھا کہ مرزا قادیانی کو تسلیم ہے کہ آنحضرت ﷺ کا معراج کی رات جسم سمیت آسمان پر جانا اور پھر واپس تشریف لانا صحابہ کرام اور صدر اول کا اجماعی عقیدہ ہے، لیکن یہاں ایک بات کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے جس کی

طرف مرزا قادیانی نے بھی اشارہ کیا ہے کہ "بعض صحابی اس اجماع کے مخالف تھے"، یہ بات سراسر غلط اور جھوٹ ہے، کسی صحابی یا صحابیہ سے مستند طریقے سے ہرگز یہ ثابت نہیں کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کے معراج جسمانی کا انکار کیا ہو، کچھ لوگوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ اور صحابیِ رسول حضرت معاویہؓ کی طرف یہ بات منسوب کی ہے کہ انہوں نے معراج جسمانی کا انکار کیا ہے، لیکن اس بات کی کوئی صحیح سند موجود نہیں، نیز جس وقت واقعہ معراج ہوا حضرت عائشہ صدیقہؓ اس وقت تک بچی تھیں اور آنحضرت ﷺ کے نکاح میں نہیں آئی تھیں، نیز حضرت معاویہؓ واقعہ معراج کے وقت ابھی مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے، لہٰذا ان دونوں حضرات کی طرف یہ نسبت بالکل غلط ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کے معراج جسمانی کے منکر تھے، نیز اگر بالفرض یہ نسبت صحیح بھی ہو تو حضرت عائشہؓ کی طرف منسوب قول میں یہ بیان ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی روح کو معراج کروائی گئی اور جسم زمین پر ہی رہا، یعنی آپ ﷺ کی روح جسم سے نکال کر لے جائی گئی، خواب یا کشف میں معراج کا ذکر وہاں بھی نہیں، جبکہ مرزا قادیانی نے صحابہ کرامؓ کے اجماعی عقیدے کے برعکس نیز حضرت عائشہؓ اور حضرت معاویہؓ کی طرف اس غیر مستند قول کے بھی بر خلاف یہ لکھا کہ معراج صرف ایک کشفی نظارہ تھا، آپ ﷺ کا جسم اور روح مبارک دونوں زمین پر ہی رہے تھے۔

آنحضرت ﷺ کے معراج جسمانی پر سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ احادیث میں آتا ہے کہ جب آپ نے صبح قریش مکہ کے سامنے یہ بیان فرمایا کہ میں رات کو مکہ سے بیت المقدس اور پھر وہاں سے آسمانوں پر گیا تھا تو انہوں نے یہ بات تسلیم کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ ان کی عقل میں یہ بات نہیں آرہی تھی کہ اتنے کم وقت میں اتنا لمبا سفر کیسے ہو سکتا ہے؟ اب سوال یہ ہے کہ اگر نبی کریم ﷺ نے یہ دعویٰ فرمایا ہوتا کہ میں خواب میں بیت المقدس یا آسمانوں پر گیا تھا، یا یوں فرمایا ہوتا کہ مجھے ایک کشفی نظارہ دکھایا گیا کہ میں بیت المقدس میں یا آسمانوں پر ہوں تو اس بات کا انکار کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی اور نہ یہ بات ایسی ہے جو عقل میں نہ آسکے، انسان خواب میں

کچھ بھی دیکھ سکتا ہے، لہٰذا کفارِ مکہ کا آپ ﷺ کے اس دعویٰ کا انکار ہی سب سے بڑی دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے یہی دعویٰ فرمایا تھا کہ میں جسم سمیت اور حقیقت میں بیت المقدس اور آسمانوں کے اوپر سے ہو کر آیا ہوں۔

نیز ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی صحیح سند کے ساتھ کتب حدیث میں یہ روایت مروی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

''آنحضرت ﷺ کو مسجد اقصیٰ کی سیر کروائی گئی، جب آپ نے لوگوں سے یہ واقعہ بیان فرمایا تو کچھ لوگوں نے اسے جھوٹ سمجھا اور کچھ نے تصدیق کی، جنہوں نے اس بات کو جھوٹ سمجھا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا : آپ کے ساتھی (یعنی آنحضرت ﷺ) کہتے ہیں کہ انہیں راتوں رات بیت المقدس لے جایا گیا، صدیق اکبرؓ نے فرمایا: اگر انہوں نے ایسا فرمایا ہے تو سچ فرمایا ہے، لوگوں نے کہا: کیا آپ ان کی اس بات کو سچا سمجھتے ہیں کہ وہ راتوں رات بیت المقدس گئے اور صبح سے پہلے واپس بھی آ گئے؟ تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: میں تو ان کی اس سے بھی زیادہ دور کی بات میں تصدیق کرتا ہوں، وہ جو صبح وشام آسمان کی خبر بتاتے ہیں میں اس میں بھی ان کو سچا سمجھتا ہوں، اسی وجہ سے آپ کو صدیق کہا گیا......''۔

(مستدرک حاکم، حدیث نمبر 4407، امام ذہبیؒ نے اس روایت کو صحیح فرمایا ہے)

اگر آنحضرت ﷺ نے خواب یا کشف میں بیت المقدس جانے کی بات فرمائی ہوتی تو لوگوں کو اس میں متردد اور حیران ہونے اور صدیق اکبرؓ کے پاس آنے اور پھر آپؓ کی تصدیق کا کوئی مطلب نہیں بنتا کیونکہ خواب میں تو انسان کہیں بھی جا سکتا ہے، الغرض حضرت عائشہؓ کی طرف منسوب اس بات کی کوئی قابل اعتبار سند موجود ہیں جس میں کہا گیا ہے کہ آپ معراج جسمانی کی منکر تھیں۔

جواب نمبر 8......مرزا قادیانی نے تو یہ دعویٰ بھی کیا تھا کہ انسان چاند پر بھی نہیں جا سکتا، لیکن مرزا کی یہ بات جھوٹ ثابت ہوئی آج انسان چاند پر پہنچ چکا ہے، چنانچہ مرزا نے حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کے جسم سمیت آسمان پر جانے پر اپنی عقل کے مطابق جو اعتراضات کیے ہیں ان میں سے ایک اعتراض یوں لکھا ہے:۔

''از انجملہ ایک یہ اعتراض ہے کہ نیا اور پُرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان اپنے خاکی جسم کے ساتھ کُرّہ زمہریر یہ تک پہنچ سکے بلکہ علم طبعی کی نئی تحقیقاتیں اس بات کو ثابت کر چکی ہیں کہ بعض بُلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر پہنچ کر اس طبقہ کی ہوا ایسی مُضرِ صحت معلوم ہوئی ہے کہ جس میں زندہ رہنا ممکن نہیں۔ پس اس جسم کا کُرّہ ماہتاب یا کُرّہ آفتاب تک پہنچنا کس قدر لغو خیال ہے''۔

(ازالہ اوہام حصہ اول، رخ 3، صفحہ 126)

قادیانیوں سے ہماری گذارش ہے کہ وہ یہ حقیقت تسلیم کریں کہ انسان کُرّہ ماہتاب یعنی چاند پر جا سکتا ہے، نیز انسان ''کے ٹو'' جیسی چوٹی پر بغیر آکسیجن کے بھی پہنچا ہے، اگر وہ یہ سچ تسلیم کر لیں گے تو مرزا قادیانی اوپر منقول اپنی تحریر کے مطابق جھوٹا ثابت ہوتا ہے، لہٰذا اگر انسان چاند پر صحیح سلامت پہنچ سکتا ہے تو اللہ اپنے نبی کو آسمان پر کیوں نہیں لے جا سکتے؟۔

شبہ نمبر 6

عیسائیوں کا اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنانا

قادیانی کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث ہے جس میں آپ نے فرمایا ''**لعن اللہ الیھود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیاء ھم مساجد**'' اللہ کی لعنت ہو یہود ونصاریٰ پر انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا (صحیح مسلم وغیرہ)، اس حدیث میں یہودیوں اور عیسائیوں دونوں کا الگ الگ ذکر ہے، اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ عیسائی بنے ہی تب جب انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی مانا، اس سے پہلے وہ بھی یہودی تھے تو صرف عیسائیوں کے تو ایک ہی نبی ہوئے عیسیٰ علیہ السلام، اب نبی کریم ﷺ کی اس حدیث کا تقاضا ہے کہ عیسائیوں نے اپنے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کو سجدہ گاہ ضرور بنایا ہو ورنہ یہ حدیث نعوذ

باللہ جھوٹی ہو جائے گی، لہذا ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور ان کی قبر بھی ہے۔

جواب نمبر 1...... یہودی اور عیسائی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام تک انبیاء کے برحق ہونے پر متفق ہیں، اختلاف صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ہے، یہودی انہیں نبی نہیں مانتے اور عیسائی انہیں نبی برحق مانتے ہیں، یعنی عیسائیوں کے نبی صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں بلکہ ان سے پہلے انبیاء بھی ان کے نبی ہیں، لہذا اگر عیسائیوں نے حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت موسیٰ علیہ السلام تک کسی بھی نبی یا بعض انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا ہو تو حدیث کی بات سچی ہو گئی کیونکہ وہ بھی ان کے نبی ہیں، اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے مرزا قادیانی کے بیٹے اور دوسرے مرزائی خلیفہ مرزا محمود نے یہ الفاظ کہے:۔

"جو شخص کہتا ہے کہ نبی کے لئے کتاب لانا ضروری ہے وہ تاریخ کا انکار کرتا ہے اور اسے ہندوؤں، یہودیوں اور عیسائیوں کے بہت سے انبیاء کو رڈ کرنا پڑے گا کیونکہ ان میں ایسے نبی آئے ہیں جو کتاب نہیں لائے"

(انوار خلافت، انوار العلوم جلد 3، صفحہ 123)

یہاں یہودیوں اور عیسائیوں کے "بہت سے انبیاء" کا ذکر ہوا ہے تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ صرف عیسائیوں کے بھی بہت سے نبی ہیں؟، یقیناً یہاں یہودیوں اور عیسائیوں کے مشترکہ تمام انبیاء کی بات ہو رہی ہے، یہی مفہوم ہے حدیث شریف کا وہاں ان تمام انبیاء کی بات ہو رہی ہے جنہیں یہودی و عیسائی انبیاء مانتے ہیں ان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے والے انبیاء بھی شامل ہیں۔

جواب نمبر 2......اگر مرزائی استدلال صحیح تسلیم کیا جائے تو پھر یہ حدیث شریف تو اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں کیونکہ روئے زمین پر کوئی قبر کہیں موجود ہی نہیں جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام مدفون ہوں اور عیسائیوں نے اسے سجدہ گاہ بنایا ہو، بلکہ عیسائی تو

اس کے برعکس یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر جو موت آئی وہ صرف تین دن کے لئے تھی اس کے بعد وہ زندہ ہو کر آسمان پر چلے گئے، تو جب وہ ان کے جسم کے زمین میں مدفون ہونے کے قائل ہی نہیں ہیں تو ان کی قبر کو سجدہ گاہ بنانا کیسا؟۔

جواب نمبر 3...... مرزا قادیانی نے تو یہ دعویٰ کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سری نگر (کشمیر) میں ہے، کیا دنیا کا کوئی قادیانی ثابت کر سکتا ہے کہ اس قبر کو کبھی عیسائیوں نے سجدہ گاہ بنایا ہو؟ بلکہ عیسائی تو اس قبر کو حضرت عیسیٰؑ کی قبر ہی نہیں مانتے، تو اگر اس حدیث شریف کی رو سے ضروری تھا کہ عیسائی حضرت عیسیٰؑ کی قبر کو سجدہ گاہ بناتے تو مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ بھی جھوٹا ثابت ہوا کہ سری نگر میں حضرت عیسیٰؑ مدفون ہیں، مرزائیوں کو چاہیے کہ وہ نئے سرے سے تحقیق کریں کہ حضرت عیسیٰؑ کی وہ قبر کہاں ہے جسے عیسائیوں نے سجدہ گاہ بنایا؟ ممکن ہے کوئی قادیانی یہ کہہ دے (بلکہ ایک دفعہ ہمارے سامنے ایک قادیانی نے یہ کہا بھی) کہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کی قبر کو سجدہ گاہ بنایا ہے، کیونکہ وہ اس جگہ اپنی عبادت کرتے ہیں جہاں ان کے عقیدہ کے مطابق صلیب پر فوت ہونے کے بعد حضرت عیسیٰؑ کو تین دن تک دفن کیا گیا تھا، تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم مسلمان تو اس عیسائی دعوے کو سرے سے جھوٹا سمجھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کی صلیب پر موت ہوئی تھی اور انہیں تین دن تک کسی قبر میں دفن کیا گیا، لیکن خود مرزا قادیانی بھی تسلیم کرتا ہے کہ ان کی صلیب پر موت نہیں ہوئی تھی، اور ظاہر ہے قبر تو مردہ کی ہوتی ہے زندہ کی نہیں لہذا اگر مرزائی عقیدہ بھی یہی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو واقعہ صلیب کے بعد واقعی تین دن تک کہیں دفن کیا گیا تھا تو اس جگہ کو قبر ہرگز نہیں کہہ سکتے، قبر تو وہی ہوگی جہاں حضرت عیسیٰؑ وفات کی بعد دفن ہوں گے (یا مرزائی عقیدہ کے مطابق دفن ہیں، یعنی کشمیر میں) اور یہ ناممکن ہے کہ حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ نے اس قبر کا ذکر فرمایا ہو جس میں عیسائیوں کے بقول حضرت عیسیٰؑ کو تین دن تک دفن کیا گیا تھا کیونکہ خود باقرار مرزا قادیانی حضرت عیسیٰؑ تو اس وقت زندہ تھے، حدیث شریف میں "حقیقی" قبروں کا ذکر ہے نہ کہ ایسی قبروں کا جن کے اندر کوئی زندے ہوں یا جن کے اندر کوئی جسم مدفون ہی نہ ہو۔

الغرض! یہود ونصاریٰ کا ان تمام نبیوں میں سے جن کو وہ دونوں نبی مانتے ہیں بعض کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالینا حدیث شریف کی صداقت کے لئے کافی ہے۔

شبہ نمبر 7

مسلمانو! اگر تم سچے ہو تو حضرت عیسیٰؑ کو آسمان سے اتار کیوں نہیں لاتے؟

دیکھا گیا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ مباحثہ کے دوران قادیانی اکثر یہ طعنہ دیتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ اگر زندہ ہیں تو تم ان کو آسمان سے اتار کیوں نہیں لاتے؟ کبھی کہتے ہیں کہ تمام مسلمان دعا کیوں نہیں کرتے کہ حضرت عیسیٰؑ جلد آسمان سے نازل ہوں۔

جواب نمبر 1 ...... مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے آسمان پر لے کر گیا، کسی کو آسمان پر لے جانا یا واپس اتارنا کسی انسان کے اپنے بس کی بات نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، عام انسانوں کی بات تو ایک طرف، اس میں انبیاء بھی دخل نہیں دے سکتے، بلکہ اللہ کے نبی تو کوئی معجزہ بھی محض اپنی مرضی سے نہیں دکھا سکتے تھے، قرآن کریم میں متعدد مقامات پر یہ بیان ہوا ہے کہ کافر لوگ انبیاء سے مطالبہ کیا کرتے تھے کہ ہمیں کوئی نشانی یا معجزہ دکھائیں تو اللہ کے نبی ان معجزہ کا مطالبہ کرنے والوں سے صاف کہتے تھے ”اللہ کے حکم کے بغیر ہماری مجال نہیں کہ ہم کوئی معجزہ تمہیں لا دکھائیں“، لہذا قادیانیوں کا مسلمانوں سے حضرت عیسیٰؑ کو آسمان سے اتارنے کا مطالبہ کرنا دراصل ان کفار کی سنت پر عمل کرنا ہے، انہیں چاہیے کہ یہ مطالبہ وہ اس اللہ سے کریں جو حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر لے گیا، یہ عجیب بات ہے کہ لے کر تو اللہ گیا اور واپس لانے کا مطالبہ مسلمانوں سے کیا جاتا ہے۔

جواب نمبر 2 ...... نبی کریم ﷺ نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا آسمان سے نزول قیامت کی بڑی نشانیوں (جیسے **دابۃ الارض** کا خروج، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دجال کا خروج وغیرہ) میں ذکر فرمایا ہے، قادیانی انہیں آسمان سے لانے کا مطالبہ تب کر سکتے تھے جب

قیامت آجاتی اور اور حضرت عیسیٰؑ تشریف نہ لاتے، یا قیامت کی باقی تمام علامات کبریٰ ظاہر ہو جاتیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول من السماء نہ ہوتا:۔

کبھی قادیانی یہ بھی کہتے ہیں کہ مسلمانو! بتاؤ حضرت عیسیٰ علیہا السلام آسمان سے کب نازل ہوں گے؟ تو میں نے کہا کہ تم یہ بتادو قیامت کب آئے گی میں تمہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول من السماء کا وقت بتا دیتا ہوں کیونکہ احادیث میں ان کے نزول کی کوئی تاریخ، مہینہ یا سال نہیں بتایا گیا بلکہ اسے قیامت کی علامات کبریٰ میں بیان کیا گیا ہے۔

شبہ نمبر 8

عیسیٰ علیہ السلام کی قیامت کے دن حیثیت کیا ہوگی؟

ایک سوال یہ کیا جاتا ہے کہ مسلمانو! تم کہتے ہو کہ اب جب حضرت عیسیٰؑ دوبارہ تشریف لائیں گے تو وہ آنحضرت ﷺ کے امتی کی حیثیت سے آئیں گے، جبکہ وہ پہلے نبی کی حیثیت سے تشریف لائے تھے، تو میدان حشر میں ان کی حیثیت کیا ہوگی؟ نبی کی یا امتی کی؟

جواب...... مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:۔

”یہ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم اس امت کے شمار میں ہی آگئے ہیں“۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم، رخ 3، صفحہ 436)

پھر اس نے یہ بھی لکھا:۔

”یوں تو قرآن شریف سے ثابت ہے کہ ہر ایک نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **لتؤمننّ به ولتنصرنّه** پس اس طرح تمام انبیاء علیہم السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہوئے“۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، رخ 21، صفحہ 300)

لہذا ثابت ہوا کہ نہ صرف حضرت عیسیٰؑ بلکہ ان کے علاوہ تمام انبیاءؑ بھی حضرت محمد ﷺ کی امت میں شامل ہیں، تو جو حیثیت قیامت کے دن دیگر انبیاء کی ہوگی وہی حضرت عیسیٰؑ

کی بھی ہوگی، نیز ہمارا سوال ہے کہ مرزا قادیانی نے خود نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ بھی کیا اور آنحضرت ﷺ کا امتی ہونے کا بھی اور دوسری طرف اس نے یہ بھی لکھا تھا کہ:۔

''رسول اور امتی ہونے کا مفہوم متباین ہے''

(ازالہ اوہام حصہ اول، رخ3، صفحہ 410)

تو قادیانی بتائیں کہ مرزا قادیانی بیک وقت ''رسول اور امتی'' کیسے بن گیا؟، نیز مرزا کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ وہ بھی محمد رسول اللہ ہے اور آنحضرت ﷺ کا ہی دوسرا ظہور ہے (نقل کفر، کفر نہ باشد)، نیز اس نے یہ بھی کہا کہ مجھے اللہ نے عیسیٰ بن مریم بھی بنایا ہے، تو قیامت کے دن جب خود آنحضرت ﷺ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنفس نفیس موجود ہوں گے تو مرزا قادیانی کی حیثیت کیا ہوگی؟ وہاں وہ امتی ہوگا یا نبی؟ عیسیٰ بن مریم ہوگا یا غلام احمد بن چراغ بی بی؟۔

شبہ نمبر 9

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کے کس فرقہ سے ہوں گے؟

قادیانی بھی یہ پوچھتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے تو وہ کس فرقہ سے ہوں گے؟

جواب ......آیئے اس سوال کا جواب بھی مرزا قادیانی سے ہی لیتے ہیں، اس نے مسیح علیہ السلام کے نزول کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا:۔

''......تب خدا آسمان سے اپنی قرنا میں آواز پھونک دے گا یعنی مسیح موعود کے ذریعہ سے جو اُس کی قرنا ہے ایک ایسی آواز دنیا کو پہنچائے گا جو اس آواز کے سننے سے سعادت مند لوگ ایک ہی مذہب پر اکٹھے ہو جائیں گے اور تفرقہ دور ہو جائے گا اور مختلف قومیں دنیا میں ایک ہی قوم بن جائیں گی''۔

(چشمہ معرفت، رخ23، صفحہ 84)

''اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک

ہی مذہب پر ہو جائیں زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈال دی ہے جو قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اس تکمیل کے لئے اسی امت میں سے ایک نائب مقرر کیا جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اسی کا نام خاتم الخلفاء ہے''

(چشمہ معرفت، رخ23، صفحات 90و91)

''......خدا تعالیٰ تمام متفرق لوگوں کو ایک مذہب پر جمع کر دے گا''

(چشمہ معرفت، رخ23، صفحہ 88)

اگرچہ یہاں مرزا قادیانی نے صریح جھوٹ بولا ہے کہ اس امت میں سے کوئی مسیح موعود یا خاتم الخلفاء کے نام سے موسوم کیا گیا ہے، قرآن وحدیث میں کہیں بھی ''مسیح موعود'' یا ''خاتم الخلفاء'' کا کوئی ذکر نہیں، ہمارا مقصد یہ حوالہ پیش کرنے کا صرف یہ ہے کہ مرزا تسلیم کر رہا ہے کہ زمانہ مسیح میں تمام دنیا کی تمام قومیں ایک ہی مذہب پر اکٹھی ہو جائیں گی۔

ایک اور جگہ مرزا قادیانی نے یوں لکھا:۔

''اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا پر کثرت سے پھیل جائے گا اور ملل باطلہ ہلاک ہو جائیں گی اور راستبازی ترقی کرے گی''۔

(ایام الصلح، رخ14، صفحہ 381)

لہذا ثابت ہوا کہ جن مسیح علیہ السلام کی تشریف آوری کی خبر آنحضرت ﷺ نے دی ہے خود باقرار مرزا قادیانی ان کے آنے سے ہر قسم کی فرقہ بندی ختم ہو جائے گی اور پوری امت میں اتفاق واتحاد کا دور دورہ ہو جائیگا، لہذا ان کی آمد پر اتفاق ہوگا نہ کہ اختلاف، اور جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا کہ اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ''کتاب وحکمت'' یعنی قرآن وسنت کی تعلیم بھی دی ہے لہذا ظاہر ہے وہ قرآن اور آنحضرت ﷺ کی سنت پر ہی عمل پیرا ہوں گے۔

نیز مرزا قادیانی کی مندرجہ بالا تحریروں سے خود مرزا قادیانی کا نقلی مسیح ہونا بھی ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس نے آکر دنیا سے اختلاف مٹانے کے بجائے بقول خود ایک ''نیا فرقہ'' بنایا، مرزا

قادیانی نے اپنی جماعت کو ''نیا فرقہ'' متعدد جگہ پر لکھا ہے، مثال کے طور پر اس نے انگریزی حکومت کو اپنی جماعت کی وفاداری کا یقین دلاتے ہوئے لکھا تھا:۔

''مسلمانوں کے تمام فرقوں میں سے گورنمنٹ کا اوّل درجہ کا وفادار اور جان نثار یہی نیا فرقہ ہے''

(مجموعہ اشتہارات، جلد2، صفحہ 193)

''میں گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ فرقہ جدیدہ جو برٹش انڈیا کے اکثر مقامات میں پھیل گیا ہے جس کا میں پیشوا اور امام ہوں گورنمنٹ کے لئے ہرگز خطرناک نہیں''۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد2، صفحہ 195)

تو جو مسیح خود ''فرقہ جدیدہ'' اور ''نئے فرقہ'' کا موجد ہو، وہ فرقہ بندی کا خاتمہ کیسے کرسکتا ہے؟ نیز مرزا کے بعد اس کی اپنی جماعت کا قادیانی و لاہوری اور دیگر متعدد گروہوں میں تقسیم ہونا ایسی حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا، اگر وہ اصلی مسیح ہوتا تو کم از کم اس کی اپنی جماعت مختلف گروہوں میں تقسیم نہ ہوتی۔

شبہ نمبر 10

امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے بنی اسرائیل کے ایک نبی کے آنے کے تو مسلمان بھی قائل ہیں؟

قادیانی مربی اکثر عوام الناس کو یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ دیکھو مسلمان بھی یہ کہتے ہیں کہ امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے ایک نبی نے آنا ہے اور ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ ایک نبی نے آنا تھا، فرق صرف یہ ہے کہ مسلمان کہتے ہیں کہ وہ بنی اسرائیل کے پرانے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے اور ہم کہتے ہیں کہ کسی پرانے نبی نہیں آنا بلکہ اسی امت میں سے ایک نئے نبی نے آنا تھا جو کہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔

جواب......مسلمانوں کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اِس امت کی

اصلاح کے لئے آنا ہے، احادیث میں وضاحت کے ساتھ مذکور ہے کہ وہ دجّال کے قتل اور کسرِ صلیب وغیرہ کے لئے تشریف لائیں گے جس سے ثابت ہوا کہ وہ یہودیوں اور بگڑے ہوئے عیسائیوں کی اصلاح کے لئے نازل ہوں گے نہ کہ دین اسلام اور امتِ محمدیہ کی اصلاح کے واسطے، اللہ کی حکمت نے یہ چاہا کہ وہ پیغمبر جنہیں ایک گروہ خدا بنا کر گمراہ ہوا اور دوسرے گروہ نے ان کی نبوت کا انکار کر کے انہیں جھوٹا نبی کہا اور اپنی دانست میں طرح طرح کے عذاب دے کر صلیب پر قتل کر چکے اسی نبی کو ان دونوں گروہوں کے کذب کو ظاہر کرنے اور ان کے زعم فاسد کو توڑنے کے لئے زندہ رکھے او وہ خود اتر کر ان یہود و نصاریٰ کے سب عقائد کو باطل کریں، امت مسلمہ کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دوبارہ بطور نبی امت محمدیہ کی طرف مبعوث کیا جائے گا، آپ کی بعثت اصطلاحی صرف بنی اسرائیل کے لئے تھی اور ایک خاص وقت تک تھی، اب آسمان سے نازل ہونے کے بعد آپ اپنی نبوت یا اپنی کتاب ''انجیل'' کی تبلیغ نہیں کرسکیں گے بلکہ آنحضرت ﷺ کی شریعت و کتاب کے تابع ہو کر نازل ہوں گے۔

شبہ نمبر 11

کیا عیسیٰ علیہ السلام خنزیروں کو قتل کرتے پھریں گے؟

نبی کریم ﷺ نے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا ذکر فرمایا ہے وہاں یہ بھی فرمایا ہے کہ وہ صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے ''**یُکسر الصلیب ویقتل الخنزیر**'' کے الفاظ ہیں، دیکھا گیا ہے کہ قادیانی مربی احادیث نبویہ کے ان الفاظ کا مذاق اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد جنگلوں میں خنزیروں کو ڈھونڈھ کر ان کا شکار کرتے پھریں گے اور اسی طرح ساری دنیا کے چرچوں پر نصب صلیبیں توڑنے کی مہم پر نکلیں گے وغیرہ خرافات۔

جواب......پہلی بات یہ کہ احادیث میں ''**یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر**'' کے الفاظ ہیں جنکے اندر ''صلیب'' اور ''خنزیر'' مفرد کے الفاظ ہیں، لہٰذا اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل

ہونے کے بعد صرف ایک صلیب کو اپنے دست اقدس سے لوگوں کے سامنے توڑ دیں اور صرف ایک خنزیر کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیں اور پھر دنیا میں موجود باقی تمام صلیبوں کو توڑنے اور خنزیروں کو قتل کرنے کا حکم صادر فرمادیں تو احادیث شریفہ میں بیان کردہ بات پوری ہوجائے گی، نبی کریم ﷺ نے ہرگز یہ نہیں فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود اپنے ہاتھ سے دنیا میں موجود ہر ہر صلیب کو توڑیں اور ہر ہر خنزیر کو قتل کریں گے۔

نیز اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود اپنے ہاتھ سے ایک صلیب بھی نہ توڑیں اور ایک خنزیر بھی نہ قتل کریں بلکہ آپ کے حکم پر یہود ونصاریٰ خود یہ کام کردیں تو بھی حدیث شریف کی صداقت میں کوئی فرق نہیں آتا، اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں بادشاہ نے اتنے آدمیوں کو قتل کیا، یا ہٹلر نے اتنے لاکھ یہودیوں کو قتل کیا، جبکہ قتل بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے نہیں کیے ہوتے بلکہ اس کے حکم پر جلاّدنے کیے ہوتے ہیں، ہٹلر نے یہودیوں کا قتل نہیں کیا بلکہ اس کی فوج نے کیا لیکن نسبت بادشاہ اور ہٹلر کی طرف کردی جاتی ہے، یا جیسے آج قادیانی کہتے ہیں کہ 1974 میں ہمیں ذوالفقار علی بھٹو (مرحوم) نے غیر مسلم اقلیت قرار دیا حالانکہ یہ پاکستان کی قومی اسمبلی کا متفقہ فیصلہ تھا جسے تسلیم کرنا بھٹو مرحوم کے لئے ضروری تھا، تو چونکہ بھٹو صاحب اس وقت وزیراعظم تھے اس لئے اس آئینی ترمیم کی نسبت ان کی طرف کردی جاتی ہے، بالکل اسی طرح اگر عیسیٰ علیہ السلام کے حکم پر صلیب توڑنے اور خنزیر تلف کرنے کا کام خود صلیب کی پوجا کرنے والے اور خنزیر کھانے والے کردیں تو اس کی نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف کرنا بالکل ٹھیک ہے۔

شبہ نمبر 12

کیا اللہ صرف آسمان میں ہے؟

ایک سوال یہ کیا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اللہ کی طرف اٹھائے جانے کا مطلب مسلمان یہ بتاتے ہیں کہ انہیں آسمان پر لے جایا گیا، جبکہ اللہ صرف آسمانوں میں نہیں بلکہ

ہر جگہ موجود ہے، لہذا اللہ کی طرف اٹھائے جانے کا مفہوم آسمان پر لے جانا بیان کرنا غلط ہے۔

جواب نمبر 1......آیئے اس کا جواب بھی مرزا قادیانی سے لیتے ہیں، اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کا اپنا من گھڑت مطلب بیان کرتے ہوئے لکھا:

''صریح اور بدیہی طور پر سیاق وسباق قرآن شریف سے ثابت ہورہا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے فوت ہونے کے بعد اُن کی روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی۔ وجہ یہ کہ قرآن شریف میں صاف طور پر لکھا گیا ہے کہ ہر ایک مومن جو فوت ہوتا ہے تو اس کی روح خدائے تعالیٰ کی طرف اٹھائی جاتی ہے اور بہشت میں داخل کی جاتی ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے **یاایتھا النفس المطمئنة .ارجعي الى ربكِ راضية مرضية......** ''۔

(ازالہ اوہام حصہ اول، رخ3، صفحہ 233)

مرزا کی اس تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ مومن جب فوت ہوتا ہے تو اس کی روح اللہ کی طرف اٹھائی جاتی ہے، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی، یعنی اللہ کی طرف اٹھائے جانے کا مطلب آسمان کی طرف اٹھایا جانا، مرزا نے سورۃ الفجر کی جو آیات پیش کیں ان کے اندر بھی **نفس مطمئنہ** کا اللہ کی طرف لوٹنا بیان ہوا ہے جسے مرزا نے آسمان پر اٹھایا جانا بتایا ہے، اب ہمارا سوال مرزائی جماعت سے ہے کہ اللہ کی طرف اٹھائے جانے کا مطلب آسمان پر اٹھایا جانا کیسے؟ کیا مرزا کا خدا صرف آسمان میں ہے؟۔

دراصل اللہ کی طرف اٹھایا جانا استعارہ ہے آسمان پر لے جائے جانے کا ورنہ اللہ تو ہر جگہ موجود ہے، جیسے سورۃ الملک کی آیت نمبر 16 ہے ﴿**ء امنتم من فی السماء ان یخسف بکم الارض فاذا هي تمور ......**﴾ اس کا ترجمہ مرزائی خلیفہ مرزا محمود نے یوں کیا ''کیا تم آسمان میں رہنے والی ہستی سے اس بات میں امن میں آگئے ہو کہ وہ تم کو دنیا میں ذلیل کردے'' (تفسیر صغیر، ص760)۔

کیا کوئی مرزائی بتائے گا کہ یہ آسمان میں رہنی والی ہستی سے کون مراد ہے؟۔

جوابِ نمبر 2...... مرزا قادیانی نے اپنی ایک پیش گوئی یوں لکھی:

''میری ہی ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی وہ آسمان سے اترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کرے گا اور وہ اسیروں کو رستگاری بخشے گا اور ان کو جو شبہات کی زنجیروں میں مقید ہیں رہائی دے گا۔فرزند دلبند گرامی وارجمند **مظهر الحق والعلاء كأن الله نزل من السماء**''۔

(ازالہ اوہام حصہ اول، رخ 3، صفحہ 180)

سردست ہمیں مرزا قادیانی کی اس پیش گوئی پر تبصرہ نہیں کرنا، ہم صرف اس تحریر کے آخری الفاظ کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں جو مرزا نے عربی میں لکھے ''**كأن الله نزل من السماء**'' جن کا ترجمہ ہے ''گویا کہ اللہ آسمان سے اتر آیا''، یہاں مرزا اپنی اولاد میں سے کسی کو (نعوذ باللہ) اللہ کے ساتھ تشبیہ دے رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ جب وہ آئے گا تو ایسا ہوگا ''گویا کہ اللہ خود آسمان سے اتر آیا''، اب سوال یہ ہے کہ کیا اللہ آسمان میں رہتا ہے؟؟۔

شبہ نمبر 13

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آنے والے مسیح کا حلیہ الگ الگ بیان ہوا ہے

جماعت مرزائیہ کی طرف سے ایک شبہ یہ اچھالا جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب اُن عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرمایا جن کے ساتھ آپ ﷺ کی شبِ معراج میں ملاقات ہوئی تھی تو ان کا حلیہ بیان فرماتے ہوئے رنگ ''سُرخ'' بتایا، اور جب اُن آنے والے مسیح کا ذکر کیا جن کے ہاتھ سے دجّال نے قتل ہونا ہے تو رنگ ''گندمی'' بتایا، لہذا ثابت ہوا کہ پہلے مسیح علیہ السلام اور تھے اور آنے والا مسیح کوئی اور ہے۔

شبہ کا ازالہ

سب سے پہلے ہم ان احادیث پر نظر ڈالتے ہیں جن کے اندر واقعہ معراج کا ذکر ہے

اور پھر جن کے اندر آنے والے مسیح (علیہ السلام) کا ذکر ہے۔

حدیث نمبر 1 (واقعہ اسراء ومعراج کے بارے میں)

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **لقيتُ ليلة أسري بي موسىٰ رجلاً آدم طوالاً جعداً كأنه من رجال شنوءة ، ورأيتُ عيسىٰ رجلاً مربوعاً ، مربوع الخلق الى الحُمرةِ والبياض ، سبط الرأس......** الى آخر الحديث ۔ اسراء کی رات میری ملاقات موسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھ ہوئی، اُن کا رنگ گندمی، قد لمبا، گھونگریالے بال والے تھے جیسے (یمن کے) قبیلہ شنوءہ کے لوگ، اور میں نے عیسیٰ (علیہ السلام) کو دیکھا وہ درمیانہ قد، سرخ وسفید رنگت اور سیدھے بالوں والے تھے۔

(صحیح البخاری: حدیث نمبر 3239)

حدیث نمبر 2 (اس میں بھی اسراء ومعراج کا بیان ہے)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **ليلة أسري بي رأيتُ موسىٰ ، واذا هو رجلٌ ضَربٌ رَجِلٌ ، كأنه من رجال شنوءة ، ورأيتُ عيسىٰ فاذا هو رُجُلٌ رَبعَةٌ أحمرُ......** الى آخر الحديث'' اسراء کی رات میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا، وہ دبلے پتلے اور سیدھے بالوں والے تھے، اور میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا، وہ درمیانہ قد اور سرخ رنگ والے تھے۔

(صحیح البخاری: حدیث نمبر 3394، باب قول الله تعالىٰ وهل أتاك حديث موسىٰ)

حدیث نمبر 3 (یہ بھی واقعہ معراج کے متعلق ہے)

''حضرت (عبداللہ) بن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے کہ، اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: **رأيتُ عيسىٰ وموسىٰ وابراهيم ، فأما عيسىٰ فأحمر جعد عريض الصدر ، وأما موسىٰ فآدم جسيم سبط كأنه من رجال الزُّطّ**'' میں نے حضرات عیسیٰ، موسیٰ اور ابراہیم (علیہم السلام) کو دیکھا، پس عیسیٰ (علیہ السلام) کا رنگ سرخ، بال گھنگھریالے اور سینہ چوڑا ہے، لیکن

موسیٰ (علیہ السلام) کا رنگ گندمی، موٹا بدن اور سیدھے بالوں والے جیسے ''زُطّ'' یعنی جاٹ لوگ ہوتے ہیں (زُطّ سوڈان کی لمبے قد والی ایک قوم کو بھی کہا جاتا ہے)۔

(صحیح البخاري: حدیث نمبر3438،)

اب غور فرمائیں! پہلی حدیث شریف کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام گھنگھریالے بالوں والے اور عیسیٰ علیہ السلام سیدھے بالوں والے، اور دوسری حدیث شریف میں موسیٰ علیہ السلام سیدھے بالوں والے، اسی طرح دوسری حدیث کے مطابق موسیٰ علیہ السلام سیدھے بالوں والے اور دبلے پتلے جیسے شنوءہ کے لوگ اور تیسری حدیث کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام گھنگھریالے بالوں والے، اور اسی تیسری حدیث کے مطابق موسیٰ علیہ السلام ''جسیــــم'' یعنی موٹے بدن (زیادہ گوشت) والے جیسے جاٹ ہوتے ہیں۔ اسی طرح پہلی حدیث میں عیسیٰ علیہ السلام کا رنگ ''سرخ وسفید'' جبکہ دوسری اور تیسری حدیث میں آپ کا رنگ صرف ''سرخ'' بیان ہوا ہے۔

یاد رہے تینوں احادیث واقعہ معراج سے متعلق ہیں، تو کیا ان تینوں احادیث کی بناء پر یہ کہنا ٹھیک ہوگا کہ معراج کی رات بھی آنحضرت ﷺ کی ملاقات دو موسیٰ علیہ السلام اور دو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوئی تھی؟ ایک موسیٰ علیہ السلام سیدھے بالوں والے تھے اور دوسرے گھنگریالے بالوں والے، ایک نحیف جسم والے تھے اور دوسرے جسیم اور موٹے، اسی طرح ایک عیسیٰ علیہ السلام سیدھے بالوں والے اور سُرخ وسفید رنگت والے تھے اور دوسرے عیسیٰ علیہ السلام صرف سرخ رنگ والے اور گھنگریالے بالوں والے؟ ایسا ہرگز نہیں، حقیقت میں نہ موسیٰ علیہ السلام کے حلیہ میں اختلاف ہے اور نہ عیسیٰ علیہ السلام کے، اس کی وضاحت آگے کریں گے، پہلے چند مزید احادیث کا مطالعہ کرتے ہیں:۔

حدیث نمبر4 (اس میں آنحضرت ﷺ کے ایک خواب کا ذکر ہے)

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **وأراني الليلة عند الكعبة في المنام، فاذا رجل آدم، كأحسنِ ما يُرىٰ من اُدمِ الرجال تضرب لِمّتُه بين منكبيه رَجِل الشعرِ، يقطر رأسه ماءً، واضعاً يديه على مَنكِبَي**

رجُليــنِ وهو يطوف بالبيت، فقلتُ من هذا؟ فقالوا: هذا المسيح ابنُ مريم، ثُمّ رأيتُ رجلاً وراء ه جعداً قِططاً أعور العين اليُمنىٰ، كأشبهِ من رأيتُ بابنِ قَطَنٍ واضعاً يديه على منكِبي رجل يطوف بالبيت، فقلتُ من هذا؟ قالوا: المسيح الدجّال'' میں کعبہ کے پاس (سویا تھا) کہ خواب میں ایک گندمی رنگ کا خوبصورت ترین آدمی دیکھا جس کے لمبے سیدھے بال اس کے کندھوں کے درمیانی حصہ کو چھو رہے تھے، سَر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے، دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا، میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ تو (لوگوں) نے کہا: یہ مریم کے بیٹے مسیح (علیہ السلام) ہیں، پھر میں نے اُن کے پیچھے ایک اور آدمی دیکھا جس کے بال بہت زیادہ گھنگریالے تھے، دائیں آنکھ سے اندھا تھا ابن قطن (یعنی عبدالعزیٰ بن قطن) کی طرح دِکھتا تھا وہ بھی ایک آدمی کے کندھوں پر ہاتھ رکھے بیت اللہ کے گرد چکر لگا رہا تھا، پس میں نے کہا: یہ کون ہے؟، انہوں نے کہا: یہ مسیح دجّال ہے۔

(صحیح البخاري: حدیث نمبر3440)

اِس حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے اپنے ایک خواب کا ذکر فرمایا اور اس میں نظر آنے والے مسیح بن مریم (علیہ السلام) کا حلیہ بیان فرماتے ہوئے گندمی رنگ والے حسین ترین اور اُن کے سیدھے بال ذکر فرمائے جو کندھوں کے درمیان تک لمبے تھے۔

اب یہ احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث نمبر5 (اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی خبر دی گئی ہے)

یہ ایک طویل حدیث ہے، ہم صرف وہ الفاظ نقل کرتے ہیں جو ہمارے موضوع سے متعلق ہیں۔

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: **الأنبيــاء اخوة لعلاّت، اُمّهاتُهم شَتّىٰ ودينهم واحدٌ، وانّي أولى الناسِ بعيسىٰ بنِ مريمَ، لأنه لم يكن بيني وبينه نبي، وانّه نازلٌ، فاِذا رأيتُمُوهُ فاعرِفوه: رَجُلٌ مربوعٌ الى**

الحمرة والبياض عليه ثوبان مُمَصَّرانِ كأن رأسه يقطُرُ...... الى آخر الحديث"

(مسند احمد بن حنبل: حدیث نمبر 9270 واللفظ له، سنن ابي داود: حدیث نمبر 4324)

مسند احمد کے حوالے سے یہ پوری حدیث دوسرے قادیانی خلیفہ اور مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا البشیر الدین محمود نے اپنے باپ کی نبوت کی دلیل کے طور پر پیش کی ہے، چنانچہ ہم اسی کا کیا ہوا اس حدیث شریف کا مکمل اردو ترجمہ پیش کرتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:۔

"یعنی انبیاء علاّتی بھائیوں کی طرح ہوتے ہیں ان کی مائیں تو مختلف ہوتی ہیں اور دین ایک ہوتا ہے، اور میں عیسیٰ بن مریم سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے والا ہوں کیونکہ اُس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں (لم يكن بيني وبينه نبي کا صحیح ترجمہ ہے "ان کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا" یعنی آپ ﷺ اُن عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرما رہے ہیں جو آپ سے پہلے مبعوث ہو چکے تھے۔ناقل) اور وہ نازل ہونے والا ہے۔پس جب اسے دیکھو تو اُسے پہچان لو کہ وہ درمیانہ قد، سُرخی سفیدی ملا ہوا رنگ اور زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے (مرزا محمود نے اس کا ترجمہ زرد کیا ہے جس سے یہ سمجھ آتا ہے کہ گہرے زرد رنگ کا لباس ہوگا جبکہ مُمَصّر اُس کپڑے کو کہا جاتا ہے جس میں بہت ہلکی سی زردی ہو، بحوالہ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری۔ جلد 16، صفحہ 55، طبع دار الکتب العلمیہ، بیروت......ناقل) اُس کے سر سے پانی ٹپک رہا ہوگا گو سر پر پانی نہ ہی ڈالا ہو۔اور وہ صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا اور جزیہ ترک کر دے گا۔اور لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دے گا۔اُس کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ سب مذاہب کو ہلاک کر دے گا اور صرف اسلام رہ جائے گا۔اور اُس کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ مسیح دجّال کو ہلاک کر دے گا اور زمین میں امن قائم ہوگا یہاں تک کہ شیر اونٹوں کے ساتھ اور چیتے گائے بیلوں کے ساتھ اور بھیڑیے بکریوں کے ساتھ چرتے پھریں گے اور بچے سانپوں سے کھیلیں گے اور وہ اُن کو نقصان نہ دیں گے۔عیسیٰ بن مریم چالیس سال تک رہیں گے اور پھر فوت ہو جائیں گے اور مسلمان ان کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے"۔ (حقیقۃ النبوۃ، حصہ اول، انوار العلوم، جلد 2، صفحات 508 و 509)

یہ حدیث نقل کر کے قادیانی خلیفہ دوم نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس میں جن عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) کا ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہے جو کہ سراسر قادیانی سینہ زوری ہے لیکن سرِ دست یہاں ہماری بحث اِس سے نہیں، ہمارا مقصد صرف یہ بتانا ہے کہ اِس حدیث شریف میں اُن عیسیٰ علیہ السلام کا رنگ جن کے زمانہ میں (ان کے ہاتھوں) دجّال نے ہلاک ہونا ہے "سرخی سفیدی ملا ہوا" بیان ہوا ہے۔

<u>حدیث نمبر 6 (اس میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی خبر دی گئی ہے)</u>

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: **ان روح الله عيسىٰ بن مريم نازل فيكم، فاذا رأيتموه فاعرفوه رجل مربوع الى الحمرة والبياض عليه ثوبان مُمَصّران كأن رأسه يقطر وان لم يصبه بلل فيدق الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية ويدعو الناس الى الاسلام فيهلك الله في زمانه المسيح الدجّال وتقع الأمنة على اهل الأرض حتى ترعى الأسود مع الابل والنمور مع البقر والذئاب مع الغنم ويلعب الصبيان مع الحيات لاتضرهم فيمكث أربعين سنة ثم يتوفى ويصلى عليه المسلمون . هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه "** بے شک روح اللہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام تمہارے اندر نازل ہونے ہوں گے، پس جب انہیں دیکھو تو پہچان لو کہ وہ درمیانہ قد، <u>سُرخ وسفید رنگ</u> اور ہلکے زردی مائل رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہوں گے، اُن کے سر سے پانی ٹپک رہا ہوگا حالانکہ سر پر پانی نہ ڈالا ہوگا، اور وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے، اور لوگوں کو اسلام کی طرف بلائیں گے، اور اُن کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ مسیح دجّال کو ہلاک کر دے گا اور زمین میں امن قائم ہوگا یہاں تک کہ شیر اونٹوں کے ساتھ اور چیتے گائے بیلوں کے ساتھ اور بھیڑیے بکریوں کے ساتھ چرتے پھریں گے اور بچے سانپوں سے کھیلیں گے اور وہ اُن کو نقصان نہ دیں گے۔پس وہ چالیس سال تک رہیں گے اور پھر فوت ہو جائیں گے اور مسلمان ان کے جنازہ کی

نماز پڑھیں گے‘‘۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

(المستدرک للحاکم، حدیث نمبر 4163، جلد2، صفحہ 651، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

امام ذہبیؒ نے ’’تلخیص المستدرک‘‘ میں اس حدیث کو صحیح لکھا ہے۔

اب نتیجہ یہ نکلا کہ حدیث نمبر 4 میں آنحضرت ﷺ کے جس خواب کا ذکر گذرا اس میں نظر آنے والے مسیح بن مریم علیہما السلام کا رنگ ’’گندمی‘‘ اور صورت ’’حسین ترین‘‘ بیان ہوئی ہے، اور حدیث نمبر 5 اور 6 میں جب آپ ﷺ نے عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی خبر دی تو اُن کا رنگ ’’سرخ وسفید‘‘ فرمایا، یعنی قادیانی شوشے کی پہلی کڑی ٹوٹ گئی کہ آنے والے مسیح کا رنگ صرف ’’گندمی‘‘ بیان ہوا ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ایک حدیث میں جس میں خواب کا ذکر ہے ’’گندمی رنگ‘‘ اور دوسری احادیث جن کے اندر عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی خبر دی گئی ہے ’’سفید اور سرخ رنگ‘‘ بتایا گیا ہے، تو سب سے پہلے تو قادیانی بتائیں کہ ’’آنے والا مسیح‘‘ ایک ہے یا دو؟۔

اب ہم آتے ہیں اِس (بظاہر نظر آنے والے) معمّہ کی طرف، جہاں تک حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام کے حلیے میں لفظ ’’جعد‘‘ آیا ہے تو علماء حدیث نے لکھا ہے کہ وہاں لفظ ’’جعد‘‘ کا معنیٰ ’’گھنگھریالے بالوں والا‘‘ نہیں بلکہ ’’گٹھیلے اور مضبوط بدن والا‘‘ ہے (دیکھیں: حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی **فتح الباری شرح صحیح البخاري، جلد6، صفحہ 486، کتاب الأنبیاء، طبع المکتبۃ السلفیۃ**، اور امام نوویؒ کی شرح صحیح مسلم، **صفحہ 205، کتاب الایمان. باب الاسراء برسول اللہ الی السمٰوات، طبع بیت الافکار الدولیۃ، بیروت**، اسی طرح ’’جعد‘‘ کا معنی ’’گٹھیلے بدن والا‘‘ ابن اثیر کی **النہایۃ فی غریب الحدیث والأثر، جلد 1، صفحہ 275، طبع المکتبۃ الاسلامیۃ** میں بھی لکھا ہے)، تو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام دونوں کے بال ’’سیدھے‘‘ ہی رہے اور ’’جعد‘‘ کا یہ معنیٰ نہیں کہ ان میں سے کسی کے بال ’’گھنگھریالے‘‘ تھے۔ (یاد رہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی اور امام نووی رحمہما اللہ دونوں قادیانیوں کے مسلّمہ اپنے وقت کے مجدد ہیں اور مرزا قادیانی کے نزدیک مجدد کی بات ماننا ضروری ہے)۔

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو ایک حدیث میں آیا ہے کہ آپ ’’جسیم‘‘ یعنی موٹے بدن والے تھے تو وہاں ’’جسیم‘‘ کا معنیٰ زیادہ گوشت والے یا موٹے نہیں بلکہ اس کا مطلب ہے ’’لمبے قد والے‘‘، حافظ ابن حجرؒ نے قاضی عیاضؒ کے حوالے سے یہ بات لکھی ہے **(فتح الباری شرح صحیح البخاري، جلد6، صفحہ 484)** لہٰذا دونوں احادیث کو ملا کر یہ مطلب نکلا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نحیف البدن اور لمبے جسم والے تھے، اس طرح احادیث میں موسیٰ علیہ السلام دو نہیں بلکہ ایک ہی رہے۔

اب آیئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حلیے کی بات کرتے ہیں، آپ نے دیکھا کہ واقعہ معراج سے متعلقہ احادیث میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رنگ ’’سرخ وسفید‘‘ بیان ہوا ہے، اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وحضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی دوسری روایت میں ’’سرخ‘‘ رنگ بیان ہوا ہے، اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کا ذکر ہے (اور جس کا ترجمہ ہم نے مرزائی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود سے نقل کیا ہے) آپ کا رنگ ’’سرخ وسفید‘‘ ہی بیان ہوا ہے جبکہ خواب والی روایت میں جو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے آپ کا رنگ ’’گندمی‘‘ بیان ہوا ہے۔

لیکن ہمیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک اور روایت اسی صحیح بخاری میں ملتی ہے جس میں آپ فرماتے ہیں کہ ’’**لا واللہ ما قال النبیُّ ﷺ لعیسیٰ أحمر ......**‘‘ نہیں اللہ کی قسم نبی کریم ﷺ نے عیسیٰ (علیہ السلام) کے بارے میں ہرگز یہ نہیں فرمایا کہ آپ کا رنگ سرخ ہے۔

(صحیح البخاري: حدیث نمبر 3441)، اِس سے معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی جس روایت میں ’’سرخ‘‘ رنگ کا ذکر ہے اس میں کسی راوی کو غلطی لگی ہے، امام نوویؒ نے شرح صحیح مسلم میں یہی بات یوں بیان کی ہے ’’**وقد روی البخاري عن ابن عمر رضی اللہ عنہما أنه أنكر رواية احمر وحلَفَ أن النبي ﷺ لم يقله يعني وأنه اشتبه على الراوي، فيجوز أن يتأول الأحمر على الآدم، ولا يكون المراد حقيقة الأدمة**

والحمرة بل ما قاربها '' امام بخاری نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے (جو روایت پہلے گذری۔ ناقل) کہ انہوں نے ''سرخ'' رنگ والی روایت کا انکار کیا ہے اور قسم اٹھا کر فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے یہ بات نہیں فرمائی، مطلب یہ ہے کہ کسی راوی کو شبہ لگا ہے شاید اس نے گندمی رنگ پر سرخ کا لفظ بول دیا، اور اس سے بھی خالص گندمی یا خالص سرخ نہیں بلکہ وہ رنگ مراد ہے جو ان کے قریب قریب ہو (**شرح صحيح مسلم للنووي**، جلد 2 صفحات 232 و 233،' طبع مصر، زیر حدیث نمبر 169، **كتاب الايمان. باب ذكر المسيح ابن مريم والمسيح الدجّال**)۔

تو دوستو! نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دو ہیں اور نہ ہی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام دو ہیں، آیئے اس کی مزید وضاحت کے لئے مزید دو احادیث کا مطالعہ کرتے ہیں تا کہ بات اچھی طرح سمجھ آجائے، امام ترمذیؒ نے اپنی سنن ترمذی میں صحابی رسول ﷺ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے آنحضرت ﷺ کے حلیہ مبارکہ کے بارے میں دو روایات ذکر کی ہیں:۔

روایت نمبر (1)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: **لَم يَكُن رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالطويلِ البائِنِ، وَلَا بِالقَصِيرِ، وَلَا بِالأبيَضِ الأمهقِ، وَلَا بِالآدَمِ، وليس بِالجَعدِ القَطَطِ، وَلَا بِالسَّبِطِ** ......الی آخر الحدیث''۔ اللہ کے رسول ﷺ کا قد مبارک نہ بہت لمبا تھا نہ چھوٹا (بلکہ درمیانہ تھا)، اور (رنگ کے اعتبار سے) نہ بالکل سفید تھے اور نہ گندمی رنگ والے، آپ ﷺ کے بال مبارک نہ بالکل سیدھے تھے اور نہ بالکل گھنگھریالے......۔

(سنن ترمذی، حدیث نمبر 3623/ شمائل ترمذی، حدیث نمبر 1)

روایت نمبر (2)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: **كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَبعَةً لَيسَ بِالطَّوِيلِ وَلَا بِالقَصِيرِ، حَسَنَ الجِسمِ، أسمَرَ اللَّونِ، وكان شَعرُه لَيسَ بِجَعدٍ وَلَا**

سَبِطٍ اِذَا مَشىٰ يَتَكَفَّأُ ۔ اللہ کے رسول ﷺ (کا قد مبارک) نہایت معتدل تھا، نہ زیادہ لمبا اور نہ چھوٹا، خوبصورت جسم والے تھے، آپ کا رنگ مبارک گندمی تھا، اور آپ کے بال مبارک نہ بالکل گھنگھریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے، آپ جب چلتے تھے تو آگے کو جھک کر چلتے تھے۔

(سنن ترمذی، حدیث نمبر 1754/ شمائل ترمذی، حدیث نمبر 2)

یہ دونوں روایات صحیح ہیں اور سنن ترمذی وشمائل ترمذی کے علاوہ بہت سی دوسری کتبِ حدیث میں بھی موجود ہیں، لیکن اگر الفاظ کو دیکھا جائے تو پہلی روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا رنگ مبارک ''آدم'' یعنی گندمی نہیں تھا، جبکہ دوسری روایت میں یہی حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ ''أسمر اللون'' یعنی گندمی رنگت والے تھے (آدم اور أسمر دونوں کا معنی گندمی یا سانولا ہوتا ہے)، تو اب جماعت قادیانیہ کی منطق کی رُو سے یہاں بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے چونکہ دو قسم کی رنگت بیان فرمائی ہے اس سے ثابت ہوا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے سامنے محمد رسول اللہ ﷺ بھی دو تھے۔

نتیجہ

حقیقت یہ ہے کہ رنگ بیان کرنے والا کبھی کسی کا رنگ ''سُرخ'' یا ''سفید'' بیان کر دیتا ہے لیکن اس کی مراد خالص سفید یا سُرخ نہیں ہوتا، کیونکہ کسی انسان کا رنگ نہ تو خون کی طرح سرخ ہوتا ہے اور نہ ہی دودھ کی طرح سفید، اسی طرح کسی کا رنگ ''گندمی'' بیان کر دیا جاتا ہے لیکن اس سے مراد بالکل سانولا رنگ نہیں ہوتا، کوئی سُرخ وسفید رنگت والا کبھی کسی وجہ سے گندمی یا سانولا بھی دکھ سکتا ہے (مثال کے طور پر گرمی کے موسم میں) اور کوئی گندمی رنگ والا کبھی سُرخ بھی دکھ سکتا ہے مثال کے طور پر غصے کی حالت میں یا کوئی زور والا کام کرتے ہوئے)، لہذا اگر جماعت قادیانیہ کا یہ اصرار ہے کہ روایات میں رنگت کے اختلاف کی وجہ سے عیسیٰ علیہ السلام دو ثابت ہوتے ہیں تو پھر انہیں موسیٰ علیہ السلام بھی دو ماننے ہوں گے اور صحابہ کے زمانے میں محمد ﷺ بھی دو ماننے ہوں گے (میں نے صحابہ کے زمانہ کی قید اس لئے لگائی کہ قادیانی عقیدہ کے مطابق چودھویں صدی ہجری میں مرزا

قادیانی کی صورت میں ایک دوسرے محمد (ﷺ) کا ظہور ہوا ہے، جس کی کچھ تفصیل باب اول میں گذر چکی اور باقی باب سوم میں بیان ہوگی)، اور جیسا کہ بیان ہوا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تو قسم اٹھا کر فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں ہرگز نہیں فرمایا کہ ان کا رنگ سُرخ تھا (لہٰذا یہ بعد کے کسی راوی کے الفاظ ہیں)۔

مرزا قادیانی کا حلیہ اس کے مریدوں کے الفاظ میں

قارئین محترم! آپ یہ جان کر حیران ہوں گے کہ مرزا قادیانی کے چہرے کی رنگت بھی خود اس کے مریدوں نے کہیں "سرخ" اور کہیں "سفید وسرخ گندمی" بیان کی ہے، مرزا کا مرید خاص مفتی محمد صادق اپنی قادیان میں آمد اور مرزا کے حلیہ کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"آپ کی ریش مبارک مہندی سے رنگی ہوئی تھی، چہرہ بھی سُرخ اور چمکیلا"۔

(ذکر حبیب، طبع جدید، جلد اول، صفحہ 4)

ایک دوسری جگہ یہی مفتی محمد صادق مرزا کا تفصیلی حلیہ بتاتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"رنگ سُرخ وسفید گندمی تھا، جب آپ ہنستے تھے تو چہرہ بہت سُرخ ہو جاتا تھا"۔

(ذکرِ حبیب، طبع جدید، جلد اول، صفحہ 25)

اب ہمارا سوال ہے کہ کیا قادیان میں مرزا غلام احمد قادیانی دو تھے یا ایک؟ اگر ایک ہی تھا تو پھر کیا وجہ ہے کہ کہیں اس کا رنگ "چمکتا ہوا سُرخ" اور کہیں "سُرخ وسفید گندمی" بتایا جا رہا ہے جو ہنسنے پر بہت زیادہ سُرخ ہو جاتا تھا؟۔

اور یہ بات بھی ہمیشہ پیش نظر رہے کہ آنحضرت ﷺ نے تمام احادیث میں "مریم کے بیٹے عیسیٰ" کا نام صاف طور پر ذکر کیا ہے کسی "چراغ بی بی" کے بیٹے کا کوئی ذکر نہیں کیا، اور کسی صحابی، محدث، مفسر یا مجدد کے ذہن میں یہ خیال تک کبھی نہیں گذرا کہ عیسیٰ علیہ السلام دو ہیں، اور نہ ان کے تصور میں یہ بات تھی کہ اِس امت میں سے کسی "چراغ بی بی" کے بیٹے کو آنحضرت ﷺ نے "عیسیٰ بن مریم" فرمایا ہے، پھر صحیح بخاری کی جس حدیث کو لے کر جماعت مرزائیہ یہ شبہ پیش کرتی

ہے کہ آنے والے مسیح کا رنگ "گندمی" بیان ہوا ہے اس میں یہ الفاظ بھی ہیں "کأحسنِ ما یُریٰ من اُدمِ الرجال" (جس کا ترجمہ ہے) گندمی رنگ والے مردوں میں سے خوبصورت اور حسین ترین نظر آنے والے، اب اگر بنظرِ انصاف مرزا غلام احمد قادیانی کی صورت دیکھیں تو "خوبصورت ترین" تو دُور کی بات صرف "خوبصورت" اور "حَسِین" کا لفظ بھی اُس پر نہیں بولا جا سکتا، قارئین سے گذارش ہے کہ مرزا قادیانی کی تصویر کو (جو اس کی بہت سی کتابوں کے شروع میں چھپی ملے گی) غور سے دیکھیں تو انہیں صاف نظر آئے گا کہ اس کے چہرے کے خدوخال میں تناسب ہی نہیں، ایک آنکھ بڑی اور دوسری چھوٹی، گردن اکثر تصویروں میں ٹیڑھی نظر آتی ہے، اور اس کی آنکھیں تو ہمیشہ "نیم بند" رہتی تھیں۔

خِرد کا نام جنوں رکھ لیا، جنوں کا خِرد...... جو چاہے آپ کا حُسنِ کرشمہ ساز کرے

آخری بات

قارئین محترم! ہم نے نہایت مختصر اور آسان انداز میں عقیدہ رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام پر امت اسلامیہ اور قادیانی مذہب کا موقف پیش کیا ہے، امت اسلامیہ کے اس اجماعی عقیدہ کے تفصیلی دلائل اور مرزا قادیانی کی طرف سے بزعم خود قرآن کریم کی تیس آیات سے وفات مسیح ثابت کرنے اور دوسرے قادیانی شبہات کی حقیقت جاننے کے لئے عوام الناس کے لئے حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ کی کتب "کلمة الله فی حیات روح الله"، "القول المحکم فی نزول ابن مریم" اور "لطائف الحکم فی اسرار نزول عیسیٰ بن مریم" جو احتساب قادیانیت کی جلد 2 میں موجود ہیں، نیز حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم کی کتاب "قادیانی شبہات کے جوابات، جلد دوم" اور ہمارے محترم جناب محمد متین خالد صاحب حفظہ اللہ کی شہرہ آفاق کتاب "ثبوت حاضر ہیں، حصہ چہارم" کا مطالعہ نہایت مفید ہوگا، اور صرف ونحو سے شغف رکھنے والوں کے لئے خاص طور پر مشہور اہل حدیث عالم مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ کی لاجواب کتاب "شہادۃ القرآن" کا مطالعہ نہایت مفید ہوگا۔

باب سوم

مرزا غلام احمد قادیانی

تعارف، کردار، دعوے، علمی قابلیت، پیش گوئیاں،

الہامات، کذبات، تحریفات اور بہت کچھ

محترم قارئین! قادیانیوں کی طرف سے وفات مسیح اور اجراء نبوت جیسے موضوعات پر طویل بحث مباحثہ کرنے کی غرض یہ ہوتی ہے کہ عام لوگوں کے ذہنوں میں شکوک وشبہات پیدا کیے جائیں اور کسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی، مسیح اور مہدی ثابت کیا جائے (جو وہ پھر بھی ثابت نہیں ہوتا)۔

لیکن ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر قرآن وحدیث کے دلائل کو ایک طرف رکھیں، اجراء نبوت وامکان نبوت کے موضوعات کو نہ چھیڑیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء ونزول من السماء پر بات نہ کریں، بلکہ صرف مرزا قادیانی کی شخصیت اور اس کے کردار کا تفصیلی مطالعہ کرلیں تو اس کا جھوٹا، کذاب اور ذہنی ونفسیاتی مریض ہونا اظہر من الشمس ہوجاتا ہے۔ بالفاظ دیگر مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے پر کسی قرآنی یا حدیثی دلیل کی ضرورت ہی نہیں، بلکہ اس کے جھوٹے ہونے کی سب سے بڑی دلیل اس کی اپنی شخصیت، کردار اور اس کی تحریریں ہیں، تو جس کی نبوت ومسیحیت ثابت کرنے کے لئے مرزائی مربی لایعنی اور بے مقصد بحث مباحثہ کرتے ہیں وہ تو ایک سچا انسان بھی ثابت نہیں ہوتا، لہذا ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جماعت مرزائیہ پہلے یہ ثابت کرتی کہ کیا مرزا غلام احمد قادیانی میں وہ اوصاف موجود ہیں جن کی بناء پر اسے مثیل مسیح علیہ السلام کہا جاسکے؟ کیا اس کا کردار ایسا ہے کہ اس کے بارے میں نبوت کا خیال دل میں لایا جائے؟ اس کے بعد دوسرے مرحلے میں دوسرے موضوعات پر بات ہوتی، قصہ مختصر! حقیقت یہ ہے کہ جماعت مرزائیہ کی مرزا قادیانی کی ذات اور اس کی تحریروں پر بات کرتے ہوئے جان جاتی ہے، کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ کوّے کو سفید ثابت کرنا شاید آسان ہو لیکن مرزا قادیانی کو سچا، امانت دار، بے داغ کردار کا مالک ثابت کرنا ناممکن ہے، تجربہ شرط ہے، کسی قادیانی سے آپ یہ مطالبہ کر کے دیکھ لیں

کہ آؤ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں اور تحریروں سے اس کے صدق وکذب کا جائزہ لیں تو آپ دیکھیں گے کہ وہ اس طرف کبھی نہیں آئیں گے بلکہ آپ سے کبھی کہیں گے کہ قرآن میں انبیاء کا جو معیار ہے اس پر بات کرو، منہاج نبوت پر بات کرو وغیرہ، آپ کی ہزار کوشش کے باوجود وہ مرزا کی تحریروں کی طرف نہیں آئیں گے، جبکہ خود مرزا قادیانی نے اپنے بارے میں لکھا ہے کہ اس کی آزمائش انبیاء کی آزمائش کی طرح کرنا نا سمجھی ہے، ملاحظہ فرمائیں:۔

''جو شخص ایک نبی متبوع علیہ السلام کا متبع ہے اور اس کے فرمودہ پر اور کتاب اللہ پر ایمان لاتا ہے اس کی آزمائش انبیاء کی آزمائش کی طرح کرنا ایک قسم کی نا سمجھی ہے''

(آئینہ کمالات اسلام، رخ 5 صفحہ 339)

علاوہ ازیں مرزا قادیانی نے جو نئی نبوت ایجاد کی جس کا نام ظلی بروزی ناقص غیر حقیقی امتی نبوت رکھا اس نبوت کی کوئی مثال یا نظیر قرآن وحدیث میں کہیں نہیں ملتی تو پھر کس منہاج نبوت پر مرزا کو پرکھنے پر زور دیا جاتا ہے؟ پہلے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت ﷺ تک کوئی ایک ظلی بروزی ناقص نبی تو پیش کیا جائے تا کہ اسے معیار بنا کر مرزا کو پرکھا جائے، واضح رہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے صدق وکذب کو جانچنے کے لئے بقلم خود جو معیار مقرر کیا ہے وہ اس نے اپنی پیش گوئیوں کو بتایا ہے (جیسا کہ آگے بیان ہوگا)۔

الغرض! قادیانی مسلمانوں کو اس بحث میں الجھاتے ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد نبوت جاری ہے یا نہیں؟ کسی کا نبی بننا ممکن ہے یا نہیں؟ جسے وہ اجراء نبوت یا امکان نبوت کا نام دیتے ہیں، یا ان کا اصرار ہوتا ہے کہ اس پر بات کی جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں یا نہیں، جبکہ ان موضوعات کا مرزا قادیانی کے دعوائے نبوت یا دعوائے مسیحیت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، کیونکہ خود باقرار فریق مخالف:۔

''کسی چیز کا ممکن ہونا اور چیز ہے اور فی الواقع اس چیز کا واقع ہونا اور چیز ہے''

(ریویو آف ریلیجنز، جنوری 1910 صفحہ 348)

لہذا کیوں نہ بات ہی یہیں سے شروع کیجائے کہ کیا مرزا غلام احمد قادیانی کا کردار ایسا ہے کہ وہ ایک سچا انسان ثابت ہو سکے؟ نبوت اور مسیحیت تو بہت بعد کی چیز ہے۔ تو جس مشکوک کردار کو نبی اور مسیح ثابت کرنے کے لئے غیر متعلقہ موضوعات پر لمبی لمبی بحثیں کی جاتی ہیں اور قرآن وحدیث کی واضح نصوص پر تاویلات وتحریفات کی قینچی چلائی جاتی ہے، کیوں نہ پہلے یہ دیکھ لیا جائے کہ وہ اس قابل بھی ہے کہ اسے مسند نبوت پر بٹھایا جائے؟ کیونکہ آخر کار بات گھوم پھر کر اسی پر آنی ہے۔

ہم نے گذشتہ صفحات میں ختم نبوت اور خاتم النبیین کا صحیح مفہوم قرآن وحدیث بلکہ خود مرزا قادیانی کے اقرارات سے بھی باحوالہ ثابت کیا، عقیدہ رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام پر بات کی، بڑے بڑے مرزائی شبہات کا جواب بھی دیا، اب ہم مرزا غلام احمد قادیانی کا تعارف کرواتے ہیں، ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھیں گے بلکہ جو بھی پیش کریں گے وہ مرزا قادیانی، اس کے بیٹوں، خلیفوں اور مریدین کی تحریروں سے پیش کریں گے۔ یہ سب پڑھنے کے بعد فیصلہ آپ کو کرنا ہے کہ مرزا قادیانی کیا تھا؟ مرد تھا یا عورت؟ آدم زاد تھا یا کچھ اور؟ مجدد تھا؟ مثیل مسیح تھا؟ مسیح موعود تھا؟ محدّث تھا؟ مجازی نبی تھا؟ حقیقی نبی تھا؟ ظلی بروزی نبی تھا؟ یا صاحب شریعت نبی تھا؟ ابن مریم تھا؟ یا خود مریم تھا؟ مغل برلاس تھا؟ فارسی النسل تھا؟ یا معجون مرکب تھا؟ آپ مرزا قادیانی کی شخصیت کے بارے میں جتنا زیادہ پڑھیں گے اس کی شخصیت اتنی ہی الجھتی چلی جائے گی، آیئے مرزا کی کہانی خود اس کی زبانی پڑھتے ہیں۔

☆☆☆☆

مرزا قادیانی کا نام کیا تھا؟

غلام احمد قادیانی یا صرف ”احمد“؟

مرزا قادیانی نے اپنا پورا نام ”غلام احمد قادیانی“ بتایا ہے اور اس نام سے اپنا مسیح ہونا ثابت کرنے کی بھی کوشش کی ہے چنانچہ لکھا:۔

”مجھے کشفی طور پر اس مندرجہ ذیل نام کے اعدادِ حروف کی طرف توجہ دلائی گئی کہ دیکھ یہی مسیح ہے جو تیرہویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا پہلے سے یہی تاریخ ہم نے مقرر کر رکھی تھی اور وہ یہ نام ہے غلام احمد قادیانی اس نام کے عدد پورے تیرہ سو ۱۳۰۰ ہیں اور اس قصبہ قادیان میں بجز اس عاجز کے اور کسی شخص کا نام غلام احمد نہیں بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا کہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں......“۔

(ازالہ اوہام، رخ 3 صفحات 189 تا 190)

یہاں ہمارا مقصد صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ مرزا غلام احمد نے اپنا نام غلام احمد قادیانی بتایا اور اسی کے عدد نکال کر اپنے مسیح ہونے کی دلیل بنانے کی کوشش کی، ورنہ اس عبارت میں مرزا نے اور بھی جھوٹ بولے ہیں ان پر تبصرہ سے سردست ہم صرفِ نظر کرتے ہیں۔

تقریباً یہی بات کہ میرا نام غلام احمد قادیانی ہے اور اس کے عدد تیرہ سو نکلتے ہیں لہذا ثابت ہوا کہ تیرہویں صدی کے ختم ہونے پر میں بطور مجدد آیا ہوں مرزا نے اپنی ایک اور کتاب (تریاق القلوب، رخ 15 صفحات 157 و158) پر بھی لکھی ہے۔ نیز مرزا قادیانی کی ہر کتاب پر اس کا نام بطور مصنف ”مرزا غلام احمد قادیانی“ لکھا ہے، مرزا نے اپنی پوری زندگی جو اشتہار بازی کی ان اشتہاروں کے آخر میں بھی اس نے اپنا نام خاکسار غلام احمد از قادیانی یا مرزا غلام احمد از قادیان وغیرہ ہی لکھا۔

مرزا کا بیٹا مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:۔

”حقیقت یہ ہے جسے ساری دنیا جانتی ہے کہ حضرت مسیح موعود (نقلی اور جعلی۔ ناقل)

کا نام مرزا غلام احمد تھا‘ اور پھر اس نے پوری 14 دلیلیں پیش کی ہیں کہ میرے باپ کا نام مرزا غلام احمد تھا۔

(سیرۃ لمہدی، جلد اول، حصہ اول، صفحہ 42 نیا ایڈیشن)

آپ حیران ہو رہے ہوں گے کہ یہ تو سب کو پتہ ہے کہ مرزا قادیانی کا نام غلام احمد قادیانی تھا پھر اس بات پر اتنے حوالے دینے کی کیا ضرورت؟ تو دوستو! یہ سب حوالے اس لئے پیش کیے گئے کہ کچھ دھوکے بازوں نے یہ دعوی کیا ہے کہ مرزا غلام احمد کا نام صرف ''احمد'' تھا، اور یہاں تک تحریف کرڈالی کہ صورۃ الصّف میں جہاں یہ ذکر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بعد ایک نبی کی بشارت دی تھی جن کا نام ''احمد'' بتایا ﴿ومبشراً برسول يأتي من بعدي اسمه احمد﴾ اس آیت میں احمد سے مراد آنحضرت ﷺ نہیں بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے، جی ہاں یہ بات لکھنے والا کوئی اور نہیں بلکہ مرزا کا اپنا بیٹا اور دوسرا مرزائی (نام نہاد) خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود ہے۔اس نے اپنے دوسرے بھائی (جس کا ذکر اوپر ہوا) کے برعکس یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس کے باپ کا نام غلام احمد قادیانی نہیں بلکہ صرف احمد تھا (دیکھیں: انوار خلافت، انوار العلوم جلد 3 صفحات 99,98,97)، نیز اس نے یہ لکھا ہے کہ سورۃ الصّف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جن ''احمد'' نامی رسول کی بشارت دی تھی اس سے مراد اس کا باپ مرزا غلام احمد قادیانی ہے (انوار خلافت، انوار العلوم جلد 3 صفحہ 83 ومابعد)۔

تو آپ نے دیکھا کہ کس طرح مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو مسیح اور مجدد ثابت کرنے کے لئے اپنا نام غلام احمد قادیانی بتایا اور پھر اس کے عدد نکال کر اپنی طرف سے اپنے مسیح ہونے کی ایک دلیل پیش کی اور اس کا بیٹا کس طرح اپنے باپ کی پیش کردہ اس دلیل کو غلط ثابت کرنے کے لئے زور لگا رہا ہے اور اس کے نام سے ''غلام'' اور ''قادیانی'' کے الفاظ ہٹا کر اس کا نام صرف ''احمد'' بتا رہا ہے، اگر غلام اور قادیانی ہٹا دیا جائے تو مرزا کے نام کے عدد تیرہ سو تو کبھی نہیں پورے ہوسکتے ، اس طرح بیٹے نے اپنے باپ کی دلیل کا خود ہی ستیا ناس کردیا۔شاید ایسے ہی

موقعوں کے لئے کسی نے کہا تھا:

گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

یہاں ایک اور بات بھی سمجھ لیں کہ جماعت مرزائیہ اپنے آپ کو جو جماعت احمدیہ پکارتی ہے اور مرزا قادیانی کے پیروکار اپنے آپ کو احمدی اور مسلمانوں کو غیر احمدی کے لفظ سے یاد کرتے ہیں یہ بھی ان کا ایک دجل وفریب ہے، کیونکہ مسلمان تو پہلے ہی محمدی واحمدی ہیں کیونکہ یہ دونوں نام تو ہمارے آقا ﷺ کے ہیں ، جبکہ مرزا قادیانی کا نام احمد ہرگز نہیں اس لئے اس کی جماعت کو احمدی کہلانے کا کوئی حق نہیں ہاں غلام احمدی ، یا غلمدی، یا مرزائی یا قادیانی وغیرہ کہلائیں تو یہ ان کا حق بنتا ہے، لہذا جو مسلمان جماعت مرزائیہ کو دانستہ یا نادانستہ احمدی کہتے ہیں انہیں احتیاط برتنی چاہیے اور یہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ آپ حضرت محمد واحمد ﷺ کو مانتے ہیں لیکن پھر بھی آپ کو مرزائی ''غیر احمدی'' کہتے ہیں، یعنی مرزائی عقیدے کے مطابق احمدی وہ ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانے ، اور جو مرزا قادیانی کو نبی نہ ماننے چاہے وہ حضرت محمد واحمد ﷺ پر ایمان رکھتا ہو وہ ان کے نزدیک احمدی نہیں، اس طرح انہوں نے ''احمد'' مرزا قادیانی کا نام رکھا ہے، لہذا مرزائی کو احمدی کہنا دراصل مرزا قادیانی کو احمد ماننا ہے اس سے ہر مسلمان کو پرہیز کرنا چاہیے۔

مرزا قادیانی کا سن پیدائش

جماعت مرزائیہ کے لئے ایک مصیبت

مرزا قادیانی نے اپنی پیدائش کا سال بتاتے ہوئے لکھا:۔

☆''میری پیدائش سنہ 1839ء یا سنہ 1840ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے، اور میں سنہ 1857ء میں سولہ برس کا یا سترھویں برس میں تھا اور ابھی ریش وبرودت کا آغاز نہیں تھا''۔

(کتاب البریہ، رخ 13 صفحہ 177 حاشیہ)

اسی کتاب میں مرزا قادیانی نے اپنے والد کی وفات کا ذکر یوں کیا:۔

☆''میری عمر چونتیس یا پینتیس برس کی ہوگی جب حضرت والد صاحب کا انتقال ہوا''۔

(کتاب البریہ، رخ13 صفحہ 192)

☆اور مرزا نے خود ایک جگہ لکھا ہے کہ اس کے والد حکیم غلام مرتضٰی کی وفات مورخہ 20 اگست 1874ء کو ہوئی (نزول المسیح، رخ18 صفحہ 585)، لہذا اگر اگست 1875 میں مرزا کی عمر 34 یا 35 برس تھی تو اس کی پیدائش کا سال 1839 یا 1840 ہی بنتا ہے۔

پہلی تحریر میں مرزا قادیانی نے تقریباً وغیرہ کے الفاظ نہیں لکھے اور نہ یہ لکھا ہے کہ میں یہ بات اندازاً لکھ رہا ہوں، اس نے اپنی تاریخ پیدائش کو احتیاطاً دو سالوں میں محدود رکھا ہے کیونکہ اس وقت تاریخ پیدائش پوری تعیین سے محفوظ رکھنے کا رواج نہ تھا اور جو انداز مرزا نے اختیار کیا یہ انداز اس وقت اختیار کیا جاتا ہے جب بات کرنے والا محتاط ہو کر کوئی بات بتا رہا ہو، پھر آگے مرزا نے اپنی عمر کا وہ حصہ بھی ذکر کیا ہے جب بچہ اپنے لڑکپن میں داخل ہوتا ہے اس عمر میں چار پانچ سال کم یا زیادہ ہونے کا شبہ یا احتمال باقی نہیں رہتا، چار پانچ ماہ کا فرق اور بات ہے لیکن چار پانچ سال ایک بڑی مدت ہے، جس میں اس وقت مغالطے کی گنجائش نہیں رہتی جب کوئی جوانی میں قدم رکھ رہا ہو، مرزا قادیانی نے اپنا سال پیدائش جو بتایا اسی کی تاکید میں یہ بھی لکھا کہ 1857 میں اس کی عمر سولہ یا سترہ سال تھی جس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اس کی پیدائش 1839 یا 1840 میں ہی ہوئی تھی، اور سولہ سترہ سال کی عمر میں مرزا کو ہرگز یہ مغالطہ نہ تھا کہ اس کی عمر سولہ سال ہے یا اکیس سال، اسے یہ بھی یاد ہے کہ 1857 میں اس کی داڑھی وغیرہ نہیں نکلی تھی۔ اور دوسری تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ اسے یہ بھی یاد تھا کہ جب 1875 میں اس کے والد کی وفات ہوئی تو اس کی عمر چونتیس یا پینتیس برس تھی۔

☆ بتاریخ 5 نومبر سنہ 1905ء بمقام لدھیانہ مرزا قادیانی نے (بقول جماعت

مرزائیہ) ہزاروں لوگوں کی موجودگی میں ایک لیکچر دیا، اس کے اندر اپنی عمر اس طرح بتائی:۔

''میری عمر 67 سال کی ہے'' (لیکچر لدھیانہ، رخ20 صفحہ 293)۔

اگر نومبر 1905 میں مرزا کی عمر 67 تھی تو اس کی پیدائش کا سال 1839 یا 1840 ہی بنتا ہے۔

☆ مورخہ 8 جنوری 1904ء کو مرزا قادیانی کے پاس اس وقت کا مشیر اعلی آیا اور اس نے مرزا قادیانی کے ساتھ مختلف امور پر بات چیت کی، دوران گفتگو مشیر اعلی نے سوال کیا:۔

''جناب کی عمر کیا ہوگی؟'' مرزا نے جواب دیا ''65 یا 66 سال''۔

(ملفوظات، جلد3 صفحہ 538)

اگر جنوری 1905 میں مرزا قادیانی کی عمر 65 یا 66 سال تھی تو پیدائش کا سال 1839 یا 1840 ہی نکلتا ہے۔

☆مرزا قادیانی کا ایک خادم اور مرید جس کا نام مرزا خدا بخش قادیانی تھا، اس نے ایک کتاب لکھی ''عسل مصفیٰ'' جو مرزا کی زندگی میں سنہ 1901ء میں لاہور سے چھپی، اس میں مرزا کی پیدائش کا سال یوں درج ہے:۔

''حضرت مرزا .... کی ولادت ......سکھوں کے آخری وقت یعنی 1839 یا 1840 ہوئی ہے''۔(عسل مصفیٰ، صفحہ 575)

☆مورخہ 13 دسمبر 1906ء کے مرزائی اخبار ''بدر۔قادیان صفحہ 5'' پر یوں لکھا ہے ''مرزا......کا جنم سنہ 40-1839 میں ہوا تھا''۔

☆مورخہ 16 مئی سنہ 1901ء کو مرزا قادیانی نے گورداسپور کی عدالت میں ایک مقدمے کے سلسلے میں اپنا بیان دیا جس میں اس نے یوں کہا:۔

''اللہ تعالی حاضر ہے میں سچ کہوں گا، میری عمر ساٹھ سال کے قریب ہے......''

(الحکم قادیان، 31 جولائی 1901 صفحہ 7 اور کتاب منظور الہی، صفحہ 241)

اگر مرزا کی عمر 1901 میں ساٹھ سال کے قریب تھی تو سالِ پیدائش 1839 یا 1840 ہی بنتا ہے، اور 1908 میں مرزا کی عمر 69 سال کی ہوگی۔

☆جنوری 1908ء میں یعنی مرزا کی موت سے پانچ ماہ قبل قادیانی اخبار ''الحکم'' نے یوں لکھا ''آپ کی ولادت 1255 ہجری کو ہوئی ہے''۔

(الحکم، 6 جنوری 1908 صفحہ 6)

اگر 1255 ہجری کا عیسوی سال نکالا جائے تو وہ 1839 یا 1840 ہی بنتا ہے، نیز مرزا قادیانی نے 26 مئی 1908 بمطابق 1326 ہجری اس جہاں سے کوچ کیا، اگر ہجری تاریخ کے حساب سے اس کی پیدائش 1255 ہجری میں ہوئی ہو اور وفات 1326 ہجری میں ہوئی ہو تو کل عمر 70 سال سے زیادہ نہیں بنتی۔

آپ پھر سوچ رہے ہوں گے کہ مرزا قادیانی کی پیدائش کے بارے میں اتنے حوالے دینے کی کیا ضرورت ہے؟ آخر کون سی مصیبت نازل ہوگئی کہ مرزا قادیانی کے پیدائش کے سال کو اتنی اہمیت دی جارہی ہے؟ تو آیئے آپ کو اس کی بھی وجہ بتاتے ہیں، دراصل ہوا یوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی مورخہ 26 مئی 1908 کو بمقام لاہور (بقول مرزا بمرض ہیضہ) وفات پا گیا، اب مرزا کے پیروکاروں کو ایک بہت بڑی مصیبت کا سامنا کرنا پڑا وہ یہ کہ مرزا قادیانی جسے پیش گوئیاں کرنے کی عادت تھی، اس نے اپنی عمر کے متعلق اس طرح کی پیش گوئیاں کر رکھی تھیں:۔

''خدا نے مجھے وعدہ دیا کہ میں اسّی (80) برس یا دو تین برس کم یا زیادہ تیری عمر کروں گا''۔

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، رخ 17 صفحہ 44)

ایک جگہ یوں لکھا:۔

''بشارت دی گئی کہ اسّی برس تک یا اس کے قریب تیری عمر ہے''۔

(نشان آسمانی، رخ 4 صفحہ 374)

اور یہ بھی لکھا:۔

''خدا تعالیٰ نے مجھے صریح لفظوں میں اطلاع دی تھی کہ تیری عمر اسّی برس کی ہوگی اور یا یہ کہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم''۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، رخ 21 صفحہ 258)

اور آخر کار اپنے ان تمام (خودساختہ) الہامات کی وضاحت اور تشریح یوں کی کہ:۔

''اگر خدا تعالیٰ چاہے تو اسّی برس سے بھی کچھ زیادہ عمر ہو سکتی ہے اور جو ظاہر الفاظ وحی کے وعدہ کے متعلق ہیں وہ تو چُہتر (۷۴) اور چھیاسی (۸۶) کے اندر اندر عمر کی تعیین کرتے ہیں''۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، رخ 21 صفحہ 259)

اس طرح مرزا قادیانی بتا چکا تھا کہ از روئے الہام اس کی عمر 74 اور 86 کے درمیان ہوگی، لیکن ناگہانی موت نے اسے 70 سال بھی پورے کرنے نہ دیے اور اس کی دیگر پیش گوئیوں کی طرح یہ الہام بھی غلط ثابت ہوا، اب جماعت مرزائیہ مرزا کی تاریخ وفات میں تو کوئی تبدیلی کر نہیں سکتی تھی تو انہوں نے تاریخ پیدائش کو مشکوک بنانے کی کوشش شروع کی، جو لوگ مرزا کی زندگی میں اپنے ہاتھوں سے اس کی پیدائش کا سال 1839 یا 1840 لکھتے رہے بعد میں وہی لوگ اپنی تحریر بدلتے رہے، چنانچہ مرزا کا بیٹا اور دوسرا مرزائی خلیفہ بشیر الدین محمود لکھتا ہے کہ:۔

''آپ 1836 یا 1837 میں پیدا ہوئے''۔

(سیرت مسیح موعود، صفحہ 6، مصنفہ مرزا محمود)

مرزا کے دوسرے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے نے تو حد ہی کر دی، ملاحظہ فرمائیں اس کی قلابازیاں:

''حضرت مسیح موعود (جعلی اور نقلی۔ ناقل) فرماتے تھے کہ جب سلطان احمد پیدا ہوا اس وقت ہماری عمر صرف سولہ سال تھی''۔

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ اول، صفحہ 255، روایت نمبر 283، نیا ایڈیشن)

اور پھر اسی سلطان احمد کی پیدائش کا سال مرزا بشیر احمد خود یوں ذکر کرتا ہے:۔

''1855 یا 1856 ولادت خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب (غالباً)''

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ اول، صفحہ 443، روایت نمبر 470، نیا ایڈیشن)

تو پہلی روایت کے مطابق جب مرزا سلطان احمد پیدا ہوا تو مرزا قادیانی نے اپنی عمر 16 سال بتائی، اور پھر مرزا بشیر احمد نے مرزا سلطان احمد کی ولادت کا سال بھی غالباً 1855 یا 1856 لکھا، اس طرح بھی مرزا قادیانی کی پیدائش 1839 یا 1840 ہی نکلتی ہے۔

کبھی لکھتا ہے:۔

''صحیح تاریخ 1836 معلوم ہوئی ہے''۔

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ اول، صفحہ 34، روایت نمبر 45، نیا ایڈیشن)

کبھی سال پیدائش ''1836 یا 1837'' لکھا

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ دوم، صفحہ 443، روایت نمبر 470، نیا ایڈیشن)

کہیں یوں لکھا:۔

''اب بعض حوالے اور بعض روایات ایسی ملی ہیں جن سے معین تاریخ کا پتہ لگ گیا ہے جو بروز جمعہ 14 شوال 1250 ہجری، مطابق 13 فروری 1835 عیسوی، مطابق یکم پھاگن 1891 بکرمی ہے''۔

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ سوم، صفحہ 575، روایت نمبر 613، نیا ایڈیشن)

اور پھر یہ لکھا کہ:۔

''خلاصہ میرے نزدیک یہ نکلا کہ 34-1833 صحیح ولادت قرار دیا جا سکتا ہے''۔

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ سوم، صفحہ 705، نیا ایڈیشن)

پھر بھی اس کی تحقیق ختم نہ ہوئی اور یہ لکھا:۔

''آپ کی ولادت جس جمعہ کو ہوئی تھی وہ 14 رمضان 1247 ہجری کا دن تھا، اور

بحساب سمت بکرمی یکم پھاگن سمہ 1888 کے مطابق تاریخ تھی جو عیسوی سن کے حساب سے 17 فروری 1832 کے مطابق ہوتی ہے''۔

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ سوم، صفحہ 820 نیا ایڈیشن، روایت نمبر 965)

اگلے صفحے پر یوں لکھا:۔

''عیسوی سال 17 فروری 1832 کو آپ کی ولادت ہوئی اور 26 مئی 1908 آپ اپنے خالق حقیقی رفیق اعلیٰ سے جا ملے''۔

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ سوم، صفحہ 821، نیا ایڈیشن)

وہ پہلے یہ بھی لکھ چکا تھا کہ:۔

''خاکسار کی تحقیق میں آپ کی تاریخ پیدائش 1252 ہجری کی نکلتی ہے''۔

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ اول، صفحہ 256، روایت نمبر 283، نیا ایڈیشن)

دوستو! آپ نے دیکھا کہ کس طرح مرزا قادیانی کی عمر کو کبھی بڑھایا اور کبھی گھٹایا جا رہا ہے، اور مرزا قادیانی نے اپنے سال پیدائش کے بارے میں جو اپنے قلم سے لکھا، اور جو اس کی زندگی میں لکھا جاتا رہا اس سب کو اس کی موت کے بعد غلط قرار دیا جا رہا ہے، امت ہو تو ایسی جو اپنے نبی کی بات کو اپنی تحقیق سے غلط ثابت کرتی پھرے، ان کی کوشش ہے کہ مرزا کی عمر کو سپرنگ کی طرح کھینچ کر کسی طرح 74 سال تک لے جایا جائے۔

ایک مرزائی شوشہ

جماعت مرزائیہ اکثر لوگوں کے سامنے یہ جھوٹ بولتی ہے کہ ''مرزا قادیانی نے اپنی تاریخ پیدائش کے بارے میں صراحت کے ساتھ کچھ نہیں لکھا، آپ نے صرف اندازہ لگایا ہے''، اور جب مرزا قادیانی کی وہ تحریرات ان کے سامنے رکھی جاتی ہیں جن کے اندر اس نے صاف طور پر اپنی پیدائش کا سال 1839 یا 1840 بتایا ہے تو مرزائی مربی ایک دَم یہ پینترا بدلتے ہیں کہ دیکھو آنحضرت ﷺ کی عمر مبارک کے بارے میں بھی مختلف روایات آتی ہیں، کسی صحابی نے یہ

بیان کیا کہ آپ ﷺ کا وصال مبارک 60 سال کے سر پر ہوا، کسی نے 63 عمر بتائی ہے، بعد میں تحقیق کے بعد 63 سال عمر مبارک بتائی گئی، تو اسی طرح مرزا قادیانی کی عمر میں اگر مختلف اقوال ملتے ہیں تو اس پر اعتراض کیوں؟

جواب

نہ تو آنحضرت ﷺ نے کوئی ایسی پیش گوئی فرمائی کہ میرے رب نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ میری عمر اتنی یا اتنی ہوگی، اور نہ ہی آپ ﷺ نے کوئی کتاب تصنیف فرمائی جس کے اندر یہ لکھا کہ میری پیدائش فلاں یا فلاں سال میں ہوئی، اگر نبی کریم ﷺ سے بسند صحیح یہ منقول ہوتا کہ میری پیدائش فلاں سال میں ہوئی اور فلاں سال میں میری عمر اتنی تھی تو ہم آنحضرت ﷺ کے اس فرمان کے سامنے ساری تحقیقیں اپنے پاؤں کی نوک پر رکھتے اور جو بات ہمارے آقا ﷺ نے فرمادی ہوتی اسی کو قبول کرتے۔ لیکن مرزا قادیانی کی امت پر قربان جائیں کہ ان کا نبی کہتا ہے کہ میری پیدائش 1839 یا 1840 میں ہوئی، لیکن وہ بضد ہیں کہ ہمارے نبی کو غلطی لگی ہے اور ہماری تحقیق یہ ہے کہ مرزا کی پیدائش 1837 یا 1836 یا 1835 یا 1834 یا 1832 میں ہوئی تھی، لیکن اس بات سے کسی مرزائی کو انکار نہیں کہ مرزا نے اپنی جس کتاب میں اپنی پیدائش کا سال لکھا وہ 1898 میں شائع ہوئی (یعنی کتاب البریہ)، اس کے بعد مرزا تقریباً 10 سال تک زندہ رہا لیکن اسے اس کے خدا نے نہ بتایا کہ مرزا جی آپ نے اپنی پیدائش کا جو سال لکھا ہے وہ غلط لکھا ہے اسے ٹھیک کر دیں ورنہ آپ کی عمر کم از کم 74 سال ہونے کی پیش گوئی غلط ہو جائے گی، جبکہ مرزا کا دعویٰ تو یہ تھا کہ:۔

"اللہ مجھے ایک لمحے کے لئے بھی غلطی پر نہیں رکھتا"۔

(ترجمہ عربی عبارت: نور الحق، رخ 8 صفحہ 272)

نیز اس نے یہ بھی لکھا تھا کہ:۔

"انبیاء غلطی پر نہیں رکھے جاتے"۔ (اعجاز احمدی، رخ 19 صفحہ 133)

اور اس کے بیٹے مرزا محمود نے تو صاف یہ لکھا تھا:۔

"خدا اپنے نبی کو وفات تک غلطی میں نہیں رکھتا"۔

(آئینہ صداقت، انوار العلوم جلد 6 صفحہ 124)

اگر مرزا قادیانی کی جماعت کتاب البریہ کے بعد مرزا کی کوئی ایسی تحریر دکھا دے جس میں اس نے یہ لکھا ہو کہ میں نے جو لکھا تھا کہ میری پیدائش 1839 یا 1840 میں ہوئی تھی وہ میری غلطی تھی، اب میرے خدا نے مجھے الہام یا وحی کے ذریعے یہ بتایا ہے کہ میری پیدائش کا صحیح سال فلاں تھا تو پھر یہ معمہ حل ہو جائے گا۔ لیکن صرف چند مبہم اور غیر واضح تحریروں سے مرزا کی پیدائش کے بارے میں اٹکل پچو لگانے سے حقیقت بدل نہیں جائے گی۔ عجیب بات ہے کہ مرزا کے خدا نے اسے یہ تو بتا دیا کہ تیری نسل اور خاندان چینی یعنی مغل نہیں بلکہ فارسی ہے، دوسری طرف یہ الہام تو کر دیا کہ تیری عمر اسّی سال کے قریب ہوگی یا 74 اور 86 سال کے درمیان ہوگی، لیکن مرزا کی پیدائش کی تاریخ یا سال بتانا بھول گیا کہ اس الہام کے سچے یا جھوٹے ہونے کا فیصلہ ہو جاتا۔ دوسرے لفظوں میں مرزا قادیانی کی جماعت یہ کہنا چاہتی ہے کہ ہمارے نبی کو اس کے خدا نے یہ تو بتایا تھا کہ تیری عمر اتنی ہوگی لیکن مرزا کو اپنی پیدائش کا سال خود بھی پتہ نہیں تھا اور نہ خدا نے بتایا۔ اس عقل پر رونے کے سوا اور کیا بھی کیا جا سکتا ہے؟۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا خاندان اور قوم

اپنے خاندان کا مرزا قادیانی نے یوں تعارف کروایا:۔

"اب میرے سوانح اس طرح پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد، میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضیٰ، اور دادا صاحب کا نام عطا محمد، اور میرے پردادا صاحب کا نام گل محمد تھا۔ اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ ہماری قوم مغل برلاس ہے۔ اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جو اب تک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے......"۔

(کتاب البریہ، رخ 13 صفحات 162 تا 163 حاشیہ)

ایک اور جگہ یوں لکھا:۔

’’ہمارے خاندان کی قومیت ظاہر ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ قوم کے برلاس مغل ہیں، اور ہمیشہ اس خاندان کے اکابر امیر اور والیان ملک رہے ہیں وہ سمرقند سے کسی تفرقہ کی وجہ سے بابر بادشاہ کے وقت میں پنجاب میں آئے......‘‘۔

(تریاق القلوب، رخ15 صفحہ 273 حاشیہ)

پھر مرزا نے اپنی قوم بدلتے ہوئے یوں لکھا:۔

’’ان تمام کلمات الٰہیہ سے ثابت ہے کہ اس عاجز کا خاندان دراصل فارسی ہے نہ مغلیہ۔ نہ معلوم کس غلطی سے مغلیہ خاندان کے ساتھ مشہور ہو گیا......‘‘۔

(حقیقۃ الوحی، رخ22 صفحہ 81 حاشیہ)

یہ فارسی والا دھوکہ دینے کی ضرورت مرزا کو اس لئے پیش آئی کہ اس نے سورۃ الجمعہ کی آیات میں تحریف معنوی کر کے یہ دعویٰ کیا تھا کہ ان آیات میں یہ بیان ہوا ہے کہ (نعوذ باللہ) آنحضرت ﷺ کا دنیا میں ایک اور ظہور ہونا ہے جو ایک فارسی شخص کی صورت میں ہوگا، تو اب مرزا ٹھہرا مغل برلاس (چینی یا منگول) تو اس نے حسب عادت یہ جھوٹ بولا کہ میرے خدا نے مجھے بتایا ہے کہ تو فارسی ہے، اب مرزا قادیانی کو پتہ تھا کہ اس کی خاندانی دستاویزات تو یہ بتاتی ہیں کہ وہ مغل برلاس ہے جیسا کہ وہ خود اقرار بھی کرتا ہے تو اس نے یہ اضافہ بھی کر دیا:۔

’’بہر حال جو کچھ خدا نے ظاہر فرمایا ہے وہی درست ہے انسان ایک ادنیٰ سی لغزش سے غلطی میں پڑ سکتا ہے مگر خدا سہو اور غلطی سے پاک ہے‘‘۔

(حقیقۃ الوحی، رخ22 صفحہ 81 حاشیہ)

لیکن مرزا نے یہ نہیں بتایا کہ اس کے پاس کیا قطعی دلیل ہے کہ جس نے اسے یہ بتایا کہ تیری قوم مغل نہیں بلکہ فارسی ہے وہ اس کا خدا ہی تھا یا کوئی اور؟۔

نیز مرزا نے نہایت صراحت کے ساتھ یہ اقرار بھی کیا کہ:۔

’’ہاں میرے پاس فارسی ہونے کے لئے بجز الہام الٰہی کے اور کچھ ثبوت نہیں‘‘۔

(تحفہ گولڑویہ، رخ17 صفحہ 116)

یہی نہیں حسب ضرورت مرزا قادیانی چینی نسل سے ہونے کا دعویٰ بھی کرتا رہا، چنانچہ وہ اپنے آپ کو خاتم الخلفاء ثابت کرنے کے چکر میں شیخ ابن عربیؒ کے حوالے سے لکھتا ہے:۔

’’حضرت محی الدین ابن العربی لکھتے ہیں کہ خاتم الخلفاء صینی الاصل ہوگا یعنی مغلوں میں سے اور وہ جوڑہ یعنی توام پیدا ہوگا۔ پہلے لڑکی نکلے گی بعد اس کے وہ پیدا ہوگا۔ ایک ہی وقت میں اسی طرح میری پیدائش ہوئی کہ جمعہ کی صبح کو بطور توام میں پیدا ہوا۔ اول لڑکی اور بعدہ میں پیدا ہوا۔ نہ معلوم کہ یہ پیش گوئی کہاں سے ابن عربی نے لی تھی جو پوری ہو گئی‘‘۔

(تذکرۃ الشہادتین، رخ20 صفحہ 35)

لیجیے اب مرزا یہ تسلیم کر بیٹھا کہ مغل اصل میں چینی نسل ہے فارسی نہیں، لیکن بعد میں مرزا کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو پھر شیخ ابن عربی کی یہی بات ایک اور کتاب میں بایں الفاظ دوبارہ نقل کی کہ ’’اور اس پیش گوئی کو شیخ محی الدین ابن عربی نے اپنی کتاب فصوص میں لکھا ہے اور لکھا ہے کہ وہ صینی الاصل ہوگا‘‘ لیکن اس بار اس پر حاشیہ لکھا اور یہ نیا بیان جاری کیا:۔

’’اس سے مطلب یہ ہے کہ اس کے خاندان میں تُرک کا خون ملا ہوگا ہمارا خاندان جو اپنی شہرت کے لحاظ سے مغلیہ خاندان کہلاتا ہے اس پیشگوئی کا مصداق ہے کیونکہ اگرچہ سچ وہی ہے کہ جو خدا نے فرمایا کہ یہ خاندان فارسی الاصل ہے مگر یہ تو یقینی اور مشہود محسوس ہے کہ اکثر مائیں اور دادیاں ہماری مغلیہ خاندان سے ہیں اور وہ صینی الاصل ہیں یعنی چین کی رہنے والی‘‘

(حقیقۃ الوحی، رخ22 صفحہ 209 حاشیہ)

لیجیے اب مرزا باپ کی طرف سے مغل، ماؤں اور دادیوں کی طرف سے چینی اور اپنے خدا کی طرف سے فارسی بن گیا۔

پھر مرزا قادیانی کو مہدی بننے کے چکر میں سید ہونے کا شوق بھی للچایا تو یوں لکھا:۔

"جیسا کہ ظاہر کے طور پر سنا گیا ہے کہ میں باپ کے لحاظ سے قوم کا مغل ہوں مگر بعض دادیاں میری سادات میں سے تھیں"۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، رخ 21 صفحہ 363)

چلیں پہلے بعض دادیاں چینی نسل سے تھیں تو مرزا جی چینی بن گئے، اب بعض دادیاں سادات سے ہیں تو سید بھی ہو گئے۔ مزید ملاحظہ فرمائیں:۔

"اور میں اپنے خاندان کی نسبت کئی دفعہ لکھ چکا ہوں کہ وہ ایک شاہی خاندان ہے اور بنی فارس اور بنی فاطمہ کے خون سے معجون مرکب ہے"۔

(تریاق القلوب، رخ 15 صفحات 286و287)

اور پھر یہ شعر لکھ کر سارا جھنجھٹ ہی ختم کر دیا:

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں...... نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، رخ 21 صفحہ 133)

ہم مرزا قادیانی کے ان تمام بیانات پر اس کے اپنے بیٹے اور دوسرے مرزائی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی ایک بات پیش کر کے آگے چلتے ہیں، مرزا محمود نے اپنی طرف سے قرآن کریم کا ترجمہ کیا جس کا نام تفسیر صغیر رکھا (جو تحریف معنوی کا کامل نمونہ ہے) اس کے اندر سورۃ القلم کی آیت نمبر 13 میں جو لفظ ﴿زنیم﴾ آیا ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"قرآن مجید میں زنیم کا لفظ ہے جس کے معنی ہوتے ہیں کہ وہ شخص جو کسی قوم کا فرد تو نہیں مگر اپنے آپ کو اس کی طرف منسوب کرتا ہے (مفردات)"۔

(تفسیر صغیر، مرزا بشیر الدین محمود، صفحہ 763)

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

نوٹ: مرزا قادیانی کی والدہ کا نام چراغ بی بی تھا، مرزا غلام احمد کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے:۔

"ہماری دادی صاحبہ...... کا نام چراغ بی بی تھا اور وہ دادا صاحب کی زندگی میں ہی فوت ہو گئی تھیں"۔

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ اول، صفحہ 8، روایت نمبر 10 نیا ایڈیشن)

مرزا قادیانی کا خاندان اور انگریزی سرکار کی غلامی

یہ تو تھا مرزا کی نسل اور قوم کا تعارف، اب آیئے اس خاندان کا سیاسی تعارف بھی ہو جائے، غاصب انگریز کو اپنے خاندان اور اپنی وفاداری کا یقین دلاتے ہوئے مرزا لکھتا ہے:۔

"میں ایک ایسے خاندان سے ہوں جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد میرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسانِ پنجاب میں ہے اور 1857ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکارِ انگریزی کو مدد دی تھی یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکارِ انگریز کی امداد میں دیے تھے......"۔

(کتاب البریہ، رخ 13 صفحہ 4، نیز تحفہ قیصریہ، رخ 12، صفحات 270و271)

پھر اپنے بھائی اور اپنی سرکارِ انگریزی سے وفاداری کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:۔

"پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدماتِ سرکاری میں مصروف رہا اور جب تمّوں کے گذر پر مفسدوں کا سرکارِ انگریز کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکارِ انگریز کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا۔ پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا۔ تاہم سترہ برس سے سرکارِ انگریزی کی امداد اور تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔ اس سترہ برس کی مدت میں جس قدر میں نے کتابیں تالیف کیں ان سب میں سرکارِ انگریزی کی اطاعت اور ہمدردی کے لئے لوگوں کو ترغیب دی اور جہاد کی ممانعت کے بارے میں نہایت مؤثر تقریریں لکھیں۔ اور پھر میں نے قرین مصلحت سمجھ کر اسی امرِ ممانعت جہاد کو عام ملکوں میں پھیلانے کے لئے عربی اور فارسی میں کتابیں تالیف کیں جن کی چھپوائی اور اشاعت پر ہزارہا

روپیہ خرچ ہوئے اور وہ تمام کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم اور مصر اور بغداد اور افغانستان میں شائع کی گئیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت ان کا اثر ہوگا۔ کیا اس قدر بڑی کاروائی اور اس قدر دور دراز مدت تک ایسے انسان سے ممکن ہے جو دل میں بغاوت کا ارادہ رکھتا ہو؟‘‘۔

(کتاب البریہ، رخ13 صفحات 4 تا8، نیز دیکھیں ستارہ قیصرہ، رخ15، صفحہ 114)

مرزا قادیانی نے اپنی تحریر میں ایک انگریز مسٹر گریفن کی کتاب ’’رئیسان پنجاب‘‘ کا حوالہ دیا ہے کہ اس میں میرے والد کا ذکر ہے، مرزا قادیانی کے ایک مرید نے وہ الفاظ نقل کیے ہیں جو اس کتاب میں لکھے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:۔

’’رنجیت سنگھ نے جو رام گڑھیہ مسل کے تمام جاگیر پر قابض ہوگیا تھا غلام مرتضیٰ کو واپس قادیان بلالیا تھا اور اس کی جدی جاگیر کا ایک بہت بڑا حصہ اسے واپس دے دیا۔ اس پر غلام مرتضیٰ اپنے بھائیوں سمیت مہاراجہ کی فوج میں داخل ہوا اور کشمیر کی سرحد اور دوسرے مقامات پر قابل قدر خدمات انجام دیں۔ نونہال سنگھ شیر سنگھ اور دربار لاہور کے دور دورے میں غلام مرتضیٰ ہمیشہ فوجی خدمت پر مامور رہا 1841 میں ایک کمیدان بنا کر پشاور روانہ کیا گیا۔ ہزارے کے مفسدے میں کارہائے نمایاں کیے۔ اور جب 1848 کی بغاوت ہوئی تو یہ اپنی سرکار کا نمک حلال رہا اور اس کی طرف سے لڑا۔ اس موقع پر اس کے بھائی غلام محی الدین نے اچھی خدمات کیں‘‘۔

(حیات احمد، شیخ یعقوب علی عرفانی قادیانی ایڈیٹر الحکم، صفحات 21و22، طبع امرتسر 1928ء)

قارئین محترم! غور فرمائیں! مرزا قادیانی پوری زندگی اپنے مریدوں کو غاصب انگریز کی اطاعت کا سبق اس لئے دیتا رہا کہ چونکہ سکھوں نے ہم پر اور ہمارے خاندان پر بہت ظلم کیے تھے اور انگریز بہادر نے ہمیں اس ظلم سے نجات دلائی اس لئے ہم پر اور ہماری ذریت پر انگریز کا شکر ہمیشہ کے لئے واجب ہے (دیکھیں ازالہ اوہام حصہ اول، رخ3 صفحہ 166 حاشیہ)، لیکن مرزا کا باپ غلام مرتضی اور چچا غلام محی الدین تو رنجیت سنگھ، نونہال سنگھ اور شیر سنگھ کی فوج میں کارہائے نمایاں انجام دیتے ہیں اور ہمیشہ ان کے نمک حلال رہے، بلکہ جہاں بھی سکھوں کے

خلاف علم جہاد بلند ہوا وہاں انہوں نے سکھوں کا ساتھ دیا، ہزارے کے مفسدے کا ذکر بھی اس عبارت میں ہوا شاید یہ معرکہء بالاکوٹ کی طرف اشارہ ہے جس میں سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہما سکھوں کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے کیونکہ سکھوں کے خلاف ہزارہ میں اس کے علاوہ کوئی بڑی تحریک نہیں اٹھی، الغرض اگر سکھوں نے واقعی خاندان مرزا پر ظلم وبربریت کا بازار گرم کیا تھا تو مرزا کا باپ اور چچا رنجیت سنگھ کی فوج میں بھرتی ہو کر مسلمانوں کے خلاف کیوں لڑتے رہے؟ اور رنجیت سنگھ نے حکیم غلام مرتضیٰ کو اس کی جدّی جاگیر کا ایک بہت بڑا حصہ کیوں واپس کیا؟ یہ بھی یاد رہے کہ مرزا قادیانی نے حضرت سید احمد شہید بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ:۔

’’سید احمد صاحب بریلوی سلسلہ خلافت محمدیہ کے بارہویں خلیفہ ہیں جو حضرت یحییٰ کے مثیل ہیں اور سید ہیں‘‘۔

(تحفہ گولڑویہ، رخ17 صفحہ 194)

اور یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ سید صاحب سکھوں کے خلاف جہاد کرتے ہوئے ہزارہ کے مقام بالاکوٹ میں شہید ہوئے اور مرزا کے بقول وہ خلیفہ برحق تھے، اور دوسری طرف مرزا کا باپ اور چچا رنجیت سنگھ، نونہال سنگھ اور شیر سنگھ کی فوج میں کارہائے نمایاں انجام دے رہے تھے۔

اب آگے پڑھیے غاصب انگریز کے لئے اس غدار خاندان کے کارنامے:۔

’’الحاق کے موقع پر اس خاندان کی جاگیر ضبط ہوگئی۔ مگر 700 روپے کی ایک پنشن غلام مرتضیٰ اور اس کے بھائیوں کو عطا کی گئی۔ اور قادیان اور اس کے گردونواح کے مواضعات پر ان کے حقوق مالکانہ تھے۔ اس خاندان نے غدر 1857ء کے دوران (یہ 1857 کی جنگ آزادی کی طرف اشارہ ہے جسے انگریز اور اس کے پٹھوؤں نے غدر کا نام دیا تھا۔ ناقل) بہت اچھی خدمات کیں۔ غلام مرتضیٰ نے بہت سے آدمی بھرتی کیے۔ اور اس کا بیٹا غلام قادر (یعنی مرزا کا

بڑا بھائی۔ناقل) جنرل نکسن صاحب بہادر کی فوج میں اس وقت تھا جبکہ افسر مذکور نے تریمو گھاٹ نمبر ۴۶ نیو انفنٹری کے باغیوں کو جو سیالکوٹ سے بھاگے تھے تہِ تیغ کیا۔ جنرل نکسن صاحب بہادر نے غلام قادر کو ایک سند دی جس میں یہ لکھا ہے کہ 1857ء میں خاندانِ قادیان ضلع گورداسپور کے تمام خاندانوں سے نمک حلال رہا''۔

(حیات احمد،صفحہ 22)

اس تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ انگریز نے اس خاندان کی جاگیر ضبط کرلی تھی اور حکیم غلام مرتضٰی کے لئے 700 روپے کی پنشن جاری کی (واضح رہے کہ اُس وقت کے سات سو روپے آج کے تقریباً ساڑھے تین لاکھ روپوں کے برابر ہیں، کیونکہ بقول مرزا بشیر احمد ایم اے مرزا قادیانی کے وقت ایک آنے کا ایک سیر گوشت آتا تھا[سیرۃ المہدی حصہ اول،ص 166 روایت نمبر 167 نیا ایڈیشن]،ایک روپے میں سولہ آنے ہوتے تھے،اس طرح ایک روپے کا سولہ سیر گوشت آتا تھا،ہم فرض کر لیتے ہیں کہ یہ بڑا گوشت ہوتا ہوگا،اور آج ہم اوسطاً تین سو روپے کلو کا حساب لگائیں تو سولہ سیر گوشت اندازاً 4800 روپے کا آئے گا،یعنی اُس وقت کا ایک روپیہ آج کے 4800 کے برابر تھا)، نیز اس خاندان نے 1857 کی جنگ آزادی میں انگریز کے لئے خدمات انجام دیں اور اس کے صلے میں انہیں سند بھی دی گئی۔

انگریز کا خودکاشتہ پودا

خودمرزا قادیانی نے غاصب انگریز کے لئے اپنے اور اپنے خاندان کی خدمات کا ذکر کرنے کے بعد انگریزی غاصب حکومت سے یوں التماس کی:۔

''صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جانثار خاندان ثابت کرچکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکّام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکارِ انگریز کے پکے خیر خواہ اور خدمت گذار ہیں۔اس خودکاشتہ پودہ کی نسبت نہایت عزم واحتیاط اور

تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں''۔

(کتاب البریہ،رخ 13 صفحہ 350)

اس تحریر میں مرزا نے اپنے آپ کو انگریز کا خودکاشتہ پودا لکھا ہے،جماعت مرزائیہ کے محققین کہتے ہیں کہ ہمارے حضرت جی نے اپنے آپ کو نہیں بلکہ اپنے خاندان کو انگریز کا خودکاشتہ پودا فرمایا ہے،توجب مرزا قادیانی بھی اسی پودے کی ایک ٹہنی اور شاخ ہے تو وہ بھی تو انگریز کا خود کاشتہ ہوا،درخت کا پھل بھی تو اسی کا کاشتہ شمار ہوتا ہے جس نے درخت لگایا، ہاں اگر مرزا غلام احمد کے حکیم غلام مرتضی کا بیٹا اور مرزا غلام قادر کا بھائی ہونے میں بھی کوئی شک ہے تو پھر وہ یقیناً اس پودے کا حصہ نہیں۔

مرزا قادیانی کے مذہب کے دوحصے

یہی نہیں،مرزا قادیانی نے تو اپنے مذہب کے جو دوحصے بتائے ہیں وہ یہ ہیں:۔

''سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دوحصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالی کی اطاعت کریں دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے''۔

(شہادۃ القرآن،رخ 6 صفحہ 380)

مرزا قادیانی کے أولي الأمر

بلکہ مرزا قادیانی تو یہاں تک پہنچا کہ قرآن کریم سے غاصب انگریزی حکومت کی اطاعت کو واجب ٹھہرانے لگا،قرآن کریم میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے﴿یایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولي الامر منکم﴾اے ایمان والو!حکم مانو اللہ کا،اور حکم مانو رسول ﷺ کا اور ان صاحب امر اور حاکموں کا جو تم میں سے ہوں۔(النساء:59)، اس

آیت میں ’’اولی الامر‘‘ کے ساتھ ’منکم‘ کی قید ہے، یعنی ان حاکموں یا صاحبان امر کا حکم مانو جو تم میں سے ہوں یعنی اہل ایمان میں سے ہوں، لیکن مرزا قادیانی کی پڑھیے وہ کیا لکھتا ہے:۔

’’میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں کیونکہ وہ ہمارے دینی مقاصد کے حارج نہیں ہیں بلکہ ہم کو ان کے وجود سے بہت آرام ملا ہے‘‘۔

(ضرورۃ الامام، رخ13 صفحات 493و494)

آفرین ہے مرزا قادیانی کی جماعت پر کہ وہ آج تک اپنے گرو کی اس نصیحت پر پوری طرح قائم ہیں، اور اس کے بدلے انگریز بہادر کی طرف سے ان کے مذہب (یعنی قادیانیت) کو آج بھی بہت آرام مل رہا ہے۔ ہاں یہ سوال ہم قارئین کے لئے چھوڑ دیتے ہیں کہ مرزا کے خاندان نے 1857 کی جنگ آزادی میں (جسے مرزا غدر کے لفظ سے یاد کرتا ہے) غاصب انگریز کی مدد کیوں کی؟ اور پھر مرزا قادیانی کو ممانعت جہاد کے بارے میں کتابیں شام، روم، مصر، بغداد اور افغانستان وغیرہ میں تقسیم کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ وہاں تو اس وقت انگریز کی حکومت نہ تھی، ہمارے خیال میں یہ مرزا قادیانی کا سفید جھوٹ ہے، وہ تو قتل کے خوف سے ہندوستان کے پنجاب سے بھی باہر جانے سے ڈرتا تھا، اس نے اپنے بعض مرید تبلیغ کے لئے افغانستان بھیجے تھے جن کو امیر حبیب اللہ کے حکم سے سنگسار کر دیا گیا تھا اور کہا جاتا ہے کہ امیر حبیب اللہ مرحوم نے مرزا کو پیغام بھیجا تھا کہ ’’ایس جا بیا‘‘ یعنی خود یہاں آؤ، وہ دن اور آج کا دن افغانستان کا نام سنتے ہی مرزائی کانپتے ہیں، اس میں اتنی ہمت کہاں تھی کہ وہ ان ملکوں میں ایسی کتابیں شائع کرسکتا۔

اور کیا اللہ کا ایک نبی جو ’مطاع یعنی جس کی اطاعت کی جاتی ہے‘ ہوتا ہے وہ کسی کافر کا مطیع ہوسکتا ہے؟ اللہ نے تو قرآن کریم میں بار بار نبی کریم ﷺ کو یوں مخاطب فرمایا ﴿فلا تطع الکافرین﴾ آپ کافروں کی اطاعت نہ کیجیے (الفرقان:52)، اور ﴿یاایها النبی اتق الله ولاتطع الکافرین والمنافقین﴾ اے نبی اللہ سے ڈریں اور کفار ومنافقین کی اطاعت نہ

کریں۔(الاحزاب:1) وغیرہ دوسری آیات۔

مرزا قادیانی اور یاجوج وماجوج کی اطاعت

بات لمبی ہوگئی لیکن ایک مزید حوالہ اگر پیش نہ کیا جائے تو بات ادھوری رہے گی، آپ نے پڑھا کہ مرزا قادیانی نے بڑی تاکید کے ساتھ انگریز اور گورنمنٹ برطانیہ کی اطاعت کا حکم دیا ہے بلکہ اپنے مذہب کا دوسرا حصہ بتایا ہے، لیکن مرزا کی یہ تحریریں پڑھیں:۔

’’فان یأجوج ومأجوج هم النصارىٰ من الروس والاقوام البرطانية‘‘

بے شک یاجوج ماجوج سے مراد روس کے عیسائی ہیں اور برطانوی اقوام ہیں۔

(حمامۃ البشریٰ، رخ7 صفحات 209و210)

نیز یہی بات مرزا نے ایک اور جگہ یوں لکھی ہے:۔

’’ان دونوں قوموں (یعنی یاجوج وماجوج۔ناقل) سے مراد انگریز اور روس ہیں اس لئے ہر ایک سعادت مند مسلمان کو دعا کرنی چاہیے کہ اس وقت انگریزوں کی فتح ہو......‘‘۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم، رخ3 صفحہ 373)

آپ نے دیکھا ایک طرف انگریز اور برطانوی حکومت کی اطاعت کو قرآن سے فرض ثابت کیا جارہا ہے، دوسری طرف اسی انگریز اور برطانوی اقوام کو یاجوج وماجوج بھی لکھا جارہا ہے اور پھر انہی یاجوج وماجوج کے لئے فتح کی دعا کرنے کی اپیل بھی کی جارہی ہے، جبکہ قرآن نے یاجوج وماجوج دونوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ ﴿مفسدون فی الارض﴾ وہ زمین میں فساد مچانے والے ہیں (الکہف:94)۔

حج بھی کیا کعبہ کا، گنگا کا اشنان بھی ...... راضی رہے رحمان بھی، خوش رہے شیطان بھی

مرزا قادیانی کے استاد

مرزا قادیانی نے مختلف اساتذہ سے تعلیم حاصل کی، چنانچہ خود تفصیل یوں بیان کی:۔

’’بچپن کے زمانے میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو

ایک فارسی خواں معلّم میرے لئے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا۔ اور جب میری عمر تقریباً دس برس کی ہوئی تو ایک عربی خواں معلّم میری تربیت کے لئے مقرر کیے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدا تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی اس لئے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صَرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نَحو ان سے پڑھے۔ بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد نے نوکر رکھ کر قادیاں میں پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا۔ اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے.....“۔

(کتاب البریہ، رخ 13 صفحات 179 تا 181 حاشیہ)

اور پھر مرزا قادیانی نے اپنے استاذ گل علی شاہ کا تعارف ایک جگہ یوں کروایا ہے:۔

” ہمارے ایک استاد شیعہ تھے۔ گل علی شاہ ان کا نام تھا، کبھی نماز نہ پڑھا کرتے تھے۔ منہ تک نہ دھوتے تھے“۔

(ملفوظات، جلد 1 صفحہ 583)

محترم قارئین! مرزا قادیانی نے یہاں لکھا کہ ” قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں فضل الٰہی نامی استاد سے پڑھیں“ لیکن دوسری جگہ مرزا قادیانی نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ:۔

”میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے“۔

(ایام الصلح، رخ 14 صفحہ 394)

اب یہ بات تو مرزا قادیانی کے امتی ہی بتا سکتے ہیں کہ فضل الٰہی نامی بزرگ انسان تھے یا کچھ اور؟، جب خود مرزا لکھ چکا کہ اس نے ان بزرگ سے قرآن شریف پڑھا تھا تو پھر یہ قسم یقیناً جھوٹی ہے کہ میں نے کسی انسان سے قرآن کا ایک سبق بھی نہیں پڑھا۔ جماعت مرزائیہ یہاں یہ شوشہ چھوڑتی ہے کہ مرزا کی مراد ان الفاظ سے یہ ہے کہ میں نے قرآن کی تفسیر وتشریح کا ایک سبق بھی کسی انسان سے نہیں پڑھا، یہ تاویل باطل ہے کیونکہ مرزا قادیانی نے یہاں الفاظ لکھے ہیں ” کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے“ یہاں تین چیزیں الگ الگ مذکور ہیں، قرآن، حدیث اور تفسیر اور ان کے درمیان حرف ”یا“ لا کر انہیں جدا کیا گیا ہے، لہذا یہاں قرآن سے مراد قرآن کی تلاوت ہی ہے تفسیر نہیں کیونکہ اس کا ذکر بعد میں الگ سے ہے، بہر حال ہمارا موضوع یہاں مرزا قادیانی کے تضادات پر بحث کرنا نہیں یہ تو ایک ضمنی بات تھی جو ہم نے جملہ معترضہ کے طور پر بیان کردی۔

انبیاء کسی دنیاوی استاد کے شاگرد نہیں ہوتے

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام دنیا میں کسی استاد کے سامنے زانوئے تلمذ طے نہیں کرتے اور نہ وہ مکتبوں یا مدرسوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں، وہ اللہ جل شانہ کے شاگرد ہوتے ہیں اور اسی سے علوم ومعارف حاصل کرتے ہیں، ان کا استاد صرف اللہ تعالیٰ ہی ہوتا ہے، چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث شریف میں قیامت کے دن کے احوال کے بارے میں یہ الفاظ مذکور ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:۔

”ان لكل نبي يوم القيامة منبراً من نور ، واني لعلى اطولها وانورها فيجيء مناد فينادي : أين النبي الأمي؟ قال : فيقول الأنبياء كلنا نبي أمي فالى أيّنا أرسل؟ ، فيرجع الثانية فيقول : أين النبي الأمي العربي؟ قال : فينزل محمد ﷺ حتى يأتي باب الجنة فيقرعه ......الی آخر الحدیث“ قیامت کے دن ہر نبی کے لئے ایک منبر ہوگا، لیکن میرا منبر سب سے لمبا اور سب سے زیادہ روشن ہوگا، پس ایک آواز لگانے والا آواز

لگائے گا کہ: امی نبی کہاں ہیں؟ تو تمام انبیاء کرام فرمائیں گے کہ ہم سب امی نبی ہیں، ہم میں سے کسے بلایا جارہا ہے؟ تو آواز لگانے والا دوبارہ آواز لگائے گا: عربی امی نبی کہاں ہیں؟ تو فرمایا: محمد ﷺ (منبر سے) اتریں گے اور جنت کے دروازے کے پاس جائیں گے اور باب جنت پر دستک دیں گے۔ الی آخر الحدیث۔

(صحیح ابن حبان، جلد 14 صفحہ 400، حدیث نمبر 6480 طبع مؤسسة الرسالة . بیروت)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اللہ کے تمام نبی ''امی'' ہوئے ہیں اور ان میں سے کسی نے کسی مدرسہ یا درسگاہ میں کسی استاد کے سامنے بیٹھ کر دین یا اس کا کوئی متعلقہ علم حاصل نہیں کیا، اس حقیقت کا اقرار خود مرزا قادیانی نے اپنی زندگی کی سب سے پہلی کتاب (جو بقول اس کے اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملہم ومامور ہوکر بغرض اصلاح وتجدید دین تالیف کی تھی) کے اندر اس طرح کیا ہے:۔

''لاکھ لاکھ حمد اور تعریف اس قادر مطلق کی ذات کے لائق ہے کہ جس نے ساری ارواح اور اجسام بغیر کسی مادہ اور ہیولیٰ کے اپنے ہی حکم اور امر سے پیدا کر کے اپنی قدرت عظیمہ کا نمونہ دکھلایا اور تمام نفوس قدسیہ انبیاء کو بغیر کسی استاد اور اتالیق کے آپ ہی تعلیم اور تادیب فرما کر اپنے فیوض قدیمہ کا نشان ظاہر فرمایا''۔

(براہین احمدیہ حصہ اول، رخ 1 صفحہ 16)

اور ایک جگہ یوں لکھا:۔

''وہ سب خدا تعالیٰ کے شاگرد ہیں'' اور حاشیہ میں لکھا ''سب نبی تلامیذ الرحمٰن ہیں''۔

(اربعین نمبر 2، رخ 17 صفحہ 358 / ملفوظات، جلد 2، صفحہ 246)

تلمیذ الرحمان کا مطلب ہے کہ تمام نبی رحمٰن یعنی اللہ تعالیٰ کے شاگرد ہیں، لیکن دوسری طرف مرزا قادیانی نے باقاعدہ دنیا کے استادوں سے قرآن وصرف ونحو وغیرہ کا سبقاً علم حاصل کیا لہذا وہ نبی نہیں ہوسکتا۔

ایک مرزائی دھوکہ : جماعت مرزائیہ اکثر کہتی ہے کہ دیکھو قرآن میں آتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے کہا تھا کہ آپ مجھے اس چیز کی تعلیم دیں جو اللہ نے آپ کو سکھائی گئی ہے۔ اس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کی شاگردی اختیار کی، نیز حدیث میں آتا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے قبیلہ بنو جرہم سے عربی سیکھی، لہذا یہ کہنا غلط ہے کہ نبی دنیا میں کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوتا۔

جواب : کیا کوئی مرزائی بتا سکتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے کون سی کتاب پڑھی تھی؟ یا کون سا دینی یا شریعت کا علم حاصل کیا تھا؟ اگر کوئی بتا دے تو ہمیں بھی پتہ چلے۔ حضرت موسیٰ وخضر علیہما السلام کا سورۃ الکہف میں مذکور پورا واقعہ پڑھنے اور کتب حدیث و تفسیر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام کے پاس بھیجے جانے کے سبب اور وجہ کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ اللہ نے آپ کو حضرت خضر علیہ السلام کے پاس کوئی علم حاصل کرنے نہیں بھیجا تھا، اور نہ ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے کوئی شریعت یا دین کا علم حاصل کیا یا کوئی کتاب پڑھی، جو علم حضرت خضر علیہ السلام کو اللہ نے دیا تھا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے نہ ضروری تھا اور نہ انہیں اس کی کوئی حاجت تھی (اس علم کو علم لدنّی کے نام سے بیان کیا جاتا ہے)، لہذا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے جو یہ فرمایا کہ ﴿هل اتبعک علی ان تعلمن مما علمت رشدا﴾ اس کا یہ مفہوم نہیں کہ میں آپ سے دین یا شریعت کی تعلیم حاصل کرنے آیا ہوں، بلکہ یہ ہے کہ آپ مجھے اس علم کے بارے میں بتائیں کہ وہ کیا علم ہے جو اللہ نے آپ کو دیا اور مجھے نہیں دیا۔ اس سے یہ دلیل پکڑنا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے حضرت خضر علیہ السلام سے کوئی دین یا شریعت کا علم حاصل کرنے بھیجا تھا سراسر غلط ہے۔ پھر حضرت خضر علیہ السلام تو جمہور کے نزدیک اللہ کے نبی ہیں اور دلائل وقرائن سے یہی بات صحیح بھی معلوم ہوتی ہے، کیونکہ حضرت موسیٰ وخضر علیہما السلام کے واقعہ میں ذکر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے فرمایا تھا ﴿ھـــل

اتبعک ﴾ کیا میں آپ کی پیروی کرسکتا ہوں، اور یہ ناممکن ہے کہ اللہ کا ایک نبی کسی غیر نبی کی اتباع کرے، اسی طرح اس واقعہ کے آخر میں حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا﴿**وما فعلته عن امری** ﴾ یہ سب کام میں نے اپنی مرضی سے نہیں کیے، یعنی یہ سب اللہ کی وحی سے کیا ہے، نیز اسی واقعہ میں اللہ نے حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں فرمایا﴿**آتیناہ رحمة من عندنا......** ﴾ انہیں ہم نے اپنی طرف سے رحمت دی تھی، اس ﴿**رحمة**﴾ کی تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمائی "**الھدی والنبوة**" یعنی ہدایت اور نبوت (تفسیر درمنثور وغیرہ)، علامہ بیضاوی رحمہ اللہ نے بھی لکھا ہے اس سے مراد وحی اور نبوت ہے، امام قرطبی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ جمہور کے نزدیک حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں اور آیت بھی ان کے نبی ہونے پر دلالت کرتی ہے (تفسیر قرطبی، جلد 13 صفحہ 325 مؤسسۃ الرسالۃ)، لہذا ایک نبی کا دوسرے نبی سے کسی چیز میں استفادہ کرنا کوئی قابل اعتراض نہیں، کچھ علماء کا خیال ہے کہ وہ نبی نہیں، لیکن ان کا ولی اللہ اور اللہ کا نیک بندہ ہونا تو سب کے نزدیک متفق علیہ ہے، نیز اللہ نے فرمایا تھا کہ ﴿**وعلمناہ من لدنا علماً** ﴾ ہم نے انہیں اپنے پاس سے ایک علم سکھایا تھا، یعنی جو علم حضرت خضر علیہ السلام کے پاس تھا وہ انہوں نے کسی انسان سے نہیں حاصل کیا تھا بلکہ اللہ نے دیا تھا، تو جس علم کے بارے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام جاننے کے خواہش مند تھے وہ براہ راست اللہ ہی سے ملا ہوا تھا کسی انسان سے نہیں، جبکہ مرزا قادیانی نے تو باقرارِ خود ایسے استادوں کی شاگردی اختیار کی جو نماز تک نہیں پڑھتے تھے بلکہ منہ تک نہیں دھوتے تھے۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے قبیلہ بنو جرہم سے عربی سیکھی تو اس حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ "قبیلہ جرہم کے کچھ لوگوں نے وہیں پڑاؤ ڈال لیا جہاں حضرت اسماعیل اور آپ کی والدہ حضرت ہاجرہ علیہما السلام تھے (یعنی مکہ میں)" تو حضرت اسماعیل علیہ السلام جو ابھی بچے تھے اس قبیلے میں گھل مل گئے کیونکہ ان دونوں ماں بیٹوں نے اس سے پہلے اس جگہ کوئی انسان نہ دیکھا تھا، قبیلہ بنو جرہم عربی زبان بولتے تھے، تو جب حضرت اسماعیل علیہ

السلام ان کے اندر رہتے تھے تو آپ نے جوان ہوتے ہوتے عربی زبان بھی سیکھ لی، حدیث میں ہرگز یہ نہیں کہ آپ نے قبیلہ بنو جرہم کے فلاں آدمی سے باقاعدہ عربی کی کتابیں پڑھ کر عربی سیکھی تھی جیسے مرزا قادیانی نے عربی وفارسی پڑھی تھی۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے بچپن کی کچھ جھلکیاں

مرزا قادیانی کی مفصل سوانح حیات اس کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے نے "سیرۃ المہدی" کے نام سے لکھی ہے، یہ کتاب پہلے مرزا بشیر احمد کی زندگی میں تین حصوں میں شائع ہوئی تھی، بعد میں اس کا نیا ایڈیشن دو جلدوں میں شائع ہوا (یہی ہمارے پیش نظر ہے) اس ایڈیشن کی پہلی جلد پرانے ایڈیشن کے تینوں حصوں پر مشتمل ہے اور دوسری جلد جو حصہ چہارم اور پنجم پر مشتمل ہے اس میں وہ مواد ہے جو مرزا بشیر احمد کی زندگی میں نہیں چھپ سکا تھا، آیئے اسی کتاب میں بیان کردہ مذکور مرزا کے بچپن کے کچھ واقعات پر نظر ڈالتے ہیں:۔

بازو ٹوٹ گیا

"بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے کہ ایک دفعہ والد صاحب (یعنی مرزا قادیانی۔ ناقل) اپنے چوبارے کی کھڑکی سے گر گئے اور دائیں بازو پر چوٹ آئی چنانچہ آخری عمر تک وہ ہاتھ کمزور رہا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ آپ کھڑکی سے اترنے لگے تھے سامنے سٹول رکھا تھا وہ الٹ گیا اور آپ گر گئے اور دائیں ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی اور یہ ہاتھ آخر عمر تک کمزور رہا اس ہاتھ سے آپ لقمہ تو منہ تک لے جاسکتے تھے مگر پانی کا برتن وغیرہ منہ تک نہیں اٹھا سکتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ نماز میں بھی آپ کو دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے سہارے سے سنبھالنا پڑتا تھا"۔

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ اول صفحہ 198، روایت نمبر 187 نیا ایڈیشن)

"کبھی کبھی آپ پانی کا گلاس یا چائے کی پیالی بائیں ہاتھ سے پکڑ کر پیا کرتے تھے اور فرماتے تھے۔ ابتدائی عمر میں دائیں ہاتھ میں ایسی چوٹ لگی تھی کہ اب تک بوجھل چیز اس ہاتھ سے

برداشت نہیں ہوتی''۔

(سیرۃ المھدی، جلداول، حصہ دوم، صفحہ 422، روایت نمبر 447 نیا ایڈیشن)

سندھی، دسوندھی یا دسبندھی اور چڑی مار

''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ تمہاری دادی (یعنی مرزا قادیانی کی ماں۔ ناقل) ایمہ ضلع ہوشیار پور کی رہنے والی تھیں۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہم اپنی والدہ کے ساتھ بچپن میں کئی دفعہ ایمہ گئے ہیں۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ وہاں حضرت صاحب بچپن میں چڑیاں پکڑا کرتے تھے اور چاقو نہیں ملتا تھا تو سرکنڈے سے ذبح کر لیتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایمہ سے چند بوڑھی عورتیں آئیں تو انہوں نے باتوں باتوں میں کہا کہ سندھی ہمارے گاؤں میں چڑیاں پکڑا کرتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نہ سمجھ سکی کہ سندھی سے کون مراد ہے۔ آخر معلوم ہوا کہ ان کی مراد حضرت صاحب سے ہے۔ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ دستور ہے کہ کسی منت ماننے کے نتیجے میں بعض لوگ خصوصاً عورتیں اپنے کسی بچے کا عرف سندھی رکھ دیتے ہیں چنانچہ اسی وجہ سے آپ کی والدہ اور بعض عورتیں آپ کو بھی بچپن میں کبھی اس لفظ سے پکار لیتی تھیں۔ خاکسار (یعنی مرزا بشیر احمد ایم اے۔ ناقل) عرض کرتا ہے کہ سندھی غالباً دسوندھی یا دسبندھی سے بگڑا ہوا ہے جو ایسے بچے کو کہتے ہیں جس پر کسی منت کے نتیجے میں دس دفعہ کوئی چیز باندھی جاوے اور بعض دفعہ منت کوئی نہیں ہوتی بلکہ یونہی پیار سے اپنے کسی بچے پر یہ رسم ادا کر کے اسے سندھی پکارنے لگ جاتی ہیں''۔

(سیرۃ المھدی، جلداول، حصہ اول صفحہ 40، روایت نمبر 51، نیا ایڈیشن)

روٹی پر راکھ

''بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ بعض بوڑھی عورتوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ بچپن میں حضرت صاحب نے اپنی والدہ سے روٹی کے ساتھ کچھ کھانے کو مانگا تو انہوں نے کوئی چیز شاید گڑ بتایا کہ یہ لے لو۔ حضرت نے کہا نہیں یہ میں نہیں لیتا، انہوں نے کوئی اور چیز

بتائی۔ حضرت صاحب نے اس پر بھی وہی جواب دیا۔ وہ اس وقت کسی بات پر چڑی ہوئی بیٹھی تھیں۔ سختی سے کہنے لگیں کہ جاؤ راکھ سے روٹی کھالو۔ حضرت صاحب روٹی پر راکھ ڈال کر بیٹھ گئے اور گھر میں ایک لطیفہ ہو گیا۔ یہ حضرت صاحب کا بالکل بچپن کا واقعہ ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ والدہ صاحبہ نے یہ واقعہ سنا کر کہا کہ جس وقت اس عورت نے یہ بات سنائی تھی اس وقت حضرت صاحب بھی پاس تھے مگر آپ خاموش رہے''۔

(سیرۃ المھدی، جلداول، حصہ اول، صفحات 225 و 226، روایت نمبر 245، نیا ایڈیشن)

چینی اور نمک

''بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب سناتے تھے کہ جب میں بچہ ہوتا تھا تو ایک دفعہ بعض بچوں نے مجھے کہا کہ جاؤ گھر سے میٹھا لاؤ میں گھر میں آیا اور بغیر کسی سے پوچھنے کے ایک برتن میں سے سفید بورا اپنی جیبوں میں بھر کر باہر لے گیا اور راستہ میں ایک مٹھی بھر کر منہ میں ڈال لی۔ بس پھر کیا تھا میرا دم رک گیا اور بڑی تکلیف ہوئی کیونکہ معلوم ہوا کہ جسے میں نے سفید بورا سمجھ کر جیبوں میں بھرا تھا وہ بورا نہ تھا بلکہ پسا ہوا نمک تھا......''۔

(سیرۃ المھدی، جلداول، حصہ اول، صفحہ 225، روایت نمبر 244 نیا ایڈیشن)

جوانی کے کارنامے

آیئے مرزا قادیانی کی جوانی کی کچھ یادیں تازہ کرتے ہیں:۔

''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود (نقلی اور جعلی۔ ناقل) تمہارے دادا (یعنی مرزا کے والد۔ ناقل) کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا۔ جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور اِدھر اُدھر پھراتا رہا۔ پھر جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود (نقلی اور جعلی۔ ناقل) اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے اور چونکہ تمہارے دادا کا منشا رہتا تھا کہ آپ کہیں

ملازم ہو جائیں اس لئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے اور کچھ عرصہ تک وہاں ملازمت پر رہے......''۔

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ اول، صفحات 38و39، روایت نمبر 49، نیا ایڈیشن)

''والدہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہمیں چھوڑ کر پھر مرزا امام الدین اِدھر اُدھر پھرتا رہا۔ آخر اس نے چائے کے ایک قافلہ پر ڈاکہ مارا اور پکڑا گیا مگر مقدمہ میں رہا ہو گیا۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ معلوم ہوتا ہے اللہ تعالی نے ہماری وجہ سے ہی اسے قید سے بچا لیا ورنہ خواہ وہ کیسا ہی آدمی تھا ہمارے مخالف یہی کہتے کہ ان کا ایک چچازاد بھائی جیل خانہ میں رہ چکا ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود (نقلی اور جعلی۔ ناقل) کی سیالکوٹ کی ملازمت 1864ء تا 1868ء کا واقعہ ہے''۔ (حوالہ سابقہ)۔

آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ یہ پنشن کی رقم اُس وقت کے 700 روپے تھی جو آج کے ساڑھے تین لاکھ کے قریب بنتے ہیں، اتنی خطیر رقم مرزا امام الدین اور مرزا قادیانی نے کہاں اور کیسے خرچ کی ہوگی؟ اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

مرزا امام الدین کون؟

سیرۃ المہدی کی مندرجہ بالا روایت کی رو سے مرزا امام الدین مرزا غلام احمد قادیانی کا چچازاد بھائی تھا، اس امام الدین کا مزید تعارف مرزا قادیانی کی زبانی سنیئے:۔

''مولوی عبدالکریم صاحب نے بیان کیا کہ سول ملٹری گزٹ میں چونکہ حسب دستور مردم شماری پر ریمارک لکھا جا رہا ہے انہوں نے اس غلطی کو شائع کر دیا ہے کہ احمدیہ فرقہ کا بانی میرزا غلام احمد ہے اس نے اول ابتداء چوڑوں سے کی اور پھر ترقی کرتے کرتے اعلی طبقہ کے آدمی اس کے پیرو ہو گئے، حضرت اقدس نے فرمایا کہ اسکی جلد از جلد تردید ہونی چاہیے یہ تو ہماری عزت پر بہت سخت حملہ کیا گیا ہے چنانچہ اسی وقت حکم ہوا کہ ایک خط جلد تر انگریزی زبان میں چھاپ کر گورنمنٹ اور مردم شماری کے سپرنٹنڈنٹ کے پاس بھیجا جاوے تا کہ اس غلطی کا ازالہ ہو، اور لکھا

جاوے کہ گورنمنٹ کو معلوم ہوگا کہ چوڑھا ایک جرائم پیشہ قوم ہے اُن سے ہمارا کبھی بھی تعلق نہیں رہا ایک شخص نامی مرزا امام الدین قادیان میں ہے کوئی میل ملاپ اس کا اور ہمارا نہیں ہے اس کا تعلق چوڑھوں سے رہا اور اب بھی ہے''۔ (یعنی مرزا چوڑوں کا مسیح ہونے سے انکاری ہے)

(اخبار البدر قادیان، 20 فروری 1903 صفحہ 37)

منشی غلام احمد قادیانی کی سیالکوٹ میں
ملازمت اور مصروفیات

مرزا قادیانی کے سیالکوٹ میں قیام کے زمانہ کے بارے میں اس کا بیٹا لکھتا ہے:۔

انگریزی کی تعلیم

''اس زمانہ میں مولوی الٰہی بخش صاحب کی سعی سے جو چیف محرر مدارس تھے (اب اس عہدہ کا نام ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ہے) کچہری کے ملازم منشیوں کے لئے ایک مدرسہ قائم ہوا کہ رات کو کچہری کے ملازم منشی انگریزی پڑھا کریں۔ ڈاکٹر امیر شاہ صاحب جو اس وقت اسسٹنٹ سرجن پنشنر ہیں استاد مقرر ہوئے۔ مرزا صاحب نے بھی انگریزی شروع کی اور ایک دو کتابیں انگریزی کی پڑھیں''۔

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ اول، صفحہ 141، روایت نمبر 150، نیا ایڈیشن)

لیکن دوسری طرف اپنی آخری کتابوں میں مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا کہ:۔

''میں انگریزی خواں نہیں ہوں اور بکلّی اس زبان سے ناواقف ہوں''۔

(حقیقۃ الوحی، رخ 22 صفحہ 317)

اس عبارت میں لفظ ''بکلی'' قابل غور ہے، جس کا مطلب ہے کہ مرزا قادیانی یہ کہنا چاہتا ہے کہ وہ انگریزی زبان سے بالکل ناواقف ہے اور اسے انگریزی کی کوئی شُد بُد نہیں۔ اب بیٹے کی بات درست ہے یا مرزا کی یہ فیصلہ کرنا ہمارا کام نہیں۔

منشی غلام احمد کا امتحان اور ناکامی

سیالکوٹ کچہری میں منشی کی یہ ملازمت مرزا قادیانی کو پسند نہ تھی، چنانچہ اس نے ترقی کے لئے ایک امتحان بھی دیا، اس کا کیا نتیجہ نکلا؟ آیئے مرزا بشیر احمد کی زبانی جانتے ہیں:۔

''چونکہ مرزا صاحب کو ملازمت پسند نہ تھی اس واسطے آپ نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کر دی۔ اور قانون کی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے اور کیوں کر ہوتے وہ دنیاوی اشغال کے لئے بنائے نہیں گئے تھے......''۔

(سیرۃ المہدی، جلد اول، صفحہ 142، حصہ اول، روایت نمبر 150، نیا ایڈیشن)

مذہبی مباحثوں کا شوق

''چونکہ مرزا صاحب پادریوں کے ساتھ مباحثہ کو بہت پسند کرتے تھے اس واسطے مرزا شکستہ تخلص نے جو بعد میں موحد تخلص کیا کرتے تھے اور مراد بیگ نام جالندھر کے رہنے والے تھے مرزا صاحب کو کہا کہ سید احمد خان صاحب نے (یعنی سر سید احمد خان۔ ناقل) تورات وانجیل کی تفسیر لکھی ہے آپ ان سے خط وکتابت کریں اس معاملے میں آپ کو بہت مدد ملے گی چنانچہ مرزا صاحب نے سر سید کو عربی میں خط لکھا''۔

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ اول، صفحہ 142، روایت نمبر 150، نیا ایڈیشن)

''مرزا صاحب کو اس زمانے میں مذہبی مباحثہ کا بہت شوق تھا، چنانچہ پادری صاحبوں سے اکثر مباحثہ رہتا تھا''۔ (حوالہ سابقہ)۔

مسلسل روزے، فاقہ کشی، چلہ کشی اور تجرد کا زمانہ

سیالکوٹ کی ملازمت ترک کر کے جب مرزا قادیانی کا واپس قادیان آنا ہوا تو اس نے ایک مدت تک گوشہ نشینی اختیار کر لی اور بیوی بچوں سے قطعی طور پر کنارہ کشی اختیار کر کے مردانہ نشست گاہ تک محدود ہو گیا، لوگوں کی نظروں سے چھپ کر مسلسل روزے رکھنے شروع کر دیے اور

کھانا پینا تقریباً ختم کر کے چلہ کشی کرنے لگا، اس فاقہ کشی کا اثر یہ ہوا کہ بھوک کی وجہ سے اسے عجیب وغریب رنگ برنگے روشنی کے ستون اور روحیں نظر آتی تھیں جسے مرزا قادیانی اپنا کشف سمجھنے لگا، مرزا کے مطابق اس کے خواب میں ایک نورانی صورت بزرگ آئے تھے جنہوں نے اسے مسلسل روزے رکھنے کی ترغیب دی تھی، آیئے مزید تفصیل مرزا کی زبانی جانتے ہیں:۔

''......سو میں نے کچھ مدت تک التزام صوم کو مناسب سمجھا مگر ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ اس امر کو مخفی طور پر بجالانا بہتر ہے پس میں نے یہ طریق اختیار کیا کہ گھر سے مردانہ نشست گاہ میں اپنا کھانا منگواتا اور پھر وہ کھانا پوشیدہ طور پر بعض یتیم بچوں کو جن کو میں نے پہلے سے تجویز کر کے وقت پر حاضری کے لئے تاکید کر دی تھی دے دیتا، اور اس طرح تمام دن روزے میں گذارتا اور بجز خدا کے ان روزوں کی کسی کو خبر نہیں۔ پھر دو تین ہفتہ کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ ایسے روزوں سے جو ایک وقت میں پیٹ بھر کر روٹی کھا لیتا ہوں کچھ بھی تکلیف نہیں بہتر ہے کسی قدر کھانے کو کم کروں سو میں اس روز سے کھانے کو کم کرتا گیا یہاں تک کہ میں تمام رات دن میں صرف ایک روٹی پر کفایت کرتا تھا اور اسی طرح میں کھانے کو کم کرتا گیا یہاں تک کہ شاید صرف چند تولہ روٹی میں سے آٹھ پہر کے بعد میری غذا تھی۔ غالباً آٹھ یا نو ماہ تک میں نے ایسا ہی کیا اور باوجود اس قدر قلت غذا کے کہ دو تین ماہ کا بچہ بھی اس پر صبر نہیں کر سکتا خدا تعالیٰ نے مجھے ہر ایک بلا اور آفت سے محفوظ رکھا۔ اور اس قسم کے روزہ کے عجائبات میں سے جو میرے تجربہ میں آئے وہ لطیف مکاشفات ہیں جو اس زمانہ میں میرے پر کھلے۔ چنانچہ بعض گذشتہ نبیوں کی ملاقاتیں ہوئیں، جو اعلیٰ طبقہ کے اولیاء اس امت میں گذر چکے ہیں ان سے ملاقات ہوئی۔ ایک دفعہ عین بیداری کی حالت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مع حسنین وعلی رضی اللہ عنہم وفاطمہ رضی اللہ عنہا کے دیکھا۔ اور یہ خواب نہ تھی بلکہ بیداری کی ایک قسم تھی۔ غرض اسی طرح پر کئی مقدس لوگوں کی ملاقاتیں ہوئیں جن کا ذکر کرنا موجب تطویل ہے اور علاوہ اس کے انوار روحانی تمثیلی طور پر برنگ ستون سبز وسرخ ایسے دلکش ودلستاں طور پر نظر آتے تھے جن کا بیان کرنا بالکل طاقت تحریر سے باہر

ہے۔ وہ نورانی ستون جو سیدھے آسمان کی طرف گئے ہوئے تھے جن میں سے بعض چمکدار سفید اور بعض سبز اور بعض سرخ تھے......"۔

(ریویو آف ریلیجنز، جلد5 نمبر6، صفحات 224و225، بابت ماہ جون1906)

آگے لکھا:۔

"غرض اس مدت تک روزہ رکھنے سے جو میرے پر عجائبات ظاہر ہوئے وہ انواع واقسام کے مکاشفات تھے" (حوالہ مذکورہ، صفحہ 225)۔

پھر خود مرزا قادیانی نے یہ بھی لکھا غور سے پڑھیے گا:۔

"لیکن میں ہر ایک کو یہ صلاح نہیں دیتا کہ ایسا کرے اور نہ میں نے اپنی مرضی سے ایسا کیا، میں نے کئی جاہل درویش ایسے بھی دیکھے ہیں جنہوں نے شدید ریاضتیں اختیار کیں اور آخر یبوست دماغ سے وہ مجنون ہوگئے اور بقیہ عمران کی دیوانہ پن میں گذری یا دوسرے امراض سل یا دق وغیرہ میں مبتلا ہوگئے، انسانوں کے دماغی قویٰ ایک طرز کے نہیں ہیں، پس ایسے اشخاص جن کے فطرتاً قویٰ ضعیف ہیں ان کو کسی قسم کا جسمانی مجاہدہ موافق نہیں پڑسکتا اور جلد تر کسی خطرناک بیماری میں پڑجاتے ہیں"۔

(ریویو آف ریلیجنز، جلد5 نمبر6، صفحات 225و226، بابت ماہ جون1906)

مرزا کا یہ بیان ذہن میں رکھیں، آگے ہم مختصر طور پر مرزا قادیانی کے ان امراض کا ذکر کریں گے جو اسے لاحق تھے، خود مرزا نے اپنے آپ کو دائم المرض بتایا ہے، ہسٹیریا وغیرہ کے دورے اسے پڑتے تھے، مراق اور سل کا مرض اسے لاحق تھا، اپنی اس چلہ کشی سے لاحق ہونے والی کمزوری کو دور کرنے کے لئے طرح طرح کے مقوی نسخے استعمال کرتا تھا، ایک نسخہ تو خاص طور پر زد جام عشق کے نام سے مشہور ہے۔

دماغی خلل یا سادگی؟

آیئے اب ایک نظر مرزا قادیانی کے معمولات زندگی پر ڈالتے ہیں:۔

"بارہا دیکھا گیا کہ بٹن اپنا کاج چھوڑ کر دوسرے ہی میں لگے ہوتے تھے بلکہ صدری کے بٹن کوٹ کے کاجوں میں لگائے ہوئے دیکھے گئے"۔

(سیرۃ المہدی، جلداول، حصہ دوم، صفحہ 417 ، روایت نمبر447، نیاایڈیشن)

"آپ کا لباس آخر عمر میں چند سال سے بالکل گرم وضع کا ہی رہتا تھا۔ یعنی کوٹ اور صدری اور پاجامہ گرمیوں میں بھی گرم رکھتے تھے اور یہ علالت طبع کے باعث تھا۔ سردی آپ کو موافق نہ تھی اس لئے اکثر گرم کپڑے رکھا کرتے تھے"۔

(سیرۃ المہدی، حوالہ سابقہ)

"کپڑوں کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کوٹ، صدری، ٹوپی، عمامہ رات کو اتار کر تکیے کے نیچے ہی رکھ لیتے اور رات بھر تمام کپڑے جنہیں محتاط لوگ شکن اور میل سے بچانے کے لئے الگ جگہ پر ٹانگ دیتے ہیں۔ وہ بستر پر سر اور جسم کے نیچے ملے جاتے اور صبح کو ان کی ایسی حالت ہوجاتی کہ اگر کوئی فیشن کا دلدادہ اور سلوٹ کا دشمن دیکھ لے تو سر پیٹ لے"۔

(سیرۃ المہدی، جلداول، حصہ دوم، صفحہ 419 ، روایت نمبر447، نیاایڈیشن)

کرتہ ململ کا، اس پر گرم صدری اور کوٹ اور وہ بھی گرمیوں میں

"بدن پر گرمیوں میں عموماً ململ کا کرتہ استعمال فرماتے تھے۔ اس کے اوپر گرم صدری اور گرم کوٹ پہنتے تھے۔ پاجامہ بھی آپ کا گرم ہوتا تھا"۔

(سیرۃ المہدی، جلداول، حصہ اول، صفحہ 60، روایت نمبر83، نیاایڈیشن)

الٹا سیدھا جوتا

"ایک دفعہ کوئی شخص آپ کے لئے گرگابی (یعنی بند بوٹ نما جوتا۔ ناقل) لے آیا، آپ نے پہن لی مگر اس کے الٹے سیدھے پاؤں کا آپ کو پتہ نہیں لگتا تھا۔ کئی دفعہ الٹی پہن لیتے تھے اور پھر تکلیف ہوتی تھی۔ بعض دفعہ آپ کا الٹا پاؤں پڑجاتا تو تنگ ہوکر فرماتے کہ ان کی (غالباً انگریز کی۔ ناقل) کوئی چیز بھی اچھی نہیں ہے (کوئی چیز میں انگریز کا بنایا ہوا نبی بھی داخل ہے۔ ناقل)۔

والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نے آپ کی سہولت کے واسطے الٹے سیدھے پاؤں کی شناخت کے لئے نشان لگادیے تھے مگر باوجود اس کے آپ الٹا سیدھا پہن لیتے تھے اس لئے آپ نے اسے اتار دیا"۔

(سیرۃ المہدی، جلداول، حصہ اول، صفحہ 60، روایت نمبر 83، نیاایڈیشن)

"ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (نقلی اور جعلی۔ناقل) اپنی جسمانی عادات میں ایسے سادہ تھے کہ بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تھے تو بے توجہی کے عالم میں اس کی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں بلکہ اوپر کی طرف ہوجاتی تھی۔ اور بار ہا ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوا ہوتا تھا۔اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لئے گرگابی ہدیتاً لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں دائیں میں"۔

(سیرۃ المہدی، جلداول، حصہ دوم، صفحہ 344، روایت نمبر 378، نیاایڈیشن)

مٹی اور گڑ کے ڈھیلے ایک ساتھ

مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ حصہ اول تا چہارم" کا ایک ایڈیشن شائع ہوا تھا جس کے ساتھ مرزا قادیانی کے ایک مرید معراج الدین عمر کا لکھا ہوا ایک مضمون بنام "حضرت مسیح موعود کے مختصر حالات" بھی شائع ہوا تھا (بعد والے ایڈیشنوں سے یہ مضمون نکال دیا گیا۔ناقل)، اس مضمون میں مرزا کا یہ مرید لکھتا ہے:۔

"آپ کو شیرینی سے بہت پیار ہے اور مرض بول بھی عرصہ سے آپ کو لگی ہوئی ہے اُس زمانے میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب میں ہی رکھتے تھے اور اسی جیب میں گُڑ کے ڈھیلے بھی رکھا کرتے تھے"

(مسیح موعود کے مختصر حالات، صفحہ 67، ملحقہ براہین احمدیہ حصہ اول تا چہارم، قدیم ایڈیشن)

بچی کو شربت کی جگہ چنبیلی کا تیل پلادیا

مرزا قادیانی کی ایک لڑکی تھی جس کا نام عصمت تھا جو بعد میں ہیضہ سے فوت ہوگئی، اسے شربت بہت پسند تھا اس لئے مرزا قادیانی اس کے لئے شربت کی بوتل ہمیشہ پاس رکھا کرتا تھا، مرزا بشیر احمد بروایت ڈاکٹر محمد اسماعیل بیان کرتا ہے کہ:۔

"رات کو وہ اٹھا کرتی تو کہتی ابا شربت پینا۔آپ فوراً اُٹھ کر شربت بنا کر اسے پلادیا کرتے تھے۔ایک روز لدھیانہ میں اس نے اسی طرح رات کو اٹھ کر شربت مانگا، حضرت صاحب نے اسے شربت کی جگہ غلطی سے چنبیلی کا تیل پلادیا جس کی بوتل اتفاقاً شربت کی بوتل کے پاس ہی پڑی تھی۔لڑکی بھی وہ شربت پی کر سورہی۔صبح جب تیل کم اور گلاس چکنا دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ غلطی ہوگئی ہے مگر خدا کے فضل سے نقصان نہیں ہوا" (شاید اس بچی کو ہیضہ اسی وجہ سے ہوا ہو؟)

(سیرۃ المہدی، جلداول، حصہ سوم، صفحہ 775، روایت نمبر 879، نیاایڈیشن)

گھڑی پر وقت دیکھنے کا انداز

"ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت صاحب کو جیبی گھڑی تحفہ دی۔حضرت صاحب اس کو رومال میں باندھ کر جیب میں رکھتے تھے زنجیر نہیں لگاتے تھے اور جب وقت دیکھنا ہوتا تھا تو گھڑی نکال کر ایک ہندسے یعنی عدد سے گن کر وقت کا پتہ لگاتے تھے اور انگلی رکھ رکھ کر ہندسے گنتے تھے اور منہ سے بھی گنتے جاتے تھے اور گھڑی دیکھتے ہی وقت نہ پہچان سکتے تھے......"۔

(سیرۃ المہدی، جلداول، حصہ اول، صفحہ 165، روایت نمبر 165، نیاایڈیشن)

گھڑی رکھنی بھی ضرور ہے

"گھڑی بھی ضرور آپ اپنے پاس رکھا کرتے مگر اس کی کنجی دینے میں اکثر ناغہ ہوجاتا اس لئے اکثر وقت غلط ہی ہوتا تھا (جناب کی ٹھیک کون سی چیز تھی؟۔ناقل) اور چونکہ گھڑی جیب میں سے اکثر نکل پڑتی اس لئے آپ اسے بھی رومال میں باندھ لیا کرتے۔گھڑی کو ضرورت کے

لئے رکھتے نہ زیبائش کے لئے‘‘۔

(سیرۃ المہدی، جلداول، حصہ دوم، صفحہ 417، روایت نمبر 447، نیاایڈیشن)

چابیاں اور ریشمی ازار بند

’’خاکسار عرض کرتا ہے کہ آپ معمولی نقدی وغیرہ اپنے رومال میں جو بڑے سائز کا ململ کا بنا ہوا ہوتا تھا باندھ لیا کرتے تھے اور رومال کا دوسرا کنارہ واسکٹ کے ساتھ سلوا لیتے یا کاج میں بندھوا لیتے تھے۔اور چابیاں ازار بند کے ساتھ باندھتے تھے جو بوجھ سے بعض اوقات لٹک آتا تھا۔اور والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود (نقلی اور جعلی ۔ناقل) عموماً ریشمی ازار بند استعمال فرماتے تھے کیونکہ آپ کو پیشاب جلدی جلدی آتا تھا اس لئے ریشمی ازار بند رکھتے تھے کہ کھلنے میں آسانی ہو اور گرہ بھی پڑ جاوے تو کھولنے میں دقت نہ ہو۔سوتی ازار بند میں آپ سے بعض دفعہ گرہ پڑ جاتی تھی تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی‘‘۔

(سیرۃ المہدی، جلداول، حصہ اول، صفحہ 49، روایت نمبر 65، نیاایڈیشن)

’’ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (نقلی اور جعلی۔ناقل) کے پاجاموں میں مَیں نے اکثر ریشمی ازار بند پڑا ہوا دیکھا ہے اور ازار بند میں کنجیوں کا گچھا بندھا ہوتا تھا۔ریشمی ازار بند کے متعلق بعض اوقات فرماتے تھے کہ ہمیں پیشاب کثرت سے اور جلدی جلدی آتا ہے تو ایسے ازار بند کھولنے میں آسانی ہوتی ہے‘‘۔

(سیرۃ المہدی، جلداول، حصہ سوم، صفحہ 614، روایت نمبر 652، نیاایڈیشن)

نیند میں باتیں کرنا اور نسوانی چوکیدار

’’مائی رسول بی بی صاحبہ بیوہ حافظ حامد علی صاحب مرحوم نے بواسطہ عبدالرحمٰن صاحب جٹ مولوی فاضل مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت مسیح موعود (نقلی اور جعلی۔ناقل) کے وقت میں مَیں اور اہلیہ بابو شاہ دین رات کو پہرہ دیتی تھیں۔اور حضرت صاحب نے فرمایا ہوا تھا کہ اگر میں سوتے میں کوئی بات کیا کروں تو مجھے جگا دینا۔ایک دن کا واقعہ ہے کہ میں نے آپ کی

زبان پر کوئی الفاظ جاری ہوتے سُنے اور آپ کو جگا دیا۔اس وقت رات کے بارہ بجے تھے۔ان ایام میں عام طور پر پہرہ پر مائی فجّو ۔منشیانی محمد دین گوجرانوالہ اور اہلیہ بابو شاہ دین ہوتی تھیں‘‘۔

(سیرۃ المہدی، جلداول، حصہ سوم، صفحہ 725، روایت نمبر 786)

مرزا قادیانی کی خوراک

مرزا غلام احمد قادیانی کیا کیا کھاتا تھا؟اس کی تفصیل مرزا بشیر احمد نے لکھی ہے،ہم اس کا خلاصہ یہاں درج کرتے ہیں:

’’روٹی،ڈبل روٹی،بسکٹ،ولائتی بسکٹ،شیرمال،باقرخانی،کلچہ،گوشت آپ کے ہاں دو وقت پکتا تھا (آخر رئیس قادیان جو ٹھہرے۔ناقل) مگر دال آپ کو گوشت سے زیادہ پسند تھی، پرندوں کا گوشت آپ کو مرغوب تھا،بعض اوقات جب طبیعت کمزور ہوتی تو اپنے مریدین کو تیتر، فاختہ وغیرہ کا گوشت مہیا کرنے کا حکم صادر ہوتا،مرغ اور بٹیر کا گوشت پسند تھا،مگر جب پنجاب میں طاعون کا زور ہوا تو بٹیر کھانا چھوڑ دیا بلکہ دوسروں کو بھی منع کرنا شروع کر دیا کیونکہ آپ کے خیال میں بٹیر میں طاعون پیدا کرنے کی خاصیت ہے اور بقول آں جناب بنی اسرائیل میں بھی بٹیرے کھانے سے سخت طاعون پڑی تھی (یہ الگ بات ہے کہ مرزا کے دعوے کے مطابق اسے اس کے خدا کی طرف سے خبر دی گئی تھی کہ میں تمہیں اور جو بھی تمہارے گھر میں ہوگا طاعون سے محفوظ رکھوں گا۔ناقل)،مرغ کا گوشت ہر طرح کا کھا لیتے تھے،سالن ہو یا بھنا ہوا،کباب ہو یا پلاؤ،مگر اکثر ایک ران یعنی (Leg Piece) پر ہی گذارہ کر لیتے تھے،گُڑ کے میٹھے چاول تو خود کہہ کر پکواتے تھے،جب ضعف ہوتا تھا تو کباب،مرغ،پلاؤ یا انڈے اور فیرنی وغیرہ کہہ کر پکوایا کرتے تھے، دودھ،بالائی،مکھن اور روغن بادام معمولی مقدار میں ضعف دور کرنے کے لئے استعمال کرتے تھے، دودھ کا استعمال آپ اکثر رکھتے تھے،یہ معمول ہو گیا تھا کہ اِدھر دودھ پیا اور اُدھر دست آ گیا (پھر بھی نہ جانے کیوں پیتے تھے؟۔ناقل)،گرمی کے دنوں میں شیرہ بادام جس میں چند دانہ مغز بادام اور چند چھوٹی الائچیاں کچھ مصری پیس کر چھن کر پڑتے تھے پیا کرتے تھے،کبھی رفع ضعف کے

لئے کچھ دن متواتر گوشت یا پاؤں کی یخنی پیا کرتے تھے، یہ یخنی بھی بہت بدمزہ ہوتی تھی (پاؤں پتہ نہیں کس چیز کا ہوتا تھا۔ناقل)۔ پسندیدہ میووں (یعنی پھلوں۔ناقل) میں آپ کو انگور، بمبئی کا کیلا، ناگپوری سنگترے، سیب، سردے اور سرولی آم زیادہ پسند تھے، گنا بھی آپ کو پسند تھا، موجودہ زمانہ کے ایجادات مثلاً برف اور سوڈا لیمونیڈ جنجر وغیرہ بھی گرمی کے دنوں میں پی لیا کرتے تھے، بازاری مٹھائیوں سے بھی آپ کو کسی قسم کا پرہیز نہیں تھا۔کبھی کبھی پان بھی کھالیا کرتے تھے...... سالم مرغ کا کباب بھی پسند تھا، مولی کی چٹنی، گوشت میں مونگرے، گوشت کی خوب بھنی ہوئی بوٹیاں اور مچھلی بھی مرغوب تھی"۔(خلاصہ: سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ اول، صفحہ 166، روایت نمبر 167، اور حصہ دوم، صفحات 423 تا 427، روایت نمبر 447، نیا ایڈیشن)۔

کھانے کا قادیانی انداز

"میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ حضرت صاحب اچھے تلے ہوئے کرارے پکوڑے پسند کرتے تھے کبھی کبھی مجھ سے منگوا کر مسجد میں ٹہلتے ٹہلتے کھایا کرتے تھے"۔

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ اول، صفحہ 166، روایت نمبر 167، نیا ایڈیشن)

"کھانا کھاتے ہوئے روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرتے جاتے تھے کچھ کھاتے تھے کچھ چھوڑ دیتے تھے۔کھانے کے بعد آپ کے سامنے سے بہت سے ریزے اٹھتے تھے"۔

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ اول، صفحہ 45، روایت نمبر 56، نیا ایڈیشن)

"......اور روٹی کے ٹکڑے آپ بہت سے کرلیا کرتے تھے۔اور یہ آپ کی عادت تھی دسترخوان سے اٹھنے کے بعد سب سے زیادہ روٹی کے ٹکڑے آپ کے آگے سے ملتے تھے اور لوگ بطور تبرک کے ان کو اٹھا کر کھالیا کرتے تھے..........بعض دفعہ تو دیکھا گیا کہ آپ صرف روکھی روٹی کا نوالہ منہ میں ڈال لیا کرتے تھے اور پھر انگلی کا سرا شوربہ میں تر کرکے زبان سے چھوا دیا کرتے تھے تا کہ لقمہ نمکین ہو جاوے"۔

(سیرۃ لمہدی، جلد اول، حصہ دوم، صفحات 421و422، روایت نمبر 447، نیا ایڈیشن)

جسمانی صحت اور مختلف بیماریاں

دوستو! آپ نے اوپر ملاحظہ فرمایا کہ مرزا قادیانی کی مرغوب غذائیں کون کون سی تھیں، آگے ہم آپ کو مختصر طور پر ان حکیمی نسخوں، کشتہ جات اور مقوی دواؤں کے بارے میں بھی بتائیں گے جو مرزا قادیانی کے زیرِ استعمال رہتی تھیں، لیکن ایسی پہلوانی خوراک کے باوجود مرزا قادیانی کی جسمانی صحت کیسی تھی؟ آیئے اسی سے پوچھتے ہیں:۔

حالت مردمی کالعدم

جیسا کہ پہلے گذرا مرزا قادیانی نے آٹھ نو ماہ تک چلہ کشی کی تھی، اس کا اثر مرزا پر کس طرح ظاہر ہوا؟ آیئے مرزا کی زبانی سنتے ہیں، یہ اس وقت کی بات بیان ہو رہی ہے جب غالبًا سنہ 1883 (یا بعض مرزائی روایات کے مطابق 1885) میں مرزا قادیانی نے مسماۃ نصرت جہاں کے ساتھ دوسری شادی کی تھی تو اپنی صحت کا نقشہ یوں کھینچا:۔

"ایک ابتلا مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا اور دو مرضیں یعنی ذیابطیس اور دردِ سر مع دورانِ سر قدیم سے میرے شامل حال تھیں جن کے ساتھ بعض اوقات تشنج قلب بھی تھا۔اس لئے میری حالت مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔اس لئے میری اس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا"۔

(تریاق القلوب، رخ 15 صفحہ 203)

مرزا قادیانی نے حکیم نورالدین بھیروی کے نام اپنے ایک خط میں اس شادی کے وقت اپنی حالت یوں بیان کی:۔

"جب میں نے نئی شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یہی یقین رہا کہ میں نامرد ہوں"۔

(مکتوبات احمد، جلد دوم، صفحہ 27، مکتوب نمبر 15 بنام حکیم نورالدین)

سِل

ہم نے مرزا قادیانی کی چلہ کشی اور فاقہ کشی کے تذکرہ میں پڑھا کہ مرزا نے لکھا تھا

''جنھوں نے شدید ریاضتیں اختیار کیں اور آخر یبوست دماغ سے وہ مجنون ہوگئے اور بقیہ عمرُان کی دیوانہ پن میں گذری یا دوسرے امراض سل یا دق وغیرہ میں مبتلا ہوگئے'' اس میں ایک مرض کا نام سِل آیا تھا، آیئے دیکھتے ہیں اس مرض نے مرزا پر کیسے حملہ کیا، مرزا کا بیٹا روایت کرتا ہے کہ:۔

''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ تمہارے دادا کی زندگی میں حضرت صاحب کو سِل ہوگئی اور چھ ماہ تک بیمار رہے اور بڑی نازک طبیعت ہوگئی حتیٰ کہ زندگی سے ناامیدی ہوگئی...... (آگے مرزا بشیر احمد لکھتا ہے کہ)...... والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ تمہارے دادا خود حضرت صاحب کا علاج کرتے تھے اور برابر چھ ماہ تک انہوں نے آپ کو بکرے کے پائے کا شوربہ کھلایا تھا''۔

(سیرۃ المہدی، حصہ اول، صفحہ 49، روایت نمبر 66، نیا ایڈیشن)

قولنج زحیری اور پاخانے کی راہ سے خون

'' ایک مرتبہ قولنج زحیری سے سخت بیمار ہوا اور سولہ (16) دن پاخانے کی راہ سے خون آتا رہا اور سخت درد تھا جو بیان سے باہر ہے''۔

(حقیقۃ الوحی، رخ 22 صفحہ 246)

حافظہ بہت خراب

مرزا قادیانی نے اپنے ایک مرید منشی رستم علی کے نام اپنے ایک خط میں لکھا:۔

''میرا حافظہ بہت خراب ہے کئی دفعہ کسی کی ملاقات ہوتب بھی بھول جاتا ہوں، یاد دہانی عمدہ طریقہ ہے، حافظہ کی یہ ابتری ہے کہ بیان نہیں کرسکتا''۔

(مکتوبات احمد، جلد دوم، صفحہ 479)

ہمارے خیال میں اس کا سبب وہی یبوست دماغ تھی جسے مرزا قادیانی نے چلہ کشی اور شدید ریاضتوں کا نتیجہ قرار دیا تھا۔

شدید خارش

''حضرت منشی ظفر احمد کپورتھلوی نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت اقدس کو خارش کی بہت سخت شکایت ہوگئی تمام ہاتھ بھرے ہوئے تھے۔ لکھنا یا دوسری ضروریات کا سرانجام دینا مشکل تھا۔ علاج بھی برابر کرتے تھے مگر خارش دور نہ ہوتی تھی......''۔

(تذکرہ، صفحہ 685 طبع چہارم)

''......ادھر سے ہمارے گھر میں بھی خارش کا اثر پہنچا۔ چنانچہ حضرت صاحب کو بھی ان دنوں میں خارش کی تکلیف ہوگئی تھی''۔

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ اول، صفحہ 238، روایت نمبر 262)

چادریں دو اور بیماریاں چھ سات

''میں ایک دائم المرض آدمی ہوں اور دو زرد چادریں جن کے بارے میں حدیثوں میں ذکر ہے کہ ان دو چادروں میں مسیح نازل ہوگا وہ دو زرد چادریں میرے شامل حال ہیں جن کی تعبیر علم تعبیر الرؤیا کے رو سے دو بیماریاں ہیں۔ سو ایک چادر میرے اوپر کے حصے میں ہے کہ ہمیشہ سردرد اور دورانِ سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے۔ اور دوسری چادر جو میرے نیچے کے حصہ بدن میں ہے وہ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامنگیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرتِ پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں''۔

(اربعین نمبر 4، رخ 17 صفحات 470 و 471)

ایک اور جگہ مرزا قادیانی نے یوں لکھا:۔

'' ایک دفعہ یہ ذکر آیا کہ احادیث میں ہے کہ مسیح موعود دو زرد رنگ چادروں

میں اترے گا۔ایک چادر بدن کے اوپر کے حصے میں ہوگی اور دوسری چادر بدن کے نیچے حصے میں۔سو میں نے کہا کہ یہ اس طرف اشارہ تھا کہ مسیح موعود دو بیماریوں کے ساتھ ظاہر ہوگا کیونکہ تعبیر کے علم میں زرد کپڑے سے مراد بیماری ہے۔اور وہ دونوں بیماریاں مجھ میں ہیں یعنی ایک سر کی بیماری اور دوسری کثرت پیشاب اور دستوں کی بیماری"۔

(تذکرۃ الشہادتین، رخ20 صفحہ 46)

دستوں سے یاد آیا ایک بار مرزا نے اپنے دستوں کا حال یوں بیان کیا:۔

"حالانکہ اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی دست آتے ہیں"۔

(ملفوظات، جلد اول، صفحہ 565)

دائمی دستوں کا عارضہ، مراق اور کثرت بول

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (نقلی اور جعلی۔ناقل) کو اپنی وفات سے قبل سالہا سال اسہال کا عارضہ رہا تھا۔چنانچہ حضور اسی مرض میں فوت ہوئے۔بارہا دیکھا کہ حضور کو دست آنے کے بعد ایسا ضعف ہوتا تھا کہ حضور فوراً دودھ کا گلاس منگوا لیتے تھے"۔

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ دوم، صفحہ 344، روایت نمبر 379)

یاد رہے دودھ دستوں اور اسہال کے مرض میں نقصان دہ ہوتا ہے۔

اور یہ بھی مرزا قادیانی نے کہا:۔

"دیکھو میری بیماری کی نسبت آنحضرت ﷺ نے پیش گوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی۔آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کی دھڑ کی۔یعنی مراق اور کثرت بول"۔

(ملفوظات، جلد پنجم، صفحات 32 و33)

یہاں ہمارا مقصد صرف مرزا قادیانی کی جسمانی اور ذہنی صحت کا حال بتانا تھا، لیکن چونکہ ان دو تحریروں میں مرزا قادیانی نے اپنے فریب کا بھرپور مظاہرہ کیا ہے اس لئے مختصر تبصرہ کر کے ہم آگے چلیں گے، نبی کریم ﷺ نے احادیث مبارکہ میں صراحت کے ساتھ خبر دی ہے کہ قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام آسمان سے نازل ہوں گے (جی ہاں آسمان سے نازل ہونے کا ذکر صحیح مرفوع متصل احادیث میں موجود ہے، جیسا کہ باب دوم میں مفصل گذرا، نیز اوپر جو ملفوظات مرزا کا حوالہ گذرا اس میں مرزا نے بھی خود یہ تسلیم کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مسیح آسمان سے نازل ہوگا)، ان احادیث میں ہرگز چراغ بی بی کے بیٹے غلام احمد کی نسبت کوئی خبر نہیں اور نہ ان احادیث میں کسی بیماری کا کہیں کوئی ذکر ہے، ان احادیث میں نبی کریم ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی منظر کشی بھی فرمائی ہے کہ وہ دو فرشتوں کے ساتھ ہلکی زردی مائل دو چادریں زیب تن فرمائے ہوئے دمشق کے مشرقی حصے میں سفید مینارے کے پاس نازل ہوں گے (حدیث شریف میں "ثوبان ممصران" کا لفظ آیا ہے جس کا مطلب علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا کپڑا لکھا ہے جس کے اندر ہلکی سے زردی ہو۔عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، جلد16 صفحہ 55 دار الکتب العلمیۃ، بیروت)، نبی کریم ﷺ نے یہ کوئی خواب بیان نہیں فرمایا کہ اس کی تعبیر علم تعبیر الرؤیا سے نکالی جائے، لیکن چونکہ مرزا قادیانی پر خود مسیح بننے کا خبط سوار تھا اس لئے اس نے یہ احمقانہ بات کی کہ اگر کوئی خواب میں زرد کپڑا دیکھے تو علم تعبیر کی کتابوں میں اس کی تعبیر بیماری لکھی ہے لہذا نبی کریم ﷺ نے جو فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام ہلکی زردی مائل دو چادروں میں نازل ہوں گے اس سے مراد بھی یہ ہے کہ آنے والا مسیح دو بیماریوں کے ساتھ آئے گا، اب مرزا کی ذہنی حالت کا اندازہ آپ اس سے لگائیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کی بات کو خواب بتا رہا ہے اور پھر حدیث میں تو دو چادروں کا ذکر تھا، لیکن اس نے چھ سات بیماریاں گنوائیں سر درد، دورانِ سر، کمیِ خواب، تشنج دل، ذیابیطس، سوسو بار پیشاب، مراق اور دستوں کی بیماری، کیا "دو" کا مطلب چھ ہوتا ہے؟ دوسرے لفظوں میں مرزا

یہ کہنا چاہتا ہے کہ نعوذ باللہ نبی کریم ﷺ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ جس مسیح نے آنا ہے وہ دن میں سو سو بار پیشاب کرے گا، مراقی ہوگا اور دستوں کا مریض ہوگا۔ ہمارے خیال میں مرزا قادیانی کی اصل بیماری اس کے سر میں تھی ثبوت خود مرزا قادیانی اور اس کے بیٹے کی زبانی پیش ہے:۔

مراق، مرگی اور ہسٹیریا کے دورے

’’مجھے دو بیماریاں مدت دراز سے تھیں ایک شدید درد سر جس سے میں نہایت بے تاب ہوجاتا تھا اور ہولناک عوارض پیدا ہوجاتے تھے اور یہ مرض تقریباً پچیس برس تک دامنگیر رہی اور اس کے ساتھ دوران سر بھی لاحق ہوگیا اور طبیبوں نے لکھا ہے کہ ان عوارض کا آخری نتیجہ مرگی ہوتی ہے‘‘۔

(حقیقۃ الوحی، رخ 22 صفحہ 376)

اور مرزا کا بیٹا ہمیں بتاتا ہے کہ:۔

’’ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود (نقلی اور جعلی۔ناقل) سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹیریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے‘‘۔ (سیرۃ المہدی، حصہ دوم، صفحہ 340، روایت نمبر 372، نیا ایڈیشن)۔

’’بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود (نقلی اور جعلی۔ناقل) کو پہلی دفعہ دورانِ سر اور ہسٹیریا کا دورہ بشیر اول (ہمارا بڑا بھائی ہوتا تھا جو 1888ء میں فوت ہوگیا تھا) کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا.....‘‘ (اسی روایت میں تھوڑا آگے جاکر مرزا کو دوران نماز دورہ پڑنے کا ذکر ہے، مرزا کی بیوی بیان کرتی ہے کہ) ’’میں پردہ کراکے مسجد میں چلی گئی تو آپ لیٹے ہوئے تھے میں جب پاس گئی تو فرمایا میری طبیعت بہت خراب ہوگئی تھی لیکن اب افاقہ ہے۔ میں نماز پڑھا رہا تھا کہ میں نے دیکھا کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی ہے اور آسمان تک چلی گئی ہے پھر میں چیخ مار کر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہوگئی۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہوگئے۔ خاکسار نے پوچھا دورہ میں کیا ہوتا تھا۔ والدہ

صاحبہ نے کہا ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوجاتے تھے اور بدن کے پٹھے کھچ جاتے تھے خصوصاً گردن کے پٹھے اور سر میں چکر ہوتا تھا اور اس وقت آپ اپنے بدن کو سہار نہیں دے سکتے تھے۔ شروع شروع میں یہ دورے بہت سخت ہوتے تھے پھر اس کے بعد کچھ تو دوروں کی ایسی سختی نہیں رہی اور کچھ طبیعت عادی ہوگئی‘‘۔

(سیرۃ المہدی، حصہ اول، صفحات 14و15، روایت نمبر 19، نیا ایڈیشن)

مرزا قادیانی کے خدا کا وعدہ جو وفا نہ ہوا

قارئین محترم! ہم نے اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے مرزا قادیانی کو لاحق صرف چند بیماریوں کا ذکر کیا ہے، نیز خود مرزا قادیانی نے اپنے دائم المرض ہونے کا اقرار کیا اور بتایا کہ اسے ہسٹیریا، مراق، دائمی ذیابیطس، دائمی دست، دوران سر جیسے خبیث امراض لاحق تھے، لیکن دوسری طرف اس نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ:۔

’’اور خدا نے مجھے وعدہ دیا کہ میں تمام خبیث مرضوں سے بھی تجھے بچاؤں گا‘‘۔

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، رخ 17 صفحہ 44)

مرزا قادیانی کی ادویات، نسخے اور کشتے

آیئے ایک نظر ڈالتے ہیں ان ادویات اور مقوی کشتوں پر جو مرزا قادیانی کے زیرِ استعمال رہتے تھے۔ سب سے پہلے مرزا کا وہ نسخہ جسے الہامی نسخہ کہا جاتا ہے:۔

زدجام عشق اور افیون

’’ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حافظ حامد علی صاحب مرحوم خادم حضرت مسیح موعود (نقلی اور جعلی۔ناقل) بیان کرتے تھے کہ جب حضرت صاحب نے دوسری شادی کی تو ایک عمر تک تجرد میں رہنے اور مجاہدات کی وجہ سے آپ نے اپنی قویٰ میں ضعف محسوس کیا اس پر وہ الہامی نسخہ جو ’’زدجام عشق‘‘ کے نام سے مشہور ہے بنوا کر استعمال کیا۔ چنانچہ وہ نسخہ نہایت

ہی بابرکت ثابت ہوا'' (آگے اس نسخہ کی تفصیل یوں بیان کی ہے کہ) ''نسخہ زد جام عشق یہ ہے جس میں ہر حرف سے دوا کے نام کا پہلا حرف مراد ہے۔ زعفران۔ دار چینی۔ جائفل۔ افیون۔ مشک۔ عقر قرحا۔ شنگرف۔ قرنفل یعنی لونگ۔ ان سب کو ہم وزن کوٹ کر گولیاں بناتے ہیں اور روغن سم الفأر میں چرب کر کے رکھتے ہیں اور روزانہ ایک گولی استعمال کرتے ہیں''۔

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ سوم، صفحہ 548، روایت نمبر 569، نیا ایڈیشن)

مرزا کے اس الہامی نسخے میں افیون بھی ہے، اور افیون کے بارے میں مرزا نے کہا تھا:۔

''بات یہ ہے کہ شراب اور اس کے بہن بھرا (بھنگ افیون وغیرہ) ایسی خراب شے ہیں کہ ان سے مٹی پلید ہوتی ہے''۔ (''بھرا'' پنجابی میں بھائی کو کہتے ہیں۔ ناقل)۔

(ملفوظات، جلد دوم، صفحہ 423)

اور مرزا قادیانی نے افیون استعمال کرنے والوں کے بارے میں یوں کہا تھا:۔

''جو لوگ افیون کھاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں موافق آ گئی ہے، مگر وہ موافق نہیں آتی دراصل وہ اپنا کام کرتی رہتی ہے اور قویٰ کو نابود کر دیتی ہے''۔

(ملفوظات، جلد دوم، صفحہ 321)

اور ایک جگہ مرزا نے کہا:۔

''اسلام کا حسن یہ بھی ہے کہ جو چیز ضروری نہ ہو وہ چھوڑ دی جاوے۔ اسی طرح پر یہ پان، حُقّہ، زردہ (تمباکو) افیون وغیرہ ایسی ہی چیزیں ہیں، بڑی سادگی یہ ہے کہ ایسی چیزوں سے پرہیز کرے''۔

(ملفوظات، جلد دوم، صفحہ 219)

''یہ سچی بات ہے کہ نشوں اور تقویٰ میں عداوت ہے۔ افیون کا نقصان بہت بڑا ہوتا ہے، طبی طور پر یہ شراب سے بھی بڑھ کر ہے اور جس قد قویٰ لے کر انسان آیا ہے اُن کو ضائع کر دیتی ہے''۔ (حوالہ سابقہ)۔

ٹانک وائن

مرزا قادیانی کا لاہور میں ایک مرید تھا جس کا نام حکیم محمد حسین قریشی تھا، مرزا قادیانی اکثر اسے خط لکھا کرتا تھا کہ فلاں چیز لے کر بھیج دو، مرزا قادیانی اسی حکیم محمد حسین قریشی سے ایک ولایتی شراب ''ٹونک وائن'' بھی منگوایا کرتا تھا، مرزا کے ان خطوط کو حکیم محمد حسین قریشی نے ''خطوط امام بنام غلام'' کے نام سے شائع کروایا، آیئے مرزا کا ایک خط پڑھتے ہیں:۔

''مجی اخویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے آپ اشیاء خوردنی خود خرید دیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دوکان سے خرید دیں مگر ٹانک وائن چاہیے اس کا لحاظ رہے۔ باقی خیریت ہے، والسلام، مرزا غلام احمد عفی عنہ''۔

(خطوط امام بنام غلام، صفحہ 5)

ٹونک وائن ایک مقوی قسم کی شراب ہے اس کے اجزاء کی تفصیل انٹرنیٹ پر وکی پیڈیا کے اس لنک پر دیکھی جاسکتی ہے جس میں صاف لکھا ہے کہ اس میں الکوحل بھی شامل ہے۔

http://en.wikipedia.org/wiki/Buckfast_Tonic_Wine

نیز خود مرزا قادیانی نے ''برانڈی، شیری، وہسکی، رَم، پوٹ، وائن وغیرہ'' کو شرابوں کے نام تسلیم کیا ہے (دیکھیں: ازالہ اوہام حصہ دوم، رخ 3، صفحہ 367)۔

نیم کھلی آنکھیں اور گروپ فوٹو کا شوق

شاید افیون اور ٹونک وائن کے استعمال کا ہی اثر تھا کہ مرزا قادیانی کی آنکھیں پوری نہیں کھلتی تھیں، یہ ہم نہیں کہتے مرزا کا بیٹا مرزا بشیر احمد لکھتا ہے، ملاحظہ ہو:۔

''مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب مع چند خدام کے فوٹو کھنچوانے لگے تو فوٹو گرافر آپ سے عرض کرتا تھا حضور ذرا آنکھیں کھول کر رکھیں ورنہ تصویر اچھی نہیں آئے گی اور آپ نے اس کے کہنے پر ایک دفعہ تکلف کے ساتھ آنکھوں کو کچھ زیادہ

کھولا بھی مگر وہ اسی طرح نیم بند ہو گئیں''۔

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ دوم، صفحہ 364، روایت نمبر 407، نیا ایڈیشن)

مشک

''مجی اخوی حکیم محمد حسین صاحب قریشی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ براہ مہربانی ایک تولہ مشک خالص جس میں ریشہ اور جھلّی اور صوف نہ ہوں اور تازہ اور خوشبودار ہو بذریعہ ویلو پے ایبل پارسل ارسال فرمادیں کیونکہ پہلی مشک ختم ہو چکی ہے اور باعث دورہ مرض ضرورت رہتی ہے یہ لحاظ رکھیں کہ اکثر مشک میں ایک چمڑا جیسا ملا دیتے ہیں یا پرانی اور ردی ہوتی ہے اور خوشبو نہیں رکھتی ان باتوں کا لحاظ رہے''۔

(خطوط امام بنام غلام، صفحہ 6)

مشک ایک خاص قسم کے ہرن کی ناف سے نکالی جاتی ہے اور بہت قیمتی ہوتی ہے، حکیم محمد حسین قریشی کے علاوہ دوسرے مریدین سے بھی مشک منگوائی جاتی تھی اور یہ مستقل طور پر مرزا قادیانی کے زیر استعمال رہتی تھی، چنانچہ مرزا بشیر احمد کا بیان ہے کہ:۔

''یہاں اتنا ذکر کر دینا ضروری ہے کہ آپ کئی قسم کی مقوی دماغ ادویات کا استعمال فرمایا کرتے تھے مثلاً کوکا۔ کولا۔ مچھلی کے تیل کا مرکب۔ ایسٹن سیرپ۔ کونین۔ فولاد وغیرہ اور خواہ کیسی ہی تلخ یا بدمزہ دوا ہو آپ اس کو بے تکلف پی لیا کرتے تھے۔ سر کے دورے اور سردی کی تکلیف کے لئے سب سے زیادہ آپ مشک یا عنبر استعمال فرمایا کرتے تھے۔ یہ مشک خریدنے کی ڈیوٹی آخری ایام میں حکیم محمد حسین صاحب لاہوری موجد مفرح عنبری کے سپرد تھی۔ عنبر اور مشک دونوں مدت تک سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی کی معرفت بھی آتے رہے۔ مشک کی تو آپ کو اس قدر ضرورت رہتی کہ بعض اوقات سامنے رومال میں باندھ کر رکھتے تھے کہ جس وقت ضرورت ہوئی فوراً نکال لیا''۔

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ دوم، صفحات 428و429، روایت نمبر 447، نیا ایڈیشن)

مفرح عنبری

اسی حکیم محمد حسین قریشی نے ایک کشتہ مفرح عنبری کے نام سے بنایا، یہ کن چیزوں سے تیار ہوا ملاحظہ ہو: ''یاقوت، مروارید، مرجان، یشب، کہربا، کستوری، زعفران وغیرہ کا ہر دلعزیز مرکب'' (اشتہار، صفحہ 2 خطوط امام بنام غلام)۔ مرزا قادیانی یہ کشتہ بھی استعمال کرتا تھا چنانچہ حکیم محمد حسین قریشی لکھتا ہے کہ:۔

''حضرت اقدس اور مفرح عنبری۔ میں اپنے مولا کریم کے فضل سے اس کو بھی اپنے لئے بے اندازہ فخر وبرکت کا موجب سمجھتا ہوں کہ حضور...... (یعنی مرزا قادیانی۔ ناقل) اس ناچیز کی تیار کردہ مفرح عنبری کا بھی استعمال فرماتے تھے''۔

(خطوط امام بنام غلام، صفحہ 8)

مرزا کی بیماریوں سے متعلق ایک مرزائی عذر

آپ نے پڑھا کہ خود مرزا کے مطابق اس کے خدا نے اس سے یہ وعدہ کیا تھا کہ میں تجھے ہر خبیث مرض اور بیماری سے بچاؤں گا، لیکن اس کے باوجود اسے ذیابیطس، اسہال، مراق، دورانِ سر، ہسٹیریا جیسے مرض لاحق ہوئے اور اکثر تو ایسے لاحق ہوئے جنہوں نے موت تک مرزا کا ساتھ دیا، بلکہ اس نے تو اپنی بیماریوں کو اپنے مسیح ہونے کی دلیل بتایا، اس طرح مرزا کے خدا کا وعدہ جھوٹا ثابت ہوا، اس کے جواب میں مرزائی یہ کہا کرتے ہیں کہ نبی کا بیمار ہونا قابل اعتراض نہیں دیکھو حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری کا ذکر تو قرآن میں بھی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن میں اسی جگہ یہ بھی ہے کہ جب حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنے رب سے التجا فرمائی تو اللہ نے ان کی بیماری کو ایسے دور فرما دیا کہ جیسے کبھی تھی ہی نہیں جبکہ مرزا کی بیماریاں خود اس کے بقول دائمی تھیں اور اس کی موت بھی انہیں بیماریوں کے سبب سے ہوئی، مرزا نے اپنے خدا سے ان بیماریوں کی شکایت کی تو اسے اس کے خدا نے یہ جواب دیا تھا:۔

''ہم نے تیری صحت کا ٹھیکہ لیا ہے؟''۔ (تذکرہ، صفحہ 685 طبع چہارم)

جبکہ دوسری طرف مرزا قادیانی کا دعویٰ تو یہ تھا کہ ''میں جانتا ہوں میری دعائیں کرنے سے پہلے ہی مستجاب ہیں'' (مرزا کا خط بنام حکیم نورالدین، مکتوبات احمد، جلد دوم، صفحہ 40)۔

کیا حضرت ایوب علیہ السلام کی دعا کے جواب میں بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ فرمایا تھا کہ کیا ہم نے تیری صحت کا ٹھیکہ لیا ہے؟، نیز مرزا قادیانی نے اپنی بہت سی بیماریوں کے بارے میں یہ دعویٰ کیا کہ احادیث میں یہ بیان ہوا تھا کہ آنے والا مسیح فلاں فلاں بیماری لے کر آئے گا، کوئی بیماری اس کے سر میں ہوگی اور کوئی اس کے جسم کے نچلے حصے میں، جبکہ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری صرف اللہ کی طرف سے بطور امتحان اور ابتلاء کے تھی، آپ نے اس پر صبر کیا اور دعا فرمائی تو اللہ نے دور فرمادی۔

ٹانک وائن نامی شراب اور افیون وغیرہ کے جواز کے لئے ایک مرزائی عذر

مرزائی مربیوں کی طرف سے کبھی کہا جاتا ہے کہ شریعت میں علاج کے لئے حرام اشیاء کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے، اگر ہمارے مرزا جی نے بھی کسی دوا میں افیون وغیرہ استعمال کی یا ٹانک وائن کو بطور دوا استعمال کیا تو اس میں اعتراض والی کون سی بات ہے؟

جواب: پہلی بات یہ کہ حرام اشیاء کو بطور دوا استعمال کرنے کی اجازت صرف ''حالت اضطرار'' میں ہے یعنی جب یہ یقین ہو کہ اگر یہ چیز استعمال نہ کی جائے گی تو مریض کی موت یقینی ہے، اپنی مردانہ طاقت کے لئے ایسی اشیاء استعمال کرنا ہرگز ''حالت اضطرار'' نہیں، نیز مرزائی یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ مرزا قادیانی ان کے عقیدہ کے مطابق نزدیک عام آدمی نہیں بلکہ ''نبی'' ہے، اور اللہ کا نبی تقویٰ کے اعلیٰ ترین مرتبہ پر فائز ہوتا ہے، مرزا قادیانی نے تو اپنے پردادا مرزا گل محمد کے بارے میں لکھا ہے کہ اسے ہچکی کی بیماری تھی، لوگوں نے اسے مشورہ دیا تھا کہ اگر چند روز شراب استعمال کرلی جائے تو اس سے فائدہ ہوگا، تو اس کے پردادا نے کہا کہ ''میں نہیں چاہتا کہ اس پلید چیز کو استعمال کروں اور میں خدا کے قضا وقدر پر راضی ہوں آخر چند روز کے بعد اسی مرض سے انتقال فرما گئے''۔ (کتاب البریہ، رخ 13، صفحات 169 تا 171 حاشیہ)۔

مرزا قادیانی کا گمنامی کے پردے سے باہر نکلنا

سنہ 1839 یا 1840 میں اپنی پیدائش سے لے کر سنہ 1880 تک مرزا غلام احمد قادیانی گمنامی کے پردے میں رہا، پھر اس نے مشہور ہونے کا منصوبہ یوں بنایا کہ ایک اشتہار جاری کردیا کہ وہ اسلام کی حقانیت کو ثابت کرنے کے لئے ایک ایسی عظیم الشان کتاب لکھنے جارہا ہے جس میں تین سولا جواب دلائل ہوں گے اور مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اس کتاب کو خریدنے کے لئے پیشگی قیمت جمع کروائیں، وہ خود اقرار کرتا ہے کہ اس وقت تک وہ ایک غیر معروف شخص تھا، چنانچہ لکھتا ہے:۔

''واضح ہو کہ براہین احمدیہ میری تالیفات میں سے وہ کتاب ہے جو 1880 عیسوی میں یعنی 1297 ہجری میں چھپ کر شائع ہوئی تھی۔ اس کتاب کی تالیف کے زمانے میں جیسا کہ خود کتاب سے ظاہر ہوتا ہے میں ایک ایسی گمنامی کی حالت میں تھا کہ بہت کم لوگ ہوں گے جو میرے وجود سے بھی واقف ہوں گے۔ غرض اس زمانے میں میں اکیلا انسان تھا جس کے ساتھ کسی دوسرے کو کچھ تعلق نہ تھا اور میری زندگی ایک گوشۂ تنہائی میں گذرتی تھی''۔

(نصرۃ الحق، رخ 21 صفحہ 65)

ایک اور جگہ یوں لکھا:۔

''میں تو براہین احمدیہ کے چھپنے کے وقت ایسا گمنام شخص تھا کہ امرتسر میں ایک پادری کے مطبع میں جس کا نام رجب علی تھا میری کتاب براہین احمدیہ چھپتی تھی اور میں اس کے پروف دیکھنے کے لئے اور کتاب کے چھپوانے کے لئے اکیلا امرتسر جاتا اور اکیلا واپس آتا تھا اور کوئی مجھے آتے جاتے نہ پوچھتا کہ تو کون ہے اور نہ مجھ سے کسی کو تعارف تھا اور نہ میں کوئی حیثیت قابل تعظیم رکھتا تھا''۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، رخ 21 صفحات 79 و 80)

اس تحریر میں مرزا نے ہمیں یہ بھی بتادیا کہ اس کی کتاب براہین احمدیہ ایک عیسائی

پادری کے مطبع میں چھپی تھی، اور عیسائی پادریوں کے بارے میں مرزا نے لکھا ہے:۔

”مسیح دجال جس کے آنے کی انتظار تھی یہی پادریوں کا گروہ ہے جو ٹڈی کی طرح دنیا میں پھیل گیا ہے۔ سوائے بزرگو! دجال معہود یہی ہے جو آچکا ہے مگر تم نے اسے شناخت نہیں کیا“۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم، رخ 3 صفحہ 366)

یعنی دوسرے لفظوں میں مرزا کی یہ کتاب دجال کے پریس میں چھپی تھی، اب آیئے مرزا کی اس کتاب براہین احمدیہ پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

مرزا قادیانی کا پہلا تصنیفی کارنامہ

اور مجدد وماً مور من اللہ ہونے کا دعویٰ

مرزا قادیانی کا سیالکوٹ کچہری میں عرضی نویسی اور مناظرہ بازی کے بعد سب سے پہلا تصنیفی کارنامہ ”براہین احمدیہ“ نامی کتاب ہے، کتاب کا مختصر تعارف اس کے پہلے حصے کے ٹائٹل پر کتاب کے نام کے نیچے یوں لکھا ہے:۔

”جس کو فخرِ اہل پنجاب جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان ضلع گورداسپور پنجاب دام اقبالہم نے کمال تحقیق اور تدقیق سے تالیف کر کے منکرین اسلام پر حجت پوری کرنے کے لئے بوعدہ دس ہزار روپیہ شائع کیا“۔

(براہین احمدیہ، حصہ اول، رخ 1 صفحہ 1)

قادیان کے اس ”رئیس اعظم“ نے کتاب کی طباعت کے لئے چندہ جمع کرنے کے لئے اپیلیں شائع کیں، اور چندہ کی اپیل کرتے ہوئے اس کتاب کا تعارف کرواتے ہوئے لکھا تھا کہ:۔

”کتاب ہذا بڑی مبسوط کتاب ہے یہاں تک کہ جس کی ضخامت سو جزو سے کچھ زیادہ ہوگی اور تا اختتام طبع وقتاً فوقتاً حواشی لکھنے سے اور بھی بڑھ جائے گی“۔

(براہین احمدیہ، حصہ اول، رخ 1 صفحہ 2)

لیکن مرزا کی پوری زندگی میں اس کتاب کی صرف ساڑھے چار جلدیں ہی دنیا کے سامنے آسکیں بلکہ آخری حصہ تو مرزا کی موت کے بعد اکتوبر 1908 میں شائع ہوا، اور اس وقت تک خود باقرارِ مرزا قادیانی بہت سے وہ لوگ جنہوں نے اس کتاب کی پوری قیمت ادا کی تھی کتاب کے مکمل ہونے کا انتظار کرتے کرتے دنیا سے جا چکے تھے، چنانچہ مرزا نے لکھا:۔

”بہت سے لوگ جو اس کتاب کے خریدار تھے اس کتاب کی تکمیل سے پہلے ہی دنیا سے گذر گئے“۔

(دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، رخ 21 صفحہ 3)

یہ سنہ 1880 عیسوی کی بات ہے جب براہین احمدیہ نامی اس کتاب کا پہلا حصہ شائع ہوا، اس پہلی جلد کے شروع میں کتاب کی خریداری کا اشتہار ہے، اس کے بعد ”التماس از مصنف“ ہے جس میں کتاب کی طباعت کے لئے چندہ دہندگان کے نام ہیں، صفحہ 13 سے کتاب کا دیباچہ شروع ہوا جو صفحہ 24 پر ختم ہوا، اس کے بعد موٹے حروف کا اشتہار ہے (اتنے موٹے حروف کہ ایک صفحے پر صرف آٹھ سطریں ہیں) یہ صفحہ نمبر 52 پر ختم ہوا، اور اس کے ساتھ ہی اس لاجواب کتاب کی پہلی جلد ختم شد۔ یعنی پہلی جلد کے صرف 52 صفحات ہیں۔

اس کے بعد دوسرا حصہ سنہ 1881 میں شائع ہوا، اس میں پہلے 20 صفحات اشتہارات ہیں (قارئین کے لئے وضاحت کردوں کہ براہین احمدیہ کے پہلے چار حصے جب ایک ساتھ روحانی خزائن جلد 1 کے نام سے شائع ہوئے تو ان کے صفحہ نمبر مسلسل ہیں) تو ان مسلسل صفحات کے حساب سے روحانی خزائن کے صفحہ 55 سے دوسری جلد کا آغاز ہوا اور صفحہ 70 پر جا کر آخر کار اصل کتاب براہین احمدیہ کا مقدمہ شروع ہوا، یہ دوسرا حصہ یا دوسری جلد صفحہ 113 پر اختتام پذیر ہوگئی، اس طرح دوسری جلد کے کل 76 صفحات ہیں۔ گویا سال بھر میں مجددیت، مامور من اللہ اور ملہم من اللہ ہونے کا یہ مدعی صرف 76 صفحات پر مشتمل جلد تیار کر پایا، اسے جماعت مرزائیہ کہتی ہے ”سلطان القلم“۔

سنہ 1882 میں اس کتاب کی تیسری جلد شائع ہوئی، حسب سابق ابتداء میں 10 صفحات کے اشتہارات، پھر کہیں پہلی فصل شروع ہوئی، اس میں تمہید در تمہید، اور مسلسل صفحات کے صفحہ 143 سے شروع ہو کر صفحہ 310 پر پہنچے تو یہ جلد بھی ختم کر دی، آخر میں پھر ''عذر واطلاع'' کے عنوان سے دو صفحے کا اشتہار لگا دیا جو صفحہ 311 اور 312 پر ہے۔ لیکن یہاں دنیائے تصنیف و تالیف کا ایسا لازوال کمال دکھایا جو مرزا قادیانی کے سارے کمالات پر بھاری ہے، براہین احمدیہ کے تیسرے حصے کا اختتام کیا تو اس کا آخری جملہ نامکمل چھوڑ دیا، آخری جملہ یہ لکھا ''مگر جیسا کہ ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں خدا کے خواص کا ضروری ہونا''، اور ان الفاظ پر تیسری جلد ختم ہو گئی (دیکھیں رخ جلد 1 صفحہ 310)۔ اب مسلسل صفحات کے صفحہ 313 سے جلد نمبر چار شروع ہوئی، صفحہ 322 تک حسب عادت اشتہارات ہیں اور پھر صفحہ 322 پر تیسری جلد کے نا تمام جملے کو مکمل کیا گیا، تیسری جلد کے آخر میں صفحہ نمبر 310 کا آخری جملہ تھا ''خدا کے خواص کا ضروری ہونا'' اب چوتھی جلد میں صفحہ 322 پر اس جملے کا باقی حصہ اس طرح ہے ''یعنی اس کی ذات وصفات اور افعال کا شرکت غیر سے پاک ہونا''، آج تک تصنیف کی دنیا میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ جملہ کا ایک حصہ کسی کتاب کی ایک جلد میں اور دوسرا حصہ دوسری جلد میں ہو اور پھر درمیان میں مسلسل 12 صفحات کا فاصلہ بھی ہو، ایک نا تمام جملہ دوسری جلد میں صفحہ 310 پر لکھا اور جلد ختم، اگلی جلد میں 12 صفحات کے بعد جا کر اس جملے کو مکمل کیا۔ یہ ہے مرزا غلام احمد قادیانی، مجدد، مامور، ملہم اور سلطان القلم کی قابلیت اور حماقت کا ایسا ریکارڈ جسے آج تک کوئی احمق سے احمق انسان بھی نہیں توڑ سکا۔ یہ بھی ذہن میں رہے کہ مرزا نے اپنی کتاب کے بارے میں لکھا تھا:۔

''کتاب براہین احمدیہ جس کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے مؤلف نے ملہم و مامور ہو کر بغرض اصلاح و تجدید دین تالیف کیا ہے''۔

(برکات الدعاء، رخ 6 صفحہ 38)

1880 سے 1884 تک مرزا نے براہین کی چار جلدیں شائع کیں، ان چاروں

جلدوں کے کل صفحات 673 ہیں، گویا فی جلد 168 صفحات ہوئے، چار سالوں میں مرزا قادیانی کی یہ کاوش سامنے آئی، جبکہ مرزا نے وعدہ کیا تھا کہ یہ کتاب سو جزو سے بڑھ جائے گی (جس کے صفحات تقریباً 4800 ہونے تھے جیسا کہ مرزا نے اپنے ایک اشتہار میں صاف لکھا ہے۔ دیکھیں: برکات الدعاء، رخ 6، صفحات 38 تا 40 اور پھر ان صفحات کا انگریزی ترجمہ) لیکن چار جلدیں لکھنے کے بعد براہین احمدیہ شائع کرنے کا سلسلہ نامعلوم وجوہات کی بنا پر بند کر دیا، جی ہاں شائع کرنے کا سلسلہ بند کیا کیونکہ بقول مرزا بشیر احمد ایم اے ولد مرزا غلام احمد قادیانی جب اس کے باپ نے 1879 میں پہلی بار اس کتاب کے متعلق اعلان کیا تھا تو اس وقت وہ پوری کتاب تصنیف کر چکا تھا اور کتاب کا حجم تقریباً دو اڑھائی ہزار صفحات تک پہنچ چکا تھا (سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ اول صفحات 99 و 100) وہ باقی تصنیف کہاں گئی؟ کسی کو کچھ پتہ نہیں۔

اس کے تقریباً 20 سال بعد 1905 میں مرزا نے ایک اور عجوبہ دکھایا، ایک کتاب لکھنا شروع کی جس کا نام ''نصرۃ الحق'' بتایا، جب اس کے 72 صفحات لکھ چکا تو نہ جانے ایک دم کیا خیال آیا کہ صفحہ نمبر 73 سے اس کا نام ''براہین احمدیہ حصہ پنجم'' لکھنا شروع کر دیا، آج بھی روحانی خزائن نامی مجموعے کی جلد 21 میں یہ عجوبہ دیکھا جا سکتا ہے، صفحہ 72 تک صفحات کے سر ورق پر کتاب کا نام ''نصرۃ الحق'' لکھا ہوا ہے اور صفحہ 73 سے نام بدل کر ''براہین احمدیہ حصہ پنجم'' لکھا ہے، اور یہی نہیں پھر دوبارہ صفحہ 411 سے اس کا نام ''خاتمہ نصرۃ الحق'' لکھا ہے، اور جیسا کہ پہلے بیان ہوا یہ کتاب مرزا کے مرنے کے بعد اکتوبر 1908 میں شائع ہوئی۔ جبکہ مئی 1892 میں خود مرزا قادیانی براہین احمدیہ حصہ پنجم کا نام ''ضرورت قرآن'' بھی تجویز کر چکا تھا (دیکھیں: مرزا کا اشتہار، نشان آسمانی، رخ 4، صفحہ 407) اسی لئے میں نے لکھا تھا کہ مرزا نے براہین احمدیہ کے ساڑھے چار جلدیں لکھیں کیونکہ پانچویں جلد دو کتابوں کا مجموعہ ہے۔

بہر حال اس پانچویں جلد (نصرۃ الحق اور براہین حصہ پنجم دونوں کے) کل صفحات 428 ہیں، اور سابقہ چاروں جلدوں کے کل صفحات 673 ہیں، یہ سب ملا کر 1101 بنتے ہیں،

لیکن جیسا کہ آپ نے پہلے پڑھا مرزا نے اشتہار شائع کیا تھا کہ یہ کتاب سو جزو سے بھی بڑی ہوگی (بلکہ برکات الدعاء میں یہ لکھا کہ اس کے تین سو جزو ہونگے اور اس کے صفحات تقریباً 4800 ہوں گے۔ حوالہ پہلے گذرا)، نیز مرزا کا بیٹا مؤلف سیرۃ المہدی مرزا بشیر احمد لکھتا ہے کہ اس کتاب کے پہلے اعلان کے وقت اس کتاب کا مسودہ دواڑھائی ہزار صفحات تک لکھا جا چکا تھا، اوران صفحات میں اسلام کی صداقت کے تین سو دلائل لکھے تھے، ملاحظہ فرمائیں:۔

''خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود (نقلی اور جعلی۔ ناقل) نے 1879 میں براہین کے متعلق اعلان شائع فرمایا تو اس وقت آپ براہین احمدیہ تصنیف فرما چکے تھے اور کتاب کا حجم تقریباً دواڑھائی ہزار صفحات تک پہنچ گیا تھا اور اس میں آپ نے اسلام کی صداقت میں تین سو ایسے زبردست دلائل تحریر کیے تھے کہ جن کے متعلق آپ کا دعویٰ تھا کہ ان سے صداقت اسلام آفتاب کی طرح ظاہر ہو جائے گی'' (پھر آگے جو لکھا وہ بھی غور سے پڑھیں) ''تین سو دلائل جو آپ نے لکھے تھے اس میں سے مطبوعہ براہین احمدیہ میں (یعنی ساڑھے چار حصوں میں۔ ناقل) صرف ایک ہی دلیل بیان ہوئی ہے اور وہ بھی نامکمل طور پر''۔

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ اول، صفحہ 99 تا 100 نیا ایڈیشن)

تو یہ ہے مرزا قادیانی کا سب سے پہلا تصنیفی کارنامہ، مرزا بشیر احمد کے مطابق اس کے باپ نے اسلام کی حقانیت کے تین سو دلائل لکھے تھے لیکن جب کتاب چھاپنے کا وقت آیا تو پوری زندگی میں صرف ایک دلیل چھاپی اور وہ بھی نامکمل، باقی ساڑھے 299 دلیلیں آسمان کھا گیا یا زمین نگل گئی؟ اس راز سے آج تک پردہ نہیں اٹھایا گیا۔

یہی بات خود مرزا قادیانی نے بھی ان الفاظ میں لکھی تھی:۔

''یہ کتاب تین سو محکم اور قوی دلائل حقیقت اسلام اور اصول اسلام پر مشتمل ہے''۔

(براہین احمدیہ حصہ دوم، رخ 1 صفحہ 129)

☆☆☆☆

مرزا قادیانی کا براہین احمدیہ کی تصنیف میں دوسرے لوگوں کی مدد حاصل کرنا

مرزا غلام احمد نے دعویٰ تو یہ کیا تھا کہ اس نے اللہ کی طرف سے ملہَم اور مامور ہو کر تجدید دین کی خاطر یہ کتاب لکھی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے دوسرے اہل علم حضرات سے اپنی اس کتاب کی تصنیف میں مدد لی، اس راز سے پردہ بابائے اردو مولوی عبدالحق مرحوم نے اٹھایا ہے، مولوی عبدالحق صاحب کے مضامین کا ایک مجموعہ ''**چند ہم عصر**'' کے نام سے شائع شدہ موجود ہے، اس مجموعے میں ان کا ایک مضمون مرزا کے وقت کے ایک صاحب علم مولوی چراغ علی مرحوم پر بھی ہے جس میں انہوں نے مولوی چراغ علی صاحب کے کاغذات سے ملنے والے مرزا غلام احمد قادیانی کے چند خطوط کا خاص طور پر ذکر کیا ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی نے مولوی چراغ علی صاحب سے براہین احمدیہ کی تالیف میں علمی مدد طلب کی تھی، چنانچہ بابائے اردو مولوی عبدالحق مرحوم لکھتے ہیں:۔

''مرزا صاحب ایک خط میں کہتے ہیں: آپ کا افتخار نامہ محبت آمود......غرور دلایا...... ماسوائے اس کے اگر اب تک کچھ دلائل یا مضامین آپ نے نتائج طبع عالی سے جمع فرمائے ہوں تو وہ بھی مرحمت ہوں۔ ایک دوسرے خط میں لکھتے ہیں کہ: آپ کے مضمون اثبات نبوت کی میں نے اب تک انتظار کی پر اب تک نہ کوئی عنایت نامہ نہ مضمون پہنچا، اس لئے آج مکرر تکلیف دیتا ہوں براہ عنایت بزرگانہ بہت جلد مضمون اثبات حقانیت فرقان مجید تیار کر کے میرے پاس بھیج دیں، اور میں نے ایک کتاب جو دس حصے پر مشتمل ہے تصنیف کی ہے اور نام اس کا براہین احمدیہ علی حقانیۃ کتاب اللہ والسنۃ المحمدیہ رکھا ہے اور صلاح یہ ہے کہ آپ کے فوائد جرائد بھی اس میں درج کروں اور اپنے محقر کلام سے ان کو زیب و زینت بخشوں، سو اس امر میں آپ توقف نہ فرمائیں اور جہاں تک جلد ہو سکے مجھ کو مضمون مبارک اپنے سے ممنون فرماویں''۔

(چند ہم عصر۔ مجموعہ مضامین بابائے اردو مولوی عبدالحق، صفحات 47 و 48، شائع کردہ انجمن ترقی اردو، لطیفی پریس دہلی)

اسی خط میں مرزا قادیانی نے چند سطور کے بعد لکھا:۔

''سو میرا ارادہ ہے کہ اس تحقیقات اور آپ کے مضمون کو بطور حاشیہ کے کتاب کے اندر درج کر دوں گا''۔

(چند ہم عصر، صفحہ 49)

مولوی عبدالحق صاحب مزید بیان کرتے ہیں کہ:۔

''ایک اور خط مورخہ 19 فروری سنہ 1879ء میں تحریر فرماتے ہیں: فرقان مجید کے الہامی اور کلام الٰہی ہونے کے ثبوت میں آپ کا مدد کرنا باعث ممنونی نہ موجب ناگواری، میں نے بھی اسی بارے میں ایک چھوٹا سا رسالہ تالیف کرنا شروع کیا ہے اور خدا کے فضل سے یقین کرتا ہوں عن قریب چھپ کا شائع ہو جائے گا آپ کی اگر مرضی ہو تو وجوہات صداقت قرآن جو آپ کے دل پر القاء ہوں میرے پاس بھیج دیں تا اس رسالہ میں حسب موقع اندراج پائے یا سفیر ہند میں''۔

(چند ہم عصر، صفحہ 49)

کچھ آگے مولوی عبدالحق صاحب مرزا کے ایک اور خط کا تذکرہ یوں کرتے ہیں:۔

''اس کے بعد ایک دوسرے خط مورخہ 10 مئی 1879ء میں تحریر فرماتے ہیں (یعنی مرزا قادیانی۔ناقل): کتاب براہین احمدیہ ڈیڑھ سو جزو ہے جس کی لاگت تخمیناً نو سو چالیس روپیہ ہے اور آپ کی تحریر ملحق ہو کر اور بھی زیادہ ضخامت ہو جائے گی''۔

(چند ہم عصر، صفحہ 50)

اس کے بعد مولوی عبدالحق صاحب نتیجہ پیش کرتے ہیں اور لکھتے ہیں:۔

''ان تحریروں سے ایک بات تو ثابت ہوتی ہے کہ مولوی صاحب مرحوم (یعنی مولوی چراغ علی صاحب۔ناقل) نے مرزا صاحب کو براہین احمدیہ کی تالیف میں بعض مضامین سے مدد دی ہے''۔(چند ہم عصر، صفحہ 50)

مولوی چراغ علی صاحب کے براہین احمدیہ کی تصنیف میں مرزا قادیانی کو مدد پہنچانے کا ذکر ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ نے بھی کیا ہے۔(دیکھیں: حرفِ اقبال، صفحہ 112)۔

براہین احمدیہ کس کی کتاب؟

مرزا قادیانی کی؟ یا خدا تعالیٰ کی؟

یہاں آپ کی توجہ ایک اور بہت ہی اہم بات کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں، براہین احمدیہ کے ٹائٹل پر کتاب کے مؤلف کا نام ''مرزا غلام احمد قادیانی'' لکھا ہے یعنی یہ کتاب اس نے لکھی ہے وہ اس کا مصنف ہے، لیکن مرزا قادیانی انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ اور کمال بے شرمی کے ساتھ براہین احمدیہ کو کئی جگہ خدائی تصنیف قرار دیتا ہے، وہ بار بار اپنی کتابوں میں ایسے جملے لکھتا ہے:۔

''خدا تعالی نے براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود قرار دیا ہے اور میرا نام عیسیٰ رکھا ہے''۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی، رخ 22 صفحہ 501)

اور کہیں لکھا:۔

''خدا تعالی نے میرا نام براہین احمدیہ میں محمد اور احمد رکھا ہے اور آنحضرت ﷺ کا بروز مجھے قرار دیا ہے''۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی، رخ 22 صفحہ 502)

ایک جگہ براہین احمدیہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:۔

''پھر اسی کتاب میں اسی مکالمہ کے قریب یہ وحی اللہ ہے **محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم** اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی''۔

(ایک غلطی کا ازالہ، رخ 18 صفحہ 207)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی براہین احمدیہ کو قرآن کی طرح اللہ تعالی کی

کتاب قرار دیتا ہے، ورنہ براہین احمدیہ میں خدا کا یہ فرمانا وہ فرمانا چہ معنیٰ دارد؟ شاید اس کی بنیاد مرزا کا وہی کشف ہو جو اس نے خود یوں بیان کیا ہے کہ:۔

’’میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں‘‘۔

(کتاب البریہ، رخ 13 صفحہ 103)

آخر میں مرزا قادیانی کا ایک مشہورِ زمانہ لطیفہ بھی ملاحظہ فرمالیں، جیسا کہ آپ نے پڑھا، مرزا نے لوگوں سے کہا تھا کہ براہین احمدیہ ایک مبسوط کتاب ہوگی جس کی ضخامت تین سو جزو ہوگی، لیکن اس نے لکھیں صرف ساڑھے چار جلدیں، اب لوگ حیران وپریشان کہ 23 سالوں میں صرف ساڑھے چار حصے لکھے ہیں تو باقی کتاب کب مکمل ہوگی؟ اور مرزا جی کی طرف سے اسلام کی حقانیت میں پیش کیے جانے والے تین سو لاجواب دلائل کی منہ دکھائی کب ہوگی؟ تو اس گتھی کو سلجھانے کے لئے مرزا قادیانی نے حساب اور ریاضی کا ایسا قانون دریافت کیا جس پر اسے بھی کم از کم نوبل انعام ضرور ملنا چاہیے تھا، وہ قانون یہ ہے، مرزا نے لکھا:۔

’’پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا، <u>اور کیونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطے کا فرق ہے اس لئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا</u>‘‘۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، رخ 21 صفحہ 9)

آسان لفظوں میں اگر آپ نے کسی سے پچاس روپے قرض لیے ہیں لیکن قرض کی واپسی کے وقت آپ صرف پانچ روپے واپس کریں، قرض خواہ کہے کہ بھائی آپ نے پچاس روپے لیے تھے پورے واپس کریں، آپ کہیں کہ 50 اور 5 میں صرف ایک ’’صفر‘‘ کا ہی فرق ہے اور حساب میں ’’صفر‘‘ کی کوئی ویلیو نہیں لہذا پانچ روپے لو اور اپنا کام کرو، آپ جانتے ہیں آپ کے ساتھ کیا ہوگا؟، نیز خود مرزا نے اقرار کیا ہے کہ جن لوگوں نے اسے کتاب خریدنے کے لئے پیشگی رقم دی تھی انہوں نے مرزا قادیانی کا نام ’’چور، مکّار، مال مردم خور، حرام خور اور دغاباز‘‘ رکھا۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد 1، صفحہ 331 اشتہار نمبر 105)

مرزا قادیانی کی علمی قابلیت

مرزا قادیانی کو اس کی جماعت ’’سلطان القلم‘‘ کے نام سے یاد کرتی ہے، خود مرزا قادیانی نے اس قسم کے دعوے کیے تھے:۔

’’خدا تعالیٰ نے الہام سے مجھے خبر دی تھی کہ تجھے زبانِ عربی میں ایک اعجازی بلاغت وفصاحت دی گئی ہے اور اس کا مقابلہ کوئی نہیں کرے گا‘‘۔

(سراج منیر، رخ 12، صفحہ 39)

’’میں قرآن شریف کے معجزہ کے ظل پر عربی بلاغت وفصاحت کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے‘‘۔

(ضرورۃ الامام، رخ 13 صفحہ 496)

’’میں زمین کی باتیں نہیں کہتا کیونکہ میں زمین میں سے نہیں ہوں بلکہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا ہے‘‘۔

(پیغامِ صلح، رخ 23 صفحہ 485)

’’میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھ رہی مگر میں دیکھتا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے‘‘۔

(ازالہ اوہام، رخ 3 صفحہ 403)

مرزا قادیانی کی فصاحت وبلاغت کی چند جھلکیاں

آیئے اب مرزا قادیانی کی فصاحت وبلاغت کے چند نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

مرزا قادیانی نے نبی کریم ﷺ پر ایک جھوٹ بولا تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہندوستان میں ایک کالے رنگ کا نبی گذرا ہے جس کا نام کنھیّا تھا، مرزا نے اس من گھڑت حدیث کے جو عربی الفاظ بنائے وہ یہ ہیں:۔

"كان في الهند نبياً اسودَ اللون اسمُه كاهنا"

(چشمہ معرفت، رخ 23 صفحہ 382)

عربی زبان سے تھوڑی سی واقفیت رکھنے والے جانتے ہیں کہ اس فقرے میں "کان" افعال ناقصہ میں سے ہے، افعال ناقصہ کا اسم مرفوع ہوتا ہے (یعنی اس پر پیش ہوتی ہے)، مرزا قادیانی نے جو فقرہ بنایا اس میں کان کا اسم "نبیاً" ہے، عربی زبان کے اصول کے مطابق یہ لفظ نبیاً غلط ہے بلکہ "نبیٌّ" ہونا چاہیے تھا، لیکن مرزا قادیانی نے اسے منصوب (یعنی اس پر زبر کے ساتھ) لکھا ہے جو کہ اس کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اسی طرح مرزا قادیانی کے مطابق اس پر یہ الہام ہوا تھا:۔

"ربِّ زد في عمرِي وفي عمرِ زوجي زيادةً خارقَ العادة" یعنی اے میرے رب! میری عمر میں اور میرے ساتھی کی عمر میں خارق عادت زیادت فرما۔

(تذکرہ، صفحہ 331، طبع چہارم)

اس فقرے میں "خارق العادة" صفت ہے "زيادة" کی، جیسا کہ مرزا کے اردو ترجمے سے بھی ظاہر ہے، اور زيادة کا لفظ مؤنث ہے لہذا اس کی صفت مذکر نہیں آسکتی بلکہ مؤنث ہونی چاہیے، یعنی "خارق العادة" کی جگہ "خارقة العادة" ہونا چاہیے تھا، اب پتہ نہیں یہ غلطی مرزا کے خدا سے ہوئی یا مرزا سے۔ ہوسکتا ہے مرزا کا کوئی امتی یہ کہے کہ خارق العادة اصل میں حال ہے اور اس کا تعلق رب زد في عمري کے ساتھ ہے، تو بھی جس طرح مرزا نے یہ فقرہ لکھا وہ غلط ہے، اگر خارق العادة حال ہوتا تو یوں لکھا ہوتا "خارقاً العادة" جبکہ مرزا نے تو اسے "خارق العادة" لکھا۔

دوستو! عربی زبان میں رحِمَ یرحَمُ جب فعل کی صورت میں استعمال ہو تو اس کا صلہ "علی" نہیں آتا، یعنی مثال کے طور پر اگر یہ کہنا ہو کہ "اللہ تم پر رحم کرے" تو عربی میں یوں ہوگا "يرحمک الله يا يرحمكم الله" یا اگر کہنا ہو کہ اللہ اس پر رحم کرے تو "يرحمه الله"

بولا جائے گا، اور اگر کوئی یوں کہے "يرحم عليكم الله" یا "يرحم الله عليه" تو یہ غلط ہوگا۔ لیکن مرزا قادیانی نے جگہ جگہ یہ غلطی کی ہے شاید اس نے دیکھا کہ اردو میں اس کا ترجمہ ہے کہ اللہ تم پر رحم کرے تو اس "تم پر" کا ترجمہ عربی میں عليكم کر دیا، یہاں تک کہ اس نے قرآن کی ایک آیت میں بھی "يرحمكم" کو "يرحم عليكم" بنا دیا، سورۃ الاسراء کی آیت نمبر 8 یہاں سے شروع ہوتی ہی ﴿عسىٰ ربكم أن يرحمكم وان عدتم عدنا﴾، مرزا قادیانی نے یہ آیت یوں لکھی ہے:۔

"عسىٰ ربكم أن يرحم عليكم وان عدتم عدنا......"۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، رخ 1 صفحہ 601 حاشیہ)

اسی طرح ایک جگہ مرزا یوں لکھتا ہے:۔

"رب ارحم على الذين يلعنون عليّ" ترجمہ: اے میرے رب تو ان پر رحم فرما جو مجھ پر لعنت کرتے ہیں۔

(آئینہ کمالات اسلام، رخ 5 صفحہ 22)

نیز اس سے اگلے صفحہ پر لکھا:۔

"...... وارحم عليهم" (حوالہ سابقہ، صفحہ 23)

یہاں "ارحم على الذين" غلط ہے بلکہ "ارحم الذين ين" ہونا چاہیے تھا، اور "ارحم عليهم" کی جگہ "ارحمهم" ہونا چاہیے تھا، اسی طرح "يلعنون علي" کی جگہ "يلعنونني" ہونا چاہیے تھا۔

مرزا قادیانی کا وہ خدا جو اسے الہام کرتا تھا (جس کا نام مرزا نے یلاش بتایا ہے۔ تحفہ گولڑویہ، رخ 17 صفحہ 203 حاشیہ) اس نے ایک بار عیدالاضحیٰ کی صبح مرزا کو الہام کیا کہ آج تم عربی میں تقریر کرو اور ساتھ ہی عربی میں یہ الہام کیا:۔

"كلام افصحت من لدن ربٍ كريم۔ یعنی اس کلام میں خدا کی طرف سے

فصاحت بخشی گئی ہے‘‘۔

(حقیقۃ الوحی، رخ22 صفحہ 375)

مرزا کے اس الہام میں ’’کــلام‘‘ کا لفظ مذکر ہے لیکن مرزا کے خدا نے اس کے لئے ’’افـصــحــت‘‘ مؤنث کا صیغہ بولا ہے، یعنی مرزا کو جس الہام کے ذریعہ اس کے کلام کے فصیح ہونے کی خبر دی گئی ہے اسی الہام میں ہی عربی گرائمر کی غلطی ہے۔

یہاں تو لفظ ’’کــلام‘‘ مذکر تھا اور مرزا نے اس کے لئے مؤنث کا صیغہ بولا، لیکن ایک دوسری جگہ مرزا نے لفظ ’’کــلــمة‘‘ مؤنث لکھا اور اس کے لئے مرزا نے مذکر کی ضمیر استعمال کی، آیئے دیکھتے ہیں:۔

’’**فلا تظن یا أخي انی قلتُ کلمةً فیه رائحة ادعاء النبوة ......**‘‘ ترجمہ از ناقل: اے میرے بھائی تو یہ گمان نہ کر کہ میں نے کوئی ایسا کلمہ کہا ہوگا جس میں دعوائے نبوت کا شائبہ ہو۔

(حمامۃ البشری، رخ7 صفحہ 302)

اس فقرے میں مرزا نے ’’**کلمة**‘‘ کا لفظ لکھا جو کہ عربی زبان میں مؤنث ہے لیکن اس کے بعد ’’**فیه**‘‘ کے لفظ میں ’’ہ‘‘ کی ضمیر اس کی طرف لوٹائی جو کہ مذکر کی ضمیر ہے، صحیح لفظ ’’**فیها**‘‘ ہونا چاہیے تھا۔

جیسا کہ محمدی بیگم کے قصے میں آگے بیان ہوگا، مرزا قادیانی نے اپنے خدا کا ایک الہام لکھا تھا کہ اس نے مرزا کو خبر دی:۔

’’**وقـال انهـا ستجعل ثيبة ويموت بعلها وابوها الى ثلاث سنة من يوم النكاح ......**‘‘ ترجمہ از ناقل: اور اس نے کہا کہ وہ (محمدی بیگم) بیوہ ہوگی اور اس کا باپ اور خاوند نکاح کے دن سے تین سال تک مر جائیں گے۔

(کرامات الصادقین، رخ7 صفحہ 162)

اس عربی عبارت میں مرزا نے ایک لفظ لکھا ہے ’’**ثلاث سنة**‘‘ یہ غلط ہے، صحیح ’’**ثلاث سنوات**‘‘ یا ’’**ثلاث سنین**‘‘ ہونا چاہیے تھا۔

مرزا قادیانی کی عربی تحریروں کا مطالعہ کرنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ پنجابی یا اردو کے محاروں اور الفاظ کو عربی میں تبدیل کرتے ہوئے عربی زبان کے قواعد کا لحاظ نہیں کرتا تھا بلکہ پنجابی یا اردو کے الفاظ کو مدنظر رکھتا تھا، اس کی ایک اور مثال پیش خدمت ہے، مرزا نے اپنے اس خطبہ میں جس کے بارے میں اس کا دعویٰ ہے کہ یہ خطبہ اس کے خدا کی طرف سے اسے الہام ہوا تھا یہ الفاظ لکھے:۔

’’...... **وارتدوا من دين الله**‘‘ اور خدا کے دین سے پھر گئے ہیں۔

(خطبہ الہامیہ، رخ16، صفحات 157 و 158)

’’......**وارتدوا من الاسلام**‘‘ جس کا ترجمہ ہے ’’وہ اسلام سے پھر گئے یعنی مرتد ہو گئے‘‘۔

(خطبہ الہامیہ، رخ16، صفحہ 173)

دونوں جگہ مرزا نے ’’**من دين الله**‘‘ اور ’’**من الاسلام**‘‘ کے الفاظ لکھے، جبکہ ’’**عن دين الله**‘‘ اور ’’**عن الاسلام**‘‘ ہونا چاہیے تھا، یعنی ’’**من**‘‘ کی جگہ ’’**عن**‘‘ ہونا چاہیے۔

اسی ’’الہامی‘‘ خطبہ میں ایک جگہ مرزا نے یہ الفاظ لکھے:۔

’’**واحضروا الله من التذلل**‘‘ اور اس کا اردو ترجمہ یوں کیا ’’اور خدا کے سامنے عاجزی سے حاضر ہو جاؤ‘‘۔

(خطبہ الہامیہ، رخ16، صفحہ 187)

عربی زبان سے واقفیت رکھنے والے جانتے ہیں کہ یہاں بھی مرزا نے اردو یا پنجابی کے فقرے کو لفظ بلفظ عربی میں منتقل کیا ہے اور ’’عاجزی سے‘‘ کا ترجمہ عربی میں ’’**من التذلل**‘‘ کیا، جبکہ یہاں حرف ’’**من**‘‘ غلط ہے، صحیح لفظ ’’**بالتذلل**‘‘، وغیرہ ہو سکتا تھا۔

کیا یوحنا، ایلیا اور ادریس ایک ہی نبی کے نام ہیں؟

مرزا قادیانی نے ایک جگہ لکھا:۔

''بائبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کی رو سے جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے وہ دو نبی ہیں ایک یوحنّا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے۔ دوسرے مسیح بن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں'' ......(تین سطروں کے بعد دوبارہ لکھا)...... ''لیکن حضرت ادریس کی نسبت جو بائبل میں یوحنّا اور یا ایلیا کے نام سے پکارے گئے ہیں انجیل میں یہ فیصلہ دیا گیا ہے کہ یحییٰ بن زکریا کے پیدا ہونے سے ان کا آسمان سے اترنا وقوع میں آ گیا ہے......الخ''

(توضیح مرام، رخ 3 صفحہ 52)

آپ نے پڑھا اس تحریر میں مرزا قادیانی نے پہلے لکھا کہ ''یوحنّا، ایلیا اور ادریس'' ایک ہی نبی کے نام ہیں جو کہ غلط ہے، یوحنّا کہتے ہیں حضرت یحییٰ علیہ السلام کو، ایلیا نام ہے حضرت الیاس علیہ السلام کا اور ادریس علیہ السلام ان دونوں کے علاوہ تیسرے نبی ہیں لیکن مرزا قادیانی ان تینوں کو ایک ہی بتا رہا ہے، پھر تین سطروں کے بعد مرزا نے دوبارہ لکھا کہ ''حضرت ادریس کو بائبل میں یوحنّا اور ایلیا کے نام سے پکارا گیا ہے'' جبکہ بائبل میں ہرگز حضرت ادریس علیہ السلام کو یوحنّا یا ایلیا کے نام سے نہیں پکارا گیا، اس پر طرفہ تماشہ یہ کہ مرزا کی یہ کتاب ''توضیح مرام'' غالباً 1890ء میں شائع ہوئی اس کے بعد مرزا قادیانی تقریباً 18 سال زندہ رہا لیکن اس کے خدا (یلاّش) کی طرف سے اس کی غلطی کی اصلاح نہ کی گئی، جب مرزا اس دنیا سے چلا گیا تو اس کے ایک امتی مولوی جلال شمس کو اس غلطی کا پتہ چلا تو اس نے لفظ ''ادریس'' پر یہ حاشیہ لکھا ''الیاس پڑھا جائے''، پہلی بات تو یہ کہ جب کتاب کے مصنف مرزا قادیانی نے ''ادریس'' لکھا ہے تو پھر ''الیاس'' کیوں پڑھا جائے؟ صاف طور پر یہ کیوں نہ لکھا گیا کہ ہمارے سلطان القلم، ملہم من اللہ سے غلطی ہو گئی اور موت تک اسے اپنی غلطی کا پتہ نہ چلا؟، پھر اس عبارت میں صرف لفظ

''ادریس'' کو ''الیاس'' پڑھنے سے بھی کام نہیں چلے گا کیونکہ حضرت الیاس کا نام بھی ہرگز ''یوحنّا'' نہیں ہے، اور مرزا قادیانی نے بائبل کے جس حوالے کا ذکر کیا ہے کہ انجیل میں یہ فیصلہ دیا گیا ہے کہ یحییٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے سے ایلیا نبی کا آسمان سے اترنا وقوع میں آ گیا ہے، یہ بھی مرزا کا جھوٹ ہے کیونکہ بائبل میں ہی یہ بھی مذکور ہے کہ خود حضرت یحییٰ علیہ السلام (یعنی یوحنّا نبی) نے صاف طور پر اپنے ایلیا یا الیاس ہونے کا انکار کیا تھا، خود مرزا نے یہی بات لکھی ہے کہ یوحنّا اپنے الیاس ہونے سے خود منکر ہے (نصرۃ الحق، رخ 21 صفحہ 43)۔ بائبل کے اس ایلیا نبی کے حوالے سے مرزا قادیانی اور اس کی جماعت ایک اور دھوکہ بھی دیتے ہیں جس کا بیان ہم رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام کے باب میں کر چکے ہیں۔

''لَم یَلِد'' کا معنیٰ کیا؟

مرزا قادیانی نے ایک جگہ سورۃ الاخلاص کی آیت نمبر 3 میں آنے والے لفظ ﴿لم یلد﴾ کا معنی یوں بیان کیا:۔

''لَم یَلِد کا لفظ جس کے یہ معنی ہیں کہ خدا کسی کا بیٹا نہیں کسی کا جنایا ہوا نہیں......''۔

(ست بچن، رخ 10 صفحہ 264)

آپ نے دیکھا کہ مرزا نے ﴿لم یلد﴾ کا معنی یہ بیان کیا کہ خدا کسی کا بیٹا نہیں یعنی اسے کسی نے نہیں جنا، جبکہ لم یلد کا معنی یہ ہے کہ خدا نے کسی کو نہیں جنا اس کی کوئی اولاد نہیں، مرزا نے جو معنی بیان کیا ہے وہ لفظ ﴿لَم یُولَد﴾ کا ہے نہ کہ ﴿لم یلد﴾ کا، مرزا کی جہالت کا یہ نمونہ بھی آج تک اس کی کتاب میں موجود ہے۔

اسلامی مہینوں میں چوتھا مہینہ کونسا؟

مرزا قادیانی نے اپنے چوتھے لڑکے مبارک احمد کی پیدائش کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:۔

''......اور جیسا کہ وہ چوتھا لڑکا تھا اسی مناسب کے لحاظ سے اُس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا یعنی ماہ صفر۔ اور ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھا دن لیا یعنی چارشنبہ۔ اور دن

کے گھنٹوں میں سے دوپہر کے بعد چوتھا گھنٹہ لیا......''۔

(تریاق القلوب، رخ15 صفحات 217و218)

قارئین محترم! مرزا قادیانی کی یہ تحریر پوری پڑھی جائے تو صاف پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنے اس چوتھے بیٹے کی مناسبت سے ہر چیز میں ''چار'' کے عدد کو ثابت کرنا چاہتا ہے، چوتھا لڑکا، چوتھا مہینہ، چوتھا دن، چوتھا گھنٹہ وغیرہ۔لیکن نام نہاد سلطان القلم کو اتنی سی بات کا علم نہیں کہ اسلامی مہینوں میں چوتھا مہینہ ''صفر'' نہیں بلکہ ''ربیع الثانی'' ہوتا ہے، نیز فارسی میں ہفتہ کا چوتھا دن ''چارشنبہ'' نہیں بلکہ ''سہ شنبہ'' ہوتا ہے (فارسی میں ہفتہ کا پہلا دن یک شنبہ نہیں بلکہ صرف شنبہ ہے)۔

اپنے سلطان القلم کی اس جہالت پر پردہ ڈالنے کے لئے اس مقام پر کتاب کے ناشر کی طرف سے یہ حاشیہ لکھا گیا ہے:۔

''یہاں سہواً اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا یعنی ماہ صفر لکھا گیا ہے۔درست اسی کتاب کے صفحہ 221 پر یوں لکھا ہے پسر چہارم کی پیش گوئی کو 14 جون 1899 میں جو مطابق 4 صفر 1317ھ تھی بروز چہارشنبہ پورا کردیا۔ناشر'' (حاشیہ صفحہ مذکورہ)۔

قارئین محترم! غور فرمائیں، صفر کو چوتھا مہینہ لکھے جانے کو مرزا کا سہو بتایا جارہا ہے لیکن چہارشنبہ کو ہفتہ کا چوتھا دن لکھے جانے کا ذکر نہیں کیا گیا، پھر یہ دھوکہ دیا گیا کہ کتاب کے صفحہ 221 پر درست لکھا ہے، لیکن جب ہم صفحہ نمبر 221 کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہاں ہرگز یہ نہیں لکھا کہ صفر اسلامی مہینوں میں دوسرا مہینہ ہے تاکہ ہمیں پتہ چلے کہ مرزا نے اپنی غلطی کی اصلاح کرلی تھی، چلیں ایک منٹ کے لئے فرض کرلیں کہ مرزا نے غلطی سے اور بھول کر چوتھے لڑکے کے ساتھ چار کے عدد کو ملانے کے شوق میں صفر کو چوتھا مہینہ اور چہارشنبہ کو ہفتہ کا چوتھا دن لکھ دیا تھا لیکن مرزا کے بقول ''انبیاء غلطی پر قائم نہیں رکھے جاتے'' (اعجاز احمدی، رخ19 صفحہ 133) نیز مرزا کے بیٹے اور دوسرے قادیانی خلیفہ مرزا محمود نے لکھا تھا ''خدا اپنے نبی کو وفات تک غلطی میں نہیں رکھتا''

(آئینہ صداقت، انوار العلوم، جلد 6 صفحہ 124)، اور مرزا نے اپنی جس کتاب میں صفر کو چوتھا مہینہ اور چہارشنبہ کو ہفتہ کا چوتھا دن لکھا وہ کتاب بقول جماعت قادیانیہ سنہ 1899 یا 1900ء میں لکھی گئی تھی، اس کے بعد مرزا قادیانی آٹھ سال تک زندہ رہا لیکن موت تک اسے پتہ نہ چلا کہ میں نے یہ غلطی کی ہے، یہی دلیل ہے کہ مرزا قادیانی اللہ کا نبی نہیں ہوسکتا۔

دوستو! مرزا قادیانی کی علمی قابلیت کی یہ چند مثالیں ہم نے صرف بطور نمونہ پیش کی ہیں ورنہ اگر مرزا کی کتابیں تفصیل سے پڑھی جائیں تو جابجا اردو اور عربی کے غلط الفاظ، بلکہ اردو میں پنجابی کے الفاظ بھی ملیں گے، یہ کہانی پھر سہی۔

سیرۃ النبی ﷺ کے بارے میں مرزا قادیانی کی جہالت

آنحضرت ﷺ کی سیرۃ طیبہ اور حیاۃ مبارکہ کے بارے میں مرزا قادیانی کا علم کتنا تھا؟ اس کی صرف ایک مثال یہاں پیش کی جاتی ہے، اس نے ایک جگہ لکھا:۔

''تاریخ کو دیکھو کہ آنحضرت ﷺ وہی ایک یتیم لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہوگیا۔اور ماں صرف چند ماہ کا بچہ چھوڑ کر مرگئی تھی''۔

(پیغام صلح، رخ23، صفحہ 465)

سیرۃ النبی ﷺ کا ادنیٰ سا طالب علم بھی جانتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے والد گرامی آپ کی ولادت باسعادت سے قبل وفات پاگئے تھے، یہی بات مستند اور معتبر ہے، اور جب آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ کی عمر مبارک چھ سال کے قریب تھی، لیکن آپ نے دیکھا کہ مرزا قادیانی لکھ رہا ہے کہ آپ ﷺ کے والد کی وفات آپ کی پیدائش کے چند دنوں کے بعد اور آپ ﷺ والدہ کی وفات جب ہوئی تو آپ ﷺ صرف چند ماہ کے تھے۔

عجیب بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے اپنے بیٹے اور سیرۃ المہدی کے مصنف مرزا بشیر احمد ایم اے نے ایک کتاب ''سیرۃ خاتم النبیین ﷺ'' کے نام سے لکھی ہے اس میں وہ صاف طور

پر لکھتا ہے کہ جس وقت آنحضرت ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ کی وفات ہوئی تو ان کی زوجہ حضرت آمنہ حمل سے تھیں (سیرۃ خاتم النبیین، مصنفہ مرزا بشیر احمد ایم اے، صفحہ 91)، اور اسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ آپ ﷺ کی عمر مبارک چھ برس تھی جب آپ کی والدہ ماجدہ نے یثرب (مدینہ) کا وہ سفر فرمایا جس میں اُن کا انتقال ہوا (سیرۃ خاتم النبیین، صفحہ 97)۔

باپ بیٹے میں سے کون ٹھیک ہے اور کون غلط؟ اس کا فیصلہ وہ خود کرلیں جو مرزا قادیانی کو نبی اور اس کے بیٹے مرزا بشیر احمد کو ''قمر الانبیاء'' کا خطاب دیتے ہیں۔

''آم'' کی مضحکہ خیز وجہ تسمیہ

مرزا قادیانی کا ایک مرید مفتی محمد صادق اپنے گُرو سے نقل کرتا ہے:۔

''آم کے متعلق گاہے فرمایا کرتے تھے کہ لفظ آم لفظ اُم سے نکلا ہے۔ عربی زبان میں اُم ماں کو کہتے ہیں، جیسا کہ بچہ ماں کے پستان چوستا ہے ایسا ہی آم کو بھی منہ میں ڈال کر چوستا ہے، اس مشابہت کی وجہ سے اِس کا نام آم ہوا''۔

(ذکر حبیب، طبع جدید، جلد اول، صفحہ 128، مصنفہ مفتی محمد صادق مرزائی)

تمام لوگ جانتے ہیں ''آم'' اردو میں ایک مشہور پھل کا نام ہے، یہ عربی کا لفظ نہیں، جبکہ اُم عربی کا لفظ ہے اردو کا نہیں، لیکن مرزا قادیانی کی لغت اور ''ذہنیت'' کا کمال دیکھیں کہ کہاں کا لفظ کہاں جوڑ دیا۔

''قریہ'' کی وجہ تسمیہ

اسی صفحہ پر مفتی محمد صادق نے مرزا قادیانی کا ایک اور علمی شاہکار بھی نقل کیا ہے:۔

''ایک دفعہ سَیر پر جاتے ہوئے ایک گاؤں کی طرف نگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ عربی زبان میں گاؤں کو قریہ کہتے ہیں، یہ لفظ قریٰ سے نکلا ہے جس کے معنیٰ مہمان نوازی کے ہیں چونکہ گاؤں کے لوگ شہریوں کی نسبت زیادہ مہمان نواز ہوتے ہیں اس واسطے گاؤں کو قریہ کہتے ہیں''۔

(ذکر حبیب، طبع جدید، جلد اول، صفحہ 128)

یہ بھی مرزا قادیانی کی ایجاد کردہ لغت کا ایک اور شاہکار ہے، ورنہ ''قُریٰ'' تو قریہ کی جمع ہے نہ یہ کہ قریہ اس سے نکلا ہے۔

مرزا قادیانی اپنی عربی تحریریں اصلاح کے لئے اپنے مریدوں کو بھیجا کرتا تھا

مرزا بشیر احمد ایم اے بروایت مولوی شیر علی بیان کرتا ہے کہ:۔

''حضرت صاحب عربی کتابوں کی کاپیاں اور پروف حضرت خلیفہ اول (یعنی حکیم نور دین بھیروی۔ ناقل) اور مولوی محمد احسن صاحب (امروہی۔ ناقل) کے پاس بھی بھیجا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر کسی جگہ اصلاح ہو سکے تو کردیں۔ حضرت خلیفہ اول تو پڑھ کر اسی طرح واپس فرما دیتے تھے لیکن مولوی محمد احسن صاحب بڑی محنت کر کے اس میں بعض جگہ اصلاح کے طریق پر لفظ بدل دیتے تھے......''۔

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ اول، صفحہ 82، روایت نمبر 104، نیا ایڈیشن)

مرزا قادیانی کو قرآن کریم کا اکثر حصہ حفظ نہ تھا

مرزا قادیانی کا دعویٰ تو ظلی بروزی محمد ﷺ ہونے کا تھا (نعوذ باللہ) لیکن اسے قرآن کریم کا اکثر حصہ زبانی یاد نہ تھا، یہ ہم نہیں بلکہ اس کا بیٹا ہمیں بتاتا ہے:۔

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (نقلی اور جعلی۔ ناقل) کو قرآن مجید کے بڑے بڑے مسلسل حصے یا بڑی بڑی سورتیں یاد نہ تھیں۔ بے شک آپ قرآن کے جملہ مطالب پر حاوی تھے (بلکہ تحریف معنوی میں پی ایچ ڈی تھے۔ ناقل) مگر حفظ کے رنگ میں قرآن شریف کا اکثر حصہ یاد نہ تھا......''۔

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ سوم، صفحہ 540، روایت نمبر 553، نیا ایڈیشن)

رضاعت کی مقدار اور مرزائی علماء کے فتوے کو مرزا کی رائے پر ترجیح دینا

''ایک دفعہ حضرت خلیفہ اول (یعنی مرزائی خلیفہ اول حکیم نورالدین۔ ناقل) کے

بڑے لڑکے میاں عبدالحی مرحوم کا نکاح بہت چھوٹی عمر میں حضرت صاحب نے پیر منظور محمد صاحب (ان پیر صاحب کا ذکر آگے آئے گا۔ناقل) کی چھوٹی لڑکی حامدہ بیگم کے ساتھ کرادیا تھا۔بعد میں معلوم ہوا کہ وہ دونوں رضاعی بہن بھائی ہیں۔اس پر علماء جماعت کی معرفت مسئلہ کی چھان بین ہوئی کہ رضاعت سے کس قدر دودھ پینا مراد ہے اور کیا موجودہ صورت میں رضاعت ہوئی بھی ہے یا نہیں۔آخر تحقیقات کرکے اور مسئلہ پر غور کرکے یہ فیصلہ ہوا کہ واقعی یہ ہر دو رضاعی بہن بھائی ہیں اور نکاح فسخ ہوگیا۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ جہاں تک مجھے یاد ہے اس وقت حضرت صاحب اس طرف مائل تھے کہ اگر معمولی طور پر کسی وقت تھوڑا سا دودھ پی لیا ہے تو یہ ایسی رضاعت نہیں جو باعثِ حرمت ہو اور حضور کا میلان تھا کہ نکاح قائم رہ جائے مگر خلیفہ اول کو فقہی احتیاط کی بناء پر انقباض تھا اس لئے حضرت صاحب نے نکاح فسخ کرنے کی اجازت دیدی''۔

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ سوم، صفحات 562و563، روایت نمبر 590)

قابل غور یہ ہے کہ قادیانی نبی کی موجودگی میں ایک شرعی مسئلے کی تحقیق کے لئے غیر نبی علماء کا بورڈ بنتا ہے اور ان کی تحقیق کی روشنی میں فیصلہ ہوتا ہے جبکہ ان کے نبی کی رائے اس سے مختلف ہوتی ہے لیکن نبی کی رائے کے مقابلے میں غیر نبی کے فتوے کو ترجیح دی جاتی ہے۔

مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ کسی حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے کے بارے میں جاننے کے لئے اسے محدثین کے اقوال کی ضرورت نہیں بلکہ اس کے خدا نے اسے جب مسیح موعود کرکے بھیجا تو ساتھ یہ بھی بتادیا کہ کون سی حدیث صحیح ہے اور کون سی ضعیف، لیکن معلوم ہوتا ہے مرزا کے اس خدا نے فقہی مسائل کے بارے میں مرزا کو کچھ نہیں بتایا تھا کہ رضاعت کی باعثِ حرمت مقدار کتنی ہے؟۔

قربانی کا بکرا کتنی عمر کا ہو؟

مرزا قادیانی سے قربانی کے بکرے کی عمر کے بارے میں ایک سوال کیا گیا، مرزا نے اس کا کیا جواب دیا؟، پیش خدمت ہے:۔

''سوال پیش ہوا: ایک سال کا بکرا بھی قربانی کے لئے جائز ہے؟۔ جواب: مولوی صاحب سے پوچھ لو، اہل حدیث وحنفاء کا اس میں اختلاف ہے، مولوی صاحب کی تحقیق یہ ہے کہ دوسال سے کم کا بکرا قربانی کے لئے اہلحدیث کے نزدیک جائز نہیں''۔

(اخبار بدر قادیان، 23 جنوری 1908، صفحہ 2، کالم 3)

غور فرمائیں! قادیانیوں کا نبی ایک مسئلہ بتاتے ہوئے فقہاء کے اختلاف کا حوالہ دے رہا ہے اور پھر سوال کے جواب کے لئے اپنے ایک مرید کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیتا ہے (مولوی صاحب سے مراد غالباً حکیم نورالدین بھیروی ہے۔ناقل)، کیا اللہ کے نبی کو کسی شرعی مسئلے کے جواب کے لئے فقہاء کے اقوال کی ضرورت ہوتی ہے؟ اور کیا وہ خود جواب دینے کے بجائے اپنے کسی مرید کی تحقیق کا حوالہ دیتا ہے؟ نیز مرزا کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلدین کو ''حنفاء'' نہیں بلکہ ''احناف'' یا ''حنفیہ'' کہا جاتا ہے۔

مرزا کے نزدیک ارکانِ وضو صرف تین؟

قرآن کریم نے وضو کے فرائض چار بیان کیے ہیں (1) منہ دھونا (2) کہنیوں سمیت ہاتھ اور بازو دھونا (3) سر کا مسح کرنا (4) ٹخنوں سمیت پاؤں دھونا۔(سورۃ المائدۃ: آیت 6)، لیکن مرزا قادیانی لکھتا ہے:۔

''وضو کرنا تو صرف ہاتھ پیر اور منہ دھونا ہے''

(نور القرآن نمبر۲، رخ 9، صفحہ 420)

مرزا نے ''سر کا مسح'' بھی شاید ''جہاد'' کی طرح منسوخ کردیا۔

بدعتی مسیح؟

مرزا قادیانی کا ایک مرید خاص تھا جس کا نام تھا پیر سراج الحق نعمانی (جو قادیان میں پیر کُتے مار کے نام سے مشہور تھا۔دیکھیں مرزا کے ایک دوسرے مرید مفتی محمد صادق کی کتاب ''ذکرِ حبیب، طبع جدید'' کا صفحہ 127)، اس ''پیر کُتے مار'' نے بھی مرزا قادیانی کی سوانح حیات

لکھی ہے جس کا نام رکھا ''تذکرۃ المہدی''، اس میں ایک جگہ لکھا:۔

''ایک روز ایک شخص نے سوال کیا کہ دلائل الخیرات کا ورد پڑھنا کیسا ہے، فرمایا دلائل الخیرات میں جتنا وقت خرچ ہو اگر نماز اور قرآن شریف کی تلاوت میں خرچ ہو تو کتنا فائدہ ہوتا ہے، یہ کتابیں قرآن شریف اور نماز سے روک دیتی ہیں، یہ خدا تعالیٰ کا کلام اور حکم ہے اور انسانوں کا بناوٹی وظیفہ ہے فرمایا قرآن شریف کی آیتوں اور سورتوں کا بھی لوگ وظیفہ کرتے ہیں اور یہ بدعت ہے اور ناسمجھی سے ایسا کرتے ہیں''۔

(تذکرۃ المہدی، حصہ اول، صفحہ 183، طبع قادیان، جون 1915)

آپ نے دیکھا کہ مرزا قادیانی نے قرآن کریم کی آیات اور سورتوں کے وظیفہ کو بدعت بتایا اور ایسا کرنے والوں کو ناسمجھ کہا، اب مرزا قادیانی کے بیٹے کی یہ تحریر پڑھیں:۔

''بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ جب آتھم کی میعاد میں صرف ایک دن باقی رہ گیا (مرزا نے عیسائی پادری عبداللہ آتھم کے بارے میں پیش گوئی کی تھی کہ وہ پندرہ مہینے کے اندر مر جائے گا، اس جگہ میعاد سے مراد یہ پندرہ مہینے کی میعاد ہے، آتھم پندرہ مہینے کے اندر نہیں مرا تھا اور مرزا قادیانی کی ذلت ہوئی تھی تفصیل کتب میں موجود ہے۔ناقل) تو حضرت مسیح موعود (نقلی اور جعلی۔ناقل) نے مجھ سے اور میاں حامد علی مرحوم سے فرمایا کہ اتنے چنے (مجھے تعداد یاد نہیں کہ کتنے چنے آپ نے بتائے تھے) لے لو اور ان پر فلاں سورت کا وظیفہ اتنی تعداد میں پڑھو (مجھے وظیفہ کی تعداد بھی یاد نہیں رہی)۔ میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ مجھے وہ سورت یاد نہیں رہی مگر اتنا یاد ہے کہ وہ کوئی چھوٹی سورت تھی جیسے الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل ہے الخ۔اور ہم نے یہ وظیفہ قریباً ساری رات صرف کر کے ختم کیا تھا۔ختم کرنے کے بعد ہم وہ دانے حضرت صاحب کے پاس لے گئے کیونکہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ وظیفہ ختم ہونے پر یہ دانے میرے پاس لے آنا......الخ''۔

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ اول، صفحہ 162، روایت نمبر 160، نیا ایڈیشن)

اس روایت میں آگے یہ بیان ہے کہ مرزا نے وہ دانے قادیان کی آبادی سے باہر ایک غیر آباد کنویں میں پھینکے تھے، بہر حال آپ نے دیکھا کہ پیر سراج الحق کے مطابق مرزا قادیانی نے قرآن کریم کی آیات اور سورتوں کے وظیفے کو بدعت اور ناسمجھی بتایا لیکن پھر وہ خود آتھم کی موت کے لئے اپنے مریدوں سے چنوں پر قرآن کی ایک سورت کا وظیفہ پڑھا کر ''بدعتی'' بن گیا، نیز آتھم کی موت کے لئے اس وظیفہ کا ذکر خود اسی پیر سراج الحق کی زبانی بھی مرزا بشیر احمد نے کیا ہے اور اس میں پیر سراج الحق نے بتایا ہے کہ یہ وظیفہ ایک ہزار ماش کے دانوں پر ایک ہزار مرتبہ سورۃ الفیل پڑھ کر کیا گیا تھا۔

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ دوم، صفحہ 289، روایت نمبر 312)

نماز میں فارسی نظم

پیر سراج الحق (عرف پیر کُتّے مار) کا ذکر آیا ہے تو اس کا ایک اور کارنامہ بھی پڑھتے جائیں، یہ پیر صاحب مرزا قادیانی کے نماز میں امام بھی ہوتے تھے، ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ:۔

'' گرمیوں میں مسجد مبارک میں مغرب کی نماز پیر سراج الحق صاحب نے پڑھائی۔حضور...... (یعنی مرزا قادیانی۔ناقل) بھی اس نماز میں شامل تھے۔تیسری رکعت میں رکوع کے بعد انہوں نے بجائے مشہور دعاؤں کے حضور کی ایک فارسی نظم پڑھی (جی ہاں قادیانی نبی شاعر بھی تھا۔ناقل) جس کا یہ مصرع ہے ''اے خدا! اے چارہ آزمائے ما!''، خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ فارسی نظم نہایت اعلیٰ درجہ کی مناجات ہے جو رُوحانیت سے پُر ہے......الخ''۔

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ سوم، صفحہ 644، روایت نمبر 707)

واضح رہے کہ اس بات کو لکھنے کے بعد مرزا بشیر احمد نے ایسا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا کہ مرزا قادیانی نے نماز کے دوران یا بعد میں اس واقعہ پر کوئی اعتراض کیا ہو، بلکہ اس نے اسے ایک انفرادی واقعہ کہہ کر اس سے گلوخلاصی کروانے کی کوشش کی ہے۔

مرزا قادیانی کے سائنسی نظریے اور فارمولے

آیئے اب مرزا قادیانی کے کچھ سائنسی فارمولے بھی ملاحظہ فرمائیں:۔

''مثلاً مکھی اور دوسرے بعض جانوروں میں یہ خاصیت ہے کہ اگر ایسے طور پر مرجائیں کہ ان کے اعضاء میں کچھ زیادہ تفرّق اتصال واقع نہ ہو اور اپنی اصل ہیئت اور وضع پر سلامت رہیں اور متعفن نہ ہونے پاویں بلکہ ابھی تازہ ہی ہوں اور موت پر دو تین گھنٹہ سے زیادہ عرصہ نہ گذرا ہو جیسے پانی میں مری ہوئی مکھیاں ہوتی ہیں تو اس صورت میں اگر نمک باریک پیس کر اس مکھی وغیرہ کو اس کے نیچے دبایا جاوے اور پھر اسی قدر خاکستر بھی اس پر ڈالی جاوے تو وہ مکھی زندہ ہو کر اڑ جاتی ہے اور یہ خاصیت مشہور و معروف ہے جس کو اکثر لڑکے بھی جانتے ہیں''

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، رخ 1، صفحات 552 تا 554)

''اور اسرار قدرتِ الٰہی میں سے ایک یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جب ایک گلہری کو پتھر یا سوٹے سے مارا جائے اور وہ بظاہر بالکل مرجائے تو اگر اس کے سر کو گوبر میں دبایا جائے تو چند منٹ میں وہ زندہ ہو کر بھاگ جاتی ہے، مکھی بھی اگر پانی میں مرجائے تو وہ بھی زندہ ہو کر پرواز کر جاتی ہے......الخ''

(چشمہ معرفت، رخ 23، صفحہ 171)

''اور بعض درختوں کے پھل جب پختہ ہوتے اور کھانے کے قابل ہو جاتے ہیں تو وہ سب کے سب پرندے بن جاتے ہیں اور دوسرے پرندوں کی طرح پرواز کرتے ہیں جیسا کہ گولر کا پھل بھی اسی طرح کا ہے''

(چشمہ معرفت، رخ 23، صفحہ 343)

صرف عورت کے نطفے سے (بغیر باپ کے) بچہ پیدا ہونا

مرزا قادیانی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ خدا واسطے کا بَیر تھا، وہ یہ ماننے کے لئے تیار نہیں کہ اُن کا بغیر باپ کے صرف ماں سے پیدا ہونا ایک معجزہ، خلاف عادت اور انوکھا

واقعہ تھا، بلکہ مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ ''باپ کے بغیر بچے پیدا ہوتے رہتے ہیں اور ہر قوم میں اس کی مثالیں پائی جاتی ہیں اس میں کوئی انوکھی بات نہیں''، مرزا کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:۔

''فان الانسان قد يتولد من نطفة الامرأة وحدها ولو على سبيل الندرة وليس هو بخارج من قانون القدرة، بل له نظائر وقصص فى كل قوم ''انسان کبھی صرف عورت کے نطفے سے بھی پیدا ہو جاتا ہے اگرچہ یہ بات نادر ہی کیوں نہ ہو، اور یہ قانون قدرت سے خارج نہیں، بلکہ ہر قوم میں اس کی نظیریں پائی جاتی ہیں۔

(خطبہ الہامیہ، رخ 16، صفحہ 86 حاشیہ)

ہر دن کروڑوں انسانوں کا مرنا اور کروڑوں کا پیدا ہونا

''دیکھو زمین پر ہر روز خدا کے حکم سے ایک ساعت میں کروڑہا انسان مرجاتے ہیں اور کروڑہا اُس کے ارادہ سے پیدا ہو جاتے ہیں اور کروڑہا اُس کی مرضی سے فقیر سے امیر اور امیر سے فقیر ہو جاتے ہیں''۔

(کشتی نوح، رخ 19، صفحہ 41)

قارئین محترم! کیا واقعی زمین پر ہر دن ایسا ہوتا ہے کہ پوری دنیا میں ''کروڑہا'' نہیں بلکہ صرف ایک کروڑ انسان ہی مرتے ہوں اور اتنی ہی تعداد میں نئے بچے پیدا ہوتے ہوں؟ (یاد رہے ایک کروڑ میں سو لاکھ ہوتے ہیں)، بلکہ مرزا نے تو دن نہیں بلکہ ''دن کی ایک گھڑی یا ساعت'' کا ذکر کیا ہے۔

ہو سکتا ہے مرزائی فلسفی یہاں بھی یہ تاویل کریں کہ یہاں مرنے اور پیدا ہونے سے مراد ہدایت پانا یا گمراہ ہونا ہے نہ کہ حقیقی موت یا پیدائش، تو اس صورت میں بھی مرزا کی یہ بات نری جہالت اور خلاف حقیقت ہے، ہاں اگر مرزائی لغت میں ''مرنے اور پیدا ہونے'' اور ''فقیر و امیر ہونے'' کا بھی کوئی ''ظلی بروزی'' معنیٰ ہو تو ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔

☆☆☆☆

نذرانے، گمنام منی آرڈرز اور مال ودولت کو اپنی سچائی کا نشان بتانا

ایک وقت آیا کہ مرزا قادیانی کے پاس نامعلوم ذرائع سے نذرانے آنے شروع ہوگئے اور مرزا جی روپوں میں کھیلنے لگے، دولت کی اس فروانی کو مرزا نے اپنی سچائی کا نشان بنا کر پیش کیا چنانچہ اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں ''بائیسواں نشان'' کے عنوان کے تحت یوں لکھا:۔

''مجھے اپنی حالت پر خیال کر کے اس قدر بھی امید نہ تھی کہ دس روپیہ ماہوار بھی آئیں گے مگر خدا تعالیٰ جو غریبوں کو خاک میں سے اٹھاتا اور متکبروں کو خاک میں ملاتا ہے اس نے ایسی میری دستگیری کی کہ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ آچکا ہے اور شاید اس سے زیادہ ہو......'' اس کے نیچے حاشیہ میں لکھا کہ ''اگرچہ منی آرڈروں کے ذریعے ہزارہا روپے آچکے ہیں مگر اس میں زیادہ وہ ہیں جو خود مخلص لوگوں نے آکر دیے اور جو خطوط کے اندر نوٹ آئے اور بعض مخلصوں نے نوٹ اور سونا اس طرح بھیجا جو اپنا نام بھی ظاہر نہیں کیا اور مجھے اب تک معلوم نہیں کہ ان کے نام کیا کیا ہیں''۔

(حقیقۃ الوحی، رخ22 صفحہ 221)

دوستو! اللہ کے نیک اور برگزیدہ بندوں کے دل ودماغ میں مال ودولت اور دنیا کی محبت وچاہت نہیں ہوتی، اور نہ ہی انہیں ایسے خواب آتے ہیں یا الہام ہوتے ہیں کہ اتنا روپیہ آنے والا ہے، ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کی دنیا سے بے رغبتی کا یہ عالم تھا کہ بعض اوقات کئی کئی دن گھر میں آگ نہ جلتی تھی صرف کھجوروں پر گذر بسر ہوتی تھی، لیکن مرزا قادیانی کو خواب میں بھی ایسے فرشتے نظر آتے تھے جو دونوں ہاتھوں سے روپے بھر کر مرزا کی جھولی میں ڈالتے تھے اور وہ روپے اتنے ہوتے تھے کہ مرزا انہیں گن نہیں سکتا تھا (تذکرہ، صفحہ 445، طبع چہارم)، اس کا خدا اسے پہلے ہی الہام کر کے بتا دیتا تھا کہ اتنا روپیہ آنے والا ہے، مرزا قادیانی لکھتا ہے:۔

''یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت ہے کہ اکثر جو نقد روپیہ آنے والا ہو یا اور چیزیں تحفے کے طور پر ہوں ان کی خبر قبل از وقت بذریعہ الہام یا خواب مجھ کو دیدیتا ہے اور اس قسم

کے نشان پچاس ہزار سے زیادہ ہوں گے''۔

(حقیقۃ الوحی، رخ22 صفحہ 346)

نوٹوں کے تھیلے

مرزا قادیانی کا ایک مرید خاص تھا جس کا نام حافظ حامد علی تھا جو مرزا کے گھر کا سودا سلف خرید کر لایا کرتا تھا، اس کی بیوہ رسول بی بی کی ایک روایت مرزا بشیر احمد نے ذکر کی ہے کہ:۔

''میں نے کئی دفعہ دیکھا کہ حافظ صاحب تھیلوں کے تھیلے روپوں کے لایا کرتے تھے جن کی حفاظت رات کو مجھے کرنی پڑتی تھی''۔

(سیرۃ المہدی، جلد دوم، حصہ چہارم، صفحہ 117، روایت نمبر 1145 نیا ایڈیشن)

مرزا کی مرغی بھی چندے کی اپیل کرتی ہے

''2 دسمبر 1905: ایک رؤیا اور ایک الہام: رؤیا دیکھا کہ ایک دیوار پر ایک مرغی بیٹھی ہے۔ وہ کچھ بولتی ہے۔ سب فقرات یاد نہیں رہے مگر آخری فقرہ جو یاد رہا یہ تھا ''ان کنتم مسلمین'' (ترجمہ) اگر تم مسلمان ہو۔ اس کے بعد بیداری ہوئی۔ یہ خیال تھا کہ مرغی نے یہ کیا الفاظ بولے ہیں، پھر الہام ہوا ''انفقوا فی سبیل الله ان کنتم مسلمین'' (ترجمہ) اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اگر تم مسلمان ہو۔ فرمایا کہ مرغی کا خطاب اور الہام کا خطاب ہر دو جماعت کی طرف تھے۔ دونوں فقروں میں ہماری جماعت مخاطب ہے۔ چونکہ آجکل روپیہ کی ضرورت ہے۔ لنگر میں بھی خرچ بہت ہے اور عمارت پر بھی بہت خرچ ہو رہا ہے اس واسطے جماعت کو چاہیے کہ اس حکم پر توجہ کریں''۔

(ملفوظات، جلد4، صفحہ 582)

مرزا کا معجزہ، ڈاک کے ذریعے روپیہ آنا

مرزا قادیانی نے اپنے نذرانوں اور منی آرڈروں کو اپنا معجزہ بتایا اور لکھا:۔

"مجھے صرف اپنے دستر خوان اور روٹی کی فکر تھی مگر اب تک اس نے کئی لاکھ آدمی کو میرے دستر خوان پر روٹی کھلائی۔ ڈاکخانہ والوں کو پوچھ لو کہ کس قدر اس نے روپیہ بھیجا۔ میری دانست میں دس لاکھ سے کم نہیں اب ایمانا کہو کہ یہ معجزہ ہے یا نہیں"۔

(نزول المسیح، رخ18، صفحہ 496 حاشیہ)

مرزا قادیانی کی منقولہ وغیر منقولہ جائداد

مرزا قادیانی نے پنجاب اور ہندوستان کے پادریوں کو مخاطب کرتے ہوئے مورخہ 14 ستمبر 1896ء کو ایک اشتہار شائع کیا، اس کے اندر ایک جگہ لکھا:۔

"اگر میری تائید میں خدا کا فیصلہ نہ ہو تو میں اپنی کل املاک منقولہ وغیر منقولہ وغیرہ جو دس ہزار روپیہ کی قیمت سے کم نہ ہوگی عیسائیوں کو دے دوں گا"۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد1، صفحہ 575)

اگر ہم محتاط اندازے کے مطابق اُس وقت کے دس ہزار روپے کو ایک آنہ ایک سیر گوشت کی قیمت کو سامنے رکھتے ہوئے اور آج ایک سیر گوشت کی قیمت صرف 300 روپے فرض کر کے حساب کریں تو آج کے حساب سے اُس وقت کے دس ہزار روپے کی مالیت چار کروڑ اسّی لاکھ روپے بنتی ہے۔ (مرزا نے اپنی اس دس ہزار روپیہ مالیت کی جائیداد کا ذکر براہین احمدیہ حصہ اول، رخ1 صفحہ 28 پر بھی کیا ہے)۔

رئیس قادیان نے حج نہیں کیا، کبھی زکوٰۃ نہیں دی

قادیان کے اس رئیس یعنی مرزا غلام احمد قادیانی نے اتنی آمدنی اور منقولہ وغیر منقولہ جائداد کے باوجود نہ حج کیا اور نہ کبھی زکوٰۃ ادا کی، رئیس زادہ مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے:۔

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (نقلی اور جعلی۔ ناقل) نے حج نہیں کیا۔ اعتکاف نہیں کیا۔ زکوٰۃ نہیں دی۔ تسبیح نہیں رکھی......"۔

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ سوم، صفحہ 623، روایت نمبر 672، نیا ایڈیشن)

پھر بھی نہ جانے کس طرح یہ نقلی مسیح کہتا رہا کہ نبی کریم ﷺ کی کامل اتباع جیسی میں نے کی ہے مجھ سے پہلے تیرہ صدیوں میں کسی نے نہیں کی اور نہ قیامت تک کوئی کر سکے گا۔

مرزا قادیانی کا اپنی ہی بیوی کے پاس اپنا باغ گروی رکھوانا

بٹالہ کے تحصیلدار منشی تاج الدین نے گورداسپور کے ڈپٹی کمشنر کو مرزا قادیانی کی آمدنی وغیرہ کے بارے میں جو رپورٹ پیش کی اور جو مرزا قادیانی نے پوری کی پوری اپنی کتاب میں نقل کی ہے، اس میں یہ الفاظ بھی ملتے ہیں:۔

"مرزا صاحب کے اپنے بیان کے مطابق حال ہی میں اس نے اپنا باغ اپنی زوجہ (یعنی دوسری بیوی مسماۃ نصرت جہاں بیگم۔ ناقل) کے پاس گرو رکھ کر اس سے چار ہزار روپیہ کا زیور اور ایک ہزار روپیہ نقد وصول پایا ہے۔ تو جس شخص کی عورت اس قدر روپیہ دے سکتی ہو اس کی نسبت گمان گذرتا ہے کہ وہ مالدار ہوگا"۔

(ضرورۃ الامام، رخ13 صفحہ 517)

بظاہر یہی لگتا ہے کہ مرزا نے اپنی بیوی سے ادھار سونا اور رقم لی اور اس کے بدلے اپنا باغ گروی رکھ دیا، لیکن آپ بھی یہ سوچنے پر مجبور ہوں گے کہ کیا میاں بیوی کے رشتے میں بھی قرض کے بدلے زمین گروی رکھنے کی ضرورت تھی؟ اور پھر جو زیور وغیرہ مرزا نے لیا وہ تو مرزا نے ہی اپنی بیوی کو دیا ہوگا (یہ ہمارا اندازہ ہے کیونکہ مرزا کا نکاح نصرت جہاں بیگم کے ساتھ جن حالات میں بعوض 1100 روپے حق مہر ہوا کہ دونوں طرف کے رشتے دار اس نکاح پر خوش نہ تھے اس لئے یہ اچانک کیا گیا، وہاں ایسا کوئی ذکر نہیں ملتا کہ نصرت جہاں بیگم کے والد میر ناصر نواب نے اپنی بیٹی کو کوئی زیور یا روپیہ پیسہ دیا تھا، صرف ایک صندوق میں کچھ سامان تھا جس کی چابی مرزا قادیانی کو دی گئی تھی۔ دیکھیں حیات ناصر صفحہ 8، مؤلفہ شیخ یعقوب علی عرفانی قادیانی اور سیدہ نصرت جہاں بیگم، صفحہ 205، مؤلفہ شیخ محمود احمد عرفانی قادیانی) الغرض یہ معاملہ سمجھ میں نہیں آتا، ہم نے جہاں تک سوچا ہے اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ مرزا قادیانی اپنی پہلی بیوی مسماۃ حرمت بی بی (جسے بقول

مرزا بشیر احمد بھجے دی ماں کہا جاتا تھا۔ سیرۃ المہدی، جلد اول، صفحہ 30) اور اس سے ہونے والی اولاد کو اپنی زمین کی وراثت سے محروم کرنا چاہتا تھا، اس کے لئے اس کے دماغ نے یہ ترکیب سوچی کہ سرکاری کاغذات میں اپنا باغ اپنی دوسری بیوی کے پاس گروی رکھوا دیا اور یہ تأثر دیا کہ میں نے اپنی بیوی سے قرض لیا ہے، اس طرح سونا اور رقم بھی گھر میں رہی اور پہلی بیوی اور اس کی اولاد کو اپنی جائداد سے محروم بھی کر دیا۔ ظاہر ہے مرزا نے اپنی موت تک نہ یہ (کاغذی) قرض واپس کرنا تھا اور نہ زمین اسے واپس ملنی تھی، اور نہ قانونی طور پر اس زمین سے اس کی پہلی بیوی یا اس کی اولاد اپنا حصہ مانگ سکتے تھے۔ اور شواہد یہ بتاتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا، کم از کم ہمیں کوئی دلیل ایسی نہیں ملی کہ مرزا نے اپنی دوسری بیوی کو وہ قرض واپس کیا ہو اور اپنا باغ چھڑایا ہو۔

ٹیکس بچانے کے لئے پانچ سو روپے کے نوٹ کا ٹکڑوں میں منگوانا

مرزا قادیانی کی ایک تحریر میں خطوط کے اندر نوٹ آنے کا ذکر آیا تو آیئے اس کے دو خط پڑھتے ہیں جو اس نے اپنے مشیر حکیم نور دین بھیروی کی طرف لکھے جو اس وقت کشمیر میں تھا اور مرزا نے اس سے پانچ سو روپے منگوائے تھے، اور تاکید کی تھی کہ یہ رقم خط میں ڈال کر بھیجی جائے (منی آرڈر یا کسی اور طریقے سے نہ بھیجی جائے تاکہ ٹیکس وغیرہ سے بچا جائے)، اس کے لئے کیا طریقہ اختیار کیا گیا؟ ملاحظہ فرمائیں:۔

پہلا خط

’’مخدومی ومکرمی اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ تعالیٰ بعد از السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج نصف قطعہ نوٹ پانچ سو روپیہ پہنچ گیا۔ چونکہ موسم برسات ہے اگر براہ مہربانی دوسرا ٹکڑا رجسٹری شدہ خط میں ارسال فرما دیں تو ان شاء اللہ کسی قدر احتیاط سے پہنچ جاوے‘‘۔

(مکتوبات احمد، جلد دوم، صفحہ 41 مکتوب نمبر 26 بطرف حکیم نور الدین، نیا ایڈیشن)

دوسرا خط

’’مخدومی ومکرمی اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ تعالیٰ بعد از السلام علیکم ورحمۃ

اللہ وبرکاتہ۔ آج نصف قطعہ نوٹ پانچ سو روپیہ بذیعہ رجسٹری شدہ پہنچ گیا۔ اب آں مخدوم کی طرف سے پانچ سو ساٹھ روپے پہنچ گئے......‘‘۔

(مکتوبات احمد، جلد دوم، صفحہ 42 مکتوب نمبر 27 بطرف حکیم نور الدین)

کنجنی (پیشہ ور عورت) کا مال اور مرزا کا فتویٰ

’’ایک دفعہ انبالہ کے ایک شخص نے حضرت صاحب سے فتویٰ دریافت کیا کہ میری ایک بہن کنجنی تھی (یعنی فاحشہ اور پیشہ ور عورت) اس نے اس حالت میں بہت سا روپیہ کمایا پھر مر گئی اور مجھے اس کا ترکہ ملا مگر بعد میں مجھے اللہ نے توبہ اور اصلاح کی توفیق دی۔ اب میں اس مال کو کیا کروں؟ حضرت صاحب نے جواب دیا کہ ہمارے خیال میں اس زمانے میں ایسا مال اسلام (مرزائی اسلام۔ ناقل) کی خدمت میں خرچ ہو سکتا ہے‘‘۔

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ اول، صفحہ 243، روایت نمبر 272)

دراصل مرزا قادیانی مال ہاتھ آنے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا، یقیناً مرزا کے اس مرید نے اپنی بہن کی حرام کی کمائی مرزا کی جھولی میں ڈال دی ہوگی کہ اسے نقلی مسیح کے منارہ کی تعمیر میں ڈال لیں۔

سود صرف انسانوں کے لئے حرام، اللہ کے لئے حلال

مرزا قادیانی کا فتویٰ

ایک دفعہ مرزا قادیانی کے ایک مرید نے یہ سوال کیا کہ بینک سے جو سود ملتا ہے اس کا کیا کِیا جائے؟ تو مرزا قادیانی نے اس کا جو جواب دیا وہ پیش خدمت ہے:۔

’’عنوان: بینک کا سود اشاعت اسلام کے لئے خرچ کرنا جائز ہے......(مرزا نے کہا)

......ہمارا یہی مذہب ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی ہمارے دل میں ڈالا ہے کہ ایسا روپیہ اشاعت دین کے کام میں خرچ کیا جاوے، یہ بالکل سچ ہے کہ سود حرام ہے لیکن اپنے نفس کے واسطے، اللہ تعالیٰ

کے قبضہ میں جو چیز جاتی ہے وہ حرام نہیں رہ سکتی (اور اللہ تعالیٰ کے قبضے میں دینے کے لئے مرزا جی کا قبضہ ضروری ہے۔ناقل) کیونکہ حرمت اشیاء کی انسان کے لئے ہے نہ اللہ تعالیٰ کے واسطے، پس سود اپنے نفس کے لئے، بیوی بچوں، احباب، رشتہ داروں، اور ہمسایوں کے لئے بالکل حرام ہے، لیکن اگر یہ روپیہ خالصتاً اشاعت دین کے لئے خرچ ہو تو حرج نہیں ہے......"۔

(ملفوظات، جلد 4 صفحات 367و368)

زکوٰۃ کے پیسے سے اپنی کتابیں خریدنے کی ترغیب

دوستو! سورۃ التوبہ کی آیت نمبر 60 میں اللہ تعالیٰ نے وہ مصارف بیان فرمادیے ہیں جن پر زکوٰۃ اور دوسرے واجب صدقات خرچ کیے جاسکتے ہیں، ان میں کہیں نہیں کہ کتابیں خرید کر مفت تقسیم کی جائیں، لیکن مرزا قادیانی کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:۔

"اس وقت دین اسلام جیسا غریب اور یتیم اور بے کس کوئی بھی نہیں اور زکوٰۃ نہ دینے میں جس قدر تہدید وارد ہے وہ بھی ظاہر ہے اور عنقریب ہے جو منکرِ زکوٰۃ کافر ہوجائے پس فرض عین ہے جو اسی راہ میں اعانتِ اسلام میں زکوٰۃ دی جاوے زکوٰۃ میں کتابیں خریدی جائیں اور مفت تقسیم کی جائیں اور میری تالیفات بجزان رسائل کے اور بھی ہیں جو نہایت مفید ہیں......"۔

(نشان آسمانی، رخ 4، صفحہ 407)

واضح رہے کہ اس جگہ مرزا اپنی لکھی ہوئی کتابوں کا تذکرہ کر رہا ہے اور اپنی کتابوں کو زکوٰۃ کے پیسے سے خرید کر تقسیم کرنے کی ترغیب دے رہا ہے۔

دعا کا موڈ بنانے کے لئے ایک لاکھ روپے چندے کی شرط

مرزا بشیر احمد ایم اے نے مرزا قادیانی کے ایک مرید میاں عبداللہ سنوری کے واسطے سے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک امیر کبیر اور صاحب جائداد آدمی تھا لیکن اس کا کوئی لڑکا نہ تھا، اس نے اپنے ایک دوست مولوی عبدالعزیز سے کہا کہ مرزا قادیانی سے میرے لئے دعا کرواؤ (کہ اللہ مجھے لڑکا دے)، مولوی عبدالعزیز نے میاں عبداللہ سنوری کو کہا کہ تم قادیان جاؤ اور مرزا

قادیانی سے اس کے لئے دعا کرنے کی درخواست کرو، آگے کا قصہ میاں عبداللہ سنوری یوں بیان کرتا ہے:۔

"چنانچہ میں قادیان آیا اور حضرت صاحب سے سارا ماجرا عرض کر کے دعا کے لئے کہا (یقیناً یہ بھی بتایا ہوگا کہ وہ آدمی کتنا مالدار ہے۔ناقل) آپ نے اس کے جواب میں ایک تقریر فرمائی جس میں دعا کا فلسفہ بیان کیا اور فرمایا کہ محض رسمی طور پر دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دینے سے دعا نہیں ہوتی بلکہ اس کے لئے ایک خاص قلبی کیفیت کا پیدا ہونا ضروری ہے۔ جب آدمی کسی کے لئے دعا کرتا ہے تو اس کے لئے ان دو باتوں میں سے ایک کا ہونا ضروری ہوتا ہے یا تو اس کے ساتھ کوئی ایسا گہرا تعلق اور رابطہ ہو کہ اس کی خاطر دل میں ایک خاص درد اور گداز پیدا ہوجائے جو دعا کے لئے ضروری ہے اور یا اس شخص نے کوئی ایسی دینی خدمت کی ہو جس پر دل سے اس کے لئے دعا نکلے۔ مگر یہاں نہ تو ہم اس شخص کو جانتے ہیں اور نہ اس نے کوئی دینی خدمت کی ہے کہ اس کے لئے ہمارا دل پگھلے۔ پس آپ جا کر اسے یہ کہیں کہ اسلام کی خدمت کے لئے ایک لاکھ روپیہ دے یا دینے کا وعدہ کرے۔ پھر ہم اس کے لئے دعا کریں گے اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ پھر اللہ اسے ضرور لڑکا دے گا۔ میاں عبداللہ سنوری کہتے ہیں کہ میں نے جا کر یہی جواب دیا۔ مگر وہ خاموش ہوگئے اور آخر وہ شخص لاولد ہی مرگیا۔ اور اس کی جائداد اس کے دور نزدیک کے رشتے داروں میں کئی جھگڑوں اور مقدموں کے بعد تقسیم ہوگئی"۔

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ اول، صفحہ 238، روایت نمبر 264، نیا ایڈیشن)

محترم قارئین! یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ مرزا جب اسلام کی خدمت کے لئے چندہ کی بات کرتا تھا تو اس سے مراد اس کا اپنا بنایا ہوا مذہب قادیانیت ہوتا تھا اور ظاہر ہے اس کی خدمت کے لئے چندہ بھی مرزا کے پاس ہی جمع کروایا جاتا تھا۔

☆☆☆☆

بہشتی مقبرہ

جنت کے ٹکٹ ، قبروں کی تجارت اور مستقل آمدنی کا سلسلہ

دوستو! آپ نے مرزائی لٹریچر میں بہشتی مقبرہ کا نام بہت سنا ہوگا، عام طور پر لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ یہ بہشتی مقبرہ (یا مرزائیوں کی جنت) چناب نگر (سابقہ ربوہ) میں واقع ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ چناب نگر میں (مرزا کی نبوت کی طرح) صرف ظلی بروزی غیر حقیقی بہشتی مقبرہ ہے، مرزا قادیانی نے جسے بہشتی مقبرہ کا نام دیا تھا وہ مقبرہ قادیان میں ہے جہاں مرزا قادیانی کی قبر بھی ہے، جی ہاں وہی قادیان جسے ''دارالامان'' کا خطاب بھی دیا گیا تھا لیکن 1947ء میں مرزا کے مرید بمع اپنے نام نہاد خلیفہ کے اس دارالامان کو خطرناک خیال کرتے ہوئے جان بچانے کے لئے مسلمانوں کے پیچھے پیچھے بھاگ کر مملکت خداداد پاکستان میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے، یہ بہشتی مقبرہ کیا ہے؟ اس میں دفن ہونے کے لئے کیا کیا شرائط ہیں؟ کون کون سی بیماریوں والے اس میں دفن نہیں ہوسکتے؟ آیئے مختصر طور پر اس کا جائزہ لیتے ہیں۔

مرزا قادیانی نے لکھا:۔

''ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے تب ایک مقام پر اس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔ پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔ اور ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔ تب سے ہمیشہ مجھے فکر رہی کہ جماعت کے لئے ایک قطعہ زمین قبرستان کی غرض سے خریدا جائے۔ لیکن موقعہ کی عمدہ زمینیں بہت قیمت سے ملتی تھیں اس لئے یہ غرض مدت دراز تک معرض التواء میں رہی۔ اب اخویم عبدالکریم صاحب مرحوم کی وفات کے بعد جب کہ میری وفات کی نسبت بھی متواتر وحی الٰہی ہوئی۔ میں نے مناسب سمجھا کہ قبرستان کا جلد انتظام کیا جائے اس لئے میں نے اپنی ملکیت کی زمین جو ہمارے باغ کے قریب ہے جس کی قیمت ہزار روپیہ سے کم

نہیں اس کام کے لئے تجویز کی اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنا دے''۔

(رسالہ الوصیت، رخ 20 صفحہ 316)

یہ ہے مرزائی بہشتی مقبرہ کی کہانی، اور یہ مقبرہ مرزا نے قادیان میں موجود اپنی زمین پر قائم کیا اور مرزا نے اس زمین کی قیمت بھی ذکر کرنا ضروری سمجھا تا کہ اس کی اس قربانی کا اس کے مریدوں کو پتہ چل جائے، نیز چونکہ مرزا کے دل ودماغ میں چندہ، نذرانے اور نامعلوم ذرائع سے آنے والے روپے رہتے تھے اس لئے جو قبر اسے دکھائی گئی اس کی مٹی بھی اسے چاندی کی نظر آئی۔

اس کے بعد مرزا قادیانی نے یہ دعویٰ کیا کہ اسے وحی مخفی کے ذریعے یہ بتایا گیا ہے کہ اس قبرستان میں ہر کوئی دفن نہیں ہوسکتا بلکہ اس مقبرے میں دفن ہونے کے لئے تین شرطیں ہیں جو مختصر الفاظ میں ہم بیان کرتے ہیں:۔

''اس قبرستان کی زمین موجودہ بطور چندہ کے میں نے اپنی طرف سے دی ہے لیکن اس احاطہ کی تکمیل کے لئے کسی قدر اور زمین خریدی جائے گی جس کی قیمت اندازاً ہزار روپیہ ہوگی...... (اس کے علاوہ)...... متفرق مصارف کے لئے دو ہزار روپیہ (مزید) درکار ہوگا، سو کل یہ تین ہزار روپیہ ہوا جو اس تمام کام کی تکمیل کے لئے خرچ ہوگا۔ سو پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں دفن ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف کے لئے چندہ داخل کرے۔ اور یہ چندہ محض انہی لوگوں سے طلب کیا گیا ہے نہ دوسروں سے۔ بالفعل یہ چندہ اخویم مکرم مولوی نورالدین صاحب کے پاس آنا چاہیے لیکن اگر خدا نے چاہا تو یہ سلسلہ ہم سب کی موت کے بعد بھی جاری رہے گا...... دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے جو اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت سلسلہ کے اشاعت اسلام (مرزائی اسلام۔ ناقل) اور تبلیغ احکام قرآن (قادیانی قرآن۔ ناقل) میں خرچ ہوگا۔ اور ہر ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ

لکھ دے لیکن اس سے کم نہیں ہوگا...... تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو سچا اور صاف مسلمان ہو‘‘۔

(خلاصہ تحریر: رسالہ الوصیت، رخ20 صفحات 318 تا320)

تو مرزا کے قائم کردہ اس بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کے ٹکٹ کا حق دار صرف وہ بتایا گیا جو پہلے تو اس قبرستان کے توسیعی منصوبے کے لئے چندہ دے اور یہ چندہ صرف مرزا کی زندگی میں نہیں بلکہ اس کی موت کے بعد بھی جاری وساری رہے گا، نیز بہشتی مقبرہ میں قبر الاٹ کروانے کے لئے یہ وصیت کرنا لازمی ٹھہرایا گیا کہ جنت کے ٹکٹ کے امیدوار کے سارے ترکہ، جائداد اور مال ودولت کا کم از کم دسواں حصہ مرزائیت کے لئے چندہ میں دیا جائے گا، اس طرح مرزا قادیانی نے اپنے جانشینوں کے لئے مستقل آمدنی کا ذریعہ قائم کر دیا۔

اس کے علاوہ ایک اور مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ پاکستان میں مرزائی مرکز چناب نگر (سابقہ ربوہ) میں واقع ایک قبرستان کو بہشتی مقبرہ کا نام دے دیا گیا اور وہاں بھی دفن ہونے کے لئے دس فیصد چندہ کی وصیت لازمی قرار دی گئی جبکہ یہ مرزا کا قائم کردہ بہشتی مقبرہ نہیں، اور مرزائی خلیفوں کی طرف سے اپنے مریدوں کو یہ سبز باغ دکھایا جاتا ہے کہ ہمیں جب بھی موقع ملا چناب نگر کے اس بہشتی مقبرہ میں مدفون تمام مرزائیوں کو قادیان والے بہشتی مقبرہ میں منتقل کر دیا جائے گا۔

ہم نے چند سابقہ مرزائی دوستوں کی زبانی سنا ہے کہ چناب نگر کے مقبرہ میں جب بھی کوئی مرزائی دفن کرنے کے لئے لایا جاتا ہے تو بجائے اس کی تدفین کرنے کے چندے کے رجسٹر کھولے جاتے ہیں کہ مرنے والے نے جماعت کی طرف سے مقرر کردہ تمام چندے ادا کر دیے ہیں یا نہیں؟ اپنے ترکہ کے دسویں حصہ کی وصیت کی ہوئی ہے یا نہیں؟ اس کے ورثاء نے دسواں حصہ جماعت کے کھاتے میں منتقل کرنے کی دستاویز پر دستخط کر دیے ہیں یا نہیں؟ اگر اس کا سارا حساب صاف اور کلیئر ہے تو ٹھیک ورنہ اسے بہشتی مقبرہ میں نہیں دفن کیا جا سکتا بلکہ اگر لاش کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو اس نام نہاد بہشتی مقبرے سے باہر قائم ایک عارضی مقبرہ میں امانتاً دفن

کیا جاتا ہے، اور پھر حساب کتاب صاف ہونے کے بعد اسے بہشتی مقبرہ میں منتقل کیا جاتا ہے اور اگر حساب صاف نہ ہو تو پھر بہشتی مقبرہ کے بازو میں قائم عام مقبرہ میں (جسے عام لوگ جہنمی مقبرہ بھی کہتے ہیں) دفن کیا جاتا ہے یا جہاں اس کے عزیز واقارب دفن کرنا چاہیں، اس طرح مرزا قادیانی نے قبروں کی تجارت کی جو بنیاد رکھی تھی وہ موجود مرزائی خلافت کے لئے ایک نفع بخش کاروبار بن چکا ہے۔

اپنے اہل وعیال کو ان شرائط سے خارج کرنا

جب مرزا قادیانی بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کی یہ شرائط لکھ چکا تو اسے خیال آیا کہ کہیں میرے بعد میری اولاد اور خاندان سے بھی چندہ نہ طلب کیا جائے تو اس نے اس رسالہ الوصیت کا ایک ضمیمہ لکھا جس میں مزید 20 امور کا اضافہ کیا جن میں سے بعض بڑے مضحکہ خیز ہیں، انہی میں سب سے آخر میں لکھا:

’’میری نسبت اور میرے اہل وعیال کی نسبت خدا نے استثناء رکھا ہے۔ باقی ہر ایک مرد ہو یا عورت ان کو ان شرائط کی پابندی لازم ہوگی اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا‘‘۔

(رسالہ الوصیت، رخ20 صفحہ 327)

یعنی مرزا کے اہل وعیال اور اس کی نسل میں سے چاہے کوئی متقی نہ ہو، محرمات سے پرہیز کرنے والا نہ ہو وہ بھی اس قبرستان میں دفن ہونے کا مجاز ہوگا، نیز اس کے اہل وعیال میں سے کسی سے بھی چندہ بھی نہیں لیا جائے گا اور نہ اسے اپنے ترکہ کا دس فیصد دینا ضروری ہے، نیز اگر کوئی بھی اس کاروبار کے خلاف آواز بلند کرے گا تو اسے پہلے ہی منافق کہہ دیا گیا۔

جو چندہ اور دسواں حصہ آچکا وہ واپس نہ ہوگا چاہے بہشتی مقبرہ میں دفن نہ ہو

’’اگر خدانخواستہ کوئی ایسا شخص جو رسالہ الوصیۃ کی رُو سے وصیت کرتا ہے مجذوم ہو (یعنی اسے کوڑھ کا مرض ہو۔ناقل) جس کی جسمانی حالت اس لائق نہ ہو جو وہ اس قبرستان میں لایا جائے تو ایسا شخص حسب مصالح ظاہری مناسب نہیں ہے کہ اس قبرستان میں لایا جائے

(کیونکہ مردوں کو بھی کوڑھ ہونے کا خطرہ ہے۔ناقل) لیکن اگر اپنی وصیت پر قائم ہوگا (یعنی اپنی جائداد کے دسویں حصے کے واپسی کا مطالبہ نہیں کرتا۔ناقل) تو اس کو وہی درجہ ملے گا جیسا کہ دفن ہونے والے کو"۔

(رسالہ الوصیت، رخ20 صفحہ 326)

"اگر کوئی صاحب دسویں حصہ جائداد کی وصیت کریں اور اتفاقاً ان کی موت ایسی ہو کہ مثلاً کسی دریا میں غرق ہو کر ان کا انتقال ہو یا کسی اور ملک میں وفات پاویں جہاں سے میّت کو لانا متعذر ہو (جیسے پاکستان وغیرہ۔ناقل) تو ان کی وصیت قائم رہے گی اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہی ہوگا کہ گویا وہ اسی قبرستان میں دفن ہوئے ہیں اور جائز ہوگا کہ ان کی یادگار میں اسی قبرستان میں ایک کتبہ اینٹ یا پتھر پر لکھ کر نصب کیا جائے"۔

(رسالہ الوصیت، رخ20 صفحات 324و325)

طاعون سے مرنے والے کا بہشتی مقبرہ میں دوسال تک داخلہ بند

"اگر کوئی صاحب خدانخواستہ طاعون کی مرض سے فوت ہوں جنہوں نے رسالہ الوصیت کے تمام شرائط پورے کر دیے ہوں ان کی نسبت یہ ضروری حکم ہے کہ وہ دو برس تک صندوق میں رکھ کر کسی علحدہ مکان میں امانت کے طور پر دفن کیے جائیں اور دو برس کے بعد ایسے موسم میں لائے جائیں کہ اس فوت ہونے کے مقام اور قادیان میں طاعون نہ ہو"۔

(رسالہ الوصیت، رخ20 صفحہ 324)

یہ الگ بات ہے کہ مرزا کے بقول اسے اس کے خدا نے یہ بتایا تھا کہ اس کا کوئی مرید طاعون سے نہ مرے گا اور نیز قادیان طاعون سے محفوظ رہے گا (یہ کہانی پھر سہی)۔

چندے جو ہر قادیانی سے وصول کیے جاتے ہیں

ہمارے ایک دوست کے واسطے سے ایک بار لاہور کی قادیانی جماعت کے افراد کے نام، ان کی آمدنی اور چندوں پر مشتمل ایک فائل دیکھنے کا اتفاق ہوا، اس میں قادیانی نوجوانوں

(جنہیں خدام الاحمدیہ کہا جاتا ہے) سے جو چندے وصول کیے جاتے ہیں ان کا ہر ایک قادیانی کی آمدنی کے لحاظ سے ذکر تھا، ان چندوں میں سے کچھ یہ ہیں، مجلس چندہ، اجتماع چندہ، طاہر ہسپتال چندہ، اشاعت چندہ، تشحیذ الاذہان چندہ، انٹرنیٹ چندہ، فٹ بال چندہ، اشتہارات چندہ۔ واضح رہے کہ پاکستان میں قادیانیوں کا سالانہ اجتماع یا جلسہ پچھلی کئی دہائیوں سے نہیں ہوا لیکن اس کے نام سے چندہ باقاعدگی سے لیا جاتا ہے۔

قادیانیوں کی مختلف اقسام اور ان کے نام

دوستو! آپ نے قادیانی چندوں کی کچھ اقسام ملاحظہ فرمائیں، آیئے آپ کو مرزا قادیانی کی زبانی اس کے مریدوں کی مختلف اقسام کا تعارف بھی کروا دیتے ہیں:۔

"ہمارے مریدوں کے بھی کئی قسم کے طبقے ہیں۔ایک طاعونی ہیں جو طاعون سے ڈر کر اس سے بچنے کی نیت سے اب آرہے ہیں۔ دوسرے قمری اور شمسی ہیں جو کہ قمر اور شمس کا گرہن دیکھ کر داخل بیعت ہوئے۔کچھ خوابی ہیں کہ بذریعہ خواب ان کی راہنمائی کی گئی۔بعض عقلی ہیں انہوں نے عقل سے کام لے کر بیعت کی۔بعض نقلی ہیں کہ حدیث آثار وغیرہ دیگر امور کو پورے ہوتا دیکھ کر ایمان لائے اور ابھی شاید اور بھی چند قسمیں ہوں"۔

(ملفوظات، جلد3، صفحات 267و268۔اور الحکم قادیان، 30 اپریل 1903 صفحہ 8)

☆☆☆☆

مرزا غلام احمد کے دعوے اور تدریجی دعوائے نبوت

اللہ کے تمام نبیوں نے نبوت یا رسالت کا ایک ہی دعویٰ کیا ہے، قرآن کریم میں جتنے بھی انبیاء کا ذکر ہے ان میں سے کسی نبی کے بارے میں یوں نہیں ملتا کہ اسے تدریجاً نبوت ملی ہو کہ پہلے اس نے مجدد اور ملہم ہونے کا دعویٰ کیا ہو اور اپنے مدعی نبوت ہونے کا انکار کیا ہو، پھر امام زمان اور محدَّث ہونے کا دعویٰ کیا ہو، پھر ترقی کرتے کرتے نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا ہو، اور نہ ہی اللہ کا کوئی نبی ظلی بروزی ناقص نبی ہوا ہے، مگر مرزا قادیانی نے دعوائے نبوت کئی دعوں سے گذرنے کے بعد کیا، ابتداء میں وہ صرف الہام کا مدعی تھا، پھر مجدد ہونے کا دعویٰ کیا، بعد ازاں مثیل مسیح بنا، مسیح بن مریم بنا، مہدی اور امام زماں ہونے کا دعویٰ کیا اور چلتے چلتے نبوت کے دعوے تک پہنچا اور کئی بار اسے اپنے پچھلے عقائد اور مسلک کو ترک کرنا پڑا، دراصل مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ ہی کہ اسے تدریجی طور پر نبوت ملی ہے اس کے جھوٹے ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے کیونکہ انبیاء کبھی تدریجاً نبی نہ بنے کہ انہیں نبوت ملتے ملتے کئی سال لگے ہوں، نبوت تدریجی مراحل سے گذرنے کا نام نہیں، نبوت یکدم عطا ہوتی ہے، مرزا قادیانی کے چند اہم دعوے یہ ہیں:۔

مجدد اور ملہم ہونے کا دعوی (سنہ 1880ء)

جیسا کہ بیان ہوا، مرزا قادیانی نے 1880ء بمطابق 1297 ہجری میں اپنی پہلی کتاب براہین احمدیہ شائع کی، اس نے دعویٰ کیا کہ یہ کتاب اس نے اللہ کی طرف سے مجدد اور ملہم و مامور ہو کر لکھی ہے، چنانچہ لکھا:۔

’’کتاب براہین احمدیہ جس کو خدائے تعالی کی طرف سے مؤلف نے ملہم و مامور ہو کر بغرض اصلاح وتجدید دین تالیف کیا ہے‘‘۔

(برکات الدعاء، رخ 6 صفحہ 38)

ایک اور جگہ اپنے مجدد ہونے کا دعویٰ یوں کیا:۔

’’اور پھر جب تیرہویں صدی کا اخیر ہوا اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا تو خدا

تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے‘‘۔

(کتاب البریہ، رخ 13 صفحہ 201 حاشہ)

احمد اور نذیر ہونے کا دعوی (1882ء)

مرزا قادیانی کے مطابق اس کے خدا نے اسے 1882 میں ایک طویل الہام عربی زبان میں کیا اس کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں:۔

’’یا احمد بارک الله فیک مارمیتَ اذ رمیت ولکن الله رمی . الرحمن علم القرآن . لتنذر قوماً ما انذر آبائهم ......اے احمد خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی ہے۔ جو کچھ تو نے چلایا یہ تو نے نہیں چلایا بلکہ خدا نے چلایا۔ خدا نے تجھے قرآن سکھلایا تا کہ تو ان لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادے ڈرائے نہیں گئے‘‘۔

(تذکرہ۔ مجموعہ کشوف والہامات مرزا قادیانی۔ صفحہ 35، چوتھا ایڈیشن)

آدم، مریم، اور احمد ہونے کا دعوی (1883ء)

مرزا قادیانی کے بقول اس کے خدا نے 1883ء میں اسے یوں مخاطب کیا:۔

’’یا آدم اسکن انت وزوجک الجنة یا مریم اسکن انت وزوجک الجنة یا احمد اسکن انت وزوجک الجنة نفختُ فیک من لدني روح الصدق۔ اے آدم، اے مریم، اے احمد اور جو شخص تیرا تابع اور رفیق ہے جنت میں یعنی نجات حقیقی کے وسائل میں داخل ہو جاؤ، میں نے اپنی طرف سے سچائی کی روح تجھ میں پھونک دی ہے‘‘۔

(تذکرہ۔ مجموعہ کشوف والہامات مرزا قادیانی۔ صفحہ 55، چوتھا ایڈیشن)

نہ جانے ان عربی الفاظ میں ’’جو شخص تیرا تابع اور رفیق ہے‘‘ کس لفظ کا ترجمہ ہے؟ اور ’’جنت‘‘ کا ترجمہ ’’نجات کے حقیقی وسائل‘‘ کس لغت میں ہے؟۔

مرزا قادیانی کے ایک مرید تھے جن کا نام تھا میر عباس علی شاہ، یہ صاحب بعد میں مرزا

کو چھوڑ کر واپس اسلام کی طرف آ گئے تھے اور مرزا قادیانی نے انہیں مرتد کا خطاب دے دیا تھا (حقیقۃ الوحی، رخ 22 صفحہ 307، نیز دیکھیں مجموعہ اشتہارات، جلد 1، اشتہار نمبر 76، صفحہ 242)، جب یہ مرزا قادیانی کے مرید تھے تو ان کی اپنے گرو یعنی مرزا قادیانی کے ساتھ خط وکتابت چلتی تھی، یہ خطوط آج بھی مرزا قادیانی کے مجموعہ مکتوبات میں شائع شدہ ہیں، مرزا قادیانی اپنے اوپر ہونے والے عجیب وغریب الہامات کا مطلب بھی انہی میر عباس علی شاہ صاحب سے پوچھا کرتا تھا جیسا کہ آگے بیان ہوگا، اوپر مرزا کا جو الہام نقل کیا گیا اپنے اس الہام کی تشریح مرزا قادیانی نے میر عباس علی شاہ کو لکھے گئے ایک خط میں یوں کی:۔

"......مریم سے مریم ام عیسیٰ مراد نہیں اور نہ آدم سے آدم ابوالبشر مراد ہے اور نہ احمد سے اس جگہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور ایسا ہی ان الہامات کے تمام مقامات میں کہ جو موسیٰ و عیسیٰ اور داود وغیرہ نام بیان کے گئے ہیں ان ناموں سے بھی وہ انبیاء مراد نہیں ہیں بلکہ ہر ایک جگہ یہی عاجز مراد ہے......"۔

(مکتوبات احمد، جلد اول، صفحہ 599، مکتوب نمبر 44 بنام میر عباس علی شاہ صاحب)

نوٹ: مرزا قادیانی نے اپنے اس الہام کی تشریح یہ بھی کی تھی کہ اس کے نکاح میں تین عورتیں آئیں گی، لیکن اس کی موت تک اس کا نکاح کسی تیسری عورت کے ساتھ نہ ہوا، اس کی مزید تفصیل مرزا قادیانی اور محمدی بیگم کی کہانی کے عنوان سے آگے بیان ہوگی۔

مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ (1891ء)

مرزا قادیانی نے 1891ء میں لکھا:۔

"اللہ جل شانہ کی وحی اور الہام سے میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور یہ بھی میرے پر ظاہر کیا گیا ہے کہ میرے بارہ میں پہلے سے قرآن شریف اور احادیث نبویہ میں خبر دی گئی ہے اور وعدہ دیا گیا ہے"۔

(تذکرہ، صفحہ 138، چوتھا ایڈیشن)

مرزا کے بقول اسے اِسی سال یعنی 1891ء میں اس کے خدا نے بتایا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں، اور اے مرزا ان کی جگہ تو آیا ہے، چنانچہ اس نے اپنے خدا کا ایک الہام یوں لکھا:۔

"مسیح بن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے......"۔

(تذکرہ، صفحہ 148، چوتھا ایڈیشن)

مورخہ 11 فروری 1891ء کو مرزا قادیانی نے کسی مولوی عبدالجبار صاحب کے نام اپنا ایک خط شائع کیا، جس میں لکھا:۔

"یہ بات سچ ہے کہ اللہ جل شانہ کی وحی اور الہام سے میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور یہ بھی میرے پر ظاہر کیا گیا ہے کہ میرے بارے میں پہلے سے قرآن شریف اور احادیث نبویہ میں خبر دی گئی ہے اور وعدہ دیا گیا ہے سو میں اسی الہام کی بناء پر اپنے تئیں وہ موعود مثیل سمجھتا ہوں جس کو دوسرے لوگ غلط فہمی سے مسیح موعود کہتے ہیں، مجھے اس بات سے انکار بھی نہیں کہ میرے سوا کوئی اور مثیل مسیح بھی آنے والا ہو بلکہ ایک آنے والا تو میرے پر بھی ظاہر کیا گیا ہے جو میری ہی ذریت میں سے ہوگا"۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد 1، صفحہ 177)

اور رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام کے باب میں آپ پڑھ آئے ہیں کہ مرزا قادیانی نے اپنے بارے میں یہ کہا تھا کہ "میرے بعد کسی اور مسیح کے پاؤں رکھنے کی جگہ نہیں"۔

مسیح بن مریم ہونے کا دعویٰ (1891ء)

مرزا کے مطابق سنہ 1891ء میں اس کے خدا نے اسے یہ بھی کہا:۔

"...... **انا جعلناک المسیح بن مریم**......ہم نے تجھے مسیح بن مریم بنایا"۔

(تذکرہ، صفحہ 149، چوتھا ایڈیشن، نیز اسی طرح کا ایک اور الہام صفحہ 150 پر بھی ہے)

اپنے مدعیِ نبوت ہونے کا انکار اور
مدعی نبوت کے کاذب وکافر ہونے کا فتوٰی (1891ء)

جب مرزا قادیانی نے عجیب وغریب دعوے کرنے شروع کیے تو مسلمانوں میں یہ باتیں گردش کرنا شروع ہوئیں کہ مرزا نے تو نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے یا عنقریب دعویٰ کردے گا، ایسی باتیں سُن کر مرزا قادیانی نے مورخہ 2 اکتوبر 1891ء کو ایک اشتہار شائع کیا جس کا عنوان تھا ’’ایک عاجز مسافر کا اشتہار قابل توجہ جمیع مسلمانان انصاف شعار وحضرات علمائے نامدار‘‘ آیئے دیکھتے ہیں مرزا نے اس اشتہار میں کیا لکھا:۔

’’......اس عاجز نے سنا ہے کہ اس شہر کے بعض اکابر علماء میرے بارے میں یہ مشہور کرتے ہیں کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ملائکہ کا منکر، بہشت اور دوزخ کا انکاری، اور ایسا ہی وجود جبرائیل اور لیلۃ القدر اور معجزات اور نبوی سے بکلی منکر ہے، لہذا میں اظہاراً للحق عام وخاص اور تمام بزرگوں کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ یہ الزام سراسر افتراء ہے، میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائکہ اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر، بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں، اور جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن وحدیث کی رو سے مسلّم الثبوت ہیں، اور سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں، میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی......‘‘۔ (مجموعہ اشتہارات، جلد 1، صفحہ 214، اشتہار نمبر 71)

لفظ نبی کاٹ کر اس کی جگہ لفظ محدّث (سنہ 1892ء)

جب مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں فتح الاسلام، توضیح مرام اور ازالہ اوہام وغیرہ میں (شاید مسلمانوں کے ردعمل کا جائزہ لینے کے لئے) اپنے بارے میں جزوی نبوت یا ناقص

نبوت حاصل ہونے کے الفاظ لکھے تو اس وقت کے مسلمانوں کی طرف سے سخت ردعمل آیا، تو مرزا قادیانی نے صورت حال کو بھانپتے ہوئے حسب عادت یہ تاویل کی کہ میری مراد ان الفاظ سے حقیقی نبوت نہیں تھی اور نہ میرا حقیقی نبوت کا کوئی دعویٰ ہے، لہذا اگر مسلمانوں کو میرے یہ الفاظ پسند نہیں تو وہ اس میں ترمیم کرلیں، چنانچہ مرزا نے ایک اشتہار شائع کیا جس میں لکھا:۔

’’میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدّث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں کیونکہ کسی طرح مجھ کو مسلمانوں میں تفرقہ اور نفاق ڈالنا منظور نہیں ہے‘‘ پھر اسی اشتہار کے آخر میں لکھا ’’بجائے لفظ نبی کے محدّث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں اور اس کو (یعنی لفظ نبی کو) کاٹا ہوا خیال فرمالیں‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد 1، صفحہ 257 و 258)

میرا نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں (1893ء)

مرزا قادیانی کا 22 مئی تا 5 جون سنہ 1893ء امرتسر میں ڈپٹی عبداللہ آتھم کے ساتھ ایک مباحثہ ہوا جسے جنگ مقدس کے نام سے شائع کیا گیا، اس مباحثے میں مرزا قادیانی نے ایک جگہ فریق مخالف کو مخاطب کرتے ہوئے یوں کہا:۔

’’میرا نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں یہ آپ کی غلطی ہے یا آپ کس خیال سے کہہ رہے ہیں کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعویٰ کرتا ہے وہ نبی بھی ہوجائے میں تو محمدی اور کامل طور پر اللہ ورسول کا متبع ہوں اور ان نشانوں کا نام معجزہ رکھنا نہیں چاہتا بلکہ ہمارے مذہب کی رو سے ان نشانوں کا نام کرامات ہے جو اللہ ورسول کی پیروی سے دیے جاتے ہیں‘‘۔

(جنگ مقدس، رخ 6 صفحہ 156)

مسیح موعود اور مہدی ہونے کا دعویٰ (1894ء)

مرزا قادیانی کے مطابق اس کے خدانے اس سے یوں کہا:۔

"وبشرني وقال ان المسيح الموعود الذى يرقبونه والمهدي المسعود الذى ينتظرونه هو انت ...... خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود جس کا انتظار کرتے ہیں وہ تُو ہے"۔ (تذکرہ، صفحہ 209، چوتھا ایڈیشن)۔

مرزا غلام احمد خود مدعیِ نبوت پر لعنت بھیجتا ہے (1897ء)

جنوری 1897ء میں مرزا قادیانی نے مولوی غلام دستگیر صاحب کے جواب میں ایک اشتہار شائع کیا، اس میں لکھا:۔

"ان پر واضح رہے کہ ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیرِ سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں" تین سطروں کے بعد آگے لکھا "غرض جبکہ نبوت کا دعویٰ اس طرف سے بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعویٰ ہے"۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد 2، صفحہ 2)

امام زمان ہونے کا دعویٰ (1897ء)

سنہ 1897ء میں مرزا قادیانی نے ایک رسالہ "ضرورۃ الامام" کے نام سے لکھا، اس میں یہ دعویٰ کیا:۔

"سو میں اس وقت بے دھڑک کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور عنایت سے وہ امام زماں میں ہوں"۔

(ضرورۃ الامام، رخ 13، صفحہ 495)

صریح طور پر نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ 1900ء کے بعد)

آخر کار سنہ 1900ء کے بعد مرزا قادیانی نے صراحت کے ساتھ اپنے آپ کو نبی اور

رسول کہنا شروع کیا، شروع میں ظلی بروزی کا پنکچر لگایا لیکن بعد میں صرف نبی اور رسول کے الفاظ لکھتا رہا، چند حوالے پیش خدمت ہیں:۔

"سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا"۔

(دافع البلاء 1902ء، رخ 18 صفحہ 231)

"......اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمد و احمد سے مسمّٰی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی"۔

(ایک غلطی کا ازالہ 1901ء، رخ 18 صفحہ 211)

"ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں"۔

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 447، سنہ 1908 تقریباً)

مرزا غلام احمد کا صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ (1900ء)

سنہ 1900ء میں مرزا قادیانی نے صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ بھی کیا، چنانچہ اس نے یہ تحریر لکھی:۔

"ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعے سے چند امر اور نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی"۔

(اربعین نمبر 4، رخ 17 صفحہ 435)

جماعت مرزائیہ کا کہنا ہے کہ مرزا قادیانی نے صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اور یہ اس پر ایک الزام ہے اس لئے ہم ایک اور حوالہ پیش کرتے ہیں، مرزا قادیانی کی ایک کتاب ہے "تریاق القلوب" جو پہلی بار 1902 میں شائع ہوئی، لیکن جماعت مرزائیہ کا اور خاص طور پر مرزا کے بیٹے مرزا محمود کا اصرار ہے کہ یہ کتاب جنوری 1900ء تک لکھی جا چکی تھی (حقیقۃ النبوۃ، انوار العلوم، جلد 2 صفحہ 365)، اس کتاب میں مرزا قادیانی نے ایک تحریر لکھی تھی:۔

''یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں''۔

(تریاق القلوب، رخ15 صفحہ 432 حاشیہ)

مرزا کے اس من گھڑت ''نکتہ'' سے معلوم ہوا کہ اس کے نزدیک صرف اس نبی کا انکار کرنا کفر ہے جو شریعت اور احکام جدیدہ لاتا ہے، اور جو نبی اپنی نئی شریعت یا کوئی نیا حکم نہ لائیں بلکہ کسی پرانی شریعت کے تابع ہوں ان کا انکار کفر نہیں (یہ سراسر غلط ہے، اللہ کے کسی ایک نبی کا انکار بھی کفر ہے) لیکن ہم مرزا قادیانی کی اس بات کو فرض کرتے ہوئے آگے چلتے ہیں، مارچ سنہ 1906ء میں مرزا قادیانی کے بقول اس کے خدا نے اسے یہ الہام کیا تھا:۔

''خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے''۔

(تذکرہ، صفحہ 519، چوتھا ایڈیشن)

پہلے مرزا نے یہ ''نکتہ'' ایجاد کیا کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا صرف ان نبیوں کی شان ہے جو شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں، اور پھر 1906 میں وہ اپنے خدا کا یہ الہام سناتا ہے کہ جس نے میری دعوت قبول نہیں کی وہ مسلمان نہیں ہے، یعنی اس نے اپنے آپ کو ان نبیوں میں شامل کر لیا جو شریعت اور احکام شریعت لاتے ہیں۔

اور مرزا قادیانی کے بیٹے اور دوسرے قادیانی خلیفہ مرزا محمود نے اپنا عقیدہ یوں لکھا:۔

''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (نقلی اور جعلی۔ ناقل) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں، میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد ہیں''۔

(آئینہ صداقت، انوار العلوم، جلد6 صفحہ 110)

اسی طرح مرزا قادیانی نے سنہ 1902ء میں اپنی کتاب ''نزول المسیح'' کا ضمیمہ بنام

''اعجاز احمدی'' لکھا، اس میں اس نے یہ دعویٰ کیا:۔

''......اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ **هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله**.....''

(اعجاز احمدی، رخ19، صفحہ 113، نیز دیکھیں سراج منیر، رخ12، صفحہ 42)

دوستو! یہ الفاظ حضرت محمد ﷺ کے بارے میں ہماری معلومات کے مطابق قرآن کریم کی تین آیات میں آئے ہیں (**سورۃ التوبہ : آیت32، سورۃ الفتح : آیت28 اور سورۃ الصف : آیت9**) اور ان کا ترجمہ ہم مرزا قادیانی کے اپنے بیٹے اور دوسرے مرزائی خلیفہ مرزا البشیر الدین محمود کی (نام نہاد) تفسیر صغیر سے نقل کرتے ہیں:۔

''وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا ہے تا کہ تمام دینوں پر اس کو غالب کر دے''۔ (تفسیر صغیر، صفحہ 681، 682)۔

ان آیات میں ایک ایسے رسول کی بعثت کا ذکر ہے جو لوگوں کے لئے ہدایت اور ایک سچا دین لے کر آئے اور ''ارسل'' ماضی کا صیغہ لا کر یہ بیان فرما دیا گیا کہ اس آیت کے نزول کے وقت وہ رسول بھیجا جا چکا تھا (یعنی حضرت محمد ﷺ) لیکن مرزا قادیانی لکھ رہا ہے کہ ان آیات کا مصداق میں ہوں، اس طرح وہ یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ اسے بھی ایک نیا دین دے کر بھیجا گیا ہے۔

مرزا کا خاتم النبیین (یعنی آخری نبی) ہونے کا دعویٰ

جیسا کہ خاتم النبیین کی بحث میں گذرا، مرزا غلام احمد نے آخری نبی ہونے کا دعویٰ بھی کیا، چنانچہ وہ لکھتا ہے:۔

''مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا میں خدا کی سب راہوں میں آخری راہ ہوں۔ اور میں اس کے نوروں میں سے آخری نور ہوں''۔

(کشتی نوح، رخ19 صفحہ 61)

''چودھویں خصوصیت یسوع مسیح میں یہ تھی کہ وہ باپ کے نہ ہونے کی وجہ سے بنی اسرائیل میں سے نہ تھا۔ مگر بایں ہمہ موسوی سلسلہ کا آخری پیغمبر تھا جو موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں پیدا ہوا۔ ایسا ہی میں بھی خاندان قریش میں سے نہیں ہوں اور چودھویں صدی میں مبعوث ہوا ہوں اور سب سے آخر ہوں''۔

(تذکرۃ الشہادتین، رخ 20 صفحہ 35)

ایک جگہ مرزا اپنی یہ منطق پیش کر رہا ہے کہ کسی بھی سلسلہ انبیاء کا سب سے پہلا اور سب سے آخری نبی قتل نہیں ہوسکتا، آخری نبی کی مثال پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

''......دوسرے وہ نبی اور مامور من اللہ جو سلسلہ کے آخر میں آتے ہیں جیسا کہ سلسلہ موسویہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور سلسلہ محمدیہ میں یہ عاجز''۔

(تذکرۃ الشہادتین، رخ 20 صفحہ 70)

عیسائیوں اور مسلمانوں کے لئے مسیح
اور ہندوؤں کے لئے کرشن ہونے کا دعویٰ

''وہ خدا جو زمین وآسمان کا خدا ہے اس نے یہ میرے پر ظاہر کیا ہے نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تو ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود ہے''۔

(لیکچر سیالکوٹ، رخ 20 صفحہ 228)

کرشن نبی، رُدّر گوپال اور آریوں کا بادشاہ ہونے کا دعویٰ

''چنانچہ ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گذرا ہے جسکو رُدّر گوپال بھی کہتے ہیں (یعنی فنا کرنے والا اور پرورش کرنے والا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن میں ہی ہوں اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر

ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ''۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی، رخ 22 صفحات 521و522)

نوٹ: ہندوستان میں کرشن نام کے کسی نبی کا تذکرہ قرآن وحدیث میں کہیں نہیں۔

بیت اللہ ہونے کا دعویٰ

''خدا نے اپنے الہامات میں میرا نام بیت اللہ بھی رکھا ہے''۔

(تذکرہ، صفحہ 28، چوتھا ایڈیشن)

مالک ''کُن فیکون'' ہونے کا دعویٰ

''انما امرک اذا اردتَ شیئاً ان تقول له کن فیکون۔ تو جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ تیرے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہے''۔ **(تذکرہ، صفحہ 443، چوتھا ایڈیشن)**

مرزا قادیانی کا واحد سچا دعویٰ

دوستو! اس کے علاوہ بھی بے شمار دعوے ہیں جو مرزا غلام احمد قادیانی نے کیے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے تمام دعووں میں جھوٹا تھا، ہاں ایک دعویٰ مرزا قادیانی نے ایسا بھی کیا جو سو فیصد سچا تھا وہ کیا دعویٰ ہے، آیئے پڑھتے ہیں:۔

کِرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں...... ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، رخ 21 صفحہ 127)

مرزا قادیانی کے اس شعر کا مطلب ہے کہ میں زمین کا کیڑا ہوں، میں آدم کی اولاد اور انسان نہیں بلکہ انسانیت کی نفرت کی جگہ اور انسانوں کی عار ہوں۔

ایک قادیانی فریب

مرزا قادیانی کے اس شعر کے بارے میں اس کے پیروکار کہتے ہیں کہ ہمارے حضرت جی نے یہ بات صرف عاجزی اور تواضع کے اظہار کے طور پر کہی ہے، اور پھر وہ موجودہ بائبل کے

حوالے سے یہ کہتے ہیں کہ حضرت داود علیہ السلام نے بھی اپنے آپ کو کیڑا کہا تھا، لہذا ان پر بھی اعتراض کرو، نیز بعض تفاسیر کے حوالے سے یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام نے اللہ سے دعا فرماتے ہوئے اپنے بارے میں فرمایا تھا کہ ''الٰهي انا عبد ذليل '' اے میرے معبود میں تو ایک ذلیل بندہ ہوں، تو کیا نعوذ باللہ حضرت ایوب علیہ السلام ذلیل تھے؟

جواب

یہ کیسی عاجزی ہے، جس میں اپنے انسان اور آدم زاد ہونے کا ہی انکار کیا جا رہا ہے؟ کیا اللہ کے کسی نبی نے کبھی یوں عاجزی کا اظہار کیا ہے کہ میں بنی آدم نہیں بلکہ انسانیت کے لئے عار اور اس کی جائے نفرت ہوں؟، اگر یہ عاجزی ہے تو یہ شعر مرزا قادیانی کی مخدوش دماغی حالت کا آئینہ دار ہے، رہی بات حضرت داود علیہ السلام کے اپنے آپ کو کیڑا کہنے کی، تو تحریف شدہ بائبل کے حوالے دے کر اللہ کے نبیوں کی توہین کرنا مرزائیوں کے لئے تو قابل قبول ہو سکتا ہے مسلمانوں کے لئے نہیں، بلکہ موجودہ بائبل کے بارے میں مرزا نے بھی صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ:۔

''سچ تو یہ بات ہے کہ وہ کتابیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک ردّی کی طرح ہو چکی تھیں اور بہت جھوٹ اُن کے اندر ملائے گئے تھے جیسا کہ کئی جگہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے کہ وہ کتابیں محرف ومبدّل ہیں اور اپنی اصلیت پر قائم نہیں رہیں''۔

(چشمہ معرفت، رخ 23، صفحہ 266)

اور اپنی اسی کتاب میں پہلے مرزا قادیانی یہ بھی لکھ چکا تھا کہ:۔

''ظاہر ہے جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اُس پر اعتبار نہیں رہتا''۔

(چشمہ معرفت، رخ 23، صفحہ 231)

لہذا جب خود مرزا قادیانی اقرار کر رہا ہے کہ موجودہ بائبل کی کتابوں میں بہت سے جھوٹ ملائے گئے اور یہ تحریف شدہ ہیں تو پھر اس سے انبیاء کی توہین پر مبنی حوالے پیش کرنا چہ

معنیٰ دارد؟۔

نیز بائبل میں بھی یہ کہیں نہیں ملے گا کہ اللہ کے کسی نبی نے یہ کہا ہو کہ میں اولاد آدم میں سے نہیں ہوں اور بشر کی جائے نفرت اور انسانیت کی عار ہوں۔

پھر ہم نے بارہا مرزا قادیانی کے پیروکاروں سے یہ سوال کیا ہے کہ بشر کی جائے نفرت کون سی جگہ ہے؟ لیکن اس کا جواب ہمیں آج تک نہیں ملا۔

رہی بات اس روایت کی جس میں حضرت ایوب علیہ السلام کی طرف لفظ ''ذلیل'' منسوب کیا گیا ہے تو پہلی بات یہ کہ یہ روایت غیر مستند اور اسرائیلیات میں سے ہے، اگر اسے صحیح بھی قبول کیا جائے تو لفظ ''ذليل '' جس معنیٰ میں اردو میں استعمال کیا جاتا ہے عربی میں اس کا وہ معنیٰ نہیں ہے، یہاں قادیانی مربی یہی دھوکہ دیتے ہیں، عربی زبان میں ''ذلیل'' کے معانی عاجز، نرم، رحم کرنے والا اور کمزور وغیرہ بہت سے آتے ہیں (دیکھیں: لسان العرب، باب الذال المعجمة، اور تاج العروس، مادہ ذ ل ل) قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر کا ذکر کرتے ہوئے مؤمنین سے فرمایا ﴿ولقد نصركم الله ببدر وانتم اذلة﴾ اور تمہاری مدد کر چکا ہے اللہ بدر میں جب تم کمزور اور ناتواں تھے۔ (آل عمران: 123) اس آیت میں ''اذلة'' جمع ہے ''ذلیل'' کی لیکن اس کا معنیٰ کمزور ہے نہ کہ وہ جو اردو میں سمجھا جاتا ہے، خود مرزا قادیانی نے ''تذلل'' کا معنیٰ ''عاجزی'' کیا ہے، چنانچہ اس نے لکھا:۔

''واحضروا الله من التذلل ''اور پھر اس کا ترجمہ یوں کیا ''اور خدا کے سامنے عاجزی سے حاضر ہو جاؤ''۔ (خطبہ الہامیہ، رخ 16، صفحہ 187)۔

لہذا حضرت ایوب علیہ السلام کی طرف اس دعا کی نسبت اگر صحیح بھی ہو تو اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ''اے اللہ میں ایک عاجز اور کمزور بندہ ہوں''۔

موجودہ بائبل کے حوالوں کے بارے میں ایک قادیانی عذر

قادیانیوں کا کہنا ہے کہ زبور میں جو حضرت داود علیہ السلام کے حوالے سے لکھا ہے کہ

آپ نے اپنے آپ کو (نعوذ باللہ) کیڑا کہا یہ حوالہ حجت ہے اور دلیل یہ دی ہے کہ ''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے کہ جب تک تورات یا زبور کے کسی فرمودہ کے خلاف اللہ تعالیٰ کا تازہ حکم نازل نہ ہوتا، اس کو درست اور واجب العمل سمجھتے تھے'' نیز حدیث شریف میں ہے کہ بنی اسرائیل سے روایت لے لو، اس میں کوئی حرج نہیں۔(پاکٹ بک 620)۔

جواب

حضرت داود علیہ السلام کی طرف منسوب اپنے آپ کو ''کیڑا'' کہنے کی بات تو سراسر قرآن وحدیث کے خلاف ہے کیونکہ قرآن کریم جا بجا یہ بیان کرتا ہے کہ تمام بنی آدم انسان اور بشر ہیں کیڑے نہیں، لہذا یہ حوالہ تو صریح طور پر قرآن کریم کے خلاف ہے، نیز آنحضرت ﷺ کا نیا حکم نازل ہونے تک اہل کتاب کی موافقت کرنا صرف احکام کی حد تک ہے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ زبور وتورات کی ہر چیز کو آپ من وعن تسلیم فرماتے تھے، پھر بنی اسرائیل کے افراد سے روایت لینے میں کوئی حرج نہ ہونے کی بات فرمائی گئی ہے یہ نہیں فرمایا گیا کہ موجودہ کتابوں زبور، تورات اور انجیل وغیرہ کی تلاوت کیا کرو اور ان میں جو کچھ لکھا ہے بلاحرج اسے صحیح سمجھو، اور سب سے اہم بات یہ کہ کیا کوئی ثابت کرسکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں یہی موجودہ انگریزی اور اردو والی تورات وانجیل تھی جو آج بائبل کے نام سے موجود ہے اور جس کے حوالے قادیانی دیتے ہیں؟

☆☆☆☆

ناکام پیش گوئیاں اور جھوٹے الہام

جب ہم مرزا قادیانی کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اسے نجومیوں کی طرح تکے لگانے کی عادت تھی جسے وہ پیش گوئی کا نام دیا کرتا تھا اور اس نے اپنی صداقت کا معیار بھی قرآن وحدیث کو نہیں بلکہ اپنی پیش گوئیوں کو ٹھہرایا (حوالے آگے آرہے ہیں)، مثال کے طور پر اسے پتہ چلتا کہ اس کے فلاں مرید کی بیوی امید سے ہے تو وہ پیش گوئی جاری کردیتا کہ اس کے ہاں لڑکا ہوگا یا لڑکی، بلکہ اپنی بیوی کے بارے میں بھی ایسے ہی تکے لگادیا کرتا، یا کسی کے ساتھ مباحثے میں چت ہوجاتا یا کوئی اس کی بات نہ مانتا تو ایک دم فریق مخالف کی ایک خاص مدت میں موت کی پیش گوئی صادر کردیتا، لیکن ایسا بدقسمت تھا کہ اس کی اکثر وبیشتر پیش گوئیاں جھوٹی نکلیں، اور شاطر ایسا تھا کہ بجائے یہ تسلیم کرنے کے کہ اس کی پیش گوئی پوری نہیں ہوئی الٹا کوئی نہ کوئی نئی تاویل یا بہانہ لے کر میدان میں آجاتا، مثال کے طور پر ایک عیسائی پادری عبداللہ آتھم کے ساتھ مباحثے میں چت ہونے کے بعد اس کے بارے میں پیش گوئی داغ دی کہ وہ پندرہ مہینے کے اندر اندر مرجائے گا، پندرہ مہینے تک بلکہ پندرھویں مہینے کی آخری رات تک مرزا اور اس کے مرید یہ دعائیں کرتے رہے کہ یا اللہ آتھم مرجائے، آخری رات کو مرزا نے ٹوٹکوں کا سہارا بھی لیا اور چنوں پر کچھ پڑھوا کر ایک غیر آباد کنویں میں ڈالنے خود گیا، لیکن آتھم نہ مرا، جب مرزا کی ذلت ہوئی تو مرزا نے یہ بیان داغا کہ چونکہ آتھم نے توبہ کرلی تھی اس لئے موت سے بچ گیا کیونکہ پیش گوئی میں یہ شرط تھی کہ اگر وہ حق کی طرف رجوع نہیں کرے گا تو مرجائے گا (یہ بات مرزا کو اس وقت پتہ چلی جب پندرہ مہینے گذر چکے تھے) اب آتھم نے کہا کہ میں نے ہرگز کوئی توبہ نہیں کی، میں کل بھی عیسائی تھا اور آج بھی عیسائی ہوں، اور مرزا کہے کہ نہیں تم نے توبہ کی تھی یعنی مدعی سست گواہ چست والا حساب تھا، اب ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اگر بالفرض مرزا کے خدا نے آتھم کو اس لئے پندرہ مہینے کے اندر موت نہ دی کہ اس نے توبہ کرلی تھی تو جب آتھم نے یہ کہا کہ میں نے کوئی توبہ نہیں کی تو اسی وقت مرزا کا خدا اسے موت دے دیتا، لیکن اب مرزا نے نیا تماشہ شروع کیا کہ آتھم قسم کھائے کہ

اس نے توبہ نہیں کی وغیرہ وغیرہ، اوراس پر طرفہ تماشہ یہ کہ مرزا نے یہ بیان بھی دیا کہ آتھم نے تو دوران مباحثہ ہی کانوں کو ہاتھ لگا کر توبہ کر لی تھی، لیکن پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ مرزا کو اس توبہ کا پتہ پندرہ مہینے گذرنے کے بعد کیوں چلا؟، بہر حال اس طرح کی مثالیں مرزا کی تقریباً ہر پیش گوئی میں ملتی ہیں، اس سے پہلے کہ ہم مرزا کی پیش گوئیوں پر بات کریں آیئے دیکھتے ہیں مرزا قادیانی نے اپنے سچے اور جھوٹے ہونے کا معیار کیا مقرر کیا تھا؟۔

مرزا قادیانی کا اپنے صدق اور کذب کو پرکھنے کے لئے پیش کردہ معیار

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک اللہ کے کسی نبی نے بھی اپنے سچے ہونے کا معیار اپنی پیش گوئیوں کو نہیں بتایا کہ اگر میری فلاں پیش گوئی سچی ہوئی تو میں سچا ورنہ میں (نعوذ باللہ) جھوٹا، اللہ کے نبی کو اپنے سچے ہونے میں ہرگز تردد یا شک نہیں ہوتا، لیکن بنا سپتی نبی نے اپنے صدق وکذب کو جانچنے کا معیار کیا بتایا؟ ملاحظہ فرمائیں:۔

’’بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہو سکتا‘‘۔

(آئینہ کمالات اسلام، رخ5 صفحہ 288)

اور پھر مرزا نے یہ اعلان بھی خود کیا:۔

’’اگر ثابت ہو کہ میری سو (100) پیش گوئی میں سے ایک بھی جھوٹی نکلی ہو تو میں اقرار کروں گا کہ میں کاذب ہوں‘‘۔

(اربعین نمبر4، رخ17 صفحہ 461 حاشیہ)

اور یہ بھی مرزا قادیانی کی ہی تحریریں ہیں:۔

’’جو شخص اپنے دعویٰ میں کاذب ہو اس کی پیش گوئی ہرگز پوری نہیں ہوتی‘‘۔

(آئینہ کمالات اسلام، رخ5 صفحات 322و323)

’’یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیش گوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے‘‘۔

(تریاق القلوب، رخ15 صفحہ 382)

’’اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں‘‘۔

(کشتی نوح، رخ19 صفحہ 5)

آپ نے پڑھا کہ کس طرح مرزا نے اپنے سچے یا جھوٹے ہونے کا معیار اپنی پیش گوئیوں کو بتایا اور کس طرح اس نے اقرار کیا کہ اگر میری ایک پیش گوئی بھی جھوٹی نکلی تو میں جھوٹا، ہم سردست مرزا قادیانی کی صرف تین پیش گوئیوں کا تذکرہ کرتے ہیں۔

مرزا قادیانی کی مسماۃ محمدی بیگم کے ساتھ اپنے نکاح کی پیش گوئی اور اس کا انجام

اس پیش گوئی کا مختصر پس منظر یہ ہے کہ مرزا کے رشتہ داروں میں ایک شخص احمد بیگ نام کا تھا جس کی ایک بیٹی تھی جس کا نام محمدی بیگم تھا، اسے زمین کی منتقلی کے ایک مقدمے میں مرزا قادیانی کے دستخطوں کی ضرورت تھی چنانچہ وہ مرزا کے پاس آیا اور اپنا مدعا بیان کیا، مرزا قادیانی نے اسے کہا کہ میری عادت ہے کہ میں ہر کام سے پہلے استخارہ کیا کرتا ہوں لہذا میں پہلے استخارہ کروں گا پھر فیصلہ کروں گا کہ دستخط کروں یا نہ کروں، چنانچہ مرزا کے بقول اس نے استخارہ کیا تو اس کے خدا نے اسے یہ حکم دیا کہ صرف اس شرط پر احمد بیگ کی درخواست پر دستخط کرو کہ وہ اپنی بیٹی محمدی بیگم کا نکاح تمہارے ساتھ کر دے (مرزا قادیانی نے یہ ساری بات مورخہ 10 جولائی 1888 کو اپنے ایک اشتہار میں خود بیان کی ہے، دیکھیں مجموعہ اشتہارات، جلد1 صفحات 136 ومابعد)، مرزا نے ساتھ ہی احمد بیگ کو ڈرانے کے لئے یہ پیش گوئی بھی داغ دی کہ:۔

’’اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روزِ نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک

فوت ہو جائے گا''۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد 1 صفحہ 136)

ذرا آگے لکھا:۔

''معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ (یعنی احمد بیگ۔ناقل) کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لاوے گا''۔ (حوالہ سابقہ)۔

مرزا قادیانی نے احمد بیگ کو لالچ بھی دیا اور یوں کہا:۔

''اللہ نے میری طرف وحی کی ہے کہ اس سے اس کی بڑی لڑکی کا رشتہ اپنے لئے مانگو، اور اس سے کہہ دو کہ پہلے تمہیں اپنا داماد بنائے پھر تم سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے، اور یہ بھی بتاؤ کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہیں وہ زمین بھی دے دوں گا جو تم مانگ رہے ہو اور اس کے ساتھ اور زمین بھی دوں گا اور میں تم پر اس کے علاوہ اور احسانات بھی کروں گا''۔

(ترجمہ عربی تحریر: آئینہ کمالات اسلام، رخ 5 صفحات 572 و 573)

بلکہ مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کے والد کو اس رشتے کے بدلے میں یہاں تک پیش کش کر دی کہ:۔

''میں تم سے عہد کرتا ہوں کہ تمہاری بیٹی کو اپنی زمین کا بلکہ اپنی مملوکہ ہر چیز کا تیسرا حصہ دوں گا اور جو کچھ تم مانگو گے وہ بھی دوں گا''۔

(ترجمہ عربی تحریر: آئینہ کمالات اسلام، رخ 5 صفحہ 573)

لیکن محمدی بیگم کے باپ نے اپنی بیٹی کا رشتہ مرزا قادیانی کو دینے سے صاف انکار کر دیا تو پھر مرزا نے پینترا بدلا اور کہا کہ تم جو مرضی کر لو اس لڑکی کو تو ہر حال میں میرے نکاح میں آنا ہی ہے، چنانچہ لکھا:۔

''سو خدا تعالیٰ ان سب کے تدارک کے لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں (یعنی جو

اس رشتہ میں رکاوٹ بن رہے ہیں۔ناقل) تمہارا مددگار ہوگا اور انجام کار اس کی اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہی ہو جاتا ہے''۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد 1 صفحہ 137)

اس سے پہلے بتاریخ 20 فروری 1886 کو بھی مرزا قادیانی یہ لکھ چکا تھا:۔

''آخر وہ عورت اس عاجز کی بیویوں میں داخل ہوگی''۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد 1 صفحہ 96 حاشیہ)

مورخہ 2 مئی 1891 کو مرزا قادیانی نے ایک اور اشتہار نکالا جس میں لکھا:۔

''خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی مقدر اور قرار یافتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے اور یا خدا تعالیٰ بیوہ کر کے اس کو میری طرف لے آوے''۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد 1 صفحہ 186)

بتاریخ 28 دسمبر 1891 ایک بار پھر مرزا قادیانی نے ایک اشتہار شائع کیا اور اس میں یہ لکھا کہ اسے یہ الہام ہوا ہے:۔

''اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ بات سچ ہے، کہہ ہاں مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ یہ سچ ہے اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے روک نہیں سکتے، ہم نے خود اس سے تیرا عقد باندھ دیا ہے اور میری باتوں کو کوئی بدلا نہیں سکتا''۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد 1 صفحہ 247)

آپ نے دیکھا کہ مرزا کے دعویٰ کے مطابق اس کے خدا نے اس کا عقد (نکاح) محمدی بیگم کے ساتھ باندھ دیا تھا۔

اس وقت تک چونکہ محمدی بیگم ابھی کنواری تھی اس لئے مرزا اپنی پیش گوئیوں میں یہی

کہتا رہا کہ وہ میرے نکاح میں ضرور آئے گی چاہے کنواری ہونے کی حالت میں یا بیوہ ہوکر، لیکن محمدی بیگم کے گھر والوں نے مرزا قادیانی کے لالچ اور بعدازاں دھمکی آمیز پیش گوئیوں کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے اپریل 1892 میں محمدی بیگم کا نکاح موضع پٹی ضلع لاہور کے رہنے والے ایک شخص سلطان محمد بیگ کے ساتھ کردیا اس طرح مرزا کی آسمانی منکوحہ کو سلطان محمد لے گیا (آپ پڑھ چکے ہیں کہ مرزا کے مطابق اس کے خدا نے اس کا نکاح محمدی بیگم کے ساتھ کردیا تھا) چنانچہ مرزا قادیانی کی امیدوں پر پانی پھر گیا، اب اگر مرزا قادیانی کی جگہ کوئی شریف آدمی ہوتا تو وہ خاموشی اختیار کرلیتا کیونکہ اب محمدی بیگم کسی اور کی منکوحہ تھی اور شریف آدمی کو زیب نہیں دیتا کہ وہ کسی دوسرے کی بیوی کا نام اشتہاروں میں اچھالتا رہے، لیکن مرزا قادیانی نے انتہائی غیر شریفانہ طرز عمل اختیار کرتے ہوئے اشتہار پر اشتہار نکالنے شروع کردیے، محمدی بیگم کا باپ جس کے بارے میں مرزا نے یہ پیش گوئی کی تھی کہ وہ محمدی بیگم کا نکاح کسی اور کے ساتھ ہونے کی صورت میں تین سال کے اندر مرجائے گا اور محمدی بیگم کا خاوند اڑھائی سال کے اندر مرجائے گا (جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ محمدی بیگم کے باپ کو اس کے خاوند کے بعد مرنا تھا) وہ کبیر السن ہونے کی وجہ سے فوت ہوگیا، مرزا قادیانی نے چھلانگیں لگانی شروع کردیں کہ میری پیش گوئی کا پہلا حصہ پورا ہوگیا، اور پھر مرزا نے اپنی پیش گوئی میں اضافے کرنے بھی شروع کردیے اور ایسی تحریریں لکھنی شروع کیں:۔

سنہ 1893 میں مرزا کے مطابق اس پر اس کے خدا کی طرف سے یہ وحی ہوئی جو مرزا نے عربی میں لکھی:۔

’’قال انی سأجعل بنتاً من بناتهم آية لهم فسمّاها وقال انها ستُجعل ثيبة ويموت بعلها وابوها الى ثلاث سنة من يوم النكاح ثم نردها اليک بعد موتهما ولا يکون احدهما من العاصمين وقال انا رادوها اليک لا تبديل لکلمات الله ان ربک فعال لما يريد ومات ابوها فی وقت موعود فکونوا

لوعده الآخر من المنتظرين‘‘ اس نے کہا میں ان کی بیٹیوں میں سے ایک بیٹی کو ان کے لئے نشانی بناؤں گا اور اس نے کہا کہ وہ بیوہ ہوجائے گی، اس کا خاوند اور باپ دونوں نکاح کے دن سے تین سال تک مرجائیں گے پھر ہم اس لڑکی کو ان دونوں کی موت کے بعد تیری طرف لوٹا دیں گے اور ان دونوں میں سے کوئی بھی بچنے والا نہیں اور کہا کہ ہم اس لڑکی کو تیری طرف واپس لانے والے ہیں اللہ کی باتوں کو کوئی نہیں بدل سکتا بے شک تیرا رب جو ارادہ کرتا ہے وہ کرتا ہے، تو اس لڑکی کا باپ وقت مقررہ میں مرگیا پس اب تم اللہ کے دوسرے وعدہ کا انتظار کرو۔

(کرامات الصادقین، رخ 7 صفحہ 162)

آپ نے دیکھا کہ محمدی بیگم کے باپ کے مرنے کے بعد مرزا یہ تحریر لکھ رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ میں نے پیش گوئی کی تھی کہ اگر محمدی بیگم کا نکاح میرے علاوہ کسی اور کے ساتھ کیا جائے گا تو اس کا باپ اور خاوند دونوں تین سال کے اندر مرجائیں گے اور ان کے مرنے کے بعد آخر کار محمدی بیگم میرے پاس واپس آجائے گی یہ اللہ کی بات ہے جو تبدیل نہیں ہوسکتی، اور پھر مرزا کہتا ہے کہ دیکھو میری پیش گوئی کے مطابق اس کا باپ مرگیا، اس طرح اللہ کا ایک وعدہ پورا ہوا اب دوسرا وعدہ پورا ہونے کا انتظار کرو۔

آگے چلنے سے پہلے آپ کی توجہ اس طرف بھی دلاتا جاؤں کہ مرزا نے اپنے خدا کی یہ جو عربی وحی لکھی ہے اس میں لکھا ہے ﴿ويموت بعلها وابوها الى ثلاث سنة﴾ عربی قواعد کی رو سے ثلاث سنة غلط ہے بلکہ ثلاث سنوات یا ثلاث سنين ہونا چاہیے (جیسا کہ مرزا کی علمی قابلیت کے باب میں بیان ہوا) لیکن مرزا جی ٹھہرے سلطان القلم ان کی عربی بھی ان کی نبوت کی طرح بناسپتی ہے۔

تو سلطان محمد کا نکاح محمدی بیگم کے ساتھ اپریل 1892 میں ہوا، اس طرح مرزا قادیانی کی پیش گوئی کے مطابق اسے اڑھائی سال کے اندر یعنی اگست/ستمبر 1894 تک مرنا تھا لہذا اب اس کی موت کا انتظار شروع ہوا، اور مرزا قادیانی نے مورخہ اکیس ستمبر 1893 کو لکھا:۔

"مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی موت کی نسبت پیش گوئی جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے جس کی میعاد آج کی تاریخ سے جو اکیس ستمبر 1893 ہے قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئی ہے یہ تمام امور جو انسانی طاقتوں سے بالکل بالاتر ہیں ایک صادق یا کاذب کی شناخت کے لئے کافی ہیں"۔

(شہادۃ القرآن، رخ 6 صفحہ 375)

اسی کتاب کے اگلے صفحے پر مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کے ساتھ اپنے نکاح کی پیش گوئی کو عظیم الشان پیش گوئی لکھا اور اس کے چھ اجزاء تفصیل کے ساتھ یوں بیان کیے:۔

"اور ان میں سے وہ پیش گوئی جو مسلمان قوم کے ساتھ تعلق رکھتی ہے بہت ہی عظیم الشان ہے کیونکہ اس کے اجزاء یہ ہیں (1) مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو (2) اور پھر داماد اس کا جو اس کی دختر کلاں کا شوہر ہے اڑھائی سال کے اندر فوت ہو (3) اور پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تا روز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو (4) اور پھر یہ کہ وہ دختر بھی تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی کے فوت نہ ہو (5) اور پھر یہ کہ یہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو (6) اور پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو جاوے"۔

(شہادۃ القرآن، رخ 6 صفحہ 376)

اسی طرح مرزا قادیانی نے لکھا کہ میری اس پیش گوئی میں پورے چھ دعوے ہیں:۔

"اول نکاح کے وقت تک میرا زندہ رہنا۔ دوم نکاح کے وقت تک لڑکی کے باپ کا یقیناً زندہ رہنا۔ سوم پھر نکاح کے بعد اس لڑکی کے باپ کا جلدی سے مرنا جو تین برس تک نہیں پہنچے گا۔ چہارم اس کے خاوند کا اڑھائی برس کے عرصہ تک مرجانا۔ پنجم اس وقت تک کہ میں اس سے نکاح کروں اس لڑکی کا زندہ رہنا۔ ششم پھر آخر یہ بیوہ ہونے کی تمام رسموں کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اس کے اقارب کے میرے نکاح میں آنا"

(آئینہ کمالات اسلام، رخ 5 صفحہ 325)

اب خود مرزا نے اپنی اس پیش گوئی کے چھ حصے بتائے اور پھر یہ بھی بتایا کہ اس پیش گوئی میں میرے چھ دعوے ہیں، اس طرح بات بالکل صاف ہوگئی کہ پیش گوئی اس وقت تک پوری نہیں ہوسکتی جب تک اس کے چھ کے چھ اجزاء پورے نہ ہوں اور مرزا اس وقت تک سچا نہیں ثابت نہیں ہوسکتا جب تک اس کے چھ کے چھ دعوے سچے نہ ہوں، نیز یہ بات ذہن میں رہے کہ اب تک جہاں بھی مرزا قادیانی نے یہ پیش گوئی کی وہاں کوئی شرط ذکر نہیں کی کہ اگر فلاں کام ہوگیا یا فلاں نے توبہ کرلی یا فلاں ڈر گیا تو پھر میرا نکاح محمدی بیگم کے ساتھ ملتوی یا کینسل ہوجائے گا۔

اب وقت گذرتا رہا، ہفتے گذرے، مہینے گذرے، سال، دوسال، اڑھائی سال گذر گئے لیکن محمدی بیگم کا خاوند سلطان محمد زندہ سلامت رہا، مرزا قادیانی کو پھر اپنی ذلت سامنے نظر آنے لگی تو اس نے حسب عادت اپنی تاویل کی زنبیل سے وہی پرانا نسخہ نکالا اور کہنا شروع کیا کہ سلطان محمد اپنے سسر احمد بیگ کی موت دیکھ کر ڈر گیا تھا اس لئے اس کی موت ٹل گئی (یہ بات مرزا کو اس کے خدا نے اس وقت نہ بتائی جب احمد بیگ فوت ہوا تھا کیونکہ اوپر آپ نے پڑھا کہ 21 ستمبر 1893 کو بھی مرزا نے یہی لکھا کہ محمدی بیگم کے خاوند کی موت میں گیارہ مہینے رہ گئے ہیں جبکہ اس سے کئی مہینے پہلے احمد بیگ کی موت ہوچکی تھی)، کسی نے پوچھا کہ مرزا جی آپ کے پاس کیا دلیل ہے کہ سلطان محمد ڈر گیا یا اس نے توبہ کرلی؟ تو دلیل ملاحظہ فرمائیں، مرزا قادیانی نے کہا کہ احمد بیگ کی موت کے بعد سلطان محمد کے کچھ رشتہ داروں کے خط آئے تھے اور انہوں نے پشیمانی کا اظہار کیا تھا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس نے توبہ کرلی تھی (کیا سلطان محمد نے بذات خود کوئی معافی نامہ لکھا؟ آج تک نہ مرزا قادیانی اور نہ ہی اس کا کوئی پیروکار یہ ثابت کرسکا)۔

مرزا کا اصرار کہ اصل اور بنیادی پیش گوئی اب بھی قائم ہے

دوستو! آج جماعت مرزائیہ کی طرف سے یہ دھوکہ دیا جاتا ہے کہ مرزا کی اصل پیش گوئی احمد بیگ اور اس کے داماد سلطان محمد کی موت تھی، اور محمدی بیگم کے ساتھ نکاح صرف اس صورت کے ساتھ مشروط تھا اگر سلطان محمد کی موت ہوجاتی، مرزائی پاکٹ بک کے مصنف نے بھی

یہی فریب دینے کی کوشش کی ہے کہ مرزا کو اس کے خدا نے یہ بتایا تھا کہ میں محمدی بیگم کے باپ اور خاوند دونوں کی موت کے بعد محمدی بیگم کو بیوہ کر کے تیری طرف لوٹاؤں گا، اس طرح شرط یہ تھی کہ اگر وہ بیوہ ہوگی تو تیرے نکاح میں آئے گی، چونکہ سلطان محمد توبہ کر کے (جس توبہ کا کوئی ثبوت آج تک جماعت مرزائیہ پیش نہیں کر سکی اور نہ اس پیش گوئی کا مشروط ہونا ثابت کر سکی) موت سے بچ گیا، لہذا محمدی بیگم کے بیوہ ہونے کی شرط پوری نہ ہوئی نتیجہ یہ کہ نکاح کی پیش گوئی ملتوی ہوگئی۔ یہ ایسا مرزائی دھوکہ ہے جس کی مثال ملنا مشکل ہے، آپ نے اب تک خود مرزا قادیانی کی جو پیش گوئیاں باحوالہ پڑھیں ان کے اندر کہیں بھی کوئی شرط نہیں، بلکہ جب تک محمدی بیگم کا نکاح نہ ہوا تھا مرزا کی پیش گوئی یہ تھی کہ وہ کنواری بھی میرے نکاح میں آسکتی ہے اور بیوہ ہو کر بھی، جب اس کا نکاح ہو گیا تو چونکہ کنواری والی بات اب ناممکن ہوگئی لہذا مرزا نے یہ لکھنا شروع کر دیا کہ اب وہ بیوہ ہو کر آئے گی، آیئے ہم خود مرزا قادیانی سے پوچھتے ہیں کہ اصل اور بنیادی پیش گوئی کیا تھی؟ کسی کی موت کی یا نکاح کی؟ اور کیا محمدی بیگم کے ساتھ مرزا کا نکاح مشروط تھا؟ اور کیا سلطان محمد کے بچنے سے یہ اصل پیش گوئی ملتوی ہوگئی؟، جب سلطان محمد اڑھائی سال کے اندر نہ مرا تو مرزا نے بتاریخ 6 ستمبر 1894 کو ایک اشتہار جاری کیا اس میں لکھا :۔

’’کیونکہ عذاب کی میعاد ایک تقدیر معلّق ہوتی ہے جو خوف اور رجوع سے دوسرے وقت پر جا پڑتی ہے جیسا کہ تمام قرآن اس پر شاہد ہے۔ لیکن نفس پیش گوئی یعنی اُس عورت کا اِس عاجز کے نکاح میں آنا یہ تقدیر مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی کیونکہ اس کے لئے الہام الٰہی میں یہ فقرہ موجود ہے کہ لا تبدیل لکلمات اللہ یعنی میری یہ بات ہرگز نہ ٹلے گی پس اگر ٹل جائے تو خدا تعالیٰ کا کلام باطل ہوتا ہے‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد 1، صفحہ 399، اشتہار نمبر 123)

مرزا قادیانی کی اس تحریر سے یہ باتیں سمجھ آتی ہیں:

اڑھائی سال کے اندر محمدی بیگم کے خاوند کی موت کی پیش گوئی دراصل اس پر عذاب

آنے کی پیش گوئی تھی، اور عذاب کی پیش گوئی تقدیر معلّق ہوتی ہے جو خوف یا رجوع الی اللہ سے ٹل جاتی ہے اس لئے محمدی بیگم کا خاوند وقت مقررہ کے اندر نہ مرا (یہ بھی مرزا قادیانی کا دھوکہ ہے محمدی بیگم کے خاوند نے ہرگز کوئی معذرت یا توبہ نہیں کی تھی اور نہ ہی وہ پوری زندگی کبھی مرزا کی پیش گوئی سے ڈرا، آج تک جماعت مرزائیہ اس کا کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکی کہ سلطان محمد نے توبہ کی تھی، وہ توبہ کیوں کرتا؟ اس نے کون سا گناہ کیا تھا؟ کیا کسی غیر منکوحہ عورت کے ساتھ اس کے گھر والوں کی رضامندی سے نکاح کرنا گناہ ہے؟)، یہاں تک تو مرزا نے یہ بتایا کہ سلطان محمد کیوں نہ مرا، لیکن آگے جو لکھا وہ ہے اصل پیش گوئی جسے مرزا نے ’’نفسِ پیش گوئی‘‘ کے الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے اور پہلے سلطان محمد کی موت کی پیش گوئی کو تقدیر معلّق بتایا لیکن محمدی بیگم کے ساتھ اپنے نکاح کی پیش گوئی کو ’’تقدیر مبرم‘‘ بتایا، اور یہ بھی بتایا کہ یہ ایسی تقدیر مبرم ہے جو کسی طرح بھی ٹل نہیں سکتی کیونکہ اگر یہ نکاح ٹل گیا تو مرزا کے مطابق اس کا خدا جھوٹا ثابت ہو جائے گا۔

مرزائی پاکٹ بک میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ تقدیر مبرم بھی ٹل سکتی ہے لیکن یہاں مرزا نے ان ساری تاویلات کا دروازہ یہ لکھ کر بند کر دیا ہے کہ ’’یہ ایسی تقدیر مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی‘‘ نیز مرزا نے اس تقدیر مبرم کو محمدی بیگم کے خاوند کی موت کی پیش گوئی کے مقابلے میں ذکر کیا ہے جسے اس نے تقدیر معلّق بتایا، اگر تقدیر معلق اور تقدیر مبرم دونوں ٹل سکتی تھیں تو مرزا نے ان دونوں میں فرق کیوں کیا؟ مرزا قادیانی نے تقدیر معلق اور تقدیر مبرم کا فرق ایک دوسری جگہ یوں بیان کیا ہے:۔

’’تقدیر دو قسم کی ہوتی ہے ایک کا نام معلق ہے اور دوسری کو مبرم کہتے ہیں، اگر کوئی تقدیر معلق ہو تو دعا اور صدقات اس کو ٹلا دیتی ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس تقدیر کو بدل دیتا ہے، اور مبرم ہونے کی صورت میں وہ صدقات اور دعا اس تقدیر کے متعلق کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی‘‘۔

(ملفوظات، جلد 3 صفحہ 24)

ان تمام حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی کے نزدیک اصل اور بنیادی پیش

گوئی محمدی بیگم کے ساتھ نکاح ہونے کی تھی اور اس پیش گوئی کے ٹلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا اسے ہر صورت میں پورا ہونا تھا۔

تو دوستو! آپ نے دیکھا کہ محمدی بیگم کا خاوند جب مرزا کی بتائی ہوئی مدت میں نہ مرا تو مرزا نے کیسے تاویل کی کہ وہ ڈر گیا تھا اس لئے بچ گیا، جبکہ اس سے پہلے اس بارے میں وہ جتنی بھی پیش گوئیاں کر چکا تھا ان کے اندر ہرگز کہیں ایسی کوئی شرط نہیں تھی کہ اگر وہ ڈر جائے گا یا توبہ کرلے گا تو بچ جائے گا، بلکہ ان پیش گوئیوں کے مطابق اسے ہر حال میں ضرور مرنا تھا کیونکہ اصل اور نفس پیش گوئی تب ہی پوری ہوتی، اس بات کا احساس خود مرزا قادیانی کو بھی تھا چنانچہ اس نے یہ تاویل کر کے اڑھائی سال کی مدت میں سلطان محمد کے مرنے والی بات سے جان چھڑانے کی کوشش کی لیکن ساتھ ہی یہ بھی اعلان کیا کہ اسے صرف مدت میں ڈھیل ملی ہے اس کی موت بہر حال اٹل ہے، چنانچہ اس نے 1896ء میں یہ بیان شائع کیا:۔

’’میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرو، اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی۔ اور اگر میں سچا ہوں تو خدائے تعالیٰ ضرور اس کو بھی ایسا ہی پورا کرے گا جیسا کہ احمد بیگ اور آتھم کی پیش گوئی پوری ہوگئی۔ اصل مدعا تو نفس مفہوم ہے اور وقتوں میں تو کبھی استعارات کا بھی دخل ہوتا ہے‘‘۔

(انجام آتھم، رخ 11 صفحہ 31 حاشیہ)

اس تحریر سے معلوم ہوا کہ مرزا نے صرف اڑھائی سال کی مدت کے اندر سلطان محمد کے مرنے کو تقدیر معلق بتایا تھا جبکہ اس کی موت اس کے نزدیک اب بھی تقدیر مبرم تھی اور وہ واضح طور پر اعلان کر رہا ہے کہ اگر یہ پیش گوئی یعنی اس کی موت میری زندگی میں نہ ہوئی تو میں جھوٹا ہوں گا، اور پھر اس نے مثال دے کر بتایا کہ جیسے احمد بیگ (محمدی بیگم کا باپ) اور آتھم مر گئے ایسے ہی یہ بھی مر جائے گا۔

یہاں یہ بات بتانا ضروری ہے کہ یہ مرزا کا صریح جھوٹ ہے کہ عیسائی پادری عبداللہ

آتھم اس کی پیش گوئی کے مطابق مر گیا تھا، بلکہ مرزا ہمیشہ کی طرح اپنی اس پیش گوئی میں بھی ذلیل وخوار ہوا تھا کیونکہ اس نے یہ پیش گوئی کی تھی کہ آتھم پندرہ مہینے کے اندر مر جائے گا لیکن ایسا نہ ہوا، وہاں بھی مرزا نے یہ دھوکہ دینے کی کوشش کی تھی کہ اس نے توبہ کرلی تھی اس لئے نہ مرا، جب توبہ کا ثبوت مانگا گیا تو کہنے لگا آتھم سے کہو کہ وہ قسم اٹھائے کہ اس نے توبہ نہیں کی تھی کیونکہ وہ جانتا تھا آتھم عیسائی ہے اور موجودہ بائبل میں قسم کھانے سے منع کیا گیا ہے، اس طرح مرزا نے یہ چالا کی کی کہ اگر تو وہ قسم اٹھالے گا تو میں کہوں گا دیکھو اس نے عیسائی عقیدہ چھوڑ دیا، اور اگر قسم نہیں اٹھائے گا تو میں یہ شور کرتا رہوں گا کہ اس نے توبہ کرلی تھی، ہم اس پیش گوئی کی تفصیل میں اس وقت نہیں جائیں گے صرف یہ بتانا مقصود تھا کہ مرزا قادیانی نے جو اس تحریر میں لکھا ہے کہ آتھم کے متعلق پندرہ مہینے والی اس کی پیش گوئی پوری ہوئی تھی یہ صریح جھوٹ ہے **لعنة الله علی الکاذبین**۔

اب غور فرمائیں! اوپر والی تحریر مرزا نے 1896 میں لکھی (مرزا کی کتاب انجام آتھم 1896 میں چھپی تھی)، اس وقت سلطان محمد کی اڑھائی سالہ مدت کو گذرے ایک سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا تھا یعنی بقول مرزا وہ رجوع الی اللہ کر کے اور ڈر کر اپنی موت ٹال چکا تھا، لیکن پھر بھی مرزا نے یہ لکھا کہ اس کی موت کی پیش گوئی اپنی جگہ پر قائم ہے اور اگر میری زندگی میں اس کی موت نہ ہوئی تو میں جھوٹا، مرزا نے ہرگز یہ نہیں لکھا کہ چونکہ سلطان محمد توبہ کر کے بچ گیا ہے اس لئے اب میرے نکاح والی پیش گوئی ملتوی ہوگئی۔

نکاح نہ ہونے کی صورت میں ذلت اور نامرادی کے ساتھ ہلاکت کی دعا

مورخہ 27 اکتوبر 1894 کو مرزا قادیانی نے ایک اشتہار جاری کیا جس میں اس نے اپنے خدا سے یہ دعا مانگی:۔

’’اور ہم اس مضمون کو اس پر ختم کرتے ہیں کہ اگر ہم سچے ہیں تو خدا تعالیٰ ان پیش گوئیوں کو پورا کرے گا اور اگر یہ باتیں خدا تعالی کی طرف سے نہیں ہیں تو ہمارا انجام نہایت بد ہوگا اور ہرگز یہ پیش گوئیاں پوری نہیں ہونگی **ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر**

الفاتحین۔ اور میں بالآخر دعا کرتا ہوں کہ اے خدائے علیم وقدیر اگر آتھم کا عذاب مہلک میں گرفتار ہونا اور احمد بیگ کی دختر کلاں کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے ہیں تو ان کو ایسے طور سے ظاہر فرما جو خلق اللہ پر حجت ہو اور کور باطن حاسدوں کا منہ بند ہوجائے اور اگر اے خدا یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے نہیں ہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر"۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد 1، صفحہ 452)

اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ کیا محمدی بیگم کا نکاح مرزا کے ساتھ ہوا یا وہ نامرادی کے ساتھ دنیا سے چلا گیا۔

اسی طرح سنہ 1896 میں مرزا قادیانی نے یہ تحریر بھی لکھی:۔

"اس پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ **یتزوج ویولد لہ** یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی"۔

(ضمیمہ انجام آتھم، رخ 11 صفحہ 337 حاشیہ)

اس جگہ مرزا قادیانی نبی کریم ﷺ کی اس بات کو اپنے اوپر لگانے کی کوشش کر رہا ہے جو آپ ﷺ نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے بارے میں ارشاد فرمائی ہے کہ وہ آسمان سے نازل ہونے کے بعد شادی کریں گے اور آپ کی اولاد بھی ہوگی، مرزا یعنی نقلی مسیح کہہ رہا ہے کہ یہ پیش گوئی میرے بارے میں تھی اور لکھ رہا ہے کہ اس شادی سے مراد جو شادی ہے وہ ابھی

(یعنی 1896 کی اس تحریر کے بعد) ہونی ہے اور یہ بات ضرور پوری ہوگی۔

یاد رہے کہ مرزا کی دوسری شادی مسماۃ نصرت جہاں بیگم کے ساتھ اس تحریر سے تقریباً 12 سال پہلے سنہ 1883 میں ہو چکی تھی اور اس وقت ابھی مرزا قادیانی نے نہ ہی مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور نہ عیسیٰ بن مریم ہونے کا بلکہ اس کا عقیدہ یہی تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہی دوبارہ آنا ہے، لہذا یہاں مرزا یقیناً اس حدیث رسول ﷺ کو محمدی بیگم پر لگانے کی کوشش کر رہا ہے، لیکن اس کے بعد جب مرزا کو اپنی یہ عظیم الشان پیش گوئی ناکام ہوتی نظر آئی تو سنہ 1900ء میں اس نے اپنی 1896 والی اس بات سے حسب عادت قلابازی کھائی اور اسی حدیث کو اپنی دوسری بیوی نصرت جہاں پر لگانے کی ناکام کوشش بھی کی اور لکھا کہ نبی کریم ﷺ کی اس خبر کا مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود کی شادی ایک سید خاندان میں ہوگی (دیکھیں: اربعین نمبر 2، رخ 17 صفحہ 385 حاشیہ)، دراصل تضاد بیانی اور مرزا قادیانی کا چولی دامن کا ساتھ تھا۔

بتاریخ 12 دسمبر 1894 مرزا قادیانی پر اس کے خدا نے یہ الہام کیا:۔

"**ثم نادا مناد ان رجلاً المسمی سلطان بیگ فی حالة الاحتضار فقلتُ سیموت ورأیتُ من قبل أن المصالحة یکون فی یوم موته**" پھر ایک آواز دینے والے نے آواز دی کہ ایک شخص جس کا نام سلطان بیگ ہے، جان کندن میں ہے، میں نے کہا کہ وہ عنقریب مرجائے گا کیونکہ مجھے خواب میں دکھلایا گیا ہے کہ اس کی موت کے دن صلح ہوگی۔

(تذکرہ، صفحہ 223، چوتھا ایڈیشن)

مرزا کے اس الہام میں سلطان بیگ سے مراد وہی محمدی بیگم کا خاوند ہے جس کا نام مرزا سلطان محمد بیگ تھا، اور اس الہام میں مرزا یہ کہتا ہوا پایا گیا کہ وہ عنقریب مرجائے گا۔

مرزا قادیانی کی ان مذکورہ تمام تحریروں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ محمدی بیگم کے باپ کی موت اور اس کے خاوند کے اڑھائی سال میں نہ مرنے کے باوجود مرزا قادیانی اپنی اصل

پیش گوئی پر مصر رہا کہ محمدی بیگم کو ہر حال میں اس کے نکاح میں آنا ہی ہے اور مرزا نے ہرگز یہ نہیں کہا کہ چونکہ اب سلطان محمد نہیں مرا اس لئے محمدی بیگم کے بیوہ ہونے کا امکان ختم ہو گیا لہذا میری پیش گوئی بھی ختم، آیئے چند مزید شواہد پر نظر ڈالتے ہیں:۔

سنہ 1901 میں یعنی محمدی بیگم کے خاوند کی موت کے لئے مرزا کی طرف سے مقرر کردہ اڑھائی سال کی مدت کے ختم ہونے کے تقریباً 7 سال بعد مرزا قادیانی نے گورداسپور کی ایک عدالت میں ایک بیان دیا، چونکہ وہاں مرزا کی اس پیش گوئی کا ذکر بھی ہوا تھا اس لئے اپنے اس عدالتی بیان میں مرزا نے اس پر بھی بات کی اور آخر میں کہا:۔

”عورت اب تک زندہ ہے میرے نکاح میں وہ عورت ضرور آئے گی امید کیسی یقین کامل ہے یہ خدا کی باتیں ہیں ٹلتی نہیں ہو کر رہیں گی“۔

(قادیانی اخبار الحکم، مورخہ 10 اگست 1901، صفحات 14 و 15)

یعنی 1901 تک مرزا قادیانی اپنی اصل پیش گوئی پر قائم تھا کہ محمدی بیگم کا نکاح اس کے ساتھ ضرور ہو گا، صرف امید نہیں بلکہ کامل یقین تھا کیونکہ اس کے خدا نے اسے یہ بتایا تھا۔

اس کے چار سال بعد مورخہ 30 جون 1905 کو اسی اخبار الحکم میں مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کے ساتھ نکاح کی پیش گوئی کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھا:۔

”اعتراض پنجم: مسماۃ محمدی بیگم کو دوسرا شخص نکاح کر کے لے گیا اور وہ دوسری جگہ بیاہی گئی۔ الجواب: وحی الٰہی میں یہ نہیں تھا کہ دوسری جگہ بیاہی نہیں جائے گی بلکہ یہ تھا کہ ضرور ہے کہ اول دوسری جگہ بیاہی جائے سو یہ ایک پیش گوئی کا حصہ تھا کہ دوسری جگہ بیاہی جانے سے پورا ہوا .... اور وعدہ یہ ہے کہ وہ پھر نکاح کے تعلق سے واپس آئے گی سو ایسا ہی ہوگا“۔

(الحکم، 30 جون 1905، صفحہ 5)

آپ نے دیکھا کہ مرزا ایک اعتراض کا جواب دے رہا ہے، لیکن یہاں ایک صریح جھوٹ بول رہا ہے کہ اس کے خدا کی وحی یہ تھی کہ محمدی بیگم ضرور کسی دوسری جگہ بیاہی جائے گی اور

یہ بھی پیش گوئی کا حصہ تھا، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مرزا کی 2 مئی 1891 کے اشتہار میں پیش گوئی یہ تھی کہ خدا کی طرف سے یہ مقدر اور قرار یافتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے اور یا خدا تعالی بیوہ کر کے اس کو میری طرف لے آوے۔ یعنی پیش گوئی یہ نہ تھی کہ اس کا نکاح ضرور کہیں اور ہو گا پھر بیوہ ہو کر آئے گی، ورنہ مرزا قادیانی محمدی بیگم کے باپ اور دوسرے رشتہ داروں کو خط پر خط نہ لکھتا کہ اس کا نکاح کہیں اور نہ کرنا اور نہ ہی سلطان محمد کو ڈراتا کہ اگر تم نے اس کے ساتھ نکاح کیا تو اڑھائی سال کے اندر مر جاؤ گے بلکہ خود محمدی بیگم کا نکاح کسی اچھی سی جگہ پر کروا دیتا کہ اس کے خدا کی وحی یہی تھی کہ پہلے دوسری جگہ ضرور بیاہی جائے گی، بلکہ مرزا نے تو اپنے ان رشتہ داروں کو جن میں اس کی پہلی بیوی حرمت بی بی، اس بیوی سے دونوں بیٹے سلطان احمد اور فضل احمد بھی شامل تھے صاف طور پر یہ دھمکی دی تھی کہ اگر انہوں نے احمد بیگ اور اس کے رشتہ داروں کو محمدی بیگم کا نکاح کہیں اور کرنے سے نہ روکا تو میری طرف سے حرمت بی بی کو طلاق اور میرے دونوں بیٹے عاق تصور ہوں گے (دیکھیں مرزا کا اشتہار بعنوان اشتہار نصرت دین وقطع تعلق از اقارب مخالف دین، مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحات 186 تا 187، مورخہ 2 مئی 1891)، لہذا اگر مرزا کے خدا کی وحی میں ہی یہ بات تھی کہ ضرور پہلے محمدی بیگم کا نکاح کہیں اور ہو گا، پھر وہ مرزا کی طرف لوٹائی جائے گی تو مرزا کا طلاق اور عاق کرنے کی کی دھمکی دینا کس لئے تھا؟ اسے تو خوش ہونا چاہیے تھا کہ اس کے رشتہ دار محمدی بیگم کا نکاح کہیں اور کروا رہے ہیں اس طرح میرے خدا کی پیش گوئی جلدی پوری ہو گی (واضح رہے کہ محمدی بیگم کا باپ اور مرزا قادیانی کی پہلی بیوی قریبی رشتہ دار تھے اس لئے مرزا اس کے ذریعے احمد بیگ پر دباؤ ڈلوانا چاہتا تھا)۔

بہر حال ہم جس بات کو ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ 1905 میں بھی وہ یہ لکھ رہا ہے کہ ”وعدہ یہ ہے کہ وہ پھر نکاح کے تعلق سے واپس آئے گی سو ایسا ہی ہوگا“، وہ ہرگز یہ نہیں مانتا کہ چونکہ سلطان محمد نہیں مرا اس لئے اب پیش گوئی مشروط ہونے کی وجہ سے ملتوی ہو گئی

جیسا کہ آج کل مرزائی جماعت کہتی ہے بلکہ مرزا خود 1905 میں بھی اپنے خدا کے وعدے کا منتظر ہے اور اسے یقین ہے کہ محمدی بیگم کا نکاح اس کے ساتھ ضرور ہوگا۔

دوستو! اپنے خدا کے اسی وعدے کے انتظار میں مرزا قادیانی مورخہ 26 مئی 1908ء کو اس دنیا سے چلا گیا (اس کی وہ دعا قبول ہوئی جس میں اس نے کہا تھا کہ اگر محمدی بیگم کے نکاح کی پیش گوئی خدا کی طرف سے نہیں تو وہ نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک ہوجائے)، مرزا کے مرنے کے بعد بھی سلطان محمد تقریباً چالیس سال زندہ رہا اور روایات کے مطابق اس کی وفات 1948ء میں ہوئی، اسی طرح محمدی بیگم بھی سنہ 1966ء میں فوت ہوئی اور لاہور کے مشہور قبرستان میانی صاحب میں مدفون ہے۔

کیا سلطان محمد مرزا قادیانی کی پیش گوئی سے کبھی ڈرا؟
یا اس نے کوئی توبہ کی؟

یہ بات تو مرزا قادیانی اور اس کی جماعت کو بھی مسلّم ہے کہ سلطان محمد نے مرزا قادیانی کی طرف سے اس کی موت کی دھمکی پر مبنی پیش گوئی کو کسی خاطر میں نہ لاتے ہوئے اور بلا کسی خوف کے محمدی بیگم کے ساتھ نکاح کیا اور اسے اپنی دلہن بنا کر لے گیا، یہ سب سے بڑا ثبوت ہے کہ سلطان محمد کے نزدیک مرزا قادیانی ایک جھوٹا شخص تھا، جب وہ مرزا کی جھوٹی پیش گوئی کے مطابق اڑھائی سال کے اندر نہ مرا تو یہ مرزا قادیانی کے لئے دوسرا جھٹکا تھا، مرزا قادیانی نے جھوٹ بولا کہ سلطان محمد نے توبہ کرلی تھی اس لئے موت سے بچ گیا، آج تک کوئی مرزائی ایسی دلیل پیش نہیں کرسکا جس سے ثابت ہوتا ہو کہ محمدی بیگم کے ساتھ نکاح کے بعد اڑھائی سال کے عرصے کے اندر سلطان محمد نے کبھی مرزا قادیانی کو کوئی خط لکھا ہو یا اس سے ملاقات کی ہو یا کوئی معذرت وغیرہ کی ہو، باقی رہی مرزا قادیانی کی بات تو اس کی عادت تھی تاویلیں کرنا، اس کی دلیل کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے کہ سلطان محمد ڈر گیا تھا اور اس نے توبہ کرلی تھی اس لئے بچ گیا، سوال ہوا کہ ثبوت کیا ہے؟ تو جواب دیا اس کا نہ مرنا ثبوت ہے کہ وہ ڈر گیا تھا، جاؤ جا کر سلطان محمد سے کہو کہ اگر وہ نہیں

ڈرا تو اشتہار جاری کرے کہ میں نہیں ڈرا پھر دیکھو کیا ہوتا ہے۔ ظاہر ہے یہ دلیل احمقوں اور عقل کے اندھوں کو تو قائل کرسکتی ہے لیکن جس کے پاس رتی بھر بھی عقل ہے وہ اس مضحکہ خیز ثبوت کو کبھی بھی قبول نہیں کرے گا، سلطان محمد نے محمدی بیگم کے ساتھ نکاح کر کے مرزا قادیانی کی تکذیب کا بزبان حال جو صریح اعلان کیا تھا اس کے بعد بھی کسی اشتہار کی ضرورت تھی؟ دراصل مرزا قادیانی جانتا تھا کہ سلطان محمد ایک فوجی ہے اور نہ جانے وہ اس وقت کہاں ہوگا، کون اسے ڈھونڈھے گا اور کون اس کو کہے گا کہ مرزا قادیانی کی تکذیب کا اشتہار جاری کرو، یہ سلطان محمد کی شرافت تھی کہ ایک طرف مرزا قادیانی اس کی منکوحہ کا نام لے کر اشتہار پر اشتہار جاری کرتا رہا لیکن سلطان محمد نے مرزا قادیانی کے منہ لگنا مناسب نہ سمجھا، پھر سلطان محمد نے اگر توبہ کی ہوتی تو سب سے پہلے وہ محمدی بیگم کو طلاق دیتا کیونکہ اگر اس کا کوئی جرم تھا تو یہی کہ اس نے مرزا کی آسمانی منکوحہ کے ساتھ نکاح کیا تھا، لیکن سلطان محمد اپنے اس جرم سے دست بردار نہ ہوا، بہرحال اگر ایک منٹ کے لئے فرض بھی کرلیں کہ وہ توبہ کر کے اڑھائی سال کے اندر موت سے بچ گیا تو بھی مرزا کی پیش گوئی تو جھوٹی ہی ہوئی کیونکہ وہ اس کے بعد بھی کئی سال تک یہی کہتا رہا کہ محمدی بیگم کو آخر کار میرے نکاح میں آنا ہی ہے، جو کہ نہیں آئی۔

مولانا محمد حسین بٹالویؒ کا سلطان محمد سے رابطہ اور سوال وجواب

رسالہ ’’اشاعۃ السنہ‘‘ کے ایڈیٹر مولانا محمد حسین بٹالویؒ نے راولپنڈی میں اپنے ایک دوست منشی محمد سعید نقشہ نویس کو خط لکھا کہ وہ سلطان محمد (جو کہ اُن دنوں راولپنڈی میں تھا) سے مل کر اُس سے اس کے خیالات معلوم کریں، چنانچہ منشی محمد سعید حسب ہدایت سلطان محمد سے ملے، جو سوال وجواب ہوا وہ مولانا بٹالویؒ نے مرزا قادیانی کی زندگی میں اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں شائع کردیا جو کچھ یوں ہے:۔

’’سوال: مرزا غلام احمد کے الہام سے آپ کے دل پر کیا اثر ہوا تھا؟ کیا آپ ڈر گئے تھے؟۔ جواب: مرزا صاحب کو میں جھوٹا اور دروغ گو جانتا تھا اور جانتا ہوں اور میں مسلمان آدمی

ہوں خدا کا ہر وقت شکر گزار ہوں"۔

(اشاعۃ السنہ، نمبر6، جلد16، صفحہ 191)

دوستو! سلطان محمد کا یہ بیان سنہ 1894ء کے آخر میں شائع ہوا، اس کے بعد مرزا قادیانی تقریباً چودہ سال زندہ رہا لیکن اسے سلطان محمد کے اِس بیان کی تردید کرنے کی جرأت نہ ہوئی اور مرزا قادیانی محمدی بیگم کا انتظار کرتے اس دنیا سے چلا گیا لیکن سلطان محمد کی توبہ کا کوئی ثبوت پیش نہ کر سکا، اللہ جزائے خیر دے مشہور اہل حدیث عالم دین مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کو جنہوں نے مرزا قادیانی کی زندگی میں بھی اس کے ناک میں دم کیے رکھا اور اس کی موت کے بعد بھی پھر محمدی بیگم کے خاوند سلطان محمد کو ڈھونڈ نکالا اور اس کی تحریر حاصل کر کے مورخہ 14 مارچ سنہ 1924 کو اپنے اخبار اہل حدیث امرتسر میں شائع کردی جس پر چار گواہوں کے دستخط بھی تھے، وہ تحریر کیا تھی آیئے پڑھتے ہیں، سلطان محمد نے لکھا تھا:

"جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جو میری موت کی پیش گوئی فرمائی تھی میں نے اس میں ان کی تصدیق کبھی نہیں کی نہ میں اس پیش گوئی سے کبھی ڈرا، میں ہمیشہ سے اور اب بھی اپنے بزرگان اسلام کا پیروکار رہوں۔ سلطان محمد بیگ ساکن پٹی 1924/3/3"۔

مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے اس کے ساتھ ایک چیلنج بھی لکھا جو یہ ہے:۔

"ہم مرزائی امت کے دونوں بلکہ تینوں چاروں پارٹیوں بلکہ کل افراد امت مذکورہ کو چیلنج دیتے ہیں کہ اس تحریر کے متعلق وہ ایک مہینہ تک تحقیق کرلیں کہ یہ تحریر لفظ بلفظ مرزا سلطان محمد صاحب کی ہے یا نہیں۔ اگر ان کی ثابت نہ ہو تو ہم لودھیانہ کی انعامی رقم مبلغ تین سو لی ہوئی واپس دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔ احمدی دوستو! مردِ میدان بنو ہمت ہے تو آگے آؤ"۔

جیسا کہ بیان ہوا سلطان محمد کا یہ بیان مارچ 1924 میں شائع ہوا، اس کے بعد سلطان محمد تقریباً 24 سال مزید زندہ رہا لیکن جماعت مرزائیہ کا کوئی سپوت اس سے اس بیان کی تردید یا انکار نہ کرواسکا۔

اس کے چھ سال بعد مورخہ 14 نومبر 1930 کو اسی اخبار اہل حدیث میں سلطان محمد کا ایک اور خط شائع ہوا جو اس نے سید محمد شریف ساکن گھڑیالہ ضلع لاہور کو لکھا تھا اور سید صاحب نے اس کی نقل مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کو بھیجی تھی، اس خط کی آخری چند سطور یہ ہیں:۔

"میں خدا کے فضل سے اہل سنت والجماعت ہوں، میں احمدی مذہب کو برا سمجھتا ہوں، میں اس کا پیرو نہیں ہوں اس کا دین جھوٹا سمجھتا ہوں، والسلام۔ تابعدار سلطان محمد بیگ پنشنر از پٹی ضلع لاہور پنجاب"، اس کے بعد مولانا امرتسریؒ نے چند سطور لکھیں جو بڑی دلچسپ ہیں، انہوں نے تحریر فرمایا:۔

"مرزائی دوستو! جانتے ہو یہ سلطان محمد کون ہے؟ یہ وہی ہے جسے بقول آپ کے رسول مرزا صاحب قادیانی کے پہلے 1894 میں، پھر مرزا صاحب قادیانی سے قبل مرنا تھا مگر وہ آج تک زندہ ہے، مٹھائی کھلاؤ تو جواب بتا دیں۔ کہدو کہ دل میں مر چکا ہے"۔

اس خط کا انکار یا تردید بھی کوئی مرزائی سلطان محمد سے نہ کرواسکا (اخبار اہل حدیث کی فوٹو کاپی ہمارے پاس موجود ہے)، ہم بھی یہ کہانی مرزا قادیانی کی اس بات پر ختم کرتے ہیں کہ:۔

"جو شخص اپنے دعویٰ میں کاذب ہو اس کی پیش گوئی ہرگز پوری نہیں ہوتی"۔

(آئینہ کمالات اسلام، رخ5 صفحات 322و323)

مرزائی خلیفہ اول حکیم نورالدین بھیروی کی تاویل

قارئین محترم! یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ مرزا قادیانی نے جس پیش گوئی کو ایسی تقدیر مبرم بتایا تھا جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی وہ پوری نہ ہوئی، اور یاد رہے مرزا قادیانی کی پیش گوئی کے مطابق محمدی بیگم کا بیوہ ہونا اور پھر مرزا کے نکاح میں آنا مرزا کی زندگی میں ہی ہونا تھا جیسا کہ اس نے صاف طور پر لکھا، آج کچھ مرزائی یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ پیش گوئی جنت میں پوری ہو جائے گی، لیکن مرزائی خلیفہ اول حکیم نورالدین کی بے بسی ملاحظہ فرمائیں، جب اللہ کسی کی عقل پر پردہ ڈال دیتا ہے تو وہ ہر طرح سے جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے، مئی 1908 میں جب

دل میں محمدی بیگم کے ساتھ نکاح کا ارمان لیے مرزا قادیانی اس جہان سے کوچ کر گیا اور اس کا جھوٹا ہونا ثابت ہو گیا تو بجائے اس کے کہ اس پر لعنت بھیج کر حکیم نورالدین واپس اسلام کی طرف آ جاتا لیکن افسوس کہ اس نے ایک نئی منطق بھی پیش کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر مرزا قادیانی کی اولاد یا نسل میں سے کسی لڑکے کا نکاح محمدی بیگم کی نسل میں سے کسی لڑکی کے ساتھ کبھی ہو جائے تو یہ پیش گوئی پوری ہو جائے گی، لکھتا ہے:۔

’’اب تمام اہل اسلام کو جو قرآن مجید پر ایمان لائے اور لاتے ہیں ان آیات کا یاد دلانا مفید سمجھ کر لکھتا ہوں کہ جب مخاطبت میں مخاطَب کی اولاد، مخاطَب کے جانشین اور اس کے مماثل داخل ہو سکتے ہیں تو احمد بیگ کی لڑکی یا اس لڑکی کی لڑکی کیا داخل نہیں ہو سکتی اور کیا آپ کے علم فرائض میں بنات البنات کو حکم البنات نہیں مل سکتا؟ اور کیا مرزا کی اولاد مرزا کی عصبہ نہیں۔ میں نے بارہا عزیز میاں محمود کو کہا کہ اگر حضرت کی وفات ہو جائے اور یہ لڑکی نکاح میں نہ آوے تو میری عقیدت میں تزلزل نہیں آ سکتا‘‘۔

(ریویو آف ریلیجنز، ماہ جون وجولائی 1908، صفحہ 279)

حکیم نورالدین نے بھی شاید آج کل کے مرزائی مربیوں کی طرح مرزا قادیانی کی کتابیں نہیں پڑھی تھیں، کیونکہ اگر پڑھی ہوتیں تو اسے شہادۃ القرآن، رخ 6 صفحہ 376 پر مرزا کی اس تحریر کا پتہ ہوتا جس میں اس نے اپنی پیش گوئی کے چھ اجزاء گنوائے اور آخری دو جزو یہ لکھے کہ ’’(5) اور پھر یہ کہ یہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو (6) اور پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو جاوے‘‘، مرزا نے محمدی بیگم کا اپنی زندگی میں بیوہ ہونا اور پھر اس کے نکاح میں آنا پیش گوئی کا حصہ بتایا تھا اور صاف لکھا کہ ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک وہ فوت نہیں ہو گا۔

مولوی محمد علی لاہوری کا اعتراف حقیقت

لاہوری مرزائی جماعت کے بانی اور مرزا قادیانی کے مرید خاص مولوی محمد علی لاہوری

نے کسی قدر حقیقت پسندی کا ثبوت دیا لیکن افسوس کہ اپنی آنکھوں اور دل پر پڑے گمراہی کے پردے کو نہ اتار سکا، لکھتا ہے:۔

’’......ان میں سب سے بڑی پیش گوئی نکاح والی پیش گوئی ہے میں اس کو اس وقت لیتا ہوں، یہ سچ ہے کہ مرزا صاحب نے کہا تھا کہ نکاح ہو گا اور یہ بھی سچ ہے کہ نہیں ہوا۔ اس کے متعلق میں یہ کہتا ہوں کہ ایک ہی بات کو لے کر باقی سب باتوں کو چھوڑ دینا ٹھیک نہیں ہے کسی امر کا فیصلہ مجموعی طور پر کرنا چاہیے، جب تک سب کو نہ لیا جائے ہم کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکتے، صرف ایک پیش گوئی کو لے کر بیٹھ جانا اور باقی پیش گوئیوں کو چھوڑ دینا جن کی صداقت پر ہزاروں گواہیاں موجود ہیں یہ طریق انصاف نہیں‘‘۔

(اخبار پیغام صلح، 16 جنوری 1921 صفحہ 5)

آپ نے دیکھا کہ مولوی محمد علی یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی لیکن یہ ماننے کو تیار نہیں کہ مرزا جھوٹا ثابت ہوا، اور کہتا ہے کہ صرف ایک پیش گوئی کے جھوٹے ہونے سے مرزا کی صداقت میں کوئی فرق نہیں پڑتا (جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مرزا کی اکثر و بیشتر تمام پیش گوئیاں جھوٹی نکلیں)، شاید مولوی محمد علی نے مرزا کی وہ تحریر نہیں پڑھی تھی جس میں مرزا نے لکھا تھا:۔

’’ظاہر ہے جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا‘‘۔

(چشمہ معرفت، رخ 23 صفحہ 231)

اور یوں کہا تھا:۔

’’اگر ثابت ہو کہ میری سو پیش گوئی میں سے ایک بھی جھوٹی نکلی ہو تو میں اقرار کروں گا کہ میں کاذب ہوں‘‘۔

(اربعین نمبر 4، رخ 17 صفحہ 461 حاشیہ)

ہم آج بھی جماعت مرزائیہ سے کہتے ہیں کہ وہ مرزائی پاکٹ بک سے باہر نکلیں، مرزا قادیانی کی اپنی تحریروں کا سنجیدگی سے مطالعہ کریں ان شاء اللہ ان پر مرزا کے فریب، کذب بیانی اور تضاد بیانی روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے گی۔

مرزا قادیانی کی قیامت خیز زلزلہ کی پیش گوئی

اور اس کا انجام

اب ہم مرزا قادیانی کی ایک اور ناکام پیش گوئی پر مختصر بات کرتے ہیں، یہ مورخہ 8اپریل سنہ 1905 کی بات ہے مرزا قادیانی نے حسب عادت ایک اشتہار جاری کیا جس کا عنوان تھا ''**الانــذار**۔ غور سے پڑھو کہ یہ خدا تعالیٰ کی وحی ہے''اس میں کیا تھا؟ آیئے دیکھتے ہیں:۔

''آج رات تین بجے کے قریب خدا تعالیٰ کی پاک وحی مجھ پر نازل ہوئی جو ذیل میں لکھی جاتی ہے۔تازہ نشان۔تازہ نشان کا دھکا۔**زلزلة الساعة۔ قوا انفسكم**۔**ان الله مع الابرار. دنی منک الفضل . جاء الحق وزهق الباطل** ۔ترجمہ مع شرح یعنی خدا ایک تازہ نشان دکھائے گا مخلوق کو اس نشان کا ایک دھکّہ لگے گا وہ قیامت کا زلزلہ ہوگا(مجھے علم نہیں دیا گیا کہ زلزلہ سے مراد زلزلہ ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے جو دنیا پر آئے گی جس کو قیامت کہہ سکیں گے اور مجھے علم نہیں دیا گیا کہ ایسا حادثہ کب آئے گا اور مجھے علم نہیں کہ وہ چند دن یا چند ہفتوں تک ظاہر ہوگا یا خدا تعالیٰ اس کو چند مہینوں یا چند سالوں کے بعد ظاہر فرمائے گا بہر حال وہ حادثہ زلزلہ ہو یا کچھ اور ہو،قریب ہو یا بعید ہو، پہلے سے بہت خطرناک ہے،سخت خطرناک ہے،اگر ہمدردیِ مخلوق مجھے مجبور نہ کرتی تو میں بیان نہ کرتا''۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد2،صفحات 634 و635 ، اشتہار نمبر266)

آپ نے دیکھا کہ مرزا قادیانی نے لوگوں کو ڈرایا کہ اسے وحی ہوئی ہے کہ ایک قیامت کا زلزلہ آنے والا ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ اس وحی میں زلزلہ

سے مراد واقعی زلزلہ ہے یا کوئی اور حادثہ۔

مورخہ 14اپریل 1905 کو مرزا قادیانی نے ایک خواب دیکھا جو یہ تھا:۔

''رؤیا میں دیکھا کہ میں قادیان کے بازار میں ہوں اور ایک گاڑی پر سوار ہوں جیسے کہ ریل گاڑی ہوتی ہے۔آگے ایک مکان نظر آیا۔اس وقت زلزلہ آیا مگر ہم کو کوئی نقصان اس زلزلہ سے نہیں ہوا''۔

(تذکرہ،صفحہ 453،چوتھا ایڈیشن)

اس سے اگلے دن یعنی 15اپریل 1905 کو پھر اپنا ایک خواب بیان کیا کہ:۔

''آج رات خواب میں دیکھا کہ سخت زلزلہ آیا ہے جو پہلے سے زیادہ معلوم ہوتا ہے''۔

(تذکرہ،صفحہ 454)

اور پھر چند اشعار بھی لکھے جن میں سے کچھ یہ ہیں:

یک بیک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائیں گے
کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار
اک جھپک میں یہ زمین ہو جائے گی زیر وزبر
نالیں خوں کی چلیں گی جیسے آب رودبار
ہوش اڑ جائیں گے انساں کے پرندوں کے حواس
بھولیں گے نغموں کو اپنے سب کبوتر اور ہزار
اک نمونہ قہر کا ہوگا وہ ربانی نشان
آسماں حملے کرے گا کھینچ کر اپنی کٹار

(تذکرہ،صفحہ 454 اور براہین احمدیہ حصہ پنجم،رخ21 صفحہ 151)

ان اشعار سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک ایسا زلزلہ آئے گا جس سے بشر، شجر، حجر اور سمندر جنبش میں آ جائیں گے اور یہ ایسا نہیں کہ کئی دن یا ہفتوں یا مہینوں رہے گا (یعنی یہ جنگ وغیرہ

نہیں ہوگی)، بلکہ یہ زمین ایک جھپک میں زیروزبر ہوجائے گی، یہ ایسا زلزلہ ہوگا جس سے انسان تو کیا کبوتر اور بلبل بھی اپنی چہل پہل اور چہچہاہٹ بھول جائیں گے،لیکن باوجود ان تصریحات کے مرزا قادیانی حاشیہ میں پھر وہی راگ الاپتا ہے کہ:۔

’’خدا تعالیٰ کی وحی میں زلزلہ کا بار بار لفظ آیا ہے اور فرمایا کہ ایسا زلزلہ ہوگا جو نمونہ قیامت ہوگا بلکہ قیامت کا زلزلہ اس کو کہنا چاہیے جس کی طرف سورۃ اذا زلزلت الارض زلزالھا اشارہ کرتی ہے،لیکن میں ابھی تک اس زلزلہ کے لفظ کو قطعی یقین کے ساتھ ظاہر پر جما نہیں سکتا۔ممکن ہے یہ معمولی زلزلہ نہ ہو بلکہ کوئی اور شدید آفت ہو جو قیامت کا نمونہ دکھاوے جس کی نظیر کبھی اس زمانے نے نہ دیکھی ہو......‘‘۔

(تذکرہ،صفحہ 454اور براہین احمدیہ حصہ پنجم،رخ21 صفحہ 151حاشیہ)

مرزا قادیانی کو اس زلزلہ کی اتنی خوشی تھی کہ مورخہ 18 اپریل 1905 کو ایک اور اشتہار جاری کیا،اس میں لکھا:۔

’’النداء من السماء۔یعنی ایک زلزلہ عظیمہ کی نسبت پیش گوئی بارِ دویم وحی الٰہی سے۔9 اپریل 1905 کو پھر خدا تعالیٰ نے ایک سخت زلزلہ کی خبر دی ہے جو نمونہ قیامت وہوش ربا ہوگا۔چونکہ دو مرتبہ مکرر طور پر اس علیم مطلق نے اس آئندہ واقعہ پر مجھے مطلع فرمایا ہے اس لئے میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ عظیم الشان حادثہ جو محشر کے حادثہ کو یاد دلادے گا دُور نہیں ہے‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات،جلد2، صفحات 637و638)

پھر بتاریخ 29اپریل 1905مرزا قادیانی یہ اشتہار جاری کرتا ہے:۔

’’زلزلہ کی خبر بار سوم۔آج 29اپریل 1905 پھر خدا تعالی نے مجھے دوسری مرتبہ کے زلزلہ شدیدہ کی نسبت اطلاع دی ہے،سو میں محض ہمدردی مخلوق کے لئے عام طور پر تمام دنیا کو اطلاع دیتا ہوں کہ یہ بات آسمان پر قرار پاچکی ہے کہ ایک شدید آفت سخت تباہی ڈالنے والی آویگی جس کا نام خدا تعالی نے بار بار زلزلہ رکھا ہے، میں نہیں جانتا کہ وہ قریب ہے یا کچھ دنوں کے بعد

خدا تعالی اسے ظاہر فرماوے گا،مگر بار بار خبر دینے سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ بہت دور نہیں ہے، یہ خدا تعالی کی خبر اور اس کی خاص وحی ہے جو عالم الاسرار ہے۔اس کے مقابل پر جو لوگ یہ شائع کررہے ہیں کہ ایسا کوئی سخت زلزلہ آنے والا نہیں ہے وہ اگر منجم ہیں یا کسی اور علمی طریقے سے اٹکلیں دوڑاتے ہیں وہ سب جھوٹے ہیں اور لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں، درحقیقت یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ وہ زلزلہ اس ملک پر آنے والا ہے جو پہلے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل میں گذرا......‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات،جلد2،صفحہ 645)

مرزا کے اس اشتہار میں تین باتیں بڑی اہم ہیں، پہلی یہ کہ ان لوگوں کو جو مرزا کے بقول یہ کہتے تھے کہ ایسا کوئی زلزلہ آنے والا نہیں مرزا نے جھوٹا کہا ہے،دوسری بات جو اس سے بھی زیادہ اہم ہے کہ مرزا نے لکھا ہے کہ یہ زلزلہ اس ملک یعنی ہندوستان پر آنے والا ہے،اور تیسری بات یہ کہ یہ زلزلہ ایسا ہوگا جو آج تک نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل میں اس کا خیال تک گذرا۔

مرزا قادیانی نے زلزلہ آنے کی خوشی میں اپنا گھر چھوڑ دیا اور ایک باغ میں جاکر خیمے لگا لیے اور اپنے مریدوں سے بھی کہا کہ وہ بھی یہاں خیمے لگالیں، یہ بات اس نے خود بتائی،اس نے مورخہ 11 مئی 1905 کو ایک اشتہار جاری کیا،اس میں لکھا:۔

’’اور جس آنے والے زلزلہ سے میں نے دوسروں کو ڈرایا،ان سے پہلے میں آپ ڈرا، اور اب تک قریباً ایک ماہ سے میرے خیمے باغ میں لگے ہوئے ہیں میں واپس قادیان میں نہیں گیا کیونکہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ وقت کب آنے والا ہے، میں نے اپنے مریدوں کو بھی اپنے اشتہارات میں بار بار یہی نصیحت کی کہ جس کی مقدرت ہو اسے ضروری ہے کہ کچھ مدت خیموں میں باہر جنگلوں میں رہیں‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات،جلد2، صفحہ 649)

مرزا قادیانی کے زلزلہ کے بارے میں مسلسل اشتہارات کا اثر اس کے مخالفین پر کیا ہوتا خود اس کے مریدوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں کہ اگر واقعی کسی زلزلے نے آنا ہے اور اس زلزلے نے مرزا قادیانی کی سچائی کا نشان بننا ہے تو وہ آتا کیوں نہیں؟ کیا یہ زلزلہ مرزا کی زندگی میں آئے گا؟ اگر اس کی زندگی میں نہ آیا تو مرزا کے بارے میں کیا رائے قائم کی جائے گی؟، مرزا قادیانی کو جب اس قسم کی باتوں کا علم ہوا تو اس نے اعلان کیا کہ فکر نہ کرو یہ زلزلہ میری زندگی میں ہی آئے گا، وہ ان دنوں ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم لکھ رہا تھا چنانچہ اس میں اس نے لکھا:۔

’’ایسا ہی آئندہ زلزلہ کی نسبت جو پیش گوئی ہے وہ کوئی معمولی پیش گوئی نہیں، اگر وہ آخر کو معمولی بات نکلی یا میری زندگی میں اس کا ظہور نہ ہوا تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں مجھے خدا تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ وہ آفت جس کا نام اس نے زلزلہ رکھا ہے نمونہ قیامت ہوگا اور پہلے سے بڑھ کر اس کا ظہور ہوگا‘‘۔(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، رخ 21 صفحہ 253)۔

پھر اسی کتاب میں چند صفحات کے بعد یوں لکھا:۔

’’اب ذرا کان کھول کر سن لو آئندہ زلزلہ کی نسبت جو میری پیش گوئی ہے اس کو ایسا خیال کرنا کہ اس کی ظہور کی کوئی بھی حد مقرر نہیں کی گئی یہ خیال سراسر غلط ہے کہ جو محض قلتِ تدبر اور کثرت تعصب اور جلد بازی سے پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ بار بار وحی الٰہی نے مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ پیش گوئی میری زندگی میں اور میرے ہی ملک میں اور میرے ہی فائدہ کے لئے ظہور میں آئے گی‘‘......نیز تھوڑا آگے لکھا......’’کیونکہ ضرور ہے کہ یہ حادثہ میری زندگی میں ظہور میں آجائے‘‘۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، رخ 21 صفحہ 258)

واضح رہے کہ مرزا نے ضمیمہ براہین احمدیہ 22 مئی 1905 کے بعد لکھا جیسا کہ اس ضمیمے کے پہلے صفحے سے ظاہر ہوتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے یہ ضمیمہ کسی محمد اکرام اللہ نامی آدمی کی مورخہ 22 مئی 1905 کو ’’پیسہ اخبار‘‘ میں لکھی گئی باتوں کے جواب میں لکھا تھا تو ظاہر ہے یہ جواب اس تاریخ کے بعد ہی لکھا گیا، اب مرزا قادیانی کی اوپر پیش کردہ دو تحریروں سے

مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوئیں:۔

نمبر 1: اگر اس پیش گوئی کا ظہور مرزا کی زندگی میں نہ ہوا تو وہ خدا کی طرف سے نہیں۔

نمبر 2: جو لوگ یہ سمجھتے ہیں زلزلہ کی پیش گوئی کے ظہور کی کوئی مدت مقرر نہیں وہ متعصب اور جلد باز ہیں۔

نمبر 3: مرزا کے بقول اس کے خدا نے اسے بار بار وحی کر کے خبر دی ہے کہ یہ زلزلہ مرزا کی زندگی میں اور اس کے ملک یعنی ہندوستان میں آئے گا۔

اس طرح واضح ہو گیا کہ ایسا کوئی بھی عظیم الشان قیامت خیز زلزلہ یا حادثہ جو ہندوستان کے علاوہ کہیں اور آیا، یا مرزا کے مرنے کے بعد آیا ہو وہ اس پیش گوئی کے اندر نہیں آئے گا، اس سے ان مرزائی تاویلات کا سد باب ہو گیا جو یہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد زار روس کا زوال تھا یا یہ جنگ عظیم اول کی طرف اشارہ تھا، کیونکہ زار روس ہندوستان میں نہ تھا نیز اس وقت کا زارِ روس جس کا نام ’’نیکولاس‘‘ تھا اس کا زوال اور پھر قتل مرزا قادیانی کی موت کے بعد 1917/1918 میں ہوا، نیز جنگ عظیم اول بھی مرزا کے مرنے کے کئی سال بعد ہوئی۔

کچھ مرزائی یہ کہتے ہیں کہ جس زلزلہ کے بارے میں یہ پیش گوئی تھی وہ مورخہ 28 فروری 1906 کو آچکا تھا، آیئے ہم مرزا قادیانی سے پوچھتے ہیں کہ کیا واقعی وہ نمونہ قیامت زلزلہ یہی تھا؟، مرزا نے لکھا تھا:۔

’’وحی الٰہی سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ زلزلے آئیں گے اور پہلے چار زلزلے کسی قدر ہلکے اور خفیف ہوں گے اور دنیا ان کو معمولی سمجھے گی اور پھر پانچواں زلزلہ قیامت کا نمونہ ہوگا کہ لوگوں کو سودائی اور دیوانہ کر دیگا یہاں تک کہ وہ تمنا کریں گے کہ وہ اس دن سے پہلے مر جاتے۔ اب یاد رہے کہ وحی الٰہی کے بعد اس وقت تک جو 22 جولائی 1906 ہے اس ملک میں تین زلزلے آچکے ہیں یعنی 28 فروری 1906ء اور 20 مئی 1906ء اور 21 جولائی 1906ء مگر غالباً خدا کے نزدیک یہ زلزلوں میں داخل نہیں ہیں کیونکہ بہت ہی خفیف ہیں شاید چار زلزلے پہلے

ایسے ہوں گے جیسا کہ 4 اپریل 1905 کا زلزلہ تھا اور پانچواں قیامت کا نمونہ ہوگا واللہ اعلم‘‘

(حقیقۃ الوحی، رخ 22 صفحہ 96 حاشیہ)

لیجیے خود مرزا قادیانی نے بتادیا کہ وہ نمونہ قیامت زلزلہ 22 جولائی 1906 تک تو نہیں آیا تھا اور 28 فروری 1906 والا زلزلہ تو بہت ہی خفیف تھا وہ نمونہ قیامت ہو ہی نہیں سکتا۔

اگر اب بھی کسی کو مرزا کی بات کا یقین نہ آئے تو یہ لیں مرزا کا یکم مارچ 1906 کو شائع کردہ یہ اشتہار پڑھیں، اس اشتہار کا عنوان بھی تھا ’’زلزلہ کی پیش گوئی‘‘:۔

’’آج یکم مارچ 1906 صبح کے وقت پھر خدا نے یہ وحی میرے پر نازل کی جس کے یہ الفاظ ہیں زلزلہ آنے کو ہے اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ وہ زلزلہ جو قیامت کا نمونہ ہے وہ ابھی آیا نہیں بلکہ آنے کو ہے‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد2، صفحہ 656، اشتہار نمبر 271)

اب ہر قسم کا شک ختم ہوگیا کہ مرزا قادیانی کو اس کے خدا نے یہی بتایا تھا کہ وہ قیامت خیز زلزلہ یکم مارچ 1906 تک تو نہیں آیا تھا، لہذا فروری کے زلزلے کو اس پیش گوئی کا مصداق بتانا سراسر دھوکہ ہے۔

اب آیئے مرزا کے خدا کا وہ الہام پڑھیں جو اسے جولائی 1907 میں ہوا:۔

’’اریک زلــزلة الســاعة ۔یعنی میں تجھے وہ زلزلہ دکھاؤں گا جو قیامت کا نمونہ ہوگا‘‘۔

(تذکرہ، صفحہ 611 طبع چہارم)

تو دوستو! مرزا قادیانی کا یہ زلزلہ اس کی موت تک نہ آیا جبکہ اس نے صاف طور پر لکھا تھا اگر اس کا ظہور میری زندگی میں نہ ہوا تو میں خدا کی طرف سے نہیں، اس طرح مرزا ایک بار پھر جھوٹا اور کاذب ثابت ہوا کیونکہ اس نے خود یہ لکھا تھا:۔

’’جو شخص اپنے دعویٰ میں کاذب ہو اس کی پیش گوئی ہرگز پوری نہیں ہوتی‘‘۔

(آئینہ کمالات اسلام، رخ 5، صفحات 322و323)

ایک اور مرزائی شوشہ

کبھی کہا جاتا ہے کہ اپریل 1906 میں مرزا قادیانی کو الہام ہوا تھا کہ ’’اخــره الــلــه الی وقت مسمی‘‘ جس کا معنی ہے کہ اللہ نے اسے ایک وقت مقررہ تک مؤخر کردیا ہے، لہذا مرزا قادیانی کی زندگی میں اس قیامت خیز زلزلے کا نہ آنا قابل اعتراض نہیں۔

پوسٹ مارٹم

مرزا کے اس گول مول الہام میں زلزلے کا کہیں ذکر نہیں، مرزا نے بے شمار پیش گوئیاں کر رکھی تھیں معلوم نہیں یہ الہام کس کے بارے میں تھا؟، نیز یہ الہام بھی مجمل ہے اس میں یہ بھی نہیں کہ وہ زلزلہ مرزا کی موت کے بعد آئے گا بخلاف اس کے ہم مرزا کی جو تحریرات پیش کرچکے ہیں ان میں مرزا نے اپنے خدا کی وحی کے صریح الفاظ لکھے ہیں کہ وہ زلزلہ میرے ہی ملک میں اور میری زندگی میں ہی آئے گا، اور اگر اس کا ظہور میری زندگی میں نہ ہوا تو میں خدا کی طرف سے نہیں، پس اگر بالفرض اس 1906 والے الہام میں تاخیر سے مراد زلزلہ میں تاخیر بھی لی جائے تو اس کی حد بھی زیادہ سے زیادہ 26 مئی 1908 ہوگی جو کہ مرزا کا یوم مرگ ہے۔

مرزا قادیانی بمقابلہ ’’جان سمتھ پگٹ‘‘

مرزا قادیانی کی زندگی میں ایک انگریز نے بھی ’’مسیح‘‘ اور ’’خدا‘‘ ہونے کا دعویٰ کیا تھا جس کا نام سمتھ پگٹ (J. H. Smyth Piott) تھا، جب مرزا کو اُس کے دعوے کا علم ہوا تو اُس نے مورخہ 24 نومبر 1902 کو ایک انگریزی اشتہار شائع کروا کر یورپ اور امریکہ میں بھیجا، اِس انگریزی اشتہار میں مرزا قادیانی نے صاف طور پر لکھا کہ ’’مسٹر پگٹ کا میری زندگی میں مرنا یہ میرے سچے ہونے کا ایک اور نشان ہوگا، اگر میں مسٹر پگٹ سے پہلے مرگیا تو یہ اس بات کا ثبوت ہوگا کہ نہ میں سچا مسیح ہوں اور نہ میں خدا کی طرف سے ہوں، لیکن اگر خدا نے مجھے مسٹر

پگٹ کی موت پر گواہ بنادیا (یعنی پگٹ میری زندگی میں ہی مر گیا) اور اس کا یہ مرنا میری دعا کی وجہ سے ہوگا تو پھر ساری دنیا گواہ رہے کہ میں ہی سچا مسیح ہوں اور خدا کی طرف سے ہوں''، مرزا کے انگریزی اشتہار کے الفاظ بھی ملاحظہ فرمالیں:۔

"The death of Mr. Pigott within my life-time shall be another sign of my truth. If I die before Mr. Pigott, I am not true Messiah nor I am from God. But if Almighty God makes me a witness of Mr. Pigott's death which shall be brought about by the efficency of my prayer, let the whole world bear witness that I am the true Messiah and that I com from God"

مرزا کی طرف سے شائع کیا گیا دو صفحات پر مشتمل یہ انگریزی اشتہار ''احمدیہ گزٹ۔کنیڈا، مارچ اپریل 2010 کے صفحہ 29'' پر بھی موجود ہے۔

دوستو! آپ جانتے ہیں کون پہلے مرا تھا؟ آیئے ہم آپ کو بتاتے ہیں، مرزا قادیانی مورخہ 26 مئی 1908 کو اس جہاں سے کوچ کر گیا، جبکہ مسٹر پگٹ مرزا قادیانی کی موت کے بعد بھی تقریباً 19 سال تک زندہ رہا اور اس کی موت سنہ 1927 میں ہوئی، اس طرح ساری دنیا اس بات کی گواہ بن گئی کہ مرزا قادیانی جھوٹا مسیح تھا اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہرگز نہیں تھا۔

ایک مرزائی شوشہ

مرزا قادیانی کی مسٹر پگٹ کی زندگی میں موت نے جماعت مرزائیہ کو ایسا جھٹکا دیا کہ آج تک انہیں سمجھ نہیں آرہی کہ وہ اس کا کیا جواب دیں، مرزا قادیانی کی موت کے بعد پہلے تو جماعت مرزائیہ نے بھرپور کوشش کی کہ مرزا کا یہ انگریزی اشتہار دنیا کی نظروں میں نہ آئے، مرزا قادیانی کے ''مجموعہ اشتہارات'' میں بھی آپ کو یہ اشتہار کہیں نہیں ملے گا، لیکن جب یہ اشتہار منظر عام پر آیا تو اپنی پرانی عادت کے مطابق ''مرزائی محققین'' نے یہاں بھی آتھم اور محمدی بیگم کے خاوند کے بارے میں استعمال کیا جانے والا مرزائی ہتھیار استعمال کرنے کی کوشش کی چنانچہ یہ

شوشہ چھوڑا کہ ''مرزا قادیانی نے پگٹ کو یہ وارننگ دی تھی کہ اگر وہ اپنے دعووں سے باز نہ آیا تو پھر وہ میری زندگی میں مر جائے گا'' اور چونکہ مرزا قادیانی کے اس انگریزی اشتہار کے شائع ہونے کے بعد مسٹر پگٹ نے کبھی اپنے مسیح یا خدا ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا لہٰذا مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئی ٹل گئی۔

جواب

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ مرزا قادیانی کے اس اشتہار کے بعد مرزا قیادیانی کی زندگی میں پگٹ کی طرف سے یہ اعلان ہوتا کہ ''میں اپنے مسیح اور خدا ہونے کے دعوے سے دست بردار ہونے کا اعلان کرتا ہوں'' لیکن اس کی طرف سے ایسا کوئی اعلان مرزا کی زندگی میں تو کیا کبھی بھی نہ ہوا اور وہ مسلسل اپنے نظریات کا پرچار کرتا رہا اور بدستور اپنے گروہ کا سربراہ رہا، خود جماعت قادیانیہ بھی اقرار کرتی ہے کہ ''اگرچہ انگلینڈ کے چرچ نے پگٹ کے خلاف سخت کاروائی بھی کی اور اسے چرچ سے الگ کر دیا گیا لیکن وہ اپنے دعوے سے باز نہ آیا اور یہی کہتا رہا کہ میں خدا ہوں'' (دیکھیں: مجلس انصار اللہ امریکہ کی طرف سے شائع شدہ انگریزی رسالہ **Approaching the West**، مصنف مبشر احمد ایم اے۔ ایل ایل بی، صفحہ 16)، نیز مرزا قادیانی کے بقول اس کے خدا نے اُسے بتایا تھا کہ پگٹ توبہ نہیں کرے گا، مورخہ 20 نومبر 1902 بروز پنجشنبہ مرزا کو ایک خواب آیا جو یوں لکھا ہے:۔

''پگٹ کے متعلق دُعا اور توجہ کرنے سے حضرت اقدس نے رؤیا میں دیکھا کہ کچھ کتابیں ہیں جن پر تین بار تسبیح تسبیح تسبیح لکھا ہوا تھا، پھر الہام ہوا: **واللہ شدید العقاب . انھم لا یحسنون** ۔ اِس الہام سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی (یعنی پگٹ کی۔ناقل) موجودہ حالت خراب ہے اور یا آئندہ توبہ نہ کریں گے، اور یہ معنے بھی اس کے ہیں کہ **لا یؤمنون باللہ** (یعنی اللہ پر ایمان نہیں لائیں گے۔ناقل) اور یہ مطلب بھی اِس سے ہے کہ اس نے اچھا کام نہیں کیا، اللہ تعالیٰ پر افتراء اور منصوبہ باندھا اور **اللہ شدید العقاب** ظاہر کرتا ہے کہ اس کا انجام اچھا نہ

ہوگا اور عذاب الٰہی میں گرفتار ہوگا، حقیقت میں یہ بڑی شوخی ہے کہ خدائی کا دعویٰ کیا جائے"۔

(تذکرہ، صفحات 360 و 361، طبع چہارم)

الغرض! مسٹر پگٹ کے بارے میں ایسا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ اس نے مرزا قادیانی کے اشتہار کے بعد اپنے نظریات یا دعوؤں سے رجوع کر لیا تھا، لہٰذا مرزا قادیانی کا پگٹ کی زندگی میں ہی مر جانا اور پگٹ کا اس کے بعد کئی سال تک زندہ رہنا خود باقرار مرزا اُس کے جھوٹے ہونے کی ناقابل تردید دلیل ہے۔

مرزا قادیانی کے ناقابل فہم اور جھوٹے الہام

مرزا قادیانی کے الہاموں کی کہانی بھی بڑی دلچسپ ہے، اس کی اپنی زبان تو پنجابی تھی لیکن الہام اسے عربی، انگریزی، سنسکرت اور عبرانی وغیرہ ایسی زبانوں میں بھی ہوتے تھے جن سے وہ اپنے بقول واقف ہی نہیں تھا اور وہ ایسے الہاموں کا مطلب دوسرے لوگوں سے پوچھا کرتا تھا، چنانچہ خود لکھتا ہے:۔

"بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ واقفیت نہیں جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ"۔

(نزول المسیح، رخ 18 صفحہ 435)

اور دوسری طرف خود مرزا قادیانی نے یہ بھی لکھا کہ:۔

"یہ بالکل غیر معقول اور بے ہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی اور ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ نہیں سکتا کیونکہ اس میں تکلیف مالا یطاق ہے اور ایسے الہام سے فائدہ کیا ہوا جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہے"۔

(چشمہ معرفت، رخ 23 صفحہ 218)

مرزا کے انگریزی الہام اور ہندو لڑکا

مرزا قادیانی اپنے اوپر ہونے والے الہاموں کا مطلب دوسرے لوگوں سے پوچھا

کرتا تھا اس کا ایک ثبوت مرزا کا یہ خط ہے جو اس نے اپنے اس وقت کے مرید میر عباس علی شاہ کو لکھا (یہ صاحب بعد میں مرزا قادیانی کی جماعت سے الگ ہوگئے تھے)، اس خط سے ایک اقتباس پیش خدمت ہے:۔

"مخدومی ومکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد ہذا چوں کہ اس ہفتے میں بعض کلمات انگریزی وغیرہ الہام ہوئے ہیں اور اگرچہ بعض ان میں سے ایک ہندو لڑکے سے دریافت کیے ہیں مگر قابل اطمینان نہیں، اور بعض منجانب اللہ بطور ترجمہ الہام ہوا تھا اور بعض کلمات شاید عبرانی ہیں۔ ان سب کی تحقیق وتنقیح ضرور ہے تا بعد تنقیح جیسا کہ مناسب ہو اخیر جزو میں کہ اب تک چھپی نہیں درج کیے جائیں۔ آپ جہاں تک ممکن ہو بہت جلد دریافت کر کے صاف خط میں جو پڑھا جاوے اطلاع بخشیں اور وہ کلمات یہ ہیں۔ پریشن۔ عمر ہراطوس۔ یا پلاطوس یعنی پڑطوس لفظ ہے یا پلاطوس لفظ ہے، بباعث سرعت الہام دریافت نہیں ہوا اور عمر عربی لفظ ہے اس جگہ براطوس اور پریشن کے معنی دریافت کرنے ہیں کہ کیا ہیں اور کس زبان کے یہ لفظ ہیں، پھر دو لفظ اور ہیں ہو شعنا نعسا معلوم نہیں کس زبان کے ہیں"۔

(مکتوبات احمد، جلد 1، صفحات 583 و 584، مکتوب نمبر 36 بنام میر عباس علی شاہ صاحب)

اس خط سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی پر اس کے خدا کی طرف سے ایسے ایسے الہام ہوتے تھے جن کا مطلب اسے پتہ نہیں ہوتا تھا اور وہ اپنے مریدوں بلکہ غیر مسلموں (ہندوؤں) سے ان الہاموں کا مفہوم پوچھا کرتا تھا، یہ ایک الگ موضوع ہے، ہم یہاں صرف نمونے کے طور پر مرزا قادیانی کے دو ایسے الہام ذکر کریں گے جن کی تشریح اس نے خود کی لیکن وہ جھوٹے نکلے۔

ایک قادیانی دھوکہ

دوستو! آپ نے پڑھا کہ مرزا قادیانی پر اس کے بقول ایسی زبانوں میں بھی الہام ہوتے تھے جنہیں وہ سمجھ نہیں سکتا تھا اور ایسے الہاموں کا مطلب وہ دوسرے لوگوں سے پوچھا کرتا تھا یہاں تک کہ ہندوؤں سے بھی، اس کے جواب میں قادیانی مربی ایک عجیب وغریب بات پیش

کرتے ہیں، کہتے ہیں صحیح بخاری میں آتا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ پر سب سے پہلی وحی نازل ہوئی تھی تو آپ ﷺ کو ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے چچا کے بیٹے ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئی تھیں جو کہ عیسائی ہوگئے تھے، نبی کریم ﷺ نے اپنے اوپر ہونے والی وحی کے بارے میں ان کے ساتھ مشورہ کیا تھا، جس سے ثابت ہوا کہ نبی اپنی وحی کے بارے میں کافروں سے بھی مشورہ کرسکتا ہے، لہذا مرزا قادیانی نے اگر کسی ہندو سے اپنے الہام کا مطلب پوچھ لیا تو اس میں اعتراض والی کیا بات ہے؟۔

جواب

پہلی بات یہ کہ مرزا قادیانی نے ہندولڑکے یا اپنے مرید میر عباس علی شاہ سے اپنے الہام کے بارے میں مشورہ نہیں کیا تھا بلکہ مرزا کے بقول وہ اپنے ان الہامات کا مطلب اور مفہوم ہی نہیں سمجھا تھا اور اس نے ہندولڑکے سے وہ پوچھا تھا، جبکہ ورقہ بن نوفل والی روایت میں ایسی کوئی بات نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے یہ پوچھا ہو کہ مجھ پر فلاں الفاظ نازل ہوئے ہیں ان کا مطلب میں نہیں سمجھ سکا وہ آپ بتادیں، بلکہ صحیح بخاری کی روایت کے الفاظ یہ ہیں (ترجمہ):۔

”نبی کریم ﷺ (غار حراء) سے ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس لوٹ آئے تو آپ کا دل دھڑک رہا تھا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو کہ نصرانی ہوگئے تھے اور انجیل کو عربی میں پڑھتے تھے، ورقہ نے پوچھا کہ آپ کیا دیکھتے ہیں؟ آپ نے انہیں بتایا تو انہوں نے کہا کہ یہی ہیں وہ ناموس جنہیں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجا تھا اور اگر میں تمہارے زمانے تک زندہ رہا تو میں تمہاری مدد کروں گا“

(صحیح بخاری، حدیث نمبر 3392)

اس حدیث میں اس واقعہ کا ذکر ہے جب آنحضرت ﷺ کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام پہلی وحی (سورۃ العلق کی ابتدائی آیات) لے کر آئے تھے (یہ روایت تفصیل کے ساتھ صحیح بخاری کے شروع میں بھی بیان ہوئی ہے، حدیث نمبر 2 اور 3)، اس روایت میں صرف یہ

بیان ہے کہ جب آپ ﷺ گھر تشریف لائے تو آپ گھبرائے ہوئے تھے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو اپنے چچا کے بیٹے ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو بہت بوڑھے ہوچکے تھے اور ان کی بینائی بھی ختم ہوچکی تھی انہوں نے انجیل پڑھ رکھی تھی، انہوں نے واقعہ سنا تو جان گئے کہ یہ وہی نبی ہیں جن کا ذکر کتب سابقہ میں موجود ہے اور وہ فرمایا جو اوپر روایت کے ترجمے میں گذرا، نہ نبی کریم ﷺ نے ان سے یہ فرمایا کہ ان الفاظ کا مطلب مجھے سمجھ نہیں آیا اور نہ ہی ایسی کوئی بات ہوئی، لہذا اس روایت کا مرزا قادیانی کے اپنے انگریزی الہاموں کا مطلب ایک ہندو سے پوچھنے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، نیز ورقہ بن نوفل کے بارے میں آتا ہے کہ وہ مشرک نہ تھے بلکہ انجیل کی اصل تعلیمات پر عمل پیرا تھے، لہذا یہ کہنا کہ وہ کافر تھے یہ بھی غلط ہے۔

مرزا کا الہام ”بکر وثیب“

سنہ 1897ء میں مرزا قادیانی نے اپنا رسالہ ”ضمیمہ انجام آتھم“ لکھا، اس میں ایک واقعہ کا ذکر کیا، آیئے پڑھتے ہیں:۔

” مولوی محمد حسین بٹالوی کو حلفاً پوچھنا چاہیے کہ کیا یہ قصہ صحیح نہیں کہ یہ عاجز اس شادی سے پہلے جو دہلی میں ہوئی اتفاقاً اس کے مکان پر موجود تھا اس نے سوال کیا کہ کوئی الہام مجھ کو سناؤ۔ میں نے ایک تازہ الہام جو انہی دنوں میں ہوا تھا اور اس شادی اور اس کی دوسری جز پر دلالت کرتا تھا اس کو سنایا اور وہ یہ تھا کہ بکر وثیب۔ یعنی مقدّر یوں ہے کہ ایک بکر سے شادی ہوگی اور پھر بعدہ ایک بیوہ سے۔ میں اس الہام کو یاد رکھتا ہوں مجھے امید نہیں کہ محمد حسین نے بھلا دیا ہو۔ مجھے اس کا وہ مکان یاد ہے جہاں کرسی پر بیٹھ کر میں نے اس کو الہام سنایا تھا اور احمد بیگ کے قصے کا ابھی نام ونشان نہ تھا اور نہ ابھی اس دوسری شادی کا کچھ ذکر تھا۔ پس اگر وہ سمجھے تو سمجھ سکتا ہے کہ یہ خدا کا نشان تھا جس کا ایک حصہ اس نے دیکھ لیا اور دوسرا حصہ جو ثیب یعنی بیوہ کے متعلق ہے دوسرے وقت میں دیکھ لے گا“۔

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم، رخ 11 صفحہ 298 حاشیہ)

اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک کتاب لکھی جس کا نام رکھا ”تریاق القلوب“ اس کے ٹائٹل صفحہ پر اس کی تاریخ اشاعت 28 اکتوبر 1902 لکھی ہے لیکن مرزائی مشنری مولوی جلال الدین شمس کا کہنا ہے کہ اس کتاب کی تالیف مرزا قادیانی نے سنہ 1900 میں مکمل کر لی تھی اور اس کی اشاعت بوجوہ اس وقت نہ ہو سکی (دیکھیں تعارف رخ جلد 15 از مولوی جلال الدین شمس) لہٰذا ہم یہی فرض کر لیتے ہیں کہ یہ کتاب مرزا نے سنہ 1900ء میں لکھی تھی، اس میں ایک جگہ مرزا نے یہی واقعہ دوبارہ یوں لکھا ہے :۔

”تخمیناً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گذرا ہے کہ مجھے کسی تقریب سے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آج کل کوئی الہام ہوا ہے؟ میں نے اس کو یہ الہام سنایا جس کو میں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سنا چکا تھا۔ اور وہ یہ ہے کہ بکر و ثیب جس کے یہ معنی ان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے میں نے ظاہر کیے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر ہو گی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا پورا ہو گیا۔ اور اس وقت بفضلہ تعالیٰ چار پسر اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے“۔

(تریاق القلوب، رخ 15 صفحہ 201 حاشیہ)

مرزا کی ان دونوں تحریروں سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوئیں:۔

نمبر 1: مرزا قادیانی نے اپنا ایک واقعہ بیان کیا جس میں اس نے اپنا ایک الہام سنایا جو اس کے مطابق اس کے خدا نے اس پر کیا تھا اور وہ الہام تھا ”بکر و ثیب“ (چنانچہ مرزا کا یہی الہام سنہ 1881 تخمیناً کے زیر عنوان مرزا کے الہاموں کے مجموعے تذکرہ میں بھی موجود ہے، دیکھیں تذکرہ، صفحہ 31 چوتھا ایڈیشن)۔

نمبر 2: مرزا بتاتا ہے کہ اس نے اپنے اس الہام کی تشریح مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب اور دوسرے لوگوں کے سامنے یہ کی کہ خدا کا یہ ارادہ ہے کہ میرے نکاح میں دو عورتیں (جی ہاں دو

عورتیں) آئیں گی جن میں سے ایک بکر یعنی کنواری ہو گی اور دوسری ثیب یعنی بیوہ۔

نمبر 3: چونکہ مرزا اپنی اس تحریر سے پہلے محمدی بیگم کے ساتھ اپنے نکاح کی پیش گوئی بھی کر چکا تھا اس لئے اس نے یہ ذکر بھی کر دیا کہ جب میں نے یہ الہام اور اس کی تشریح کی تھی اس وقت ابھی احمد بیگ (محمدی بیگم کے باپ) کی کہانی کا نام ونشان نہ تھا، یعنی مرزا اشارہ کر رہا ہے کہ اس الہام میں جس بیوہ کے ساتھ اس کے نکاح کا ذکر ہے وہ محمدی بیگم ہے۔

نمبر 4: مرزا یہ بھی بتاتا ہے کہ یہ تحریریں لکھنے کے وقت تک اس الہام کا پہلا حصہ پورا ہو چکا ہے جس کے مطابق اس الہام کے بعد اس کا نکاح ایک کنواری یعنی نصرت جہاں کے ساتھ ہو گیا تھا جس سے اس کے اس وقت تک چار بیٹے ہیں۔ اور اس الہام کے دوسرے حصے یعنی بیوہ کے ساتھ نکاح ہونے کا اسے انتظار ہے۔

دوستو! مرزا قادیانی کے نکاح میں کوئی بھی ثیب یعنی بیوہ عورت اس کی موت تک نہیں آئی تھی، اس طرح اس کا یہ الہام جھوٹا ثابت ہوا۔

مرزائی تاویلیں

مرزا قادیانی کے اس الہام کو سچا ثابت کرنے کے لئے جماعت مرزائیہ مضحکہ خیز قسم کی تاویلیں کرتی ہے، مثال کے طور پر مرزائی پاکٹ بک میں لکھا ہے کہ مرزا کا یہ الہام اس طرح پورا ہوا کہ اس کا نکاح ایک کنواری نصرت جہاں کے ساتھ ہوا تھا اور پھر مرزا قادیانی کی موت ہو گئی تو یہی نصرت جہاں بیوہ ہو گئی، تو یہی ایک عورت بکر یعنی کنواری بھی اور یہی ثیب یعنی بیوہ بھی۔

اس لطیفے کا جواب دینے کی ضرورت تو نہیں لیکن ہمارا سوال ہے کہ کیا نصرت جہاں بیگم ایک عورت تھی یا دو عورتیں؟ مرزا نے تو صاف لکھا تھا ”خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا“ نیز اس نے لکھا تھا ”یعنی مقدر یوں ہے کہ ایک بکر سے شادی ہو گی اور پھر بعدہ ایک بیوہ سے“، کیا نصرت جہاں کے بیوہ ہونے کے بعد دوبارہ مرزا کا نکاح اس کے ساتھ قبر میں جا کر ہوا تھا؟ اس مرزائی عقل پر جتنا بھی ماتم کیا جائے کم ہے۔

کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی سے اپنا یہ الہام سمجھنے میں اجتہادی غلطی ہوگئی تھی کہ وہ اس سے ''دو عورتیں'' سمجھتا رہا، یہاں تک کہ 16 فروری 1906 کو مرزا خدا نے اُسے ایک اور الہام کیا تھا کہ ''تکفیک ھذہ الامرأۃ'' یہ عورت تجھے کافی ہے (کاپی الہامات، تذکرہ، صفحہ 509)، اس الہام سے اللہ نے مرزا کی اس غلطی کی اصلاح کردی اور بتادیا کہ نصرت جہاں بیگم کے بعد اب کسی اور عورت سے نکاح نہیں ہوگا۔

یہ مرزائی فریب بھی کسی کام کا نہیں، پہلی بات تو یہ کہ ''تریاق القلوب'' میں جو بقول قادیانی جماعت 1900ء کی تصنیف ہے مرزا نے لکھا تھا کہ تقریباً اٹھارہ سال پہلے اسے یہ الہام ہوا تھا اور اس نے اس کی تشریح یہ کی تھی کہ اللہ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا، تو فروری 1906 تک اِس الہام اور مرزا کی بیان کردہ تشریح پر تقریباً 24 سال گذر چکے تھے لیکن مرزا کے خدا نے اس کی (بقول جماعت مرزائیہ) اِس اجتہادی غلطی کی اصلاح نہ کی، جب کہ مرزا کا یہ دعویٰ تھا کہ اللہ اسے ایک لمحے کے لئے بھی غلطی پر نہیں رکھتا (ترجمہ عربی تحریر: نور الحق، رخ 8، صفحہ 272)، تو کیا مرزا کے خدا کا ''ایک لمحہ'' چوبیس سال ہوتے ہیں؟، دوسری بات یہ کہ ''تکفیک ھذہ الامرأۃ'' کے الفاظ گول مول ہیں، مرزا قادیانی نے خود ہرگز اس کی یہ تشریح نہیں کی کہ اس ''امرأۃ'' یعنی عورت سے مراد نصرت جہاں بیگم ہے، نیز مرزا قادیانی نے اپنی زندگی میں اپنا یہ الہام شائع بھی نہیں کیا تھا جیسا کہ اس کی عادت تھی، بلکہ اسی تذکرہ میں لکھا ہے کہ یہ کسی ''کاپی الہامات'' سے لیا گیا ہے جو شاید مرزا کی موت کے بعد کسی نے دریافت کی تھی اس طرح یہ بھی مشکوک ہے کہ یہ مرزا قادیانی کے خدا کا الہام ہے بھی یا نہیں۔

مرزا کا دوسرا الہام: نو (9) ناموں والا گمشدہ لڑکا

مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک مرید تھا جس کا نام تھا پیر منظور محمد لدھیانوی اور اس کی بیوی کا نام تھا محمدی بیگم (یہ محمدی بیگم مرزا کی آسمانی منکوحہ نہیں)، مرزا کو معلوم ہوا کہ پیر منظور محمد کی بیوی حاملہ ہے تو مورخہ 19 فروری 1906ء کو مرزا قادیانی نے اپنا ایک خواب یوں بیان کیا:۔

''دیکھا کہ منظور محمد صاحب کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے اور دریافت کرتے ہیں کہ اس لڑکے کا کیا نام رکھا جائے۔ تب خواب سے حالت الہام کی طرف چلی گئی اور یہ معلوم ہوا۔ بشیر الدولہ۔ فرمایا کئی آدمیوں کے واسطے دعا کیجاتی ہے معلوم نہیں منظور محمد کے لفظ سے کس کی طرف اشارہ ہے۔ ممکن ہے کہ بشیر الدولۃ کے لفظ سے یہ مراد ہو کہ ایسا لڑکا میاں منظور محمد کے پیدا ہوگا جس کا پیدا ہونا موجب خوشحالی اور دولت مندی ہو جائے......الخ''۔

(تذکرہ، صفحہ 510، طبع چہارم)

مرزا کے اس خواب اور الہام کے مرکب سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:۔

(1)......مرزا نے خواب دیکھا کہ منظور محمد صاحب کے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے اور خواب میں منظور محمد نے اس کا نام بھی پوچھا۔

(2)......مرزا کے مطابق اب خواب ختم اور الہام شروع ہوا جس میں اسے اس لڑکے کا نام بشیر الدولہ بتایا گیا۔

(3)......اگرچہ خواب میں مرزا سے منظور محمد نے پوچھا کہ اس لڑکے کا کیا نام رکھوں، لیکن مرزا پھر بھی کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ منظور محمد کے لفظ سے کس کی طرف اشارہ ہے۔

(4)......پھر آگے کہتا ہے کہ ممکن ہے بشیر الدولہ سے یہ مراد ہو کہ منظور محمد کے گھر ایسا لڑکا پیدا ہوگا جو باعث خوشحالی ہو۔

تقریباً چار مہینے اسی طرح گذر گئے، مورخہ 7 جون 1906ء کو مرزا قادیانی کو ایک اور الہام ہوتا ہے جو کچھ یوں ہے:۔

''بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوا کہ میاں منظور محمد صاحب کے گھر میں یعنی محمدی بیگم کا ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کے دو نام ہوں گے (1) بشیر الدولۃ۔ (2) عالم کباب۔ یہ ہر دو نام بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوئے......الخ''۔

(تذکرہ، صفحہ 533، طبع چہارم)

لیجیے! فروری والے خواب کی وضاحت اب الہام نے کردی کہ میاں منظور محمد سے مراد وہ ہے جس کی بیوی کا نام محمدی بیگم ہے اور پہلے خواب میں اس ہونے والے لڑکے کا صرف ایک نام تھا اب اس الہام میں ایک اور نام کا اضافہ ہوگیا ''عالمِ کباب''۔

اسی دن یعنی 7 جون 1906ء کو مرزا کو ایک اور الہام ہوتا ہے:۔

''اس کے بعد معلوم ہوا کہ اس لڑکے کے دو نام اور ہیں ایک شادی خان کیونکہ وہ اس جماعت کے لئے شادی کا موجب ہوگا۔ دوسرے کلمۃ اللہ خان کیونکہ وہ خدا کا کلمہ ہوگا جو ابتداء سے مقرر تھا اس زمانے میں پورا ہوجائے گا اور ضرور ہے کہ خدا اس لڑکے کی والدہ کو زندہ رکھے جب تک یہ پیش گوئی پوری ہو، اور گذشتہ الہام اے وارڈ اینڈ ٹو گرل اسی پیش گوئی کو بیان کرتا ہے جس کے معنی ہیں ایک کلمہ اور دو لڑکیاں، کیونکہ میاں منظور محمد کی دو لڑکیاں ہیں اور جب کلمۃ اللہ پیدا ہوگا تب یہ بات پوری ہوجائے گی ایک کلمہ اور دو لڑکیاں''۔ (تذکرہ، صفحہ 534، چوتھا ایڈیشن)

مرزا کے اس الہام کے مطابق اس لڑکے کے کل چار نام ہوگئے، نیز اس الہام میں یہ بھی بتایا گیا کہ جب تک میاں منظور محمد کے ہاں یہ لڑکا پیدا نہیں ہوجاتا اس وقت تک اس کی بیوی یعنی محمدی بیگم زندہ رہے گی، اور یہ بھی صریح طور پر معلوم ہوگیا کہ منظور محمد سے مراد وہی میاں منظور محمد ہے جس کی اس سے پہلے دو لڑکیاں تھیں اور لڑکا کوئی نہ تھا۔

اس کے بعد مورخہ 19 جون 1906 کو مرزا نے اسی لڑکے کے بارے میں ایک اور الہام بیان کیا، ملاحظہ فرمائیں:۔

''میاں منظور محمد صاحب کے اس بیٹے کے نام جو بطور نشان ہوگا بذریعہ الہام الٰہی مفصلہ ذیل معلوم ہوئے: کلمۃ العزیز۔ کلمۃ اللہ خان۔ وارڈ۔ بشیر الدولۃ۔ شادی خاں۔ عالمِ کباب۔ ناصر الدین۔ فاتح الدین۔ ہذا یوم مبارک''۔

(تذکرہ، صفحہ 537، طبع چہارم)

اس طرح اس الہامی لڑکے کے کل نو نام ہوگئے، لیکن ہوا کیا؟ مرزا قادیانی کے ان

تمام الہاموں کے باوجود مورخہ 17 جولائی 1906 کو میاں منظور محمد کے گھر ایک لڑکی پیدا ہوئی (دیکھیں: حقیقۃ الوحی، رخ 22 صفحہ 103 حاشیہ)، اور کچھ دن کے بعد یہ بچی اور اس کی ماں محمدی بیگم دونوں وفات پاگئیں، وہ نو ناموں والا الہامی لڑکا نہ پیدا ہونا تھا اور نہ آج تک ہوا۔

جماعت مرزائیہ کی مضحکہ خیز تاویلیں

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس حقیقت کو تسلیم کیا جاتا کہ مرزا قادیانی کا یہ الہام بھی جھوٹا ثابت ہوا، لیکن جماعت مرزائیہ یہاں بھی مضحکہ خیز تاویلیں کرنے سے باز نہیں آتی، چنانچہ مرزائی پاکٹ بک میں جو دھوکہ دینے کی کوشش کی گئی ہے وہ کچھ یوں ہے کہ وہاں مرزا کے صرف 19 فروری 1906 والے خواب کا ذکر کیا گیا ہے جس میں مرزا نے یہ کہا تھا کہ معلوم نہیں منظور محمد کے لفظ سے کس طرف اشارہ ہے، اور پھر یہ جھوٹ لکھا گیا ہے کہ:۔

''پس حضرت اقدس نے صاف فرمادیا ہے کہ منظور محمد کی تعیین نہیں کی جاسکتی اور نہ الہاماً یہ تعیین کی گئی اور حضرت اقدس نے ضروری قرار نہیں دیا کہ منظور محمد سے مراد میاں منظور محمد ہی ہوں، حقیقت یہ ہے کہ یہ خواب ہے اور خواب میں نام صفات کے لحاظ سے بتائے جاتے ہیں''۔ (مرزائی پاکٹ بک، صفحات 502 و 503)

اس کے بعد یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اس منظور محمد سے مراد خود مرزا قادیانی تھا اور وہ نو ناموں والا لڑکا اس کا بیٹا اور دوسرا مرزائی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود تھا۔

آپ نے دیکھا کس طرح انتہائی دجل وفریب کا مظاہرہ کیا گیا، صرف 19 فروری کے خواب کا ذکر کیا لیکن اس کے بعد 7 جون اور پھر 19 جون 1906 کو مرزا نے جو اپنے الہام بیان کیے جن کے اندر صاف طور یہ بھی بتایا کہ اس منظور محمد سے مراد وہی میاں منظور محمد ہے جس کی بیوی کا نام محمدی بیگم ہے اور یہ بھی بتایا کہ وہی منظور محمد جس کی پہلے صرف دو بیٹیاں ہیں، لیکن پاکٹ بک کا مرزائی مصنف یہ کہتا ہے کہ منظور محمد کی الہاماً تعیین نہیں کی گئی، اگر 19 فروری والے دن تعیین نہیں کی گئی تھی تو جون میں اپنے الہاموں کے ساتھ تعیین کردی گئی تھی۔

پھر مرزائی پاکٹ بک کا مصنف جانتا تھا کہ مرزا محمود تو 1906 سے بہت پہلے 1889 میں پیدا ہو چکا تھا تو مرزا کی 1906 میں ہوئی اس پیش گوئی سے وہ کیسے مراد ہو سکتا ہے؟ تو اس نے دوسرا فریب یہ دیا، لکھتا ہے کہ اس ولادت سے مراد جسمانی ولادت نہیں بلکہ معنوی ولادت ہے، اور مرزا محمود نے 1906 میں رسالہ تشحیذ الاذہان کا اجراء کیا تھا تو یہ اس کی روحانی ولادت تھی (مرزائی پاکٹ بک، صفحہ 508)۔

آیئے پاکٹ بک کے اس دھوکے کو ایک اور طرح سے زائل کرتے ہیں، آپ نے گذشتہ صفحات میں مرزا قادیانی کی ایک نمونہ قیامت زلزلے کی پیش گوئی اور اس کا انجام پڑھا، اسی زلزلہ کی پیش گوئی پر بات کرتے ہوئے مرزا نے ایک جگہ لکھا تھا:۔

’’پہلے یہ وحی الٰہی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جو نمونہ قیامت ہوگا بہت جلد آنے والا ہے اور اس کے لئے یہ نشان دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمد لدہانوی کی بیوی محمدی بیگم کا لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اس زلزلہ کے ظہور کے لئے ایک نشان ہوگا اس لئے اس کا نام بشیر الدولہ ہوگا‘‘......(کچھ سطروں کے بعد آگے لکھا)......’’اور چونکہ زلزلہ نمونہ قیامت آنے میں تاخیر ہوگئی اس لئے ضرور تھا کہ لڑکا پیدا ہونے میں بھی تاخیر ہوتی۔ لہذا پیر منظور محمد کے گھر میں 17 جولائی 1906 میں بروز سہ شنبہ لڑکی پیدا ہوئی‘‘......(ذرا آگے لکھا)......’’اگر ابھی لڑکا پیدا ہو جاتا تو ہر ایک زلزلہ اور ہر ایک آفت کے وقت سخت غم اور اندیشہ دامن گیر ہوتا کہ شاید وہ وقت آگیا......الخ‘‘۔

(حقیقۃ الوحی، رخ 22 صفحہ 103 حاشیہ)

اب مرزا قادیانی صاف طور پر اس پیش گوئی کا مصداق میاں منظور محمد لدھیانوی کو بتا رہا ہے جس کی بیوی کا نام محمدی بیگم تھا، اور لکھتا ہے کہ وہ نو ناموں والا لڑکا اس قیامت خیز زلزلے کا نشان تھا، پھر یہ بھی ذکر کرتا ہے کہ جولائی 1906 کو میاں منظور محمد کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی، چونکہ بقول مرزا وہ زلزلہ مؤخر ہو گیا تھا اس لئے لڑکے کی پیدائش بھی تاخیر کا شکار ہو گئی اور وہ لڑکا 1906 میں پیدا نہ ہوا، اور زلزلہ کے ساتھ غیر معینہ مدت تک اس کی پیدائش ملتوی ہو گئی (لیکن

اسے پیدا ضرور ہونا تھا کیونکہ وہ بقول مرزا نمونہ قیامت زلزلہ کا نشان تھا اور زلزلہ جیسا کہ گذرا مرزا کے ہی ملک اور مرزا کی ہی زندگی میں آنا تھا)، اب مرزا قادیانی تو کہے کہ اس لڑکے کی پیدائش مؤخر ہو گئی اور پاکٹ بک والا مرزا کا مرید ملک عبدالرحمٰن خادم گجراتی کہے کہ اس سے مراد مرزا بشیر الدین محمود کی روحانی پیدائش تھی جو 1906 میں رسالہ تشحیذ الاذہان کے اجراء سے ہوئی تھی اور اس نو ناموں والے لڑکے سے وہی مراد ہے، یہ ہے مرزائی مذہب کا کمال، قرآن وحدیث کی نصوص پر تو تحریف معنوی کی قینچی چلاتے ہی ہیں، اپنے پیشوا کی تحریروں کو بھی معاف نہیں کرتے۔

مرزا قادیانی کے ایک اور مرید کی پریشانی

مرزا قادیانی کے ایک اور مرید ابوالفضل محمد منظور الٰہی نے بھی مرزا قادیانی کے الہامات وغیرہ کا ایک مجموعہ ترتیب دیا جس کا نام ’’البشریٰ‘‘ رکھا، اس کتاب میں مرزا کے نو ناموں والے لڑکے والے الہام کا ذکر کرنے کے بعد یوں لکھا:۔

’’اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ یہ پیشگوئی کب اور کس رنگ میں پوری ہوگی گو حضرت اقدس نے اس کا وقوعہ محمدی بیگم کے ذریعہ سے فرمایا تھا مگر چونکہ وہ فوت ہو چکی ہے اس لئے اب تخصیص نام نہ رہی، بہرصورت یہ پیش گوئی متشابہات میں سے ہے‘‘۔

(البشریٰ، جلد دوم، صفحہ 116، طبع اسلامیہ سٹیم پریس لاہور، سنہ 1914ء)

؎ کون دیکھے یہ بےبسی دل کی

☆☆☆☆

مرزا قادیانی کے جھوٹے الہاموں کے لئے

انبیاء کی مثالیں دینا اور اس کا پوسٹ مارٹم

قارئین محترم! اللہ تعالی کی طرف سے بھیجے ہوئے انبیاء میں سے اگر کوئی نبی کبھی بھول گیا تو اللہ تعالی نے اسے کبھی بھی غلطی پر نہیں رہنے دیا اور کسی نہ کسی طریقے سے جلد از جلد اسے یاد دہانی فرمادی یا اصلاح فرمادی، یہ بات خود مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی تسلیم ہے چنانچہ اس نے صاف طور پر لکھا ہے:۔

''انبیاء غلطی پر قائم نہیں رکھے جاتے''

(رخ جلد 19 صفحہ 133)

اور اس کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود نے لکھا:۔

''خدا اپنے نبی کو وفات تک غلطی میں نہیں رکھتا''

(آئینہ صداقت، انوار العلوم جلد 6 صفحہ 124)

اور یہ بات بھی ہمیشہ ذہن میں رکھیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے بارے میں یہ لکھا ہے:۔

''ان اللہ لا یترکنی علی خطأ طرفة عین'' اللہ مجھے ایک لمحے کے بھی غلطی پر نہیں رہنے دیتا۔

(نور الحق، رح جلد 8 صفحہ 272)

یعنی مرزا کے مطابق اگر اس سے کوئی غلطی ہوجائے تو اس کا خدا فوراً اس کی اصلاح کردیتا ہے اور بتادیتا ہے کہ یہ غلطی تھی اسے ٹھیک کرلو۔ اب اگر تو ثابت ہوجائے کہ مرزا غلام احمد سے فلاں غلطی ہوئی، اس نے فلاں بات غلط لکھی، اپنی (خود ساختہ) وحی اور الہام کی ایک تشریح کی لیکن وہ غلط نکلی اور یہ بھی ثابت ہوجائے کہ مرزا اس دنیا سے چلا گیا لیکن اسے اس کی غلطی کا پتہ ہی نہ چلا تو یہ اس بات کی واضح دلیل ہوگی کہ مرزا غلام احمد اللہ کا نبی نہیں تھا، اگر ہوتا تو یہ ناممکن تھا کہ

اس کی موت ہوجاتی اور اللہ اسے اس کی غلطی کے بارے میں نہ بتاتا کیونکہ بقول مرزا محمود ''خدا اپنے نبی کو وفات تک غلطی میں نہیں رکھتا''۔

یہ دو تین باتیں اگر آپ ہمیشہ ذہن میں رکھیں گے تو میں جس مرزائی فریب کا ذکر کرنے جارہا ہوں آپ کبھی بھی اس سے دھوکہ نہیں کھائیں گے، وہ فریب یہ ہے کہ مرزائی مربیوں کو یہ سکھایا جاتا ہے کہ جب بھی تم مرزا غلام احمد کا دفاع کرنے میں ناکام ہوجاؤ، اس کی کتابوں میں لکھے جھوٹوں کو سچ ثابت نہ کرسکو، اس کی پیش گوئیوں کو سچا ثابت نہ کرسکو، تو ایک دم یہ کرو کہ اللہ کے نبیوں اور خاص طور پر آنحضرت ﷺ پر اعتراضات شروع کردو اور کہنا شروع کردو کہ اے مولویو! تم جو اعتراض مرزا غلام احمد پر کرتے ہو وہ تو دوسرے نبیوں پر بھی ہوتے ہیں، اور شور مچانا شروع کردو کہ یہ مولوی توہین انبیاء کرتے ہیں، نعرے لگاؤ کہ مسلمانو! نبی کریم ﷺ پر اعتراض کرکے دکھاؤ وغیرہ، یعنی مرزائی مربیوں کی کوشش ہوتی ہے کہ جو عیب مرزا غلام احمد میں ثابت ہوتا ہے اسے کسی طرح اللہ کے نبیوں میں بھی ثابت کیا جائے، اس کی چند مثالیں پیش کرتا ہوں تاکہ آپ کو اچھی طرح اس مرزائی فریب کی سمجھ آجائے۔ مثلاً جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ مرزا غلام احمد نے دعویٰ کیا کہ اسے اس کے خدا نے الہام کیا تھا کہ ''ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں'' (الہام مرزا بتاریخ 14 جنوری 1906، تذکرة، صفحہ 503 طبع چہارم) لیکن مرزا تو لاہور میں مرا اس طرح یہ الہام جھوٹا ہوا، اس کے جواب میں مرزائی مربی بڑے زور وشور سے آپ کو لعن طعن کرے گا اور کہے گا کہ تم مولوی یہودی ہو، تم پوری بات پیش نہیں کرتے، اس الہام کی تشریح تو خود مرزا قادیانی نے کردی تھی کہ مکہ میں مرنے سے مراد مکی فتح اور مدینہ میں مرنے سے مراد مدنی فتح ہے، یعنی مجھے فتح حاصل ہوگی (یہ الگ بات ہے کہ موت کا مطلب فتح کس لغت میں ہے؟) تو جب ہمارے حضرت جی نے اپنے الہام کی خود تشریح کردی تو تم کون ہوتے ہو اعتراض کرنے والے؟ جیسے حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ انہیں چاند، سورج اور گیارہ ستارے سجدہ کررہے ہیں، اس کی تعبیر یہ تھی کہ چاند سورج سے مراد ان کے والدین اور ستاروں

سے مراد ان کے بھائی تھے، اس لئے جس کا خواب ہو یا جس کا الہام ہو جو تعبیر اور تشریح وہ بتائے وہی قابل قبول ہوگی۔

لیکن دوستو! یہی مربی اس وقت اپنا بیان بدل لیں گے جب اگلا آدمی یہ پوچھے کہ مرزا غلام احمد نے کہا کہ اسے الہام ہوا تھا ''بکر و ثیب'' اور اس کی تشریح خود مرزا نے یوں کی کہ ''خدا تعالی کا ارادہ ہے کہ وہ 2 عورتیں میرے نکاح میں لائے گا، ایک بکر ہوگی (یعنی کنواری ہوگی) اور دوسری بیوہ، چنانچہ یہ الہام جو بکر (یعنی کنواری) کے متعلق تھا وہ پورا ہوگیا (نصرت جہاں کی صورت میں) اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے'' اب مرزائی مربی سے پوچھیں کہ یہاں آپ کے حضرت جی نے خود اپنے الہام کی تشریح بھی کردی، تو اب بتاؤ کہ مرزا کے نکاح میں اس کی موت تک کون سی بیوہ آئی؟؟ تو یہاں مربی یہ نہیں کہے گا کہ تشریح تو وہی قابل قبول ہوگی جو مرزا نے کردی کیونکہ اس سے مرزا جھوٹا ہوتا ہے، بلکہ یہاں وہ دوسری چال چلے گا، کہے گا کہ ''مرزا قادیانی سے اس الہام کو سمجھنے میں غلطی ہوگئی، اس الہام کا یہ مطلب نہیں تھا کہ اس کا نکاح دو عورتوں کے ساتھ ہوگا جن میں سے ایک کنواری اور ایک بیوہ ہوگی، بلکہ اس الہام کی تشریح یہ تھی کہ صرف ایک عورت یعنی نصرت جہاں کے ساتھ جب نکاح ہوگا تو اس وقت وہ کنواری ہوگی اور پھر وہی نصرت جہاں ایک وقت بیوہ ہوجائے گی، مرزا قادیانی نے یہاں اجتہادی غلطی کردی، اور نبیوں سے کبھی اجتہادی غلطی ہوجاتی ہے''، دوستو! غور کیا آپ نے؟ الہام تھا مرزا کا، تشریح کی مرزا نے، اس نے تو مرتے دم تک اپنی اس تشریح کو غلط نہیں کہا، نہ ہی اس نے یہ کہا کہ ہاں اس سے یہ الہام سمجھنے میں غلطی ہوگئی تھی، نہ ہی اسے اس کے خدا نے اس غلطی پر مطلع کیا، اور خود اس کے اقرار کے مطابق انبیاء تو غلطی پر قائم نہیں رکھے جاتے، بقول مرزا محمود، اللہ اپنے نبی کو اس کی وفات تک غلطی پر نہیں رکھتا، اور بقول مرزا قادیانی اللہ اسے ایک لمحے کے لئے بھی غلطی پر نہیں چھوڑتا، نیز مرزا نے صاف طور پر کہا تھا:۔

''کسی الہام کے وہ معنی ٹھیک ہوتے ہیں کہ ملہَم آپ بیان کرے، اور ملہَم کے بیان

کردہ معنوں پر کسی اور کی تشریح اور تفسیر ہرگز فوقیت نہیں رکھتی کیونکہ ملہَم اپنے الہام سے اندرونی واقفیت رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ سے خاص طاقت پاکر اس کے معنیٰ کرتا ہے''۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد 1، صفحہ 122)

پھر ایک جگہ مرزا نے لکھا تھا:۔

''ملہَم سے زیادہ کوئی الہام کے معنیٰ نہیں سمجھ سکتا اور نہ کسی کا حق ہے جو اس کے مخالف کہے''۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی، رخ 22 صفحہ 438)

تو سوال یہ ہے کہ مرزا اپنے اس الہام کو اپنی سچائی کی نشانی کے طور پر شائع کرتا رہا، اور وہ یہی لکھتا رہا کہ 2 عورتیں آئیں گی، جن میں سے کنواری تو آچکی، اب بیوہ کا انتظار ہے، اس نے ہرگز یہ نہ لکھا کہ ان دو عورتوں سے مراد ایک ہی عورت یعنی نصرت جہاں بیگم ہے، مرزا اس دنیا سے چلا گیا، اس کے بعد اس کے مریدوں کو اس الہام کی ٹھیک تشریح سمجھ آئی اور انہوں نے اعلان کردیا کہ ہمارے نبی کو اس الہام کو سمجھنے میں غلطی لگی تھی، اب ہمیں یہ سمجھ آیا ہے۔ ہے ناں نادانوں کا ٹولہ؟ جو لوگ خود اپنے نبی کو جھوٹا ثابت کرتے ہوں ان سے بڑھ کر احمق بھلا کون ہوگا؟۔

اب آگے چلیے! یہاں مرزائی مربی دو تین مثالیں بھی دیتے ہیں، کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے خواب دیکھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں آپ کے ہاتھ مبارک پر رکھ دی گئیں، لیکن آپ ﷺ کی زندگی میں ایسا نہ ہوا بلکہ آپ کے وصال کے بعد صحابہؓ اور آپ کے غلاموں کے ہاتھوں فتوحات ہوئیں، تو کیا نعوذ باللہ تم آنحضرت ﷺ پر بھی یہی اعتراض کروگے کہ آپ کا خواب جھوٹا ہوا؟، اسی طرح دیکھو آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں نے خواب دیکھا جس میں مجھے ایک سرزمین دکھائی گئی جہاں کھجور کے درخت تھے اور مجھے بتایا گیا کہ آپ کی ہجرت اس مقام کی طرف ہوگی، میرا خیال اس طرف گیا کہ یہ یمامہ ہے لیکن درحقیقت وہ یثرب یعنی مدینہ تھا اب کرو اعتراض نبی کریم ﷺ پر انہوں نے مدینہ کو غلطی سے یمامہ سمجھ لیا، اسی

طرح حضرت نوح علیہ السلام سے اللہ نے وعدہ کیا تھا کہ میں تیرے ''اھــل'' کو غرق ہونے سے بچالوں گا، جب ان کا بیٹا غرق ہونے لگا تو انہوں نے دعا کی اے اللہ میرا بیٹا تو میرے اہل میں سے ہے اور آپ نے وعدہ کیا تھا کہ آپ میرے اہل کو بچائیں گے، تو اللہ نے آپ کو تنبیہ کر دی کہ اے نوح! تیرا بیٹا تیرے اہل میں سے نہیں، تیرے اہل وہ ہیں جو مومن ہیں، یعنی اللہ نے بتا دیا کہ میں نے جن اہل کو بچانے کا وعدہ کیا تھا اس سے مراد ظاہری اہل نہیں بلکہ روحانی اہل ہیں، تو کرو اعتراض حضرت نوح ﷺ پر انہوں نے اہل کا مطلب غلط سمجھا۔

دوستو! اس دھوکے کا مختصر جواب یہی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے ہرگز کوئی غلطی نہیں کی تھی، اللہ نے ان سے ان کے اہل کو بچانے کا وعدہ فرمایا تھا اور وہاں اللہ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ اس سے مراد روحانی اہل ہیں، اور بیٹا یقینی طور پر اہل میں داخل ہے، حضرت نوح علیہ السلام نے اسی بنا پر دعا فرمائی، اللہ نے ان کی دعا کے بعد اسی وقت وضاحت فرمادی کہ میری مراد اہل سے ظاہری والا اہل نہیں بلکہ روحانی اہل ہے اور حضرت نوح علیہ السلام کو پتہ چل گیا، یعنی اللہ اپنے نبی کو غلطی پر نہیں رکھتا، یہی ہم پہلے ثابت کر آئے ہیں، اسی طرح زمین کے خزانوں کی کنجیاں آپ ﷺ کے دست اقدس میں رکھے جانے والا خواب بھی سمجھیں، پہلی بات یہ کہ وہ خواب تھا، اور نبی کے خواب دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جن کی تعبیر بالکل اسی خواب کی طرح ظاہری ہوتی ہے کہ ویسا ہی ہوگا جیسا خواب میں نظر آیا، اور دوسری قسم وہ ہوتی ہے جو خواب تعبیر طلب ہوتے ہیں جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کا سورج، چاند اور ستاروں کو اپنے سامنے سجدہ کرنے کا خواب اس کی تعبیر ظاہری نہ تھی، یہ بات مرزا نے بھی لکھی ہے، مرزا کا ایک مرید مولوی عبدالکریم بیمار تھا، مرزا نے خواب دیکھا کہ وہ ٹھیک ہو گیا ہے، لیکن حقیقت میں وہ ٹھیک نہ ہوا بلکہ مر گیا، کسی نے اعتراض کیا کہ مرزا جی! آپ کا خواب جھوٹا ہو گیا تو مرزا نے لکھا:۔

''ہاں ایک خواب میں ان کو دیکھا تھا کہ گویا وہ صحت یاب ہیں مگر خوابیں تعبیر طلب ہوتی ہیں اور تعبیر کی کتابوں کو دیکھ لو خوابوں کی تعبیر میں کبھی موت سے مراد صحت، اور کبھی صحت سے

مراد موت ہوتی ہے، اور کئی مرتبہ خواب میں ایک شخص کی موت دیکھی جاتی ہے اور اس کی تعبیر زیادت عمر ہوتی ہے''۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی، رخ جلد 22 صفحہ 458-459)

اب مرزائی مربی سے پوچھیں کہ مرزا نے جب مولوی عبدالکریم کے صحت یاب ہونے کا خواب دیکھا تمہارے عقیدے کے مطابق وہ نبی تھا کہ نہیں؟ اور وہ لکھتا ہے کہ خوابیں تعبیر طلب ہوتی ہیں، ثابت ہوا کہ نبی کے ایسے خواب بھی ہوتے ہیں جن کی تعبیر ظاہری خواب کے مطابق نہیں ہوتی، مثال ہم حضرت یوسف علیہ السلام کی دے چکے ہیں، اور زمین کے خزانوں والے خواب کی تعبیر دوسری احادیث میں خود نبی کریم ﷺ نے بیان فرمادی ہے جن کے اندر یہ خبر دی کہ میرے صحابہ یا میری امت کے لوگ قیصر وکسریٰ کے ملک فتح کریں گے اور ان کے خزانوں پر ان کا قبضہ ہوگا، مثال کے طور پر صحیح مسلم کی ایک حدیث ہے، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں یا مومنوں کی ایک جماعت ضرور بالضرور کسریٰ کے اس خزانے کو فتح کرے گی جو قصر ابیض میں ہے (صحیح مسلم: حدیث نمبر 2919)، اسی طرح مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو پھر اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا (یعنی اس کے بعد ایران کے کسی بادشاہ کا لقب کسریٰ نہ ہوگا) اور جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا (یعنی روم کے کسی بادشاہ کا لقب قیصر نہ ہوگا) اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے تم لوگ ان دونوں (یعنی قیصر وکسریٰ) کے خزانے ضرور اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے۔ (مسند احمد، حدیث نمبر 7184)، تو نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ اور اپنی امت کو فتوحات کی خوشخبری سنا کر اپنے اس خواب کی تعبیر بیان فرمادی کہ میرے ہاتھ میں زمین کے خزانوں کی کنجیاں رکھے جانے کا مطلب ہے کہ میری امت کا ان پر قبضہ ہوگا۔

اب آیئے آنحضرت ﷺ کے اس خواب کی طرف جس میں آپ کو وہ سرزمین دکھائی

گئی جہاں آپ کی ہجرت ہونا تھی، یاد رکھیں خواب میں آپ کو صرف ایک سرزمین دکھائی گئی تھی، اس کا نام نہیں بتایا گیا تھا، اس سرزمین پر کھجوروں کے باغات تھے، اور جیسے مدینہ (یثرب) میں کھجوروں کے باغات تھے بالکل اسی طرح یمامہ میں بھی تھے، آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اس سرزمین کو دیکھ کر میرا خیال یمامہ کی طرف گیا تھا، جی ہاں یہی لفظ ہیں ''میرا خیال اس طرف گیا تھا'' نہ تو نبی کریم ﷺ نے اس خواب کی کسی کے سامنے اس وقت تعبیر بیان فرمائی کہ اس کی تشریح یہ ہے کہ ہماری ہجرت یمامہ کی طرف ہوگی اور نہ ہی نبی کریم ﷺ نے کوئی اشتہار نکالا اور پیش گوئی شائع کردی کہ مجھے میرے خدا نے خبر دی ہے کہ تمہاری ہجرت یمامہ کی طرف ہوگی (جیسے مرزا قادیانی کیا کرتا تھا)، اور اس کا تو کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ آنحضرت ﷺ نے ہجرت مدینہ کی طرف ہی فرمائی تھی نہ کہ یمامہ کی طرف، تو اگر آپ غلط سمجھتے تو ضرور پہلے یمامہ جاتے لیکن ایسا نہیں ہوا، اللہ کے نبی ﷺ نے بالکل ٹھیک جگہ ہجرت فرمائی، اس حدیث شریف میں تو صرف خیال جانے کی بات ہے۔ اور آخری بات وہی کہ اگر بالفرض آپ کا خیال یمامہ کیطرف جانا یہ آپ کی اجتہادی غلطی تھی تو اللہ نے اس خیال کی اصلاح فرمادی اور آپ نے ہجرت مدینہ کی طرف فرمائی، کیونکہ انبیاء غلطی پر قائم نہیں رکھے جاتے، لیکن جھوٹے مدعی نبوت وہ ہوتے ہیں جو پوری زندگی اشتہار نکالتے ہیں کہ میرا نکاح محمدی بیگم کے ساتھ ہوکر رہے گا، یہ ایسی بات ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی، لیکن وہ مرجاتے ہیں ایسا نہیں ہوتا اور نہ ہی اللہ انہیں بتاتا ہے کہ مرزا جی! نکاح تو کینسل ہوچکا یا آخرت میں ہوگا، جھوٹے وہ ہوتے ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ نے انہیں الہام میں بتایا ہے کہ قادیان کے میاں منظور محمد لدھیانوی جن کی بیوی کا نام محمدی بیگم ہے ان کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کے نو نام ہیں، لیکن وہ لڑکا غائب ہوجاتا ہے، اور بعد میں مرزا کے مرید بتاتے ہیں کہ وہ لڑکا تو مرزا بشیر الدین محمود تھا، مرزا جی کو غلطی لگی تھی، اور میاں منظور محمد لدھیانوی سے مراد خود مرزا جی تھے اور محمدی بیگم سے مراد ہماری اماں جان نصرت جہاں بیگم تھیں لیکن ٹیچی (مرزا کے ایک فرشتہ کا نام) نے آنے میں دیر کردی اور مرزا جی دنیا سے چلے گئے۔

مرزا قادیانی کی بعض پیشگوئیاں سچی بھی ہوئیں ایک مرزائی دھوکہ

مرزائی مربیوں کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی کی بہت سی پیشگوئیاں سچی بھی نکلیں، اگر وہ جھوٹا ہوتا تو اس کی کوئی پیشگوئی بھی سچی نہ ہوتی۔

جواب

پہلے تو یہ بات ہی محل نزاع ہے کہ مرزا قادیانی کی کوئی پیشگوئی اس کے بیان کردہ الفاظ کے مطابق پوری ہوئی یا نہیں، لیکن چلیں ہم فرض کرلیتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے بعض ''تکے'' لگ بھی گئے تو کیا یہ اس کے سچے ہونے کی دلیل ہوسکتی ہے؟ ہرگز نہیں، خود مرزا نے لکھا ہے کہ بعض پیشگوئیاں تو ان لوگوں کی بھی سچی ہوتی ہیں جن پر شیطانی الہام ہوتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:۔

''یاد رہے کہ وہ کاہن جو عرب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے بکثرت تھے ان لوگوں کو بکثرت شیطانی الہام ہوتے تھے اور بعض وقت وہ پیشگوئیاں بھی الہام کے ذریعہ سے کیا کرتے تھے۔ اور تعجب یہ کہ ان کی بعض پیشگوئیاں سچی بھی ہوتی تھیں چنانچہ اسلامی کتابیں ان قصوں سے بھری پڑی ہیں پس جو شخص شیطانی الہام کا منکر ہے وہ انبیاء علیہم السلام کی تمام تعلیموں کا انکاری ہے اور نبوت کے تمام سلسلہ کا منکر ہے''۔

(ضرورۃ الامام، رخ13، صفحہ488)

تو مرزا قادیانی کے نزدیک تو بعض پیشگوئیاں ان کاہنوں اور نجومیوں کی بھی سچی ہوجاتی ہیں جو اپنے اوپر ہونے والے شیطانی الہاموں کے ذریعہ سے پیشگوئیاں کرتے ہیں، تو اگر بالفرض مرزا قادیانی کی کوئی پیشگوئی سچی بھی ہوئی ہو تو عین ممکن ہے وہ اس نے کسی شیطانی الہام کی بناء پر کی ہو، ہاں اگر یہ ثابت کردیا جائے کہ مرزا قادیانی کی پیشگوئیوں میں سے ایک بھی پیش گوئی کبھی جھوٹی نہیں ہوئی تو پھر مرزائی مربیوں کی دلیل پر بات ہوسکتی ہے کیونکہ بقول مرزا ''ناممکن ہے کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں''، اگر کوئی یہ ثابت کرسکتا ہے سامنے آئے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی کذب بیانیاں

مرزا قادیانی کی عادت تھی کہ اپنے جھوٹے دعووں کو ثابت کرنے کے لئے جھوٹ کا سہارا لیا کرتا تھا، بلکہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ پر بھی جھوٹ باندھتے ہوئے نہیں شرماتا تھا، نیز اپنی غلط بات کو تقویت دینے کے لئے احادیث کے الفاظ اور مفہوم میں بھی تبدیلی کر دیا کرتا تھا، ہم سب سے پہلے مرزا کی وہ تحریریں پیش کرتے ہیں جو اس نے جھوٹ اور جھوٹوں کی مذمت میں لکھی ہیں، اس کے بعد ہم اس کے قرآن و حدیث پر بولے گئے اور عام جھوٹوں میں سے صرف چند جھوٹ بطور نمونہ پیش کرتے ہیں (اگرچہ کذبات مرزا کی تعداد کہیں زیادہ ہے):۔

مرزا قادیانی کے نزدیک جھوٹ بولنا کیسا؟

"دروغ گو کو خدا تعالیٰ اسی جہان میں ملزم اور شرمسار کر دیتا ہے"۔

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، رخ 17 صفحات 41و42)

"جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں"۔

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، رخ 17 صفحہ 56 حاشیہ)

"جھوٹ بولنا اور گوہ (یعنی پاخانہ۔ ناقل) کھانا ایک برابر"۔

(حقیقۃ الوحی، رخ 22 صفحہ 215)

"اب دیکھنا چاہیے کہ وہ کنجر جو ولد الزنا کہلاتے ہیں وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں"۔

(شحنہ حق، رخ 2 صفحہ 386)

"دروغ گوئی جیسی کوئی لعنتی زندگی نہیں"۔

(نزول المسیح، رخ 18 صفحہ 380)

"جھوٹ ام الخبائث ہے"۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد 2 صفحہ 207)

"خدا کی جھوٹوں پر نہ ایک دم کے لئے لعنت ہے بلکہ قیامت تک لعنت ہے"۔

(اربعین نمبر 3، رخ 17 صفحہ 398)

"جھوٹا آدمی ایک گیند کی طرح گردش میں رہتا ہے"۔

(نور الحق، رخ 8 صفحہ 137)

"ہمارا ایمان ہے کہ خدا پر افترا کرنا پلید طبع لوگوں کا کام ہے"۔

(اربعین نمبر 3، رخ 17 صفحہ 406 حاشیہ)

آیئے دیکھتے ہیں یہ سب باتیں کہیں مرزا غلام احمد قادیانی پر تو صادق نہیں آتیں؟۔

مرزا قادیانی کے قرآن کریم پر بولے گئے چند جھوٹ

قرآن کریم نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والے کو سب سے بڑا ظالم بتایا ہے، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:۔

﴿فمن اظلم ممن افترىٰ على الله كذباً اور كذّب بآياته انّه لا يفلح الظالمون﴾ سو اُس سے بڑھ کر ظالم اور کون ہو سکتا ہے جو جھوٹ باندھے اللہ پر؟ یا جھٹلائے اس کی آیتوں کو؟ بے شک مجرم (کسی قیمت پر) فلاح نہیں پا سکتے۔(یونس: 17)۔

اسی سورت یونس کی آیات 69 تا 70 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

﴿قل انّ الذين يفترون على الله الكذب لا يفلحون . متاع في الدنيا ثمّ الينا مرجعهم ثمّ نذيقهم العذاب الشديد بما كانوا يكفرون﴾ کہو بے شک جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ کبھی فلاح نہیں پا سکیں گے۔ دنیا کی چند روزہ زندگی میں مزے کر لیں پھر ہماری طرف انہیں پلٹنا ہے اس وقت ہم انہیں سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے اس کفر کے بدلے جس کا وہ ارتکاب کرتے تھے۔

ان آیات کریمہ میں ایک تو یہ بیان ہوا کہ اللہ پر افتراء کرنے والا نقصان میں ہی رہے گا، آخرت میں اس کی فلاح نہیں ہو سکے گی بلکہ سخت عذاب دیا جائے گا، ساتھ ہی یہ بھی بیان

فرمادیا کہ ضروری نہیں ہر مفتری کو دنیا میں ہی عذاب دے دیا جائے، بلکہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ دنیا کی زندگی میں عیش وعشرت کے ساتھ رہے لیکن آخر کار اسے لوٹ کر تو اللہ کی طرف ہی جانا ہے پھر وہاں اسے اس کے افتراء پر عذاب شدید ہوگا۔

الغرض! اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والے کے لئے وعیدیں بہت سی آیات میں وارد ہوئی ہیں، خود مرزا قادیانی نے بھی اقرار کیا ہے اکہ ''خدا پر افتراء کرنا لعنتیوں کا کام ہے'' (ایک غلطی کا ازالہ، رخ 18، صفحہ 210)، آیئے دیکھتے ہیں مرزا غلام احمد قادیانی کے اللہ تعالیٰ اور اس کے کلام پاک پر بولے گئے جھوٹوں کے چند نمونے۔

قرآن کریم پر جھوٹ نمبر 1

''اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں''۔

(تحفۃ الندوۃ، رخ 19 صفحہ 98)

مرزا قادیانی نے چونکہ یہ دعویٰ کیا تھا کہ وہ عیسیٰ بن مریم ہے، جب اس سے سوال کیا گیا کہ قرآن وحدیث میں عیسیٰ بن مریم نام کے صرف ایک نبی کا تذکرہ ہے تو اس نے انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ یہ جھوٹ بولا کہ قرآن میں میرا یعنی غلام احمد بن چراغ بی بی کا نام ''ابن مریم'' رکھا گیا ہے۔ مرزا قادیانی تو اس دنیا میں نہیں رہا، کیا اس کا کوئی پیروکار ہمیں قرآن کریم کی وہ آیت دکھا سکتا ہے جس میں ہے غلام احمد بن چراغ بی بی کا نام ابن مریم ہے؟۔

قرآن کریم پر جھوٹ نمبر 2

''قرآن شریف اور احادیث اور پہلی کتابوں میں لکھا تھا کہ اس کے زمانہ میں ایک نئی سواری پیدا ہوگی جو آگ سے چلے گی''۔

(تذکرۃ الشہادتین، رخ 20 صفحہ 25)

مرزا قادیانی نے جب مسیح ہونے کا دعویٰ کیا تو اس نے ریل گاڑی (ٹرین) کو بھی اپنے مسیح ہونے کی نشانی کے طور پر پیش کرنا شروع کر دیا، چنانچہ اس تحریر میں وہ یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ

قرآن شریف اور احادیث میں یہ لکھا تھا کہ مسیح موعود کے زمانے میں ایک سواری پیدا ہوگی جو آگ سے چلے گی یعنی کہ ریل۔ کیا جماعت مرزائیہ قرآن کریم کی وہ آیت پیش کر کے جس میں یہ بات لکھی ہے اپنے گُرو کو جھوٹا ہونے سے بچاسکتی ہے؟۔

قرآن کریم پر جھوٹ نمبر 3

''اور یہ بھی یادرہے کہ قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں طاعون پڑے گی بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے اور ممکن نہیں نبیوں کی پیش گویاں ٹل جائیں''۔

(کشتیِ نوح، رخ 19 صفحہ 5)

مرزا قادیانی نے اپنے مسیح ہونے کی ایک دلیل یہ پیش کی کہ چونکہ میرے زمانے میں طاعون کی وبا پھیلی ہے اس لئے میں مسیح موعود ہوں، اس کے لئے اس نے نہ صرف قرآن کریم پر بلکہ کتب سابقہ پر بھی یہ جھوٹ بولا، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ نہ ہی قرآن کریم میں اور نہ ہی تورات وانجیل (بائبل) میں کہیں یہ لکھا ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں طاعون پڑے گی، یہاں ہمارا سوال صرف یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی جماعت قرآن کریم کی وہ آیت پیش کر کے جس کے اندر مسیح موعود کے وقت طاعون پڑنے کا ذکر ہو اپنے حضرت جی کو مرتد ہونے سے بچالے (کیونکہ مرزا نے لکھا تھا جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں)، یاد رہے قرآن کی وہ آیت درکار ہے جس میں مسیح موعود کے وقت طاعون پڑنے کا بیان ہو۔

قرآن کریم پر جھوٹ نمبر 4

''پس قرآن شریف میں جس کا نام خاتم الخلفاء رکھا گیا ہے اسی کا نام احادیث میں مسیح موعود رکھا گیا ہے اور اسی طرح سے دونوں ناموں کے متعلق جتنی پیشگوئیاں ہیں وہ ہمارے ہی متعلق ہیں''۔

(ملفوظات، جلد 5 صفحہ 554)

مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو خاتم الخلفاء اور مسیح موعود ثابت کرنے کے لئے یہ جھوٹ بولا، قرآن کریم میں کہیں بھی خاتم الخلفاء کا لفظ نہیں اور نہ ہی کسی حدیث میں کسی کا نام مسیح موعود رکھا گیا ہے بلکہ مسیح موعود کا لفظ ہی قرآن وحدیث میں کہیں نہیں، احادیث مبارکہ میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے نازل ہونے کا ذکر ہے اور اس نام کی صرف ایک ہستی کا ذکر قرآن وحدیث میں ملتا ہے، کیا جماعت مرزائیہ قرآن کریم کی وہ آیت پیش کرسکتی ہے جس کے اندر خاتم الخلفاء کا لفظ وارد ہوا ہے؟۔

قرآن کریم پر جھوٹ نمبر 5

’’لیکن ضرور تھا کہ قرآن وحدیث کی وہ پیشگوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھوں دکھ اٹھائے گا۔ وہ اس کو کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کے فتوے دیے جائیں گے اور اس کی سخت توہین کی جائے گی اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔ سو اِن دنوں میں وہ پیش گوئی انہی مولویوں نے اپنے ہاتھوں سے پوری کی‘‘۔

(اربعین نمبر3، رخ17 صفحہ 404)

جب مرزا قادیانی نے اپنے گمراہ کن اور کفریہ عقائد کا اظہار کرنا شروع کیا تو علماء امت نے لوگوں کو اس کوشر پر مطلع کرنے کے لئے شریعت اسلامیہ کے مطابق فتوے جاری کیے کہ یہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو چکا ہے، مرزا قادیانی نے اسے بھی اپنے مسیح ہونے کی دلیل بنالیا اور یہ جھوٹ گھڑا کہ قرآن وحدیث میں یہ پیش گوئی موجود ہے کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اس کے خلاف علماء فتوے دیں گے اور اسے کافر قرار دیں گے۔ کیا مرزا قادیانی کا کوئی پیروکار قرآن کی وہ آیت یا وہ حدیث شریف پیش کرسکتا ہے جس میں یہ بات بیان ہوئی ہے؟۔

قرآن کریم پر جھوٹ نمبر 6

نبی کریم ﷺ نے اللہ کی قسم اٹھا کر یہ خبر دی ہے کہ قرب قیامت مریم کے بیٹے حضرت

عیسیٰ علیہما السلام آسمان سے نازل ہوں گے (آسمان سے نازل ہونے کے صریح الفاظ احادیث صحیحہ میں وارد ہیں جیسا کہ باب دوم میں بیان ہوا)، لیکن مرزا قادیانی نے یہ نرالی منطق ایجاد کی کہ جن عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی خبر ہمارے آقا ﷺ نے دی ہے ان سے مراد ایک مثیلِ مسیح ہے، اپنے اس فریب کو ثابت کرنے کے لئے مرزا نے یہ جھوٹ بولا کہ:۔

’’قرآن کریم اور احادیث صحیحہ یہ امید اور بشارت بصراحت دے رہی ہیں کہ مثیل ابن مریم اور دوسرے مثیل بھی آئیں گے‘‘۔

(ازالہ اوہام، رخ3 صفحہ 314)

ہم جماعت مرزائیہ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ قرآن کریم کی ایک آیت اور ایک صحیح حدیث پیش کردیں جس میں صراحت کے ساتھ یہ بشارت دی گئی ہے کہ کسی مثیل ابن مریم نے آنا ہے، اگر ایسی کوئی آیت یا صحیح حدیث پیش نہ کی جائے تو یاد رکھیں مرزا قادیانی نے خود لکھا تھا کہ کنجر جو ولد الزنا کہلاتے ہیں وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں۔

قرآن کریم پر جھوٹ نمبر 7

مرزا قادیانی اپنی عمر کے تقریباً 52 سال (سنہ 1891 تک) وہی عقیدہ رکھتا تھا جو امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام زندہ ہیں اور وہی دوبارہ تشریف لائیں گے، اپنی سب سے پہلی کتاب براہین احمدیہ میں جو مرزا نے بقول خود ملہم من اللہ ہو کر تجدید دین کی خاطر تصنیف کی تھی اور جس کتاب کو مرزا کے دعویٰ کے مطابق نبی کریم ﷺ نے اس کے خواب میں آکر پسند بھی فرمایا تھا، مرزا قادیانی نے قرآن کی آیات سے یہ ثابت کیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے اور کفر وشرک کا صفایا کردیں گے، لیکن پھر 1891ء کے بعد اس نے یہ دعویٰ کیا کہ میرے خدا نے الہام کرکے مجھے بتایا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام فوت ہوچکے ہیں (جی ہاں مرزا کے مطابق وفات مسیح کا راز اسے الہام کے ذریعے معلوم ہوا نہ کہ قرآن کریم سے)، چنانچہ اب وہ اسی قرآن سے وفات مسیح علیہ السلام ثابت کرنے کے درپے

ہو گیا، اسی کوشش میں اس نے یہ لکھا:۔

’’قرآن بضرب دہل فرما رہا ہے کہ عیسیٰ بن مریم رسول اللہ زمین میں دفن کیا گیا ہے آسمان پر اس کے جسم کا نام ونشان نہیں‘‘۔

(تحفہ گولڑویہ، رخ 17 صفحہ 165)

کیا مرزا قادیانی کا کوئی پیروکار قرآن کی وہ آیت ہمیں بتائے گا کہ کس سورت یا پارے میں ہے جس میں قرآن نے بضرب دہل یہ بیان فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین میں دفن کیے گئے ہیں اور آسمان پر ان کے جسم کا نام ونشان نہیں؟۔ کیونکہ اگر قرآن کریم میں ایسی کوئی آیت نہیں تو یاد رکھیں مرزا نے لکھا تھا جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر۔

قرآن کریم پر جھوٹ نمبر 8

’’قرآن اور توریت سے ثابت ہے کہ آدم بطور توام پیدا ہوا تھا‘‘۔

(تریاق القلوب، رخ 15 صفحہ 485)

توام عربی میں کہتے ہیں جوڑے کو، جسے عام زبان میں جڑواں بھی کہا جاتا ہے، مرزا قادیانی لکھ رہا ہے کہ قرآن سے ثابت ہے کہ حضرت آدم جڑواں پیدا ہوے تھے (غالبًا اس کا اشارہ اس طرف ہے کہ حضرت آدم وحوا علیہما السلام دونوں جڑواں پیدا ہوئے تھے)، کیا مرزا قادیانی کا کوئی امتی قرآن کریم کی وہ آیت ہمیں دکھا سکتا ہے جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کسی کے ساتھ جڑواں پیدا ہوئے تھے؟۔

قرآن کریم پر جھوٹ نمبر 9

’’اور میرے فضائل کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔ اور میرے ظہور کا ذکر بھی پر آشوب زمانہ میں ہونا لکھا ہے‘‘۔

(خطبہ الہامیہ، رخ 19، صفحہ 170)

وہ قرآن کہاں پایا جاتا ہے جس کے اندر مرزا غلام احمد بن چراغ بی بی کے فضائل مذکور

ہیں؟ اور وہ کون سی آیت ہے جس کے اندر چراغ بی بی کے بیٹے کے ظہور کا ذکر ہے؟، مرزا نے ٹھیک ہی لکھا تھا کنجر جو ولد الزنا کہلاتے ہیں وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں۔

قرآن کریم پر جھوٹ نمبر 10

’’قرآن شریف کی نصوص قطعیہ سے ثابت ہے کہ ایسا مفتری اسی دنیا میں دست بدست سزا پالیتا ہے اور خدائے قادر وغیور کبھی اس کو امن میں نہیں چھوڑتا اور اس کی غیرت اس کو کچل ڈالتی ہے اور جلد ہلاک کرتی ہے‘‘۔

(رسالہ دعوت قوم، رخ 11 صفحہ 49)

یہ بذات خود مرزا قادیانی کا قرآن کریم پر افتراء ہے، ایسی نصوص قطعیہ تو کیا ایک نص بھی قرآن میں نہیں جس میں یہ مضمون بیان ہوا ہو، خود مرزا قادیانی جیسے مفتری کا کئی سال زندہ رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن میں ایسی کوئی نص نہیں کیونکہ مرزا کے اللہ تعالیٰ اور اس کی کتاب پر افتراءات اور جھوٹ تو ثابت شدہ ہیں، اگر اللہ کا فیصلہ یہی ہوتا کہ مفتری جلد ہلاک کیا جاتا ہے تو مرزا سب سے پہلے ہوتا۔

مرزا قادیانی کے احادیث نبویہؐ پر بولے گئے چند جھوٹ

دوستو! نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان مختلف الفاظ کے ساتھ بخاری ومسلم اور دوسری کتب حدیث میں متعدد بار مروی ہے کہ:۔

’’من كذب على متعمداً فليتبوأ مقعده من النار‘‘ جس نے مجھ پر عمداً جھوٹ بولا تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

(صحيح البخاری، حديث نمبر 110، صحيح مسلم، حديث نمبر 3)

نیز امام مسلم رحمہ اللہ نے صحیح مسلم کے مقدمہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث بیان فرمائی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:۔

’’يكون في آخر الزمان دجّالون كذّابون ، يأتونكم بالأحاديث بما لم

تسمعوا أنتم ولا آبائكم، فاياكم واياهم، لا يُضلّونكم ولا يفتنونكم" آخری زمانے میں بہت سے دجال اور کذاب پیدا ہوں گے وہ ایسی حدیثیں تم کو سنائیں گے جو تمہارے باپ دادا نے نہیں سنی ہوں گی پس تم ان سے دور رہنا، ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں گمراہ کر دیں اور آفت میں ڈال دیں۔

(مقدمه صحيح مسلم : حديث نمبر 7، صفحه 12 دار الكتب العلميه بيروت)

لیکن مرزا قادیانی اپنے جھوٹے دعووں کو ثابت کرنے کے لئے اپنی طرف سے جھوٹی باتیں بنا کر انہیں احادیث رسول ﷺ کے نام سے پیش کرنے سے بھی گریز نہیں کیا کرتا تھا، ہم یہاں نمونے کے طور پر مرزا قادیانی کے احادیث نبویہؐ پر بولے گئے صرف دس جھوٹ قارئین کے لئے پیش کرتے ہیں:۔

احادیث پر جھوٹ نمبر 1

مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو مسیح موعود ثابت کرنے کے لئے قرآن وحدیث پر تحریف لفظی ومعنوی کی قینچی چلاتے ہوئے کوئی شرم محسوس نہیں (مرزا کی چند تحریفات کا ذکر آگے آرہا ہے)، اسی طرح اس نے اپنی طرف سے جھوٹی باتیں گھڑ کر انتہائی دجل کا ثبوت دیتے ہوئے ان کا نام احادیث صحیحہ رکھا، چنانچہ یہ ثابت کرنے کے لئے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے چودھویں صدی میں آنا تھا، اس نے لکھا:۔

''ایسا ہی احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور وہ چودھویں صدی کا مجدد ہوگا''۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، رخ 21 صفحہ 359)

احادیث صحیحہ جمع ہے یعنی بہت سی صحیح حدیثوں میں یہ بات بیان ہوئی ہے (مرزا کے دعوے کے مطابق)، مرزا کو آنجہانی ہوئے سو سال سے زیادہ ہو چکے، آج تک مرزائی جماعت صرف ایک صحیح حدیث بھی ایسی پیش نہیں کر سکی جس میں نبی کریم ﷺ نے مسیح موعود کے چودھویں

صدی میں آنے یا چودھویں صدی کا مجدد ہونے کا ذکر فرمایا ہو۔

احادیث پر جھوٹ نمبر 2

''مجھے معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہیے کہ بلا توقف اس شہر کو چھوڑ دیں ورنہ وہ خدا تعالیٰ سے لڑائی کرنے والے ٹھہریں گے''۔

(ریویو آف ریلیجنز، جلد 6 نمبر 9، ماہ ستمبر 1907، صفحہ 365)

کیا مرزا قادیانی کا کوئی مرید حدیث کی وہ کتاب ڈھونڈھنے میں ہماری مدد کر سکتا ہے جس کے اندر نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے؟۔

احادیث پر جھوٹ نمبر 3

''اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود چھٹے ہزار میں پیدا ہوگا''۔

(حقیقۃ الوحی، رخ 22 صفحہ 209)

مرزا قادیانی نے یہ جھوٹ بھی بولا تھا کہ قرآن سے ثابت ہے کہ ابتداء سے لے کر انتہاء تک اس دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے، اور اس کا دعویٰ تھا کہ جب وہ پیدا ہوا تو اس وقت چھٹا ہزار سال چل رہا تھا، تو اس نے یہ حدیث گھڑی کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود چھٹے ہزار میں پیدا ہوگا، کیا مرزا کا کوئی ماننے والا ''احادیث صحیحہ'' نہیں بلکہ صرف ایک صحیح حدیث پیش کر سکتا ہے جس میں یہ بات بیان ہوئی ہے کہ جن مسیح علیہ السلام کے نزول کا ذکر احادیث میں وارد ہے انہوں نے ابھی پیدا ہونا تھا اور چھٹے ہزار میں ہونا تھا؟۔

احادیث پر جھوٹ نمبر 4

اسی طرح مرزا نے ایک جگہ لکھا:۔

''ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ سے دوسرے ملکوں کے انبیاء کی نسبت سوال کیا گیا تو

آپ نے یہی فرمایا کہ ہر ایک ملک میں خدا تعالیٰ کے نبی گذرے ہیں، اور فرمایا کہ **کان فی الهند نبیاً أسودَ اللون اسمه کاهناً** یعنی ہند میں ایک نبی گذرا ہے جو سیاہ رنگ تھا اور نام اس کا کاہن تھا یعنی کنھیا جس کو کرشن کہتے ہیں اور آپ سے پوچھا گیا کہ کیا زبان پارسی میں بھی خدا نے کبھی کلام کیا ہے تو فرمایا کہ ہاں خدا کا کلام زبان پارسی میں بھی اترا ہے''۔

(چشمہ معرفت، رخ جلد 23 صفحہ 382)

ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ ''کان فی الهند نبیاً'' میں کان کا اسم 'نبیاً' غلط ہے بلکہ 'نبيٌ' ہونا چاہیے تھا، لیکن اس جگہ مرزا قادیانی نے نبی کریم ﷺ پر دو جھوٹ بولے ہیں، ایک یہ کہ آپؐ نے فرمایا کہ ''ہند یعنی ہندوستان میں ایک کالے رنگ کا نبی ہوا ہے جس کا نام کنھیا تھا'' اور دوسرا یہ کہ ''آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپ پر فارسی میں بھی وحی اتری ہے''، مرزا قادیانی تو اس حدیث کا حوالہ پیش نہ کر سکا، کیا اس کا کوئی امتی حدیث کی وہ کتاب دکھا سکتا ہے جس میں یہ دونوں باتیں آنحضرت ﷺ نے فرمائی ہوں اور مستند طریقے سے ثابت ہوں؟۔

مرزائی پاکٹ بک کا شوشہ: مرزائی پاکٹ بک (جسے دھوکوں اور لطیفوں کا مجموعہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا) کے مصنف نے اس کے جواب میں صرف چند الفاظ لکھے ہیں ''یہ حدیث تاریخ ہمدان دیلمی باب الکاف میں ہے'' (مرزائی پاکٹ بک، صفحہ 533) اور فارسی والی وحی کے بارے میں لکھا ہے ''یہ حدیث کتاب کوثر النبی باب الفاء میں ہے جو قادیان کے کتب خانے میں موجود ہے'' (صفحہ مذکورہ)، ہم نے بار بار مرزائی مربیوں سے سوال کیا ہے کہ تاریخ ہمدان کے اس صفحے کا دیدار ہی کروا دو جس پر کنھیا نامی کالے ہندوستانی نبی والی حدیث رسول ﷺ ہے یا کتاب کوثر النبی کی زیارت ہی کروا دو جس میں فارسی زبان کی وحی والی حدیث ہے لیکن لگتا ہے قادیان کے کتب خانے سے یہ کتاب مرزا کے ساتھ ہی دفن کر دی گئی ہے۔

احادیث پر جھوٹ نمبر 5

''اور احادیث نبویہ میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت یہ انتشار نورانیت اس

حد تک ہوگا کہ عورتوں کو بھی الہام شروع ہو جائے گا اور نابالغ بچے نبوت کریں گے اور عوام الناس روح القدس سے بولیں گے۔ اور یہ سب کچھ مسیح موعود کی روحانیت کا پرتوہ ہوگا''۔

(ضرورۃ الامام، رخ 13 صفحہ 475)

ہم احادیث نبویہ کا مطالبہ نہیں کرتے، صرف ایک حدیث نبوی پیش کر دی جائے جس میں حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہو کہ مسیح موعود کے وقت میں یہ باتیں ہوں گی۔

احادیث پر جھوٹ نمبر 6

''اور بعض احادیث میں بھی آچکا ہے کہ آنے والے مسیح کی ایک یہ بھی علامت ہے کہ وہ ذوالقرنین ہوگا''۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، رخ 21 صفحہ 118)۔

کیا مرزا قادیانی کا کوئی امتی ان بعض احادیث میں سے صرف ایک صحیح حدیث پیش کر سکتا ہے جس میں آنے والے مسیح کو ذوالقرنین کہا گیا ہے؟۔

احادیث پر جھوٹ نمبر 7

''اور حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اس مسیح موعود کی تیرھویں صدی میں پیدائش ہوگی اور چودھویں صدی میں اس کا ظہور ہوگا''۔

(تذکرۃ الشہادتین، رخ 20 صفحہ 40)

مرزا قادیانی کا کوئی پیروکار یہ حدیث پیش کر کے مرزا کو جہنمی ہونے سے بچا سکتا ہے تو سامنے آئے۔

احادیث پر جھوٹ نمبر 8

''حدیثوں سے صاف طور پر یہ بات نکلتی ہے کہ آخری زمانہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی دنیا میں ظاہر ہوں گے اور حضرت مسیح بھی مگر دونوں بروزی طور پر آئیں گے نہ حقیقی طور پر۔

یہ بھی لکھا ہے کہ مسیح کے مقابل پر یہودی بھی جوش وخروش کریں گے مگر وہ یہودی بھی بروزی ہیں نہ حقیقی''۔

(نزول المسیح، رخ 18 صفحہ 384)

مرزا قادیانی نے ظلی بروزی کا جو افسانہ اپنے شاطر دماغ سے ترتیب دیا تھا اسے تحفظ فراہم کرنے کے لئے اس نے یہ صریح جھوٹ بولا، نبی کریم ﷺ کی کسی حدیث سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ ﷺ دوبارہ بروزی رنگ میں (یعنی کسی اور کی صورت میں) دنیا میں تشریف لائیں گے، اور حضرت مسیح بن مریم علیہما السلام کے بارے میں تو اللہ کی قسم کے ساتھ نام لے کر فرمایا گیا کہ وہی نازل ہوں گے، کسی حدیث میں بروزی مسیح یا مثیل مسیح کا کوئی اشارہ تک نہیں، اور نہ کسی حدیث میں یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے مقابلے پر بروزی یہودی جوش وخروش کریں گے بلکہ صاف طور پر احادیث میں یہ ذکر ہے کہ دجاّل یہودی قوم سے ہوگا اور اس کے ساتھ یہودی ہوں گے۔

احادیث پر جھوٹ نمبر 9

''کیونکہ احادیث صحیحہ میں پہلے سے یہی فرمایا گیا تھا کہ اس مہدی کو کافر ٹھہرایا جائے گا اور اس وقت کے شریر مولوی اس کو کافر کہیں گے اور ایسا جوش دکھلائیں گے کہ اگر ممکن ہوتا تو اس کو قتل کر ڈالتے''۔

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم، رخ 11 صفحہ 322)

مرزا قادیانی کی ذہنی حالت کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ اس نے ایک طرف یہ لکھا تھا کہ:۔

''مہدی موعود کے بارے میں جس قدر حدیثیں ہیں تمام مجروح اور مخدوش ہیں اور ایک بھی ان میں سے صحیح نہیں''۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، رخ 21 صفحہ 356، وحمامۃ البشریٰ، رخ 7 صفحہ 314)

لیکن دوسری طرف خود مہدی ہونے کا دعویٰ بھی کیا، اگر وہ تمام احادیث مرزا کے مطابق ناقابل اعتبار تھیں اور ان میں سے ایک بھی صحیح نہ تھی تو پھر مرزا نے مہدی کا تصور کہاں سے لیا؟ اور خود مہدی ہونے کا دعویٰ کس بنیاد پر کیا؟ اور یہی نہیں اپنی طرف سے جھوٹی باتیں بنا کر انہیں احادیث صحیحہ لکھا (جبکہ اس کے نزدیک مہدی سے متعلق کوئی ایک حدیث بھی صحیح نہیں) اور پھر انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ جھوٹ بولا کہ ان احادیث صحیحہ میں یہ بیان ہوا تھا کہ مہدی کو کافر ٹھہرایا جائے گا۔ **لعنة الله على الكاذبين**۔

احادیث پر جھوٹ نمبر 10

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ مہدی کے ظہور کے وقت سورج ایام کسوف کے نصف میں یعنی اٹھائیسویں تاریخ میں دوپہر سے پہلے گرہن ہوگا، اور اسی طرح ظاہر ہوا''۔

(ترجمہ عربی تحریر: نور الحق، رخ 8 صفحہ 209)

یہ مرزا قادیانی کا رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر صریح جھوٹ ہے، آپ نے مہدی کی ایسی کوئی نشانی بیان نہیں فرمائی، دراصل یہ مرزا قادیانی اور اس کی جماعت کا ایک مشہور زمانہ دجل وفریب ہے، جس کی حقیقت یہ ہے کہ سنن دار قطنی میں ''محمد بن علی'' نامی ایک شخصیت کی طرف منسوب ایک قول مروی ہے (کہا جاتا ہے کہ محمد بن علی سے مراد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پوتے اور امام زین العابدین رحمہ اللہ کے بیٹے امام باقر رحمہ اللہ ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب)، اگرچہ یہ روایت اس قابل نہیں کہ اس کی طرف توجہ دی جائے کیونکہ اس کی سند میں دو راوی ''عمرو بن شمر'' اور ''جابر بن یزید جعفی'' کذاب اور جھوٹے ہیں (عمرو بن شمر کے بارے میں تفصیل امام ابن حجر عسقلانی کی کتاب لسان المیزان میں اور جابر بن یزید الجعفی کے بارے میں تفصیل انہی کی کتاب تہذیب التھذیب میں دیکھی جاسکتی ہے)، دوسری بات یہ کہ اس روایت کے عربی الفاظ یہ ہیں ''**عن محمد بن علي قال: ان لمهدينا آيتين لم تكونا منذ خلق السماوات والارض ، ينخسف القمر لاول ليلة من رمضان وتنكسف الشمس**

فی النصف منه ولم تکونا منذ خلق السماوات والارض‘‘(سنن الدار قطنی جلد 2 صفحہ 419 مؤسسۃ الرسالۃ، حدیث نمبر 1795)ان عربی الفاظ کا اردو ترجمہ ہے: محمد بن علی نے کہا: ہمارے مہدی کی دو نشانیاں ایسی ہیں کہ جب سے زمین وآسمان پیدا ہوئے ہیں وہ کبھی ظاہر نہیں ہوئیں، رمضان کی پہلی رات چاند گرہن ہوگا اور رمضان کے نصف میں سورج گرہن ہوگا، اور جب سے زمین وآسمان پیدا ہوئے ہیں ایسا کبھی نہیں ہوا۔ مرزا قادیانی کے زمانے میں رمضان کی تیرھویں رات کو چاند گرہن ہوا اور اسی رمضان کی اٹھائیس تاریخ کو سورج گرہن ہوا، اگرچہ مرزا قادیانی پہلے یہ فتوی جاری کر چکا تھا کہ مہدی کے بارے میں جتنی بھی احادیث ہیں وہ سب کی سب مجروح ہیں اور ان میں سے ایک بھی صحیح نہیں، لیکن یہاں اس نے چاند اور سورج گرہن سے دھوکہ دینے کے لئے ایک ایسی روایت کو اچھالنا شروع کیا جس کے راوی کذاب اور جھوٹے تھے، اور اس کے لئے پہلے تو یہ جھوٹ بولا کہ یہ بات نبی کریم ﷺ نے فرمائی ہے، پھر عربی الفاظ کے ترجمے میں تحریف کرتے ہوئے **لأول لیلة من رمضان** کا ترجمہ کیا چاند گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات یعنی رمضان کی تیرھویں رات، اور **تنکسف الشمس فی النصف منه** کا ترجمہ کیا سورج گرہن کی راتوں میں سے درمیانی رات یعنی اٹھائیس تاریخ، جبکہ عربی میں **النصف** کا ترجمہ آدھا ہوتا ہے درمیانا نہیں، پھر اسی روایت میں دوبارہ یہ بات بیان ہوئی ہے کہ ایسا چاند اور سورج گرہن جب سے زمین وآسمان پیدا ہوئے ہیں کبھی نہیں ہوا ہوگا، جبکہ رمضان کی تیرھویں رات کو چاند گرہن اور رمضان کی اٹھائیس تاریخ کو سورج گرہن مرزا کے پیدا ہونے سے پہلے کئی بار ہو چکا تھا اور جب تک زمین آسمان قائم ہیں ہوتا رہے گا، بلکہ مرزا کے دعوائے مہدیت کرنے سے پہلے جب اس کی عمر ابھی دس گیارہ برس تھی ایسا ہی گرہن جولائی 1851ء بمطابق رمضان المبارک 1267ھ میں بھی ہوا تھا اور اس وقت سوڈان میں بھی مہدی ہونے کا ایک دعوے دار محمد احمد (جسے سوڈانی مہدی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے) موجود تھا اس طرح مرزا قادیانی نے دجل وفریب اور کذب بیانی کی ایسی مثال قائم کی جس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔

مرزا قادیانی کی عام کذب بیانی کے چند نمونے

جھوٹ نمبر 1

’’یہ بات یاد رہے کہ شیعہ لوگ امام محمد مہدی کی نسبت بھی یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ زندہ ہونے کی حالت میں ہی ایک غار میں چھپ گئے اور مفقود ہیں اور قریب قیامت ظاہر ہوں گے اور سنت جماعت کے لوگ ان کے اس خیال کو باطل تصور کرتے ہیں اور یہ حدیثیں پیش کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سو برس کے بعد کوئی شخص زمین پر زندہ نہیں رہ سکتا۔ سو سنت جماعت کا یہ مذہب ہے کہ امام محمد مہدی فوت ہو گئے ہیں اور آخری زمانہ میں انہی کے نام پر ایک اور امام پیدا ہوگا۔ لیکن محققین کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں ہے‘‘۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم، رخ 3 صفحات 343و344)

اس تحریر میں جہاں تک شیعہ عقیدے کا تعلق ہے وہ تو مرزا نے ٹھیک بیان کیا، لیکن اس کے مقابلے میں اہل سنت (جسے مرزا نے سنت جماعت کے لفظ کے ساتھ ذکر کیا ہے) کا موقف بیان کرنے میں مرزا نے کذب بیانی سے کام لیا ہے، اہل سنت کا ہرگز یہ مذہب نہیں کہ امام محمد مہدی پیدا ہوئے تھے اور فوت ہو گئے اور آخری زمانہ میں انہی کے نام پر ایک اور امام پیدا ہوگا اور نہ ہی کوئی ایسی حدیث ہے کہ سو برس کے بعد کوئی شخص زمین پر زندہ نہیں رہ سکتا، ورنہ کسی کی بھی عمر سو سال سے زیادہ نہ ہوتی، بلکہ اہل سنت کے نزدیک وہ مہدی علیہ الرضوان جن کے بارے میں احادیث میں خبر دی گئی ہے کہ وہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے اور عرب کے بادشاہ ہوں گے اور جن کی اقتدا میں حضرت عیسیٰ نزول کے بعد پہلی نماز بھی ادا فرمائیں گے وہ ہرگز چودہ سو سال پہلے پیدا ہو کر فوت نہیں ہوئے اور نہ ہی ان کے نام پر کسی اور نے آنا ہے بلکہ وہ خود بنفس نفیس ظاہر ہوں گے اور مکہ مکرمہ میں بیت اللہ کے پاس ان کی بیعت کی جائے گی۔

جھوٹ نمبر 2

”تاہم مسلمانوں کے لئے صحیح بخاری نہایت متبرک اور مفید کتاب ہے یہ وہی کتاب ہے جس میں صاف طور پر لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے“۔

(کشتی نوح، رخ 19 صفحہ 65)

لگتا ہے جس طرح قادیانیوں کا قرآن وہ ہے جو بقول مرزا بشیر احمد بن مرزا قادیانی دوبارہ اس کے باپ پر نازل ہوا تھا، اسی طرح ان کی صحیح بخاری بھی کوئی الگ ہے ورنہ گذشتہ کئی صدیوں سے جو صحیح بخاری مسلمانوں کے درمیان موجود ہے اس میں ہرگز کہیں نہیں لکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں، اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو مرزا قادیانی کے خدا کو اسے الہام کر کے وفات مسیح کے راز سے پردہ اٹھانے کی ضرورت نہ پیش آتی۔

جھوٹ نمبر 3

”امام مالک جیسا امام عالم حدیث وقرآن ومتقی اس بات کا قائل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے، ایسا ہی امام ابن حزم جن کی جلالت شان محتاج بیان نہیں قائل وفات مسیح ہیں۔ اسی طرح امام بخاری جن کی کتاب بعد کتاب اللہ اصح الکتب ہے، وفات مسیح علیہ السلام کے قائل ہیں۔ ایسا ہی فاضل ومحدث ومفسر ابن تیمیہ وابن قیّم جو اپنے اپنے وقت کے امام ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل ہیں......الخ“۔

(کتاب البریّہ، رخ 13 صفحہ 221 حاشیہ)

اس تحریر میں مرزا نے ایک ساتھ بہت سے ائمہ پر جھوٹ بولا ہے، نہ تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی بسند صحیح یہ ثابت کر سکتا ہے کہ انہوں نے کہیں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے اور نہ ہی امام ابن حزم، امام بخاری، امام تیمیہ اور ابن قیم رحمہم اللہ نے کہیں ایسا کہا یا لکھا ہے، بلکہ ان بزرگوں نے اپنی کتب میں صاف تصریح کی ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام زندہ ہیں اور قیامت سے پہلے وہی نازل ہوں گے (یہ حوالے ہم حصہ دوم میں رفع ونزول

عیسیٰ علیہ السلام کے باب میں تفصیل سے ذکر کر چکے ہیں)، یہ مرزا قادیانی کا ان بزرگوں پر سفید جھوٹ ہے۔ **لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔**

جھوٹ نمبر 4

مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کو غلط ثابت کرنے کے لئے متعدد بار یہ صریح جھوٹ بولا:۔

”......**ولن تجد لفظ السماء فی ملفوظات خیر الآنام ولا فی کلم الأولین**“ ترجمہ: آنحضرت ﷺ کے فرامین میں آسمان کا لفظ ہرگز نہیں پاؤ گے اور نہ ہی پہلے لوگوں کے کلام میں۔ (مکتوب احمد، رخ 11 صفحہ 148)۔

”کسی صحیح مرفوع متصل حدیث سے ثابت نہیں کہ عیسیٰ آسمان سے نازل ہوگا“۔

(حقیقۃ الوحی، رخ 22 صفحہ 47)

پہلی تحریر میں مرزا نے یہ دعویٰ کیا کہ نہ تو آنحضرت ﷺ کی احادیث میں یہ ذکر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور نہ ہی مرزا سے پہلے گذرے اکابرین امت میں سے کسی نے یہ کہا ہے، دوسری تحریر میں مرزا نے یہ دعویٰ کیا کہ آنحضرت ﷺ کی کسی صحیح مرفوع متصل حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کا ذکر نہیں، یہ بھی مرزا قادیانی کا انتہائی بے شرمی کے ساتھ بولا گیا جھوٹ ہے، آنحضرت ﷺ کی مرفوع متصل اور صحیح احادیث موجود ہیں جن کے اندر صاف طور پر آسمان سے نازل ہونے کا ذکر ہے (مسند بزار اور امام بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات سے باحوالہ اور تفصیل کے ساتھ ہم یہ احادیث پیش کر چکے، اور ابن عساکر کی وہ روایت تو خود مرزا نے بھی پیش کی ہے جس کے اندر سے اس نے من السماء کے لفظ جان بوجھ کر حذف کر دیے تھے)، نیز مفسرین، محدثین اور بزرگان امت نے جگہ جگہ آسمان سے نازل ہونے کا ذکر کیا ہے، لیکن مرزا قادیانی نے یہ صریح جھوٹ بول کر ثابت کیا کہ جھوٹا آدمی ایک گیند کی طرح گردش میں رہتا ہے، اور وہ خود لکھ چکا تھا کہ ”کنجر جو ولد الزنا

کہلاتے ہیں وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں‘‘۔

جھوٹ نمبر 5

’’ہمارے پیغمبر خدا کے ہاں 12 لڑکیاں ہوئیں آپ نے کبھی نہ کہا کہ لڑکا کیوں نہ ہوا‘‘

(قادیانی اخبار الحکم، 17 جولائی 1903ء صفحہ 16 / ملفوظات، جلد 3 صفحہ 372)

مرزا قادیانی کا یہ جھوٹ اس کی جہالت اور جھوٹ کا مرکب ہے، جسے یہ تک پتہ نہیں تھا کہ آنحضرت ﷺ کی بیٹیاں کتنی تھیں وہ اپنے آپ کو (نعوذ باللہ) ظلی بروزی محمد کہتے ہوئے بھی نہیں شرماتا تھا، مرزا قادیانی تو دنیا سے چلا گیا اس کی جماعت آج یہ عذر پیش کرتی ہے کہ یہ ہمارے حضرت جی کا ایک وعظ تھا جو عورتوں سے تھا اور نقل کرنے والا کمرے سے باہر تھا بچوں کا شور بھی تھا اس لئے یہ غلطی وعظ نقل کرنے والے نے کی ہے، ہمارا سوال یہ ہے کہ مرزا کی یہ پوری تقریر اس کی زندگی میں قادیانی اخبار ’’الحکم‘‘ (نیز دوسرے قادیانی اخبار البدر میں بھی مورخہ 22 جولائی 1903 صفحہ 211) میں چھپی جس میں آنحضرت ﷺ کی بیٹیوں کی تعداد 12 لکھی گئی، کیا 1903ء میں مرزا قادیانی کے مریدوں میں ایک بھی ایسا نہ تھا جسے پتہ چلتا کہ یہ غلطی ہے؟ پھر خاص طور پر جس نے مرزا کی یہ تقریر قلمبند کی اس کا مبلغ علم بھی اتنا نہ تھا کہ اسے احساس ہوتا کہ یہ غلط ہے؟ 1903ء کے بعد مرزا قادیانی تقریباً پانچ سال تک زندہ رہا اس کے خدا نے بھی اسے نہ بتایا کہ مرزا جی آپ کے نام سے یہ غلط بات الحکم اور البدر میں چھپی ہے اس کی تردید شائع کروادو۔ آج بھی ملفوظات میں اسی طرح لکھا موجود ہے، اگر یہ نقل کرنے والے کی غلطی تھی تو ملفوظات کے مرتبین نے اس غلطی کو ٹھیک کیوں نہ کر دیا؟۔

جھوٹ نمبر 6

’’جیسا کہ تمام محدثین کہتے ہیں میں بھی کہتا ہوں کہ مہدی موعود کے بارے میں جس قدر حدیثیں ہیں تمام مجروح اور مخدوش ہیں اور ایک بھی ان میں سے صحیح نہیں‘‘۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، رخ 21 صفحہ 356)

مرزا قادیانی نے ’’تمام محدثین‘‘ کا نام لے کر دھوکہ دیا ہے اور محدثین عظام پر جھوٹ باندھا ہے، اور پھر مہدی کے بارے میں تمام احادیث کو غیر معتبر اور غیر صحیح قرار دینا بھی سراسر جھوٹ ہے، اگر ایسی ہی بات تھی تو مرزا قادیانی نے ’’ان لمھدینا آیتین‘‘ والی واقعی جھوٹی روایت کو جو کسی محمد بن علی کی طرف منسوب ہے اور جس میں چاند اور سورج گرہن کو مہدی کی نشانی بتایا گیا ہے حدیث مرفوع متصل بنا کر کیوں پیش کیا اور اس کی صحت ثابت کرنے پر اتنا زور کیوں دیا؟ (دیکھیں: تحفہ گولڑویہ، رخ 17 صفحہ 136)۔

جھوٹ نمبر 7

’’علماء کا اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ **بعد المأتین** سے مراد تیرھویں صدی ہے اور الآیات سے مراد آیات کبریٰ ہیں جو ظہور مسیح اور دجّال اور یاجوج ماجوج وغیرہ ہیں‘‘۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم، رخ 3 صفحہ 468)

مرزا قادیانی نے یہ جھوٹ بولا تھا کہ حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود کی تیرھویں صدی میں پیدائش ہوگی اور چودھویں صدی میں اس کا ظہور ہوگا (یہ جھوٹ مرزا کے احادیث نبویہ پر بولے گئے جھوٹوں میں بیان ہوا)، اس جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لئے وہ ایک دوسری حدیث کا سہارا لے رہا ہے جس میں الفاظ ہیں ’’**الآیات بعد المائتین**‘‘ جن کا لفظی ترجمہ ہے کہ نشانیاں دوسو کے بعد ہوں گی (نہ یہاں سال کا ذکر اور نہ تیرھویں یا چودھویں صدی کا ذکر)، اس حدیث کے بارے میں مرزا اب یہ جھوٹ بول رہا ہے کہ علماء کا اتفاق ہو گیا ہے کہ یہاں **بعد المائتین** سے مراد تیرھویں صدی ہے، کیا مرزا قادیانی کا کوئی مرید ان تمام علماء کے نام لکھ سکتا ہے جنھوں نے اس پر اتفاق کیا ہے؟ اور کہاں لکھا ہے کہ علماء کا اس پر اتفاق ہو گیا ہے؟۔

جھوٹ نمبر 8

’’یہ عجیب بات ہے کہ چودھویں صدی کے سر پر جس قدر بجز میرے لوگوں نے مجدّد ہونے کے دعوے کئے تھے۔ جیسا کہ نواب صدیق حسن خان بھوپال اور مولوی عبدالحی لکھنؤ وہ

سب صدی کے اوائل دنوں میں ہی ہلاک ہوگئے''۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی، رخ 22 صفحہ 462 حاشیہ)

مرزا قادیانی تو اس دنیا میں نہیں رہا، کیا اس کا کوئی پیروکار ہمت کرے گا اور ہمیں بتائے گا کہ نواب صدیق حسن خانؒ اور مولانا عبدالحی لکھنویؒ نے کب اور کہاں مجدد ہونے کا دعویٰ کیا تھا؟ یاد رکھیں مرزا قادیانی نے کہا تھا جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے۔

جھوٹ نمبر 9

''مگر خدا کا کلام گواہی دیتا ہے کہ وہ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ناقل) مرگیا اور اس کی قبر سری نگر کشمیر میں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ **وآوینٰھما الی ربوۃ ذات قرار ومعین** یعنی ہم نے عیسیٰ اور اس کی ماں کو یہودیوں کے ہاتھ سے بچا کر ایک ایسے پہاڑ میں پہنچا دیا جو آرام اور خوشحالی کی جگہ تھی اور مصفّا پانی کے چشمے اُس میں جاری تھے سو وہی کشمیر ہے''

(حقیقۃ الوحی، رخ22 صفحہ 104 حاشیہ)

وہ قرآن جو اللہ کی آخری کتاب ہے اور جو محمد ﷺ پر نازل ہوئی اس میں کہیں یہ ذکر نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے اور ان کی قبر سری نگر کشمیر میں ہے، نیز **ربوۃ** کا معنی پہاڑ کرنا بھی مرزا قادیانی کی جہالت کا ثبوت ہے عربی میں پہاڑ کو جبل کہا جاتا ہے، اور نہ آج تک کسی صحابی، تابعی، مفسر، محدث یا مجدد نے اس آیت کی تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ ربوہ سے مراد کشمیر ہے، بلکہ کشمیر کے لوگ خود اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ سری نگر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کوئی قبر ہے (اس موضوع پر منشی پیر بخش کا رسالہ ''تردید قبر مسیح در کشمیر'' اور ابوالظفر کاشمیری کا شائع کردہ رسالہ ''مقبرہ احمدیت'' مطالعہ کے قابل ہیں)۔

جھوٹ نمبر 10

''انبیاء علیہم السلام کے اتفاق سے زرد چادروں کی تعبیر بیماری ہے''۔

(حقیقۃ الوحی، رخ22 صفحہ 320)

کیا مرزا قادیانی کا کوئی پیروکار بتا سکتا ہے کہ انبیاء کرام کے اس اتفاق کا کہاں ذکر ہے کہ زرد چادروں کی تعبیر بیماری ہے؟ اور کس نے یہ کہا ہے کہ احادیث صحیحہ میں مذکور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کے نزول کے وقت جو دو ہلکے زردی مائل کپڑوں میں ملبوس ہونے کا ذکر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ آنے والا مسیح دو دائمی بیماریاں لے کر آئے گا؟۔

جھوٹ نمبر 11

مرزا قادیانی نے ایک جگہ مسلمانوں کے عقیدے کے بارے میں لکھا:۔

''وہ لوگ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دوبارہ دنیا میں واپس لاتے ہیں (یعنی امت اسلامیہ جو نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ رکھتی ہے۔ناقل) اُن کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ بدستور اپنی نبوت کے ساتھ دنیا میں آئیں گے اور برابر پینتالیس برس تک اُن پر جبرئیل علیہ السلام وحی نبوت لے کر نازل ہوتا رہے گا'' (پھر دو سطریں چھوڑ کر لکھا کہ) ''چنانچہ نواب مولوی صدیق حسن خان صاحب نے اپنی کتاب حجج الکرامہ کے ۴۳۲ صفحہ میں یہی لکھا ہے کہ یہ عقیدہ باطل ہے کہ گویا حضرت عیسیٰ امتی بن کر آئیں گے بلکہ وہ بدستور نبی ہوں گے اور اُن پر وحی نبوت نازل ہوگی''۔

(تحفہ گولڑویہ، رخ17، صفحہ 174)

کیا مرزا قادیانی کو سچا سمجھنے والا اس کا کوئی پیروکار ہمیں بتائے گا کہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ کہاں لکھا ہے کہ نزول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر پینتالیس سال تک حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی نبوت لاتے رہیں گے؟، نیز مرزا نے نواب صدیق حسن خانؒ پر بھی صریح جھوٹ بولا ہے حجج الکرامہ کے صفحہ نمبر 432 پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نزول کے بعد وحی نبوت آنے جیسی کوئی بات نہیں لکھی۔ **لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔**

نوٹ: مرزا قادیانی کے جھوٹوں کے بارے میں مزید جاننے کے لئے علامہ نور محمد ٹانڈوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''کذباتِ مرزا'' مطبوعہ دینی تعلیمی ٹرسٹ لکھنو کا مطالعہ مفید ہوگا۔

☆☆☆☆

مرزا قادیانی کے رؤیا و الہامات کے چند نمونے

"عید کل تو نہیں پر پرسوں ہوگی"

(تذکرہ، صفحہ 161، طبع چہارم)

"ہے کرشن رُودّر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے"

(تذکرہ، صفحہ 312، طبع چہارم)

"آریوں کا بادشاہ آیا"

(تذکرہ، صفحہ 313، طبع چہارم)

"ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما ہو۔ تیری اِستتی گیتا میں موجود ہے"

(تذکرہ، صفحہ 344، طبع چہارم)

"تمہارا نام ہے علی باس"

(تذکرہ، صفحہ 423، طبع چہارم)

"خاکسار پیپر منٹ"

(تذکرہ، صفحہ 443، طبع چہارم)

"کرنسی نوٹ"

(تذکرہ، صفحہ 508، طبع چہارم)

"کلیسیا کی طاقت کا نسخہ"

(تذکرہ، صفحہ 527، طبع چہارم)

"امین الملک جے سنگھ بہادر"

(تذکرہ، صفحہ 568، طبع چہارم)

"واللہ! واللہ! سِدّھا ہو یا اَوَلاً"

(تذکرہ، صفحہ 631، طبع چہارم)

"علم الدّرمان ۲۲۳۔ فرمایا: علم عربی لفظ ہے اور درمان فارسی ہے۔ اس کے آگے ۲۲۳ کا ہندسہ ہے معلوم نہیں اس سے کیا مراد ہے"

(تذکرہ، صفحہ 572، طبع چہارم)

"غلام احمد کی جے"

(تذکرہ، صفحہ 613)

"خواب میں دکھائے گئے (1) دو اُسترے (2) عطر کی شیشی"

(تذکرہ، صفحہ 659، طبع چہارم)

"تائی آئی"...... پھر الہام ہوا...... "تار آئی"

(تذکرہ، صفحہ 665، طبع چہارم)

"کچلہ کونین فولاد، یہ ہے دوائے ہمزاد"

(تذکرہ، صفحہ 674، طبع چہارم)

"پٹی پُٹی گئی"

(تذکرہ، صفحہ 681، طبع چہارم)

"توپہ یا طوپہ"

(تذکرہ، صفحہ 658، طبع چہارم)

"آئی ایم کوَرلر (I am quarreler)"

(تذکرہ، صفحہ 43، طبع چہارم)

"آئی لو یو (I Love You)"

(تذکرہ، صفحہ 50، طبع چہارم)

"آئی کین وَہٹ آئی وِل ڈُو (I can what I will do)"

(تذکرہ، صفحہ 50، طبع چہارم)

''وُی کین وَہٹ وُی وِل ڈُو (We can what we will do)''

(تذکرہ، صفحہ 50، طبع چہارم)

''آئی ایم بائی عیسےٰ (I am by Isa)''

(تذکرہ، صفحہ 51، طبع چہارم)

''یَس آئی ایم ہَپی (Yes, I am happy)''

(تذکرہ، صفحہ 51، طبع چہارم)

''لائف آف پین (Life of pain)''

(تذکرہ، صفحہ 51، طبع چہارم)

''دَو آل من شڈ بی آنگری بَٹ گاڈ اِز وِد یُو۔ ہی شل ہلپ یُو۔ وارڈس آف گاڈ ناٹ کین ایکس چینج''

Thoug all men should be angry but God is with you

He shall help you

Words of God not can exchange

(تذکرہ، صفحہ 92، طبع چہارم)

''ہی ہل ٹس اِن دی ضلع پشاور

(He halts in the Zilla Peshawar)

(تذکرہ، صفحہ 92، طبع چہارم)

''(اے) ورڈ اینڈ ٹو گرلز (A word and two girls)''

(تذکرہ، صفحہ 505، طبع چہارم)

☆☆☆☆

مرزا قادیانی کی تحریفات

دوستو! مرزائی مذہب کی بنیاد ہے جھوٹ، دھوکہ اور فریب۔ اس مذہب کا بنیادی اصول ہے کہ اللہ جل شانہ کا قرآن اور نبی آخرالزمان ﷺ کا فرمان سارا کا سارا ایک معمہ اور چیستان ہے، قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ اشارے اور استعارے ہیں، اور یہ استعارے اور اشارے 1300 سال تک نہ کسی صحابی کو سمجھ آئے، نہ کوئی مفسر یا محدث ان کی مراد سمجھ سکا، یہ تمام لوگ ظاہری مفہوم کو ہی حقیقی سمجھ کر امت کو بتاتے رہے اور امت بھی انہی کی بات پر یقین کرتی رہی، یہاں تک کہ 13 صدیوں کے بعد سیالکوٹ کچہری کے ایک عرضی نویس منشی نے یہ معمے حل کیے، اس نے بتایا کہ قرآن وحدیث میں جہاں ''عیسیٰ بن مریم'' آیا ہے اس سے مراد غلام احمد بن چراغ بی بی ہے، جہاں ''دمشق'' کا لفظ آیا ہے وہ اشارہ ہے قادیان کی طرف، ''باب لُدّ'' کا مطلب ہے لدھیانہ، ''مسجد اقصیٰ'' سے مراد قادیان کی مرزائی عبادت گاہ، ''دجال'' سے مراد عیسائی فتنہ اور عیسائی پادری، اور کبھی شیطان اور نہ جانے کیا کیا، ''دجال کو قتل کرنے'' کا مطلب مباحثے میں غالب آنا، ''دجال کا گدھا'' ریل گاڑی۔ جس پر وہ خود پوری زندگی سفر کرتا رہا اور مرنے کے بعد بھی لاہور سے قادیان اسی گدھے پر لایا گیا، ''یروشلم'' کا مطلب قادیان، ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دو زردی مائل چادروں میں نازل ہونے کا مطلب'' دوران سر، کثرت پیشاب اور پیچش کی بیماری، ''موت'' کا مطلب فتح، ''مریم'' سے مراد مرزا قادیانی، ''ابن مریم'' سے مراد بھی مرزا غلام قادیانی وغیرہ، یہ صرف ایک نمونہ ہے ان تفسیری رازوں کا جو قادیان کے نقلی مسیح پر اس کے خدا (جس کا نام اس نے یلاّش بتایا ہے) نے ظاہر کیے اور اس سے پہلے نہ خیر القرون میں ان استعاروں کو کوئی سمجھ سکا اور نہ اس کے بعد کی صدیوں میں مرزا کے پیدا ہونے تک کسی کو ان کی ہوا لگی۔ اس نئی مرزائی لغت کے لئے مرزا قادیانی نے قرآن وحدیث میں بھی صریح تحریفات کیں۔

مرزا غلام قادیانی نے نہ صرف قرآن کریم اور حدیث شریف پر صریح جھوٹ بولے

(جس کی چند مثالیں پہلے بیان ہوئیں) بلکہ ایسا بھی ہوا کہ کبھی اس نے احادیث کے اندر اپنی طرف سے الفاظ کا اضافہ کر دیا، کبھی حدیث کے الفاظ میں تبدیلی کر دی اور کبھی اپنی دلیل کے طور پر کوئی حدیث پیش کی لیکن اس میں وہ الفاظ جان بوجھ کر ذکر نہ کیے جس سے اس کے فریب کا پردہ چاک ہونے کا ڈر تھا، یہی نہیں مرزا قادیانی نے تورات وانجیل (بائبل) پر بھی جھوٹ بولے اور جھوٹے حوالے پیش کیے۔

مرزائی تحریفات اور کذبات کی ایک لمبی فہرست ہے، ہم یہاں صرف نمونے کے طور پر چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔

حدیث کے الفاظ میں تبدیلی کرنے کی مثال

مرزا قادیانی نے ایک جگہ لکھا:۔

’’نسائی نے ابو ہریرہ سے دجال کی صفت میں یہ حدیث لکھی ہے **یخرج فی آخر الزمان دجّال یختلون الدنیا بالدین یلبسون للناس جلود الضأن ......السنتھم احلی من العسل وقلوبھم قلوب الذیاب أبی یغترون أم علی یجترئون۔** الخ، یعنی آخری زمانے میں ایک گروہ دجال نکلے گا وہ دنیا کے طالبوں کو دین کے ساتھ فریب دیں گے یعنی اپنے مذہب کی اشاعت میں بہت سا مال خرچ کریں گے بھیڑوں کا لباس پہن کر آئیں گے ان کی زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہوں گی اور دل بھیڑیوں کے ہوں گے، خدا کہے گا کہ کیا تم میرے حلم کے ساتھ مغرور ہوگئے اور کیا تم میرے کلمات میں تحریف کرنے لگے۔ جلد ۷ صفحہ ۱۷۴ **کنزالعمال**‘‘۔

(تحفہ گولڑویہ، رخ جلد 17 صفحہ 211، حاشیہ)

ان عربی الفاظ کے ترجمے میں مرزا نے جو ڈنڈیاں ماری ہیں ان سے تعرض کیے بغیر ہم آپ حضرات کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتے ہیں کہ مرزا نے حدیث لکھنے سے پہلے لکھا کہ ’’نسائی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے‘‘ اور حدیث لکھنے کے بعد کنزالعمال جلد 7 صفحہ 174 کا

حوالہ دیا۔ ہمیں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی کسی کتاب میں یہ روایت نہیں ملی، اگر مرزا قادیانی کا کوئی مرید ہمیں امام نسائی کی اس کتاب کا حوالہ دیدے جس میں انہوں نے یہ روایت ذکر کی ہے تو ہم اس کے ممنون ہوں گے۔

آگے چلنے سے پہلے ایک اور دھوکے کا ازالہ کر دیں، اسی صفحے (یعنی رخ جلد 17 صفحہ 211) کے نیچے کتاب کے ناشر کی طرف سے بھی دوسطری حاشیہ لکھا گیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

’’کنزالعمال کے موجودہ ایڈیشنوں میں تبدیلی کی گئی ہے حضرت مسیح موعود (نقلی اور جعلی۔ناقل) کے زیر نظر کنزالعمال مطبوعہ حیدرآباد دکن 1312 ہجری کا ایڈیشن تھا‘‘۔

کیا آپ جانتے ہیں ناشر کو یہ لکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اس لئے کہ کنزالعمال کی اس روایت میں لفظ ’’**دجّال**‘‘ نہیں بلکہ ’’**رجالٌ**‘‘ ہے یعنی الفاظ اس طرح ہیں ’’**یخرج فی آخر الزمان رجالٌ**‘‘ آخری زمانے میں بہت سے آدمی یا لوگ نکلیں گے، اس کے بعد سب جمع کے صیغے ہیں جو کہ ’’**رجال**‘‘ سے متعلق ہیں، مرزا قادیانی چونکہ دجال کو ایک گروہ ثابت کرنا چاہتا تھا اس لئے اس نے حسب عادت ’’**رجال**‘‘ کو ’’**دجّال**‘‘ بنا دیا، اور اس کو اتنا بھی علم نہ ہوا کہ ’’**دجال**‘‘ مفرد اور واحد ہے اس کی جمع ’’**دجالون یا دجاجلة**‘‘ وغیرہ آتی ہے، اور اس حدیث میں آگے تمام صیغے اور ضمیریں جمع کی ہیں ...... **یختلون** ...... **یلبسون** ...... **ألسنتھم** ...... **قلوبھم** ......وغیرہ، کنزالعمال میں اس روایت کا نمبر ہے 38443 دنیا کا کوئی بھی کنزالعمال کا نسخہ اٹھا لیں اس میں ’’**رجال**‘‘ ہے ’’**دجّال**‘‘ نہیں، آپ مرزا قادیانی کے مبلغ علم کا اندازہ اس سے لگائیں کہ کنزالعمال میں شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے ’’**ت عن ابی ھریرة**‘‘ (ت) سے مراد ہے سنن ترمذی، یعنی یہ روایت کنزالعمال کے مصنف نے ترمذی شریف سے لی ہے، (یاد رہے کہ کنزالعمال احادیث کا ایک مجموعہ ہے جس کے اندر مختلف کتب سے احادیث کو جمع کیا گیا ہے اس میں احادیث کی سند ذکر نہیں

کی جاتی بلکہ روایت ذکر کرنے کے بعد جس کتاب سے وہ لی گئی ہے اس کا رمز یا اشارہ لکھ دیا جاتا ہے)اور جب ہم سنن ترمذی میں یہ روایت دیکھتے ہیں تو وہاں بھی لفظ ''رجــــال'' ہے نہ کہ ''دجّال'' (دیکھیں سنن ترمذی : حدیث نمبر 2404)،اب چونکہ مرزا نے لفظ میں تحریف کی تھی اس پر پردہ ڈالنے کے لئے ناشر نے وہ حاشیہ لکھا جو ہم اوپر ذکر کرآئے ہیں،اور وہ یہ دھوکہ دینا چاہتا ہے کہ لفظ اصل میں ''دجّــــال''،ہی ہے اور کنز العمال کے موجودہ ایڈیشنوں میں تبدیلی کردی گئی ہے۔یہی جھوٹ مرزائی پاکٹ بک کے مصنف نے بھی بولا ہے اور لکھا ہے:۔

''یہ دجّال دال کے ساتھ ہی ہے چنانچہ کنز العمال جلد 7 صفحہ 8 مطبوعہ دائرۃ المعارف نظامیہ حیدرآباد دکن میں دال ہی کے ساتھ ہے،قلمی نسخے میں بھی دال ہی کے ساتھ ہے''۔

(مرزائی پاکٹ بک،صفحہ 525)

اب غور کریں مرزا نے پہلے امام نسائی کا حوالہ دیا،انہوں نے ایسی کوئی روایت بیان نہیں کی ، پھر اس نے کنز العمال جلد 7 صفحہ 174 کا حوالہ دیا ، ناشر نے حاشیہ میں لکھا کہ یہ کنز العمال مطبوعہ حیدآباد دکن سنہ 1312 ہجری کا حوالہ ہے، پاکٹ بک والے نے جلد 7 صفحہ 8 لکھا،اب مرزائی جماعت بتائے کہ یہ کون سی کنز العمال ہے؟اور صفحہ نمبر 174 ٹھیک ہے یا صفحہ نمبر 8؟ اور پھر کنز العمال کے مصنف نے یہ روایت لی ہے ترمذی سے وہاں کیا ہے؟ اس پوری روایت کی عربی عبارت ''رجــال'' کے ساتھ ٹھیک بنتی ہے یا ''دجــال'' کے ساتھ؟لیکن مرزائی فریب ملاحظہ کریں کہ الٹا انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ یہ جھوٹ بولا جارہا ہے کہ اصل لفظ ''دجّال'' دال کے ساتھ ہی ہے بعد میں اس میں تبدیلی کردی گئی ہے۔پھر اگر فرض کرلیں کہ کنز العمال کے کسی نسخے میں طباعت یا کتابت کی غلطی سے ''راء'' کی جگہ ''دال'' لکھ دیا گیا ہو تو کیا مرزا قادیانی اس قدر کم علم تھا کہ اسے یہ پتہ ہی نہ چلا کہ یہ روایت کنز العمال والے نے ترمذی سے لی ہے اور آخر میں اس کا حوالہ بھی دیا ہے تو میں ترمذی سے دیکھ لوں وہاں کیا ہے؟،اسے یہ بات بھی سمجھ نہ آئی کہ اس روایت میں جمع کے صیغے اور ضمیریں ہیں اور لفظ ''دجّال'' مفرد ہے؟ اسے یہ بھی نہیں

پتہ تھا کہ سنن نسائی میں یہ روایت سرے سے ہے ہی نہیں؟ اس کا تو یہ دعویٰ تھا کہ ''خدا نے مجھے مسیح موعود مقرر کرکے بھیجا ہے اور مجھے بتادیا ہے کہ فلاں حدیث سچی ہے اور فلاں جھوٹی ہے'' (اربعین نمبر 4،رخ جلد 17 صفحہ 454)۔لیکن مرزا کے خدا (یلاّش) نے اسے یہ نہ بتایا کہ کنز العمال اور ترمذی میں لفظ رجال ہے دجّال نہیں اور نسائی نے تو یہ روایت ذکر ہی نہیں ۔ یہ صرف تحریف ہی نہیں بلکہ مرزا کے علم حدیث سے نابلد ہونے کی ناقابل تردید دلیل بھی ہے۔

حدیث پیش کرتے ہوئے اس کے الفاظ حذف کردینا

جیسا کہ میں نے شروع میں ذکر کیا کہ جماعت مرزائیہ کا یہ کہنا ہے کہ احادیث رسول ﷺ میں استعارے ہی استعارے ہیں، چنانچہ مرزا قادیانی نے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ احادیث میں جو یہ ذکر ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام دجال کو اپنے حربے سے قتل کریں گے،اس سے مراد کوئی ظاہری ہتھیار نہیں بلکہ اس سے مراد روحانی ہتھیار اور حربہ ہے (جسے مرزا دلائل کا ہتھیار کہتا ہے)اس نے اپنی اس مرزائی منطق کے حق میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ایک حدیث پیش کی اور لکھا:۔

''کـمـا یدل علیه حدیث رُوي عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ینزل اخی عیسیٰ بن مریم علی جبل أفیق اماماً هادیاً حکماً عدلاً بیـده حـربة یـقـتـل بـه الـدجال فقد ظهر من هذا الحدیث أن الحربة سماویة لا أرضیة فـالـقـتـل امـر روحـاني لا جسماني'' ۔ترجمہ:اس پر حضرت ابن عباس سے مروی حدیث دلالت کرتی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: میرے بھائی مریم کے بیٹے عیسیٰ جبل افیق پر نزول فرمائیں گے ہدایت دینے والے امام بن کر اور انصاف کرنے والے حاکم بن کران کے ہاتھ میں ایک حربہ ہوگا جس سے وہ دجال کو قتل فرمائیں گے،اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ وہ حربہ آسمانی ہوگا نہ کہ زمینی پس (دجال کا) قتل بھی روحانی طور پر ہوگا نہ کہ جسمانی طور پر۔

(حمامۃ البشری،رخ جلد 7 صفحہ 313و314)

مرزا نے یہ حدیث اپنے حق میں دلیل کے طور پر پیش کی اور اس سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ دجال کا قتل روحانی طور پر ہوگا نہ کہ جسمانی طور پر، ہم مرزا کے اس استدلال سے صرف نظر کرتے ہووے یہاں صرف مرزا کے اس فریب اور خیانت کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں جس کا مظاہرہ اس نے اس حدیث کے الفاظ پیش کرتے ہوئے کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ مرزا نے اس میں سے ''**من السماء**'' کے لفظ نکال دیے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ روایت کنز العمال میں بحوالہ ابن عساکر موجود ہے اور حافظ ابن عساکرؒ نے تاریخ دمشق المعروف بتاریخ ابن عساکر (جلد 47 صفحہ 504) میں پوری سند کے ساتھ روایت کی ہے، اس کے پورے الفاظ ہیں

''**ینزل اخي عیسیٰ بن مریم من السماء علی جبل أفیق ...... الی آخر الحدیث**''

یعنی میرے بھائی عیسیٰ بن مریم آسمان سے نازل ہوں گے، لیکن ''**من السماء**'' کا لفظ چونکہ مرزا کے خلاف جاتا تھا اس لئے اس نے حدیث تو اپنی دلیل کے طور پر پیش کی لیکن یہ لفظ نکال دیا اور ایک علمی خیانت کا مرتکب ہوا۔

مرزائی مربیوں کا شوشہ: مرزائی مربی مرزا کی اس خیانت کی کوئی توجیہ پیش نہیں کر سکتے، لیکن توجہ ہٹانے کے لئے یہ شوشہ چھوڑتے ہیں کہ اس روایت کی سند پیش کرو، یہ روایت صحیح نہیں ہے اس روایت میں جبل افیق پر نازل ہونے کا ذکر ہے جبکہ دوسری روایات میں دمشق میں نازل ہونے کا ذکر ہے لہذا یہ روایت قابل قبول نہیں وغیرہ۔ ہم ان سے صرف یہ پوچھتے ہیں کہ یہ روایت مرزا نے اپنے حق میں دلیل پیش کی ہے، اور اس نے اس روایت کو ہرگز ضعیف نہیں لکھا، ہمارا تو صرف یہ سوال ہے کہ اس نے یہ روایت پیش کی اور اس کے الفاظ کھا گیا اس کی کیا وجہ ہے؟ جبکہ ترجمے میں وہ خود لکھ بھی رہا ہے کہ حربہ آسمانی ہوگا، لیکن آسمان کا لفظ جان بوجھ کر ذکر نہ کیا، کہیں اس کی یہ وجہ تو نہیں کہ وہ چیلنج دے چکا تھا کہ کسی حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کا ذکر نہیں ہے؟ کیا خیانت کرنے والا نبی ہوسکتا ہے؟، نیز مرزا کا اپنا دعویٰ پہلے مذکور ہوا جس میں اس نے لکھا ہے کہ ''خدا نے مجھے مسیح موعود مقرر کر کے بھیجا ہے اور مجھے بتادیا ہے کہ

فلاں حدیث سچی ہے اور فلاں جھوٹی ہے'' (رخ جلد 17 صفحہ 454) کیا جب مرزا نے اس حدیث سے اپنے حق میں استدلال کیا تو اسے پتہ نہیں تھا کہ یہ صحیح نہیں ہے؟ مرزا کا اس حدیث سے استدلال کرنا ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ اس کے نزدیک یہ حدیث بالکل صحیح اور ثابت شدہ ہے، پھر اگر اس روایت کو ضعیف بھی فرض کرلیا جائے تو کیا مرزا کو یہ حق مل جاتا ہے کہ وہ اس کو بیان کرتے ہوئے اس کے کچھ الفاظ حذف کردے؟۔

حدیث رسول ﷺ میں اپنی طرف سے الفاظ کا اضافہ

دوستو! مرزا نے نہ صرف احادیث لکھتے وقت الفاظ میں تبدیلی اور قطع وبرید کی بلکہ اس نے حدیث کے اندر اپنی طرف سے الفاظ کا اضافہ بھی کیا، اس کی ایک مثال پیش خدمت ہے، صحیح بخاری وغیرہ میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے نزول کے بارے میں ایک مشہور حدیث شریف ہے جس کے الفاظ ہیں ''**کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم**'' اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب مریم کے بیٹے تمہارے اندر نازل ہوں گے اور (اس وقت) تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا۔ اس حدیث کی وضاحت صحیح مسلم کی ایک دوسری حدیث کرتی ہے جس کے اندر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے (اس وقت مسلمان نماز کی تیاری میں ہوں گے) تو ان کا امام آپ سے عرض کرے گا کہ آیئے ہمیں نماز پڑھائیں تو آپ فرمائیں گے، نہیں (تم ہی پڑھاؤ) کیونکہ اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر امیر بنایا ہے اور یہ اللہ کی طرف سے اس امت (محمدیہ) کی تکریم ہے۔ (صحیح مسلم: حدیث نمبر 156 باب نزول عیسیٰ بن مریم)، لیکن مرزا قادیانی نے صحیح بخاری کی حدیث میں یہ تحریف معنوی کرنے کی کوشش کی کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو ابن مریم نازل ہوگا وہ تم ہی میں پیدا ہوگا، چنانچہ اس نے لکھا:۔

''پس ان لفظوں پر خوب غور کرنی چاہیے جو آنحضرت ﷺ لفظ ابن مریم کی تصریح میں فرماتے ہیں کہ وہ ایک تمہارا امام ہوگا جو تم میں سے ہی ہوگا اور تم میں سے ہی پیدا ہوگا (یہ پیدا ہونا کس لفظ کا ترجمہ ہے؟ ناقل) گویا آنحضرت ﷺ نے اس وہم کو دفع کرنے کے لئے جو ابن

مریم کے لفظ سے دلوں میں گذر سکتا تھا مابعد کے لفظوں میں بطور تشریح فرمادیا کہ اس کو سچ مچ ابن مریم ہی نہ سمجھ لو **بل هو امامکم منکم**"۔

(ازالہ اوہام، رخ جلد 3 صفحہ 124-125)

جبکہ آنحضرت ﷺ نے ہرگز "**بل هو امامکم**" کے الفاظ کے ساتھ ابن مریم کی تشریح نہیں فرمائی اور نہ صحیح بخاری میں یہ الفاظ ہیں، یہ مرزا قادیانی کا اپنے ذہن کی تشریح کو حدیث میں ڈالنا ہے۔

آخر میں مرزا قادیانی کا اپنا ایک بیان پیش کر کے فیصلہ آپ پر چھوڑتے ہیں، مرزا نے لکھا تھا:۔

"جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا" (چشمہ معرفت، رخ جلد 23 صفحہ 231)۔

بائبل پر بولے گئے مرزا کے جھوٹ

دوستو! مرزا قادیانی نے نہ صرف قرآن کریم اور حدیث رسول کریم ﷺ میں تحریفات لفظیہ و معنویہ کیں بلکہ اس نے تورات و انجیل (بائبل) کو بھی معاف نہیں کیا اور اپنے جھوٹے دعووں کو ثابت کرنے کیلئے موجودہ بائبل پر بھی جھوٹ بولے، جن کے چند نمونے ہم یہاں پیش کرتے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے مشہور زمانہ جھوٹوں میں ایک جھوٹ یہ بھی لکھا تھا کہ:۔

"قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گویاں ٹل جائیں"۔

(کشتی نوح، رخ جلد 19 صفحہ 5)

قرآن کریم پر تو مرزا نے یہ صریح اور کھلا جھوٹ بولا ہے (جیسا کہ پہلے بیان ہوا)

اسی صفحے کے حاشیے میں مرزا نے توریت و انجیل کے حوالے بھی ذکر کیے ہیں جہاں اس کے بقول یہ ذکر ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں طاعون پڑے گی چنانچہ لکھا:۔

"مسیح موعود کے وقت طاعون کا پڑنا بائبل کی ذیل کتابوں میں موجود ہے ۔ زکریا ۱۴:۱۲، انجیل متی ۲۴:۸، مکاشفات ۲۲:۸"۔

(کشتی نوح، رخ جلد 19 صفحہ 5 حاشیہ)

یعنی مرزا کے دعوے کے مطابق عہد نامہ قدیم کی کتاب (زکریا) کے باب 14 کی آیت 12، عہد نامہ جدید کی کتاب متی کی انجیل کے باب 24 کی آیت 8 اور اسی عہد نامہ جدید کی آخری کتاب مکاشفہ کے باب 22 کی آیت 8 میں یہ مذکور ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔ آیئے ہم دیکھتے ہیں کہ مذکورہ بالا کتابوں میں کیا لکھا ہے؟

عہد نامہ قدیم کی کتاب (زکریا، باب 14 کا حوالہ)

ہمارے سامنے اس وقت بائبل کا اردو ترجمہ ہے جو "کتاب مقدس" کے نام سے پاکستان بائبل سوسائٹی کا شائع کردہ ہے (یاد رہے کہ بائبل کے نام سے جو کتاب آج کے زمانے میں موجود ہے وہ دو حصوں پر مشتمل ہے ایک حصے کو عہد نامہ قدیم یا Old Testament کہتے ہیں اس میں توریت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے انبیاء کی طرف منسوب کتابیں وغیرہ ہیں، دوسرا حصہ عہد نامہ جدید یا New Testament کہلاتا ہے اس میں چار مختلف انجیلیں اور پولس وغیرہ کے خطوط ہیں)، سب سے پہلے عہد نامہ قدیم کی کتاب (زکریا، باب 14: آیت 12) پیش ہے:۔

" آیت 12: خدا سب قوموں پر جنھوں نے یروشلم سے جنگ کی یہ عذاب نازل کرے گا کہ کھڑے کھڑے ان کا گوشت سوکھ جائے گا، ان کی آنکھیں چشم خانوں میں گل جائیں گی اور ان کی زبان ان کے منہ میں سڑ جائے گی" اس کے بعد آیات 13 اور 14 اور 15 بھی پڑھ لیں تاکہ بات واضح ہو جائے "13: اس دن خدا لوگوں کو بڑے عذاب سے مارے گا وہ ایک

دوسرے کا ہاتھ پکڑیں گے اور ایک دوسرے پر حملے کریں گے۔14: یہودا بھی یروشلم میں لڑے گا اردگرد کی سب قوموں کا مال اکٹھا کیا جائے گا کثرت سے سونا چاندی اور لباس جمع ہوگا۔15: اور گھوڑوں، خچروں، اونٹوں، گدھوں اور سب حیوانوں پر جو اِن لشکر گاہوں میں ہوں گے وہی عذاب نازل ہوگا''۔

قارئین محترم! کیا ان آیات میں کہیں بھی ایسی کوئی بات ہے کہ ''مسیح موعود کے وقت میں طاعون پڑے گی''؟ پھر یہاں تو یروشلم یعنی بیت المقدس کا ذکر ہے اور مرزا قادیانی تو موت کے ڈر سے انگریزی حکومت کے صوبہ پنجاب سے باہر بھی شاید کبھی نہ نکلا بلکہ اسے لاہور آتے ہوئے بھی قتل ہوجانے کا خوف رہتا تھا اس نے تو یروشلم کا منہ تک نہیں دیکھا۔

عہدنامہ جدید کی کتاب (انجیل متی، باب 24) کا حوالہ

مرزا نے دوسرا حوالہ دیا انجیل متی کا، یہ حوالہ ایسا ہے کہ خود صیاد اپنے دام میں آ گیا، مرزا نے انجیل متی کے باب 24 کی آیت 8 کا حوالہ دیا جس کے اندر دور دور تک نہ کسی مسیح موعود کا ذکر اور نہ ہی طاعون کا کوئی نام ونشان، لیکن بائبل کے اس مقام کا مطالعہ کرتے ہوئے ایک بڑی دلچسپ بات ہماری نظر سے گذری جس سے مرزا غلام قادیانی خود نقلی اور جعلی مسیح ثابت ہوگیا، آیئے آپ بھی پڑھیں انجیل متی کے اس باب کی آیات 4 تا 11 یہ ہیں:۔

''4: یسوع نے جواب میں ان سے کہا: خبردار! کوئی تمہیں گمراہ نہ کردے۔5: کیونکہ بہت سے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کردیں گے۔6: لڑائیاں ہوں گی اور تم لڑائیوں کی خبریں اور افواہیں سنو گے خبردار! گھبرانا مت کیونکہ ان باتوں کا ہونا ضروری ہے، لیکن ابھی خاتمہ نہ ہوگا۔7: کیونکہ قوم پر قوم اور سلطنت پر سلطنت چڑھائی کرے گی، جگہ جگہ قحط پڑیں گے اور زلزلے آئیں گے۔8: مصیبتوں کا آغاز انہی باتوں سے ہوگا۔9: اس وقت لوگ تمہیں پکڑ پکڑ کر سخت ایذا دیں گے اور قتل کریں گے اور ساری قومیں میرے نام کی وجہ سے تم سے دشمنی رکھیں گی۔10: اس وقت بہت سے لوگ ایمان سے برگشتہ ہوکر

ایک دوسرے کو پکڑوائیں گے اور آپس میں عداوت رکھیں گے۔11: بہت سے جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کردیں گے۔''

دوستو! آپ نے دیکھا کہ ان آیات میں مسیح موعود کا ذکر نہیں بلکہ نقلی اور جعلی جھوٹے مسیحوں اور جھوٹے مدعیان نبوت کا ذکر ہے، نیز آیت نمبر 8 میں جس کا مرزا قادیانی نے حوالہ دیا ہے دور دور تک نہ طاعون کا ذکر اور نہ مسیح موعود کا کوئی حوالہ، لیکن مرزا نے اپنا جھوٹ ثابت کرنے کے لئے انتہائی فریب اور کذب بیانی سے کام لیا۔

مرزائی عذر نمبر 1: مرزائی کہتے ہیں کہ بائبل کے پرانے نسخوں میں ان آیات میں طاعون کا بھی ذکر تھا جو بعد میں نکال دیا گیا اور اس کے لئے دلیل پیش کرتے ہیں بائبل کا ایک انگریزی ترجمہ جسے کنگ جیمس ورژن King James Version کہا جاتا ہے (یاد رہے تورات وانجیل کی اصل زبان عبرانی ہے جس کا اقرار مرزا قادیانی نے بھی کیا ہے۔ دیکھیں: تریاق القلوب، رخ 15 صفحات 141و142) اور کہتے ہیں کہ بائبل کے اس انگریزی ترجمے میں اس باب کی آیت 7 میں ایک لفظ Pestilences تھا اور اس کا مطلب ہے طاعون یہ لفظ بعد میں بائبل کے انگریزی اور اردو نسخوں سے نکال دیا گیا ہے۔

جواب: ہم اس بحث میں نہیں پڑتے کہ بائبل سے کیا کیا نکال دیا گیا اور کیا کیا نیا داخل کیا گیا، ہم فرض کرلیتے ہیں کہ اس لفظ کا ترجمہ طاعون ہے، یہ بھی بھول جاتے ہیں کہ مرزا نے آیت 8 کا حوالہ دیا تھا نہ کہ 7 کا، اس کے بعد بھی بائبل کے اس مقام کا مطالعہ کرنے سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ان آیات میں جن چیزوں کی خبر دی گئی ہے وہ اس وقت ہوں گی جب نقلی اور جعلی مسیح ظاہر ہوں گے اور لوگوں کو گمراہ کریں گے اور آیت نمبر 11 کے مطابق جھوٹے نبی بھی اٹھ کھڑے ہوں گے، لہٰذا ثابت ہوا کہ مرزا غلام قادیانی نقلی مسیح اور جھوٹا نبی تھا کیونکہ اس کے اپنے دعوے کے مطابق یہ سب باتیں اس کے زمانے میں پوری ہوئیں اور طاعون بھی اس کے مطابق اس کے زمانے میں ہی پڑی۔

مرزائی عذر نمبر 2: کہتے ہیں اس جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے پیروکاروں کو وہ نشانیاں بتائی ہیں جن کے پورے ہونے کے بعد اصلی مسیح موعود نے آنا ہے، اور وہ مسیح مرزا غلام احمد بن چراغ بی بی ہے، اور اس پیش گوئی کے عین مطابق مرزا سے پہلے بہت سے لوگوں نے مسیح ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا اور ان جھوٹوں کے بعد سچا مسیح آ گیا۔

جواب: دوستو! انجیل متی کے اسی باب کی آیت 30 میں اصلی مسیح (علیہ السلام) کے نزول کی منظر کشی بھی کی گئی ہے، آیئے دیکھتے ہیں:۔

''پھر آدم کے بیٹے کا نشان آسمان میں دکھائی دے گا اور دنیا کی سب قومیں چھاتی پیٹیں گی اور ابن آدم کو آسمان کے بادلوں پر عظیم قدرت اور جلال کے ساتھ آتا دیکھیں گی، اور وہ اپنے فرشتوں کو نرسنگے کی آواز کے ساتھ بھیجے گا''۔

(انجیل متی، 30:24)

تو بائبل میں تو یہ لکھا ہے کہ ان سب جھوٹے نقلی اور جعلی مسیحوں کے بعد جب اصلی مسیح آئے گا تو لوگ اسے بادلوں کے اوپر سے نیچے آتا ہوا دیکھیں گے یعنی وہ آسمان سے نازل ہو گا (جیسا کہ احادیث نبویہؐ میں بھی بیان ہوا)، یہاں بھی مرزا غلام قادیانی مراد نہیں ہو سکتا، نیز اس سچے اور اصلی مسیح کے زمانے میں نہ زلزلوں کی کوئی خبر دی گئی اور نہ ہی قحط یا طاعون کی۔

عہد نامہ جدید کی کتاب (مکاشفہ، باب 22) کا حوالہ

مرزا قادیانی نے تیسرا حوالہ دیا (مکاشفات، باب 22 آیت 8) کا، ہمیں بائبل میں ''مکاشفات'' نام کی تو کوئی کتاب نہیں ملی، البتہ عہد نامہ جدید کے آخر میں ''یوحنا عارف کا مکاشفہ'' نام کی ایک کتاب موجود ہے غالباً مرزا نے بھی اسی کا حوالہ دیا ہے، آیئے اس میں مرزا کا ذکر کردہ مقام دیکھتے ہیں کہ وہاں کسی مسیح موعود یا طاعون کا ذکر ہے؟:۔

''آیت 7: دیکھ میں جلد آنے والا ہوں، مبارک ہے وہ جو اس کتاب کی نبوت کی باتوں پر عمل کرتا ہے۔ آیت 8: میں یوحنا وہ شخص ہوں جس نے ان باتوں کو سنا اور دیکھا، اور جب

میں یہ باتیں سن چکا اور دیکھ چکا تو میں اس فرشتے کے قدموں پر سجدے میں گر پڑا''۔

یہاں دور دور تک نہ کسی مسیح موعود کا ذکر اور نہ ہی طاعون پڑنے کا ذکر۔

محترم قارئین! آپ نے دیکھا کہ مرزا قادیانی نے بائبل کو بھی نہیں بخشا اور اپنے صریح جھوٹ کو ثابت کرنے کے لئے اس نے کیسے جھوٹے حوالے دیے۔ اور اپنے ہی پیش کردہ حوالے سے وہ نقلی اور جعلی مسیح ثابت ہو گیا۔ اس نے خود اسی جگہ لکھا تھا کہ:۔

''ممکن نہیں نبیوں کی پیشگوئیاں ٹل جائیں''۔

(کشتی نوح، رخ جلد 19 صفحہ 5)

نیز اس نے لکھا تھا:۔

''پیشگوئی تو انجیل اور تورات کی بھی ماننی پڑے گی اگر وہ صفائی سے پوری ہو جاوے''۔

(نزول المسیح، رخ جلد 18 صفحہ 507)

اور حضرت مسیح علیہ السلام کی انجیل متی میں مذکور پیش گوئی سو فیصد پوری ہوئی کہ ''خبردار! کوئی تمہیں گمراہ نہ کر دے۔ کیونکہ بہت سے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیں گے...... بہت سے جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیں گے''

دانیال نبی کی کتاب کے حوالے سے مرزا قادیانی کا ایک فریب

قارئین محترم! بائبل کا نام لے کر مرزا قادیانی کی دھوکہ دہی کا ایک اور نمونہ پیش خدمت ہے، مرزا قادیانی نے لکھا تھا:۔

''دانیال نبی کی کتاب میں مسیح موعود کا زمانہ وہی لکھا ہے جس میں خدا نے مجھے مبعوث فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ اس وقت بہت لوگ پاک کیے جائیں گے اور سفید کیے جائیں گے اور آزمائے جائیں گے لیکن شریر شرارت کرتے رہیں گے اور شریروں میں سے کوئی نہیں سمجھے گا پر

دانشور سمجھیں گے اور جس وقت سے دائمی قربانی موقوف ہوجائے گی اور مکروہ چیز جو خراب کرتی ہے قائم کی جائے گی، ایک ہزار دوسونوے دن ہوں گے مبارک وہ جو انتظار کرتا ہے اور ایک ہزار تین سو پینتیس دن تک آتا ہے، اس پیش گوئی میں مسیح موعود کی خبر ہے جو آخری زمانے میں ظاہر ہونے والا تھا''۔

(حقیقۃ الوحی، رخ جلد 22 صفحہ 207)

اس پر مزید کچھ تبصرہ کرنے سے پہلے عہد نامہ قدیم میں دانیال کی کتاب سے یہ مقام دیکھتے ہیں وہاں کیا لکھا ہے:۔

''میں نے یہ سنا لیکن سمجھ نہ پایا، اس لئے میں نے پوچھا، میرے خداوند ان سب کا انجام کیا ہوگا؟، اس نے جواب دیا۔ اے دانی ایل، تو اپنی راہ لے کیونکہ یہ باتیں آخری زمانے تک کے لئے بند کردی گئی ہیں اور ان پر مہر لگادی گئی ہے۔ بہت لوگ پاک ہوکر صاف وشفاف کیے جائیں گے لیکن شریر شرارت کرتے رہیں گے، شریروں میں سے کوئی نہ سمجھ پائے گا لیکن دانشور سمجھ جائیں گے۔ جس وقت سے دائمی قربانی موقوف کیجائے گی اور اجاڑنے والی مکروہ شے نصب کی جائے گی تب سے ایک ہزار دوسونوے دن گذر چکے ہوں گے۔ مبارک ہے وہ شخص جو انتظار کرکے ایک ہزار تین سو پینتیس دن پورے کرے گا''۔

(دانی ایل: باب 12، آیات 8 تا 12)

آپ نے دیکھا یہاں مسیح موعود یا اس کے زمانے کا کہیں کوئی ذکر نہیں، نیز یہاں ایک ہزار دوسونوے دن اور ایک ہزار تین سو پینتیس دن کا ذکر ہے۔ اب ملاحظہ فرمائیں مرزا کی کارستانی، اس نے جہاں دانیال کی کتاب کا یہ حوالہ ذکر کیا اسی صفحے کے حاشیہ میں یوں لکھا:۔

''دن سے مراد دانیال کی کتاب میں سال ہے اور اس جگہ وہ نبی ہجری سال کی طرف اشارہ کرتا ہے جو اسلامی فتح اور غلبہ کا پہلا سال ہے''۔

(حقیقۃ الوحی، رخ جلد 22 صفحہ 207)

دیکھیں کیسے مرزا اپنی طرف سے الفاظ کا غلط مطلب بیان کر رہا ہے، دن سے مراد ہجری سال، لیکن یہ سب کرنے کے باوجود بھی وہ جھوٹا ہی رہا، کیسے؟ آیئے دیکھتے ہیں، آگے لکھتا ہے:۔

''ایک ہزار دوسونوے سال ہوں گے جب مسیح موعود ظاہر ہوگا، سو اس عاجز کے ظہور کا یہی وقت تھا''۔

(حقیقۃ الوحی، رخ جلد 22 صفحہ 208)

تھوڑا آگے لکھا:۔

''اور میں اس کو خدا تعالیٰ کا ایک نشان سمجھتا ہوں ٹھیک بارہ سونوے (1290) ہجری میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عاجز شرف مکالمہ ومخاطبہ پاچکا تھا، پھر سات سال بعد میری کتاب براہین احمدیہ جس میں میرا دعویٰ مسطور ہے تالیف ہوکر شائع کی گئی'' پھر تین چار سطروں کے بعد لکھا، غور سے پڑھیں ''پھر آخری زمانہ اس مسیح موعود کا دانیال تیرہ سو پینتیس (1335) برس لکھتا ہے جو خدا تعالیٰ کے اس الہام سے مشابہ ہے جو میری عمر کی نسبت بیان فرمایا ہے اور یہ پیش گوئی ظنی نہیں ہے'' (حقیقۃ الوحی، رخ جلد 22 صفحہ 208)۔

آپ نے دیکھا کہ کیسے مرزا نے پہلے ''دن'' سے مراد ہجری سال لیا، اور پھر یہ جھوٹ بولا کہ دانیال نبی نے مسیح موعود کا زمانہ بیان کیا ہے، یعنی وہ یہ ثابت کر رہا ہے کہ مسیح موعود سنہ 1290 ہجری میں ظاہر ہوگا، اور سنہ 1335 ہجری تک رہے گا۔ لیکن اس کا فریب دیکھیں کہ یہ نہیں لکھتا کہ ''میں نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ 1290 ہجری میں کیا تھا'' بلکہ کہتا ہے اس وقت مجھے الہام ہونے شروع ہوئے تھے، ساتھ ہی اس نے اپنی کتاب براہین احمدیہ کا ذکر بھی کیا جو اس نے 1297 ہجری میں لکھی تھی اور اسی کتاب میں وہ خود قرآن کریم کی آیات سے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے دوبارہ دنیا میں نازل ہونے کا عقیدہ ثابت کرتا ہے۔ تو دن سے سال اور سال سے ہجری سال مراد لے کر بھی وہ مسیح موعود ثابت نہ ہوسکا کیونکہ اگر واقعی دانیال نبی نے مسیح موعود

کے بارے میں پیش گوئی کی تھی تو مرزا کو 1290 ہجری میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرنا چاہیے تھا (ہم یہ مرزا کے مفروضے پر بات کر رہے ہیں ورنہ دانیال کی کتاب میں ہرگز کسی مسیح موعود یا ہجری سال کا کوئی ذکر نہیں وہاں صاف طور پر دن کا لفظ ہے)، پھر مرزا نے خود اپنے آپ کو جھوٹا بھی ثابت کر دیا، اس نے لکھا کہ دانیال نبی نے اس مسیح موعود کا آخری زمانہ 1335 بیان کیا ہے جو خدا کے اس الہام سے مشابہ ہے جو میری عمر کے متعلق ہے، اب ظاہر ہے مرزا کی لغت کے مطابق 1335 سے مراد ہجری سال ہوا، یعنی (مرزا کے فرضی) مسیح موعود نے دانیال نبی کی پیش گوئی کے مطابق 1335 ہجری تک رہنا تھا، اور مرزا کے مطابق اس کے خدا نے اس کی عمر کے بارے میں اسے جو الہام کیا ہے وہ بھی ایسا ہی ہے اور یہ ظنی نہیں بلکہ یقینی ہے (یعنی وہ 1335 ہجری تک رہے گا، عمرِ مرزا پر بات ہم کر چکے)، لیکن ہوا کیا؟ مرزا سنہ 1326 ہجری بمطابق 1908 عیسوی میں بمرض ہیضہ اس دنیا سے چلا گیا، یعنی دانیال نبی کی پیش گوئی سے پورے 9 سال پہلے، جبکہ دانیال نبی کی بائبل میں موجود کتاب میں اتنی چالاکیاں، تحریفات اور اضافے کر کے بھی وہ 1335 ہجری تک زندہ نہ رہ سکا، اور نہ ہی سنہ 1290 ہجری میں اس نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔

دانیال نبی کی اسی بات کی مزید تشریح مرزا نے ایک دوسری جگہ یوں کی ہے:۔

''اس فقرہ میں دان ایل نبی بتلاتا ہے کہ اُس نبی آخرالزمان کے ظہور سے (جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے) جب بارہ سو نوے برس گذریں گے تو وہ مسیح موعود ظاہر ہوگا اور تیرہ سو پینتیس ہجری تک اپنا کام چلائے گا۔ یعنی چودھویں صدی میں سے پینتیس برس برابر کام کرتا رہے گا۔ اب دیکھو اس پیشگوئی میں کس قدر تصریح سے مسیح موعود کا زمانہ چودھویں صدی قرار دی گئی ہے۔ اب بتلاؤ کیا اس سے انکار کرنا ایمان داری ہے؟''۔

(تحفہ گولڑویہ، رخ 17 صفحہ 292 حاشیہ)

اگر یہ پیش گوئی واقعی مسیح موعود کے بارے میں تھی اور مرزا ہی وہ مسیح موعود تھا تو اسے چودھویں صدی کے 35 سال تک برابر کام کرنا تھا اور زندہ رہنا تھا، نتیجہ صاف ہے، یا تو دانیال نبی

کی پیش گوئی کسی اور چیز کے بارے میں تھی اور مرزا نے اسے کھینچ کر اپنے اوپر لگانے کی ناکام کوشش کی، یا موت کا فرشتہ غلطی سے مرزا کے پاس نو سال پہلے آگیا اور اس کی جان لے گیا، لیکن یہ بات پکّی ہے کہ مرزا قادیانی نے دانیال نبی کی اس پیش گوئی کو ذکر کر کے اپنے نقلی مسیح ہونے کا ایک اور ناقابل تردید ثبوت خود ہی مہیا کر دیا۔

جھوٹے کا سچے کی زندگی میں ہلاک ہونا۔

مرزا قادیانی کے اکلوتے مباہلہ کا انجام

دوستو! مرزا قادیانی نے ایک جھوٹ یہ بھی بولا تھا کہ:۔

''جتنے بھی مباہلہ کرنے والے ہمارے مقابلہ میں آئے خدا تعالیٰ نے سب کو ہلاک کر دیا''۔

(اخبار بدر قادیان، 27 دسمبر 1906، صفحہ 5، وملفوظات، جلد 5 صفحہ 86)

جبکہ مرزا قادیانی نے عملی طور پر اپنی پوری زندگی میں صرف ایک شخص کے ساتھ مباہلہ کیا تھا، اور اس شخصیت کا نام تھا میاں عبدالحق غزنوی مرحوم، یہ مباہلہ مورخہ 10 ذیقعدہ 1310 ہجری (بمطابق 1893 عیسوی) بمقام عیدگاہ امرتسر ہوا، اس کے بعد 1908 میں مرزا قادیانی کی موت ہوگئی اور میاں عبدالحق غزنوی اس کے بعد بھی کئی سال زندہ رہے اور مرزا قادیانی جھوٹا ثابت ہوا وہ اس طرح کہ اس نے خود یہ کہا تھا:۔

''مباہلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاتا ہے''۔

(ملفوظات، جلد 5 صفحہ 327)

اس طرح مرزا قادیانی کا میاں عبدالحق غزنوی کی زندگی میں مرنا اس کے اپنے اقرار کے مطابق اسے جھوٹا ثابت کر گیا۔

☆☆☆☆

اور خدا کے غضب کی تلوار مرزا قادیانی پر چل گئی

مرزا قادیانی نے اپنے چند مرید اس وقت کے افغانستان کے امیر حبیب اللہ مرحوم کے پاس بھیجے اور اسے اپنی جعلی نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دی، امیر نے مرزا کے ان مریدوں کو سنگسار کردیا (کیونکہ وہ مرتد تھے)، مرزا نے سنگسار ہونے والے اپنے ایک مرید کا ذکر کرتے ہوئے اسے اپنی سچائی کا نشان نمبر 158 لکھا اور یہ الفاظ لکھے:۔

’’شہید مرحوم کے قتل سے میری سخت اہانت کی گئی اس لئے خدا کے قہر نے کابل پر غضب کی تلوار کھینچی۔ اس مظلوم شہید کے قتل کیے جانے کے بعد سخت ہیضہ کابل میں پھوٹا اور وہ لوگ جو مشورہ شہید مظلوم کے قتل میں شریک تھے اکثر ہیضہ کا شکار ہوگئے‘‘۔

(حقیقۃ الوحی، رخ 22 صفحہ 364)

جولائی 1907 میں مرزا قادیانی کو اس کے خدا نے سچ مچ ایک سچا الہام کیا جو کہ یہ تھا:

’’ہیضے کی آمدن ہونے والی ہے‘‘۔

(تذکرہ، صفحہ 614، چوتھا ایڈیشن)

اس الہام کے مطابق مئی 1908 میں وہ گھڑی آ پہنچی جب مرزا پر اللہ کے غضب کی تلوار یعنی ہیضہ نے اپنی پوری قوت یعنی قے اور دستوں کے ساتھ ایسا حملہ کیا کہ اسے بچنے کا موقع نہ دیا، مرزا قادیانی کے سسر یعنی نصرت جہاں بیگم کے والد میر ناصر نواب کے مطابق مرزا قادیانی نے اس سے جو آخری الفاظ کہے وہ یہ تھے:۔

’’میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے‘‘۔

(حیات ناصر، مصنفہ شیخ یعقوب علی عرفانی قادیانی، صفحہ 14)

مرزا قادیانی نے اپنی بیماری کے بارے میں بالکل صحیح تشخیص کی تھی کیونکہ وہ خود علم طب میں خاصی دسترس رکھتا تھا، چنانچہ اس کا بیٹا مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:۔

’’طبابت کا علم ہمارا خاندانی علم ہے اور ہمیشہ سے ہمارا خاندان اس علم میں ماہر رہا

ہے۔ دادا صاحب نہایت ماہر اور مشہور حاذق طبیب تھے۔ تایا صاحب نے بھی طب پڑھی تھی۔ حضرت مسیح موعود (نقلی اور جعلی۔ ناقل) بھی علم طب میں خاصی دسترس رکھتے تھے‘‘۔

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ اول، صفحہ 40)

ہیضہ کے بارے میں مرزا قادیانی کا دست راست اور جماعت مرزائیہ کا پہلا خلیفہ حکیم نورالدین لکھتا ہے:۔

’’یہ ایک متعدی مرض ہے جو وبا کے طور پر پھیلا کرتا ہے اس میں کثرت سے قے اور دست آکر مریض نڈھال ہوجاتا ہے‘‘۔

(بیاض نورالدین مکمل، حصہ دوم، صفحات 406 و 407)

اور مرزا قادیانی کے آخری وقت کا جو نقشہ اس کے بیٹے نے کھینچا ہے اس میں دستوں اور قے دونوں کا ایک ساتھ آنا لکھا ہے یہاں تک کہ اس کی بیوی کے بقول یہ لمحہ آپہنچا:۔

’’اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانہ نہ جاسکتے تھے اس لئے میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کروادیا (یعنی عارضی لیٹرین بنوادی گئی یا کوئی برتن وغیرہ رکھوادیا گیا۔ ناقل) اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی مگر ضعف بہت ہوگیا تھا اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی۔ جب آپ قے سے فارغ ہوکر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہوگئی‘‘۔

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ اول، روایت نمبر 12، صفحات 10 و 11)

مرزا کا خود علم طب میں دسترس رکھنا اور ہیضے کی تمام علامات کا پایا جانا یہ سب چیزیں سامنے رکھتے ہوئے مرزا قادیانی کی اپنی یہ تشخیص ٹھیک معلوم ہوتی ہے کہ ’’میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے‘‘۔ لیکن نہ جانے جماعت مرزائیہ اپنے مسیح اور اپنے نبی کی اس بات کو ماننے کے لئے کیوں تیار نہیں؟، شاید انہیں مرزا قادیانی کی وہ دعا معلوم ہے جو اس نے ’’مولانا ثناء اللہ

امرتسری کے ساتھ آخری فیصلہ'' کے عنوان سے ایک اشتہار کی صورت میں شائع کی تھی اوراس میں یہ لکھا تھا کہ مرزا قادیانی اور مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ میں سے جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہوجائے اور ہلاک بھی عام موت سے نہیں بلکہ طاعون یا ہیضہ وغیرہ کسی بیماری سے ہو۔

(تفصیل کے لئے: مجموعہ اشتہارات، جلد2، صفحات 705و706)

اور مرزا قادیانی 26 مئی 1908ء کو مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کی زندگی میں بمرض ہیضہ اس دنیا سے چلا گیا جبکہ مولانا اس کے بعد سالوں تک زندہ رہے، 1947 میں تقسیم ہند کے وقت آپ امرتسر سے پاکستان آگئے اور 15 مارچ 1948 کو سرگودھا میں آپ کی وفات ہوئی۔

مرزا قادیانی کی زندگی کے آخری ایام میں زبان بھی بند ہوگئی تھی اور گویائی نے جواب دے دیا تھا، چنانچہ مرزا نے اپنی زندگی کی آخری تحریر جو لکھی وہ مندرجہ ذیل ہے جو اس کے مریدوں نے بمشکل پڑھی کیونکہ قلم پھسل گیا تھا:۔

''تکلیف یہ ہے کہ آواز نہیں نکلتی۔ دوائی پلائی جائے''۔

(سیرۃ المہدی، جلد2، تتمہ، صفحہ 415، مرزا کا آخری سفر لاہور، از قلم عبدالرحمٰن قادیانی)

بقول شاعر:

یوں کہا کرتا تھا مر جائیں گے اور
اور تو زندہ رہے ، خود ہی مر گیا
اس سے بیماروں کا ہوگا کیا علاج
کالرا (ہیضہ) سے خود مسیحا مر گیا

☆☆☆☆

مرزا قادیانی کا خدا کون؟

آپ نے مرزا قادیانی کی تحریروں میں بار بار اس کے اس خدا کا ذکر پڑھا جو اس پر الہام کیا کرتا تھا، ہم نے بھی بار بار ''مرزا قادیانی کے خدا'' کے الفاظ سے اس کا ذکر کیا، آیئے دیکھتے ہیں مرزا قادیانی کا خدا کون ہے؟:۔

''میں جانتا ہوں وہ خدا جو ہمارا خدا ہے ایک کھا جانے والی آگ ہے وہ جھوٹے کو کبھی نہیں چھوڑے گا''۔

(سراج منیر، رخ12، صفحہ 64)

''وہ خدا جس کے قبضہ میں ذرّہ ذرّہ ہے اُس سے انسان کہاں بھاگ سکتا ہے، وہ فرماتا ہے کہ مَیں چوروں کی طرح پوشیدہ آؤں گا''۔

(تجلیات الٰہیہ، رخ20، صفحہ 396)

''تمثیلی طور پر ہم فرض کرسکتے ہیں کہ قیّوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے بے شمار ہاتھ بے شمار پَیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لاانتہاء عرض اور طول رکھتا ہے اور تندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں''۔

(توضیح مرام، رخ3، صفحہ 90)

''میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں''۔

(کتاب البریہ، رخ13، صفحہ 103)

واضح رہے کہ یہاں مرزا نے ''کشف'' کا ذکر کیا ہے ''خواب'' کا نہیں، اور کشف کے بارے میں مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ:۔

''کشف کیا ہے اسی بیداری کے ساتھ کسی اور عالم کا تداخل ہوجاتا ہے اس میں حواس

کے معطل ہونے کی ضرورت نہیں، دنیا کی بیداری بھی ہوتی ہے اور عالم غیبو بیت بھی ہوتا ہے یعنی حالت بیداری ہوتی ہے اور اسرار غیبی نظر آتے ہیں"۔

(ملفوظات، جلد 3، صفحہ 261)

مرزا کے "کشف" سے یاد آیا، مرزا قادیانی کے ایک مرید قاضی یار محمد نے ایک ٹریکٹ "اسلامی قربانی" کے نام سے لکھا جو جنوری 1920 میں ریاض ہند پریس امرتسر سے شائع ہوا، اس میں اس نے مرزا قادیانی اور اس کے خدا کے تعلق کو یوں بیان کیا (نقل کفر، کفر نہ باشد):۔

"حضرت مسیح موعود (نقلی اور جعلی۔ ناقل) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ ایک عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا سمجھنے والے کے لئے اشارہ ہی کافی ہے"۔

(اسلامی قربانی ٹریکٹ، مولفہ قاضی یار محمد مرزائی، صفحہ 12)

مرزا قادیانی نے اپنے اسی خدا کا اپنے اوپر ہونے والا ایک الہام یوں لکھا "انت منی بمنزلة بروزي" اور اس کا اردو ترجمہ مرزا نے یوں کیا:۔

"تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میں ہی ظاہر ہو گیا یعنی تیرا ظہور بعینہ میرا ظہور ہوگا"

(ریویو آف ریلیجنز، جلد 5، نمبر 4، بابت ماہ اپریل 1906ء، صفحہ 162)

تو یہ تھا مرزا قادیانی کے خدا کا تعارف، نیز مرزا قادیانی نے اپنے اس خدا کے مختلف نام بھی بتائے ہیں، مرزا کے بقول سنہ 1900 میں اسے اس کے اِس خدا نے اپنا نام یہ بتایا تھا:۔

"خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ **یلاش** خدا کا ہی نام ہے"

(تذکرہ، صفحہ 310، طبع چہارم / تحفہ گولڑویہ، رخ 17، صفحہ 203)

سنہ 1902 میں مرزا کا خدا (مرزا کے بقول) اس سے یوں مخاطب ہوا:

"انی انا الصاعقة" میں ہی **صاعقہ** ہوں

(تذکرہ، صفحہ 367، طبع چہارم)

مرزا کا ایک مرید مفتی محمد صادق لکھتا ہے کہ مرزا نے اسے بتایا کہ:

"کالو اور کالا یہ دراصل عربی الفاظ ہیں اس کے معنے ہیں نگاہ رکھنے والا یہ خدا تعالیٰ کا نام ہے"

(ذکر حبیب، صفحہ 230)

مرزا قادیانی اور انگریزی (صلیبی) حکومت کی چاپلوسی

دوستو! ناممکن ہے کہ اللہ کا سچا نبی کسی کافر شخص یا حکومت کی چاپلوسی کرے، لیکن قادیانی نبی اور مسیح موعود نے اتنی تعریف وتحمید اللہ تعالیٰ کی بیان نہیں کی جتنی ملکہ وکٹوریہ اور انگریزی صلیبی حکومت کی بیان کی، چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں:۔

"......سو اُس نے مجھے بھیجا اور میں اس کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایۂ رحمت کے نیچے جگہ دی جس کے زیرِ سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے کیونکہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصرہ ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے۔ اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی"۔

(تحفہ قیصریہ، رخ 12، صفحات 283 و 284)

ظاہر ہے مرزا قادیانی کے "اعلیٰ مقاصد" کسی اسلامی حکومت میں کیسے پورے ہو سکتے تھے؟ وہاں تو اس کا انجام وہی ہوتا جو مسیلمہ کذاب اور دوسرے جھوٹے مدعیانِ نبوت کا ہوا تھا۔

مرزا قادیانی نے "تحفہ قیصریہ" نامی اپنا یہ رسالہ ملکہ وکٹوریہ کی خدمت میں بھیجا تھا لیکن ملکہ کی طرف سے اُسے کوئی شکریہ کا خط موصول نہ ہوا تو اس کا گلہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"......مجھے نہایت تعجب ہے کہ ایک کلمہ شاہانہ سے بھی میں ممنون نہیں کیا گیا اور میرا کانشنس ہرگز اِس بات کو قبول نہیں کرتا کہ وہ ہدیہ عاجزانہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ حضور ملکہ معظمہ میں

پیش ہوا ہو اور پھر میں اس کے جواب سے ممنون نہ کیا جاؤں‘‘۔

(ستارۂ قیصرہ، رخ15، صفحہ 112)

اور پھر مرزا قادیانی نے ملکہ وکٹوریہ کے لئے یہ دعا کی:۔

’’......میں مع اپنے تمام عزیزوں کے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہوں کہ یا الٰہی اس مبارکہ قیصرہ ہند دام ملکہا کو دیرگاہ تک ہمارے سروں پر سلامت رکھ اور اس کے ہر ایک قدم کے ساتھ اپنی مدد کا سایہ شامل حال فرما اور اس کے اقبال کے دن بہت لمبے کر‘‘۔

(ستارۂ قیصرہ، رخ15، صفحہ 114)

صلیبیوں کی اس ملکہ کا قصیدہ پڑھتے ہوئے ایک جگہ یوں لکھا:۔

’’اے ملکہ معظمہ قیصرہ ہند خدا تجھے اقبال اور خوشی کے ساتھ عمر میں برکت دے۔ تیرا عہدِ حکومت کیا ہی مبارک ہے کہ آسمان سے خدا کا ہاتھ تیرے مقاصد کی تائید کر رہا ہے‘‘۔

(ستارۂ قیصرہ، رخ15، صفحہ 119)

اور اگلے صفحہ پر یوں مدح سرائی کی:۔

’’اے بابرکت قیصرہ ہند تجھے یہ تیری عظمت اور نیک نامی مبارک ہو۔ خدا کی نگاہیں اُس ملک پر ہیں جس پر تیری نگاہیں ہیں۔ خدا کی رحمت کا ہاتھ اُس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے‘‘۔

(ستارۂ قیصرہ، رخ15، صفحہ 120)

اور ایک جگہ اپنی جماعت کو یوں نصیحت کی:۔

’’سو یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ ایسا شخص میری جماعت میں داخل نہیں رہ سکتا جو اس گورنمنٹ (یعنی انگریز۔ ناقل) کے مقابلہ پر کوئی باغیانہ خیال دل میں رکھے اور میرے نزدیک یہ سخت بدذاتی ہے کہ جس گورنمنٹ کے ذریعہ سے ہم ظالموں کے پنجے سے بچائے جاتے ہیں اور

اس کے زیرِ سایہ ہماری جماعت ترقی کر رہی ہے اس کے احسان کے ہم شکرگذار نہ ہوں......‘‘

(مجموعہ اشتہارات، جلد2، صفحہ 709)

ہم نے طوالت کے خوف سے نمونے کے طور پر یہ چند تحریرات پیش کی ہیں، تفصیل کے لئے مرزا قادیانی کے رسالے ’’تحفہ قیصریہ اور ستارۂ قیصرہ‘‘ ملاحظہ فرمائیں آپ حیران ہوں گے کہ خود کو اللہ کا نبی، مسیح موعود اور مہدی معہود کہنے والا کس طرح ایک کافر، عیسائی، صلیبی اور غاصب حکومت کی شان میں قصیدے پڑھ رہا ہے اور اس کے ہمیشہ قائم رہنے کی دعائیں کر رہا ہے اور اس کے لئے اللہ کی مدد طلب کر رہا ہے۔

☆☆☆☆

خاتمہ

مسلمانوں کے بارے میں قادیانی مذہب کا فتویٰ

ایک قادیانی واویلا اور اس کا جواب

دیکھا گیا ہے کہ جماعت قادیانیہ اکثر یہ واویلا کرتی ہے کہ ہم تو مسلمان ہیں،ہمیں زبردستی غیر مسلم قرار دیا گیا،لیکن وہ عوام کو یہ کبھی نہیں بتاتے کہ ان کے گُرو مرزا قادیانی اور اُن کے بڑے ان تمام مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہیں جنہوں نے مرزا قادیانی کے دعووں کو قبول نہیں کیا،تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس پہلو سے بھی نقاب اٹھایا جائے تاکہ دنیا کو عام طور پر اور ان مسلمانوں کو خاص طور پر جو قادیانیوں کے بارے میں ہمدردی کا جذبہ رکھتے ہیں معلوم ہوجائے کہ یہ لوگ ان کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے ہیں اور ہاتھی کے دانت کھانے کے اور، دکھانے کے اور ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے مسلمانوں کے بارے میں فتوے

’’خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے‘‘۔

(تذکرہ،صفحہ 519،طبع چہارم)

اپنے اس نام نہاد الہام میں مرزا قادیانی نے اپنے خدا کی طرف سے یہ فتویٰ جاری کیا ہے کہ جس نے مرزا کو قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔اس طرح ساری امت اسلامیہ جس نے مرزا کو نبی یا مہدی یا مسیح تسلیم نہیں کیا وہ اس فتوے کی رو سے اسلام سے باہر نکل گئی۔

ایک اور جگہ مرزا نے لکھا:۔

’’اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ،خدا کا مامور،خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس

کا دشمن جہنمی ہے‘‘۔

(رسالہ دعوت قوم،رخ11،صفحہ 62 حاشیہ)

ایک اور مقام پر وہ حضرت محمد ﷺ کو نہ ماننے والے اور مرزا کو نہ ماننے والے دونوں کو یکساں کافر قرار دیتا ہے، چنانچہ لکھتا ہے:۔

’’اور کفر دو قسم پر ہے۔(اول) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔(دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود (یعنی مرزا کے بقول اسے۔ناقل) نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہی (ہے۔ناقل) کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں‘‘۔

(حقیقۃ الوحی،رخ22،صفحہ 185)

اس تحریر میں مرزا نے اس شخص کو جو اسے سچا نہیں مانتا اسی طرح کا کافر قرار دیا ہے جو حضرت محمد ﷺ کو نہیں مانتا، واضح رہے کہ مرزا قادیانی نے اس عبارت میں مسیح موعود کے انکار کے الفاظ لکھے ہیں اور یہ بات سب جانتے ہیں کہ مرزا اور اس کی جماعت کے نزدیک مسیح موعود سے مراد حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نہیں بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے،ہم یہاں مرزا کے اس جھوٹ پر کہ خدا اور رسول نے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں غلام احمد قادیانی کو ماننے اور اسے سچا جاننے کی تاکید کی گئی ہے صرف یہ کہتے ہیں کہ۔ **لعنة الله على الكاذبين** ۔

ایک اور جگہ مرزا نے یہ کہا کہ اس کے خدا نے اسے بتایا ہے کہ:۔

’’جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے‘‘۔

(تذکرہ،صفحہ 280)

یعنی وہ تمام مسلمان جنہوں نے مرزا کی پیروی نہیں کی اور اس کی بیعت نہیں کی وہ سب جہنمی ہوئے۔

اپنی جماعت کو مسلمانوں سے الگ رہنے کی تاکید

''اپنی جماعت کا غیر کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کے متعلق ذکر تھا، فرمایا: صبر کرو اور اپنی جماعت کے غیر کے پیچھے نماز مت پڑھو بہتری اور نیکی اسی میں ہے اور اسی میں تمہاری نصرت اور فتح عظیم ہے اور یہی اس جماعت کی ترقی کا موجب ہے دیکھو دنیا میں روٹھے ہوئے اور ایک دوسرے سے ناراض ہونے والے بھی اپنے دشمن کو چار دن مُنہ نہیں لگاتے اور تمہاری ناراضگی اور روٹھنا تو خدا کے لئے ہے۔ تم اگر ان میں رلے ملے رہے تو خدا تعالے جو خاص نظر تم پر رکھتا ہے وہ نہیں رکھے گا۔ پاک جماعت جب الگ ہو تو پھر اُس میں ترقی ہوتی ہے''۔

(الحکم۔قادیان، نمبر 29 جلد 5، 10 / اگست 1901، صفحہ 3)

میرے مخالف یہودی، عیسائی اور مشرک

''جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا''۔

(نزول المسیح، رخ 18، صفحہ 382)

اپنے نہ ماننے والوں کو مرزا قادیانی کی گالیاں

مرزا قادیانی نے نہ صرف ان سب مسلمانوں کو کافر اور جہنمی کہا جنہوں نے اس کے جھوٹے دعووں کو نہیں مانا بلکہ انہیں گالیاں بھی دیں، چنانچہ ایک جگہ مرزا اپنی تصنیف کردہ کتابوں ''براہین احمدیہ، ازالہ اوہام، فتح الاسلام اور دافع الوساوس وغیرہ'' کا ذکر کرنے کے بعد لکھتا ہے:۔

''تلک کتب ینظر الیھا کل مسلم بعین المحبة والمودّة وینتفع من معارفھا ویقبلني ویصدّق دعوتي الا ذریّة البغایا الذین ختم الله علی قلوبھم فھم لا یقبلون'' (ترجمہ از ناقل) ان کتابوں کو ہر مسلمان پیار اور محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور ان

کے معارف سے نفع حاصل کرتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میری تصدیق کرتا ہے، مگر بدکار اور بازاری عورتوں کی اولاد جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگادی ہے (وہ قبول نہیں کرتے)۔

(آئینہ کمالات اسلام، رخ 5، صفحات 547 و 548)

وہ تمام مسلمان جو اپنے آپ کو ''روشن خیال'' سمجھتے ہیں لیکن وہ مرزا قادیانی کو نبی یا مسیح نہیں مانتے اور ان کا یہ کہنا ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے کر ان کے ساتھ زیادتی کی گئی ہے، انہیں مرزا قادیانی کی اس تحریر پر غور کرنا چاہیے کیونکہ اس میں وہ بھی داخل ہیں۔

ایک قادیانی دھوکہ اور اس کا ازالہ

عام طور پر مرزا قادیانی کی اس تحریر کے بارے میں مرزائی مربی یہ کہتے ہیں کہ مولویوں نے لفظ ''البغایا'' کا ترجمہ ''بدکار یا بازاری عورتیں'' غلط کیا ہے اور وہ لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں، اس لفظ کا یہ ترجمہ نہیں۔ تو بجائے اس کے کہ ہم اپنی طرف سے کچھ کہیں کیوں نہ خود مرزا قادیانی سے ہی پوچھ لیا جائے کہ اس لفظ کا کیا ترجمہ ہے؟، تو آیئے اُسی سے پوچھتے ہیں:۔

مرزا نے اپنی کتاب (نور الحق، رخ 8، صفحہ 163) پر یہی لفظ ''ذریة البغایا'' لکھا ہے اور اس کا اردو ترجمہ کیا ہے ''خراب عورتوں کی نسل''۔

اپنی کتاب (لجّة النور) میں مختلف مقامات پر لفظ ''البغایا'' لکھا ہے، اور ایک جگہ اس کا ترجمہ فارسی میں کیا ہے ''زنہائے زانیہ'' یعنی زانی عورتیں (رخ 16، صفحہ 371)، ایک دوسری جگہ اس کا ترجمہ کیا ہے ''زنان فاسقہ'' یعنی فاسق عورتیں (رخ 16، صفحہ 426)، اور اسی کتاب میں ایک جگہ ''البغایا'' کا واحد ''البغي'' لکھا ہے اور اس کا ترجمہ کیا ہے ''زن فاحشہ'' یعنی فاحشہ عورت (رخ 16، صفحہ 428)۔

اسی طرح مرزا قادیانی نے ایک جگہ ''البغایا'' کا ترجمہ کیا ہے ''زنان بازاری'' یعنی بازاری عورتیں (خطبہ الہامیہ، رخ 16، صفحہ 49)۔

ایک جگہ مرزا قادیانی نے لفظ ''ابن بغاء'' لکھا اور اس کا فارسی میں ترجمہ کیا ''اے

نسلِ بدکاران"، یعنی بدکاروں کی نسل (مکتوب احمد، رخ 11، صفحہ 282)۔

ثابت ہوا کہ "ذریۃ البغایا" کا مطلب مرزا کی تحریروں میں زانی، فاسق، بازاری اور فاحشہ عورتوں کی اولاد کے سوا کچھ نہیں۔

مرد خنزیر اور عورتیں کُتیاں

مرزا قادیانی نے اپنے مخالفین کے بارے میں لکھا:۔

"دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں"۔

(نجم الہدیٰ، رخ 14، صفحہ 53)

اور ظاہر ہے جس نے بھی مرزا قادیانی کے دعوائے مسیحیت ونبوت اور ظلی بروزی محمد ﷺ ہونے کو نہیں قبول کیا وہ سب اس کے دشمن اور مخالف ہیں کیونکہ وہ اسے جھوٹا مدعی نبوت اور گستاخ رسول ﷺ سمجھتے ہیں۔

یاد رہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے مخالفین اور خاص طور پر مسلمانوں کے علماء کے بارے میں دل کھول کر بدزبانی کی ہے، شاید ہی کوئی ایسی "گالی" ہو جو مرزا قادیانی نے نہ دی ہو، مثال کے طور پر مرزا قادیانی کی "خوش اخلاقی اور شیریں زبان" کے چند نمونے یہ ہیں (اے مردار خور مولویو، اے بدذات، اے خبیث، اے بدذات فرقہ مولویاں، انسانوں سے بدتر اور پلیدتر، بدبخت، پلید دل، خبیث طبع، مردار خور، ذلیل، دنیا کے کتے، رئیس الدجالین، رئیس المعتدین، رئیس المتکبرین، سلطان المتکبرین، سفیہوں کا نطفہ، شیخ احمقاں، شیخ الضال، شیخ چالباز، کمینہ، گندی روحو، منحوس، یہودی صفت، یہودی، اندھا شیطان، گمراہ دیو، شقی، ملعون، سربراہ گمراہاں......اور اس طرح کی سینکڑوں گالیاں)، لیکن دوسری طرف مرزا قادیانی نے یہ بھی لکھا کہ:۔

"گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے"۔

(اربعین نمبر 4، رخ 17، صفحہ 471)

"کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو" (کشتی نوح، رخ 19، صفحہ 11)

"ناحق گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے"

(ست بچن، رخ 10، صفحہ 133)

"بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بدزبان ہے......جس دل میں یہ نجاست بیت الخلاء یہی ہے"

(قادیان کے آریہ اور ہم، رخ 20، صفحہ 458)

مرزا قادیانی کے پیروکار یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ ہمارے حضرت جی نے یہ "گالیاں" نہیں دیں بلکہ انہیں "سخت الفاظ" کہتے ہیں، اور یہ الفاظ انہوں نے مجبوراً ان لوگوں کے جواب میں لکھے ہیں جنہوں نے ہمارے حضرت جی کو گالیاں دی تھیں، ہم ایک منٹ کے لئے فرض کر لیتے ہیں کہ کسی نے مرزا قادیانی کو گالیاں دی تھیں لیکن مرزا قادیانی نے تو یہ نصیحت کی تھی کہ:۔

"گالیاں سن کر دعا دو، پا کے دکھ آرام دو......کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، رخ 21، صفحہ 144)

تو مرزا نے خود اس نصیحت پر عمل کیوں نہ کیا؟، اور کیا اللہ کے نبی لوگوں کی سخت زبانی کے جواب میں اسی زبان میں جواب دیا کرتے ہیں؟۔

مرزا کے بیٹے اور دوسرے مرزائی خلیفہ

مرزا بشیر الدین محمود کے فتوے

"......کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (نقلی اور جعلی۔ناقل) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی۔ناقل) کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد ہیں"۔

(آئینہ صداقت، انوار العلوم، جلد 6، صفحہ 110)

ایک اور جگہ یہ فتویٰ جاری کیا:۔

"ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں، یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی کا

اپنا کوئی اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے''۔

(انوار خلافت، انوار العلوم، جلد 3، صفحہ 148)

پہلی تحریر کے الفاظ تو کسی تشریح یا وضاحت کے محتاج نہیں، دوسری تحریر میں مرزا محمود نے ایک بڑی اہم بات کی ہے، وہ یہ کہ وہ تمام لوگ جو مرزا قادیانی کو نبی نہیں تسلیم کرتے وہ اس لئے کافر ہیں کیونکہ وہ اللہ کے ایک نبی کے منکر ہیں، اب میں اپنے ان سادے اور بھولے مسلمان دوستوں سے عرض کرتا ہوں جن کا یہ کہنا ہے کہ ان کے بہت سے جاننے والے مرزائی ایسے ہیں جن کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم ہرگز کسی مسلمان کو کافر نہیں کہتے کہ وہ یہ بات کرنے والے اپنے قادیانی دوستوں سے پوچھیں کہ اللہ کے کسی ایک نبی کا انکار بھی کفر ہے یا نہیں؟ اگر کفر ہے تو پھر تم مرزا قادیانی کو نبی مانتے ہو، تو اس کا انکار کرنے والا کافر کیوں نہیں؟، اگر تو تمہارے نزدیک مرزا قادیانی واقعی نبی ہے تو پھر اس کا انکار ضرور کفر ہوگا، لہٰذا تمہارا صرف مرزا کو نبی ماننا ہی ان تمام مسلمانوں کو کافر کہنا ہے جو مرزا کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ تمہارا عقیدہ تمہاری زبان کا ساتھ نہیں دیتا۔

ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مرزا محمود نے یہ بیان دیا:۔

''اب ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی (یعنی غیر قادیانی۔ناقل) تو حضرت مسیح موعود (نقلی اور جعلی۔ناقل) کے منکر ہوئے اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے، لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مرجائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے، وہ تو مسیح موعود (نقلی اور جعلی۔ناقل) کا مکفر نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا اور کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں، اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے شریعت وہی مذہب ان کے بچہ کا قرار دیتی ہے، پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہوا، اس لئے اس کا جنازہ نہیں بھی نہیں پڑھنا چاہیے''۔

(انوار خلافت، انوار العلوم جلد 3، صفحہ 150)

آپ نے دیکھا کہ غیر قادیانیوں کو کیسے ہندوؤں اور عیسائیوں اور دوسرے کافروں کے ساتھ ملایا جارہا ہے۔

پھر ایک جگہ اپنا عقیدہ یوں بیان کیا:۔

''اور چونکہ میرے نزدیک ایسی وحی جس کا ماننا تمام بنی نوع انسان پر فرض کیا گیا ہے حضرت مسیح موعود (یعنی نقلی اور جعلی مسیح مرزا قادیانی۔ناقل) پر ہوئی ہے اس لئے میرے نزدیک بموجب تعلیم قرآن کریم کے ان کے نہ ماننے والے کافر ہیں خواہ وہ باقی سب صداقتوں کو مانتے ہوں''۔

(آئینہ صداقت، انوار العلوم، جلد 6، صفحہ 112)

یعنی ان سب مسلمانوں کو کافر کہا جارہا ہے جو مرزا کی وحی پر ایمان نہیں لاتے۔

مرزا قادیانی کے دوسرے بیٹے مرزا بشیر احمد کے بیانات

''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰؑ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰؑ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰؑ کو مانتا ہے مگر محمدؐ کو نہیں مانتا، اور یا محمدؐ کو مانتا ہے پر مسیح موعود (یعنی نقلی مسیح مرزا قادیانی۔ناقل) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے''۔

(کلمۃ الفصل، ریویو آف ریلیجنز، جلد 14 نمبر 3 و4، مارچ اپریل 1915، صفحہ 110)

''اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں مومن ہونے کا معیار مسیح موعود (نقلی اور جعلی۔ناقل) پر ایمان لانے کو رکھا ہے جو مسیح موعود (یعنی نقلی مسیح مرزا قادیانی۔ناقل) کا انکار کرتا ہے اس کا پہلا ایمان بھی قائم نہیں''۔

(کلمۃ الفصل، ریویو آف ریلیجنز، مارچ اپریل 1915، صفحہ 142)

پہلی تحریر میں صاف طور پر مرزا قادیانی کو نہ ماننے والے پر پکّا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا فتویٰ لگایا گیا۔ اور دوسری تحریر میں یہ کہا گیا کہ جو اللہ اور اس کے رسول حضرت

محمد ﷺ پر ایمان رکھتا ہے، اگر اس نے مرزا پر ایمان نہیں لایا تو اس کا پہلا ایمان بھی جاتا رہا۔

پھر ایک جگہ یہ لکھا:۔

''......حضرت مسیح موعود (یعنی نقلی مسیح مرزا قادیانی۔ناقل) نے الذین کفروا غیر احمدی مسلمانوں کو قرار دیا''۔

(کلمۃ الفصل، ریویو آف ریلیجنز، مارچ اپریل 1915، صفحہ 143)

الذین کفروا کا ترجمہ ہے، جنہوں نے کفر کیا، اور مرزا بشیر احمد کے بقول مرزا قادیانی نے اس کا مصداق ان تمام مسلمانوں کو قرار دیا جو مرزائی اور قادیانی نہیں۔

مسلمانوں کے ساتھ ہر قسم کا تعلق مرزائی مذہب میں حرام قرار دیا گیا

مرزا بشیر احمد ایک جگہ لکھتا ہے:۔

''ہم تو دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (یعنی نقلی مسیح مرزا قادیانی۔ناقل) نے غیر احمدیوں کے ساتھ وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریمؐ نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔ غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں، ان کو لڑکیاں دینا حرام کیا گیا، ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا، اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں، دو قسم کے تعلق ہوتے ہیں، ایک دینی دوسرے دنیوی، دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلق کا بھاری ذریعہ رشتہ وناطہ ہے سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیے گئے''۔

(کلمۃ الفصل، ریویو آف ریلیجنز، مارچ اپریل 1915، صفحہ 169)

پھر اگلے صفحہ پر نتیجہ نکالتے ہوئے یوں لکھا:۔

''غرض ہر ایک طریقہ سے ہم کو حضرت مسیح موعود (نقلی وجعلی۔ناقل) نے غیروں سے الگ کیا ہے، اور ایسا کوئی تعلق نہیں جو اسلام نے مسلمانوں کے ساتھ خاص کیا ہو اور پھر ہم کو اس سے روکا نہ گیا ہو''۔

(کلمۃ الفصل، ریویو آف ریلیجنز، مارچ اپریل 1915، صفحہ 170)

جب مرزائی مذہب میں مسلمانوں کے ساتھ ہر قسم کا دینی یا دنیوی تعلق رکھنا حرام قرار دیا گیا تو اس کے جواب میں اگر کوئی مسلمان غیرت ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے مرزائیوں کے ساتھ تعلقات نہیں رکھنا چاہتا تو اسے الزام دینے کا قادیانیوں کو کیا حق ہے؟۔

مرزا قادیانی کے مریدوں کا فتویٰ

مرزا قادیانی کے مرید مولوی غلام رسول راجیکی کا فتویٰ

''غیر احمدیوں کو مسلمان سمجھنا وآخرین منہم کی شان پر حملہ اور صحابہ کی حیثیت کو ملیا میٹ کرنا ہے''۔

اور تھوڑا آگے لکھا ''مسیح موعود (یعنی مرزائی عقیدے کے مطابق مرزا قادیانی۔ناقل) کے منکروں کو بھی مسلمان ہی سمجھنا اور مسیح موعود کی جماعت کی طرح ان کو بھی دائرہ اسلام میں داخل سمجھنا گویا آنحضرت کے منکروں کو اسلام میں شریک سمجھنا ہے''۔

(الفضل قادیان، جلد 3، نمبر 10، مورخہ 15 جولائی 1915، صفحہ 7)

یہ بات بتانے کی ضرورت نہیں کہ مرزا قادیانی اور اس کے بیٹوں اور مریدوں کے یہ تمام بیانات اور فتوے 1974ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی کی طرف سے متفقہ طور پر مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی آئینی ترمیم منظور ہونے سے کئی دہائیاں پہلے کے ہیں، یعنی مرزائی مذہب تو اس سے کہیں پہلے مرزا قادیانی کے دعووں کو نہ ماننے والوں پر کافر، دائرہ اسلام سے خارج، خنزیر، عیسائی، مشرک، یہودی اور بازاری عورتوں کی اولاد جیسے فتوے لگا چکا تھا، لہذا آج قادیانیوں کا یہ کہنا کہ ہم تو کسی مسلمان کو کافر نہیں کہتے سراسر ایک دھوکہ ہے، مندرجہ بالا حوالے آج بھی ان کے لٹریچر میں موجود ہیں جو ان کی آفیشل ویب سائٹ پر بھی موجود ہے۔

ہیں کواکب کچھ، نظر آتے ہیں کچھ

دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھلا

کیا مرزا قادیانی ''غیر قادیانیوں'' کو مسلمان سمجھتا تھا؟

ایک مرزائی دھوکہ اوراس کا جواب

محترم قارئین! آپ نے مرزا کے دعووں کو نہ ماننے والوں اوراس کی تصدیق نہ کرنے والوں کے بارے میں مرزا قادیانی اوراس کی جماعت کے فتوے ملاحظہ فرمائے، آج قادیانیوں کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ ہمارے حضرت جی (یعنی مرزا قادیانی) نے اپنی آخری عمر میں ایسے بیانات دیے تھے کہ ''ہم صرف انہیں کافر کہتے ہیں جو ہمیں کافر کہے، اس کے علاوہ ہم کسی کو کافر نہیں کہتے'' نیز انہوں نے اپنی بعض آخری کتابوں میں اپنے منکروں کے لئے ''مسلمان'' کا لفظ استعمال کیا ہے (ملفوظات، جلد 5، صفحات 635 و636 وغیرہ) لہذا ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنے منکروں کو مسلمان ہی سمجھتے تھے۔

دوستو! کہتے ہیں ''گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے'' اس قادیانی دھوکے کا جواب بھی خود مرزا کے بیٹے اور قادینیوں کے نزدیک ''قمر الانبیاء'' مرزا بشیر احمد نے دیا ہے، چنانچہ اپنے باپ مرزا قادیانی کے ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالوی کو لکھے گئے ایک خط کا ذکر کرنے کے بعد لکھتا ہے:۔

''حضرت مسیح موعود کی اِس تحریر سے بہت سے باتیں حل ہوجاتی ہیں، اول یہ کہ حضرت صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اِلہام کے ذریعہ اطلاع دی کہ تیرا انکار کرنے والا مسلمان نہیں اور نہ صرف اطلاع دی بلکہ حکم دیا کہ تو اپنے منکروں کو مسلمان نہ سمجھ، دوسرے یہ کہ حضرت صاحب نے عبدالحکیم خان کو جماعت سے اس واسطے خارج کیا کہ وہ غیر احمدیوں کو مسلمان کہتا تھا، تیسرے یہ کہ مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی۔ناقل) کے منکروں کو مسلمان کہنے کا عقیدہ ایک خبیث عقیدہ ہے......الخ''

(کلمۃ الفصل، مندرجہ ریویو آف ریلیجنز، مارچ اپریل 1915، صفحہ 125)

پھر مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

''اصل میں بات یہ ہے کہ عرف عام کی وجہ سے ایک نام کو اختیار کرنا پڑتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ چیز اسم بامسمّٰی ہوگئی ہے مثلاً دیکھو اگر ایک شخص سراج دین نامی مسلمان

سے عیسائی ہوجاوے تو اسے پھر بھی سراج دین ہی کہیں گے حالانکہ عیسائی ہوجانے کی وجہ سے اب وہ سراج دین نہیں رہا بلکہ کچھ اور بن گیا ہے لیکن عرف عام کی وجہ سے اسے اس نام سے پکارا جاوے گا۔معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود (نقلی اور جعلی۔ناقل) کو بھی بعض وقت اس کا خیال آیا ہے کہ کہیں میری تحریروں میں غیر احمدیوں کے متعلق مسلمان کا لفظ دیکھ کر لوگ دھوکہ نہ کھائیں اس لئے آپ نے کہیں کہیں بطور ازالہ کے غیر احمدیوں کے متعلق ایسے الفاظ بھی لکھ دیے ہیں کہ وہ لوگ جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں، تا جہاں کہیں بھی مسلمان کا لفظ ہو اس سے مدعی اسلام سمجھا جاوے نہ کہ حقیقی مسلمان''۔

(کلمۃ الفصل، مندرجہ ریویو آف ریلیجنز، مارچ اپریل 1915، صفحہ 126)

پھر اگلے ہی صفحہ پر نتیجہ نکالتے ہوئے یہ فیصلہ دیتا ہے کہ:۔

''پس یہ ایک یقینی بات ہے کہ حضرت صاحب نے جہاں کہیں بھی غیر احمدیوں کو مسلمان کہہ کر پکارا ہے وہاں صرف یہ مطلب ہے کہ وہ اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں ورنہ آپ حسبِ حکمِ الٰہی اپنے منکروں کو مسلمان نہ سمجھتے تھے''۔

(کلمۃ الفصل، صفحہ 127)

لہذا مرزا قادیانی کے اپنے بیٹے اور قادیانیوں کے اس ''قمر الانبیاء'' تشریح کے بعد ہمیں اس بارے میں مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔

☆☆☆☆

کیا قادیانی مذہب کے پیروکار امت اسلامیہ کا حصہ ہیں؟

جب پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں کو غیر مسلم قرار دیا، نیز عالم اسلام نے بھی متفقہ طور پر یہی فیصلہ دیا تو قادیانیوں نے ایک نیا شوشہ چھوڑا کہ ''نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ میری امت 73 گروہوں میں تقسیم ہوگی اور ان میں سے ایک گروہ کے سوا باقی سب آگ میں جائیں گے (ترمذی وغیرہ)، تو پاکستان کی تمام جماعتوں اور مکاتب فکر نے متفقہ طور پر ہمیں (یعنی مرزائیوں کو) غیر مسلم قرار دیا ہے لہذا اس حدیث کی رو سے ہم ہی وہ تہتر واں گروہ یا فرقہ ہیں جو جنتی ہے اور ہمیں غیر مسلم قرار دینے والے جہنمی ہیں۔

حقیقت حال

آیئے اس حدیث شریف کی روشنی میں جائزہ لیتے ہیں کہ مرزائی یا قادیانی گروہ کی کیا حیثیت بنتی ہے؟۔

اس وقت بھی دنیا میں کچھ امتیں موجود ہیں جو اپنا تعلق چند انبیاء اور ان پر نازل ہونی والی کتابوں سے بتاتی ہیں اور ہر ایک امت کی اپنی الگ پہچان ہے، مثال کے طور پر قرآن کریم میں دو امتوں کا بار بار ذکر ہے ''یہود و نصاریٰ'' یہودی ایک امت ہے اس کی پہچان یہ ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا نبی اور رسول مانتی ہے، لیکن انہی یہودیوں میں سے جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی اللہ کا نبی مانا وہ یہودی نہیں کہلاتے بلکہ ''عیسائی'' کہلائے اور اس طرح عیسائی الگ امت ہوئے ان کا یہودیت کے ساتھ کوئی تعلق نہ رہا، ایسے ہی ایک امت وہ ہے جو حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام دونوں کو اللہ کا نبی مانتی ہے مگر ان کے بعد ایک اور ذات کو بھی اللہ کا نبی اور رسول مانتے ہیں اور وہ ذات اقدس ہیں حضرت محمد ﷺ، اس امت کو امت مسلمہ کہا جاتا ہے، اب جو یہودی یا عیسائی آنحضرت ﷺ پر ایمان لایا وہ یہودی یا عیسائی نہ رہا بلکہ مسلم ہوگیا، یعنی نبی جُدا تو امّت جُدا، جیسے امت بنتی نبی سے ہے ایسے ہی بدلتی بھی نبی سے ہے، اس بات کی دلیل کہ ہر نبی کی اپنی الگ امت ہوتی ہے وہ صحیح

حدیث ہے جو باب اول میں ''ختم نبوت احادیث کی روشنی میں'' کے زیرِ عنوان بیان ہوچکی ہے:۔

''عن ابی امامة الباهلي رضی الله عنه قال: قال النبی صلی الله علیه وسلم : ان الله لم یبعث نبیاً الا حذّر امته الدجالَ وانی آخر الانبیاء وانتم آخر الامم وهو خارج فیکم لا محالة ...... الی آخر الحدیث'' حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو، بے شک میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو اور وہ (دجال) تمہارے اندر ضرور خروج کرے گا۔

(المستدرک للحاکم، حدیث نمبر 8620)

امام حاکم نے اس روایت کے بارے میں فرمایا **''هذا حدیث صحیح علی شرط مسلم''** یہ حدیث امام مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے، امام ذہبی نے بھی تلخیص المتسدرک میں اسے امام مسلم کی شرط کے مطابق لکھا ہے۔ اس حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ کے یہ الفاظ کہ ''ہر نبی نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا ہے'' دلیل ہیں کہ ہر نبی کی اپنی الگ امت تھی اور جو نبی جن لوگوں کی طرف بھیجا گیا وہ اس نبی کی امت کہلائے۔

خود مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ:۔

''جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا اس دعویٰ میں ضرور ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا اقرار کرے اور نیز یہ بھی کہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر وحی نازل ہوتی ہے۔ اور نیز خلق اللہ کو وہ کلام سناوے جو اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے <u>اور ایک امّت بناوے</u> جو اس کو نبی سمجھتی اور اس کی کتاب کو کتاب اللہ جانتی ہے''۔

(آئینہ کمالات اسلام، رخ 5، صفحہ 344)

مرزا کی اس تحریر میں خط کشیدہ الفاظ پر غور فرمائیں، وہ صاف اقرار کر رہا ہے کہ جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا اس کے لئے دیگر امور کے علاوہ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی ایک امّت

بنائے جواس کو نبی سمجھتی ہو۔اوراس بات سے کوئی قادیانی انکارنہیں کرسکتا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے خودنبوت ورسالت کا صریح دعویٰ کیا ہے،اس کے الفاظ ہیں:۔

''ہمارادعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں''

(اخبار بدر۔قادیان،جلد 7 نمبر 9،مورخہ 5 مارچ 1908،صفحہ 2)

''سچا خداوہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا''

(دافع البلاء،رخ 18،صفحہ 231)

توجب آنحضرت ﷺ کے بعد قادیانیوں نے مرزا غلام احمد کو نبی اور رسول مانا ہے تو نبی کے بدلنے سے امت خود بخود بدل گئی،وہ مرزا غلام احمد کی نبوت کا عقیدہ رکھ کر ''امت محمدیہ'' کا حصہ ہی نہیں رہے تو پھر امت محمدیہ کا تہترواں فرقہ کیسے ہوئے؟ یہ جماعت مرزائیہ کی کمال ہوشیاری اور دھوکہ دہی ہے کہ وہ اپنے آپ کو امت محمدیہ کا فرقہ قرار دے رہے ہیں۔

پھراس 73 فرقوں والی حدیث میں ایک اوراہم بات یہ بھی بیان ہوئی ہے کہ ''صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ جنتی ملت یا گروہ کون سا ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: **ما انا علیه و اصحابي** یعنی وہ گروہ جو میری سنت اور میرے صحابہ کے نقش قدم پر چلے گا''،اب قابل غور بات یہ ہے کہ کیا مرزا قادیانی اور اس کی جماعت نے آنحضرت ﷺ کے فرامین اور سنت مبارکہ پر عمل کیا؟ کیا انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بات کو قبول کیا؟ اس کا جواب نفی میں ملتا ہے،آپ نے اس کتاب میں باحوالہ پڑھا کہ کس طرح مرزا قادیانی نے آنحضرت ﷺ کے ختم نبوت کے بارے میں واضح فرامین کو رد کیا،اس نے کس طرح آپ ﷺ کی ان احادیث کو قبول کرنے سے انکار کیا جن کے اندر آپ ﷺ نے اللہ کی قسم اٹھا کر فرمایا کہ حضرت مریم علیہا السلام کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام نے نازل ہونا ہے اور آسمان سے نازل ہونا ہے،نیز اس نے کس طرح قرآن کریم اور اوراحادیث نبویہ پر جھوٹ بولے (حوالے تفصیل کے ساتھ بیان ہو چکے)، اسی طرح مرزا قادیانی نے حضرت ابو ہریرہ وحضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہما جیسے صحابہ کرام

پر تنقید کی کیونکہ ان کی روایت کردہ احادیث مرزا قادیانی کے خودساختہ عقیدے کے خلاف تھیں۔

دوستو! حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی جماعت کبھی بھی امت اسلامیہ کا حصہ نہ تھی کہ انہیں 1974ء میں باہر نکالا گیا، بلکہ جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں کہ 1974ء میں صرف ان کا امت اسلامیہ سے خارج ہونا پاکستان کے دستور میں ڈالا گیا ورنہ مرزا قادیانی اور اُس کے ماننے والوں کے کفر اور غیر مسلم ہونے پر تو مرزا قادیانی کے زمانے میں ہی ساری امت اسلامیہ متفق تھی،خود مرزا قادیانی نے بھی اِس بات کا ذکر اپنی تحریرات میں کیا ہے،چنانچہ اپنی جماعت کو ایک ضروری نصیحت کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

''یہ تو سوچو کہ اگر تم اس گورنمنٹ (یعنی انگریزی حکومت۔ناقل) کے سایہ سے باہر نکل جاؤ تو پھر تمہارا ٹھکانہ کہاں ہے۔ایسی سلطنت کا بھلا نام تو لو جو تمہیں اپنی پناہ میں لے لیگی۔ ہر اسلامی سلطنت تمہارے قتل کے لیے دانت پیس رہی ہے کیونکہ ان کی نگاہ میں تم کافر اور مُرتد ٹھہر چکے ہو''

(مجموعہ اشتہارات،جلد 2،صفحہ 709)

اور پھر مزید وضاحت کرتے ہوئے یوں لکھا:۔

''یہ مسلمان لوگ جو اس فرقہ احمدیہ کے مخالف ہیں تم ان کے علماء کے فتوے سُن چکے ہو یعنی یہ کہ تم ان کے نزدیک واجب القتل ہو اور ان کی آنکھ میں ایک کُتّا بھی رحم کے لائق ہے مگر تم نہیں ہو۔تمام پنجاب اور ہندوستان کے فتوے بلکہ تمام ممالک اسلامیہ کے فتوے تمہاری نسبت یہ ہیں کہ تم واجب القتل ہو''۔

(مجموعہ اشتہارات،جلد 2،صفحہ 709)

مرزا کی یہ تحریر مورخہ 7 مئی سنہ 1907ء کو لکھی گئی اور وہ خود اقرار کر رہا ہے کہ اُس وقت تمام ممالک اسلامیہ یہ فتویٰ دے چکے تھے کہ مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے مُرتد اور کافر ہیں۔

اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ 1974ء میں مرزائیوں کی صرف ایک جماعت کو نہیں بلکہ ''قادیانی'' اور ''لاہوری'' دو گروہوں کو ''غیر مسلم اقلیت'' قرار دیا گیا، اوران دونوں گروہوں میں بقول ان کے مرزا قادیانی کی نبوت پر شدید اختلاف بھی ہے، کیا اپنے آپ کو تہتر واں فرقہ کہنے والے بتا سکتے ہیں کہ ان دونوں (قادیانیوں اور لاہوریوں) میں سے تہتر واں فرقہ کون سا ہے اور چہتر واں کون سا؟ جب کہ یہ دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ مرزا قادیانی مسیح موعود اور مہدی معہود ہے۔ نیز مرزا قادیانی کی جماعت میں اِن دونوں کے علاوہ دوسرے گروہ بھی معرض وجود میں آئے جیسے ناصر احمد سلطانی کی ''جماعت احمدیہ حقیقی''، مرزا رفیع احمد کو مجدد وقت ماننے والی جماعت ''سر سبز احمدیت''، عبدالغفار جنبہ کی ''جماعت احمدیہ اصلاح پسند'' وغیرہ، نیز خود مرزا قادیانی کی زندگی میں اس کے ایک مرید عبداللہ تیماپوری نے بھی مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور اس کی کتابیں اسی ''ریاض ہند پریس امرتسر'' سے شائع ہوتی رہیں جہاں سے مرزا کی کتابیں شائع ہوتی تھیں، تو ان سب مرزائی فرقوں میں سے وہ تہتر واں فرقہ کون سا ہے جو جنتی ہے؟۔

مرزائی پاکٹ بک کے مصنف نے ایک مسئلے میں اپنا موقف بیان کرتے ہوئے ایک عنوان قائم کیا ہے ''فیصلہ کا آسان طریقہ'' اور پھر لکھا ہے:۔

''حدیث شریف میں ہے کہ **لا یجمع امتي علی ضلالة** یعنی میری امت کبھی گمراہی پر اجماع نہیں کر سکتی''۔

(مرزائی پاکٹ بک، صفحہ 609)

ہم بھی ''فیصلے کے اسی آسان طریقہ'' کے مطابق ہی یہ کہتے ہیں کہ امت اسلامیہ کا اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکار غیر مسلم ہیں اور امت اسلامیہ سے خارج ہیں، اسی بناء پر ان کا حرمین شریفین میں داخلہ بھی بند کیا گیا، اور خود مرزائی پاکٹ بک میں بیان کردہ اِس حدیث شریف کے مطابق یہ ناممکن ہے کہ امت محمدیہ کسی غلط بات پر اکٹھی ہو جائے، لہٰذا امت اسلامیہ کی طرف سے اس حدیث شریف کی رُو سے قادیانیوں مرزائیوں

کے امت اسلامیہ سے خارج ہونے کا اجماعی فیصلہ بالکل ٹھیک ہے۔

مرزائی کلمہ بھی جدا ہے اور اردو زبان میں ہے

مرزا قادیانی کے مشیر اور پہلے مرزائی خلیفہ حکیم نورالدین بھیروی نے صریح الفاظ میں اقرار کیا ہے کہ مرزا قادیانی کا کلمہ بھی جدا ہے، چنانچہ مرزا بشیر احمد ایم اے بیان کرتا ہے کہ:۔

''ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول فرمایا کرتے تھے کہ ہر نبی کا ایک کلمہ ہوتا ہے۔ مرزا کا کلمہ یہ ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا''۔

(سیرت المہدی، جلد اول، حصہ سوم، صفحہ 824، روایت نمبر 974)

غور فرمائیں اِن الفاظ پر کہ ''ہر نبی کا ایک کلمہ ہوتا ہے'' اور پھر اس نے مرزا کا کلمہ ہرگز ''**لا اله الا الله محمد رسول الله**'' نہیں لکھا بلکہ ایک نیا کلمہ اردو میں لکھا ہے، یہ اس بات کی ناقابل تردید دلیل ہے کہ حکیم نورالدین کے نزدیک نبی کے بدلنے سے کلمہ بھی بدل جاتا ہے، لہٰذا قادیانیوں کا یہ شور ڈالنا کہ ہمارا کلمہ وہی ہے جو مسلمانوں کا ہے صرف ایک دھوکہ ہے۔

قادیانیوں کی موجودہ حالت زار

یہ ایک حقیقت ہے کہ مرزا قادیانی اور اس کی جماعت کو ایک دن بھی آزادی کا نصیب نہیں ہوا، مرزا کی پیدائش سے موت تک اور اس کے بعد 1947 تک وہ سکھوں اور انگریز کے غلام رہے، تقسیم ہند کے وقت وہ قادیان جسے مرزا نے ''دارالامان'' کہا تھا قتل وفساد کا مرکز بن گیا، سکھوں نے قادیانیوں کو زبردستی ان کے گھروں سے نکلنے پر مجبور کر دیا، اس وقت کا قادیانی خلیفہ مرزا محمود بھاگ کر مسلمانوں کے پیچھے پیچھے موجودہ پاکستان میں آ گیا اور دریائے چناب کے کنارے ایک علاقے ''چک ڈھگیاں'' پر ڈیرے ڈال دیے اور اس کا نام بدل کر قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے بعد حضرت مریم وعیسیٰ علیہما السلام کی پناہ گاہ کے لئے بولے گئے قرآنی لفظ ﴿ربوة﴾ کی نسبت سے ''ربوہ'' رکھ دیا، اور اب یہ قادیانیوں کا ''دارالامان'' بن گیا، لیکن مسلمان اس بددیانتی کو برداشت نہ کر سکے اور اسمبلی نے اس کا نام بدل کر ''چناب نگر''

رکھ دیا، مرزا قادیانی اور اس کی اولاد اتنی بدنصیب ہے کہ یہ جگہ بھی ان کے لئے ''دارالامان'' نہ بن سکی اور ان کا چوتھا خلیفہ مرزا طاہر رات کی تاریکی میں ربوہ سے نکلا اور اپنے جدی پشتی آقاؤں کے پاس پناہ لینے لندن فرار ہوگیا، اس طرح یہ وہ بدنصیب لوگ ہیں جنہیں ایک لمحہ بھی آزادی کا نصیب نہیں ہوا، پہلے وہ متحدہ ہندوستان میں انگریز کے غلام بلکہ اس کی غلامی کو اپنے مذہب کا حصہ بتاتے تھے، پھر پاکستان میں مسلمانوں کے غلام بنے اور پھر دوبارہ پاکستان سے بھاگ کر واپس انگریزی سلطنت کی غلامی میں آگئے، یاد رہے قادیانی آئینِ پاکستان کو بھی نہیں مانتے اور برملا کہتے ہیں کہ ''ہم مسلمان ہیں'' جبکہ آئین پاکستان کی رُو سے وہ ''غیر مسلم اقلیت'' ہیں اس طرح ان قادیانیوں کو جو پاکستانی شہریت رکھتے ہیں اور آئین پاکستان کی اس شق کو نہیں مانتے اگر آئینِ پاکستان کا باغی کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

قادیان کے بارے میں مرزا قادیانی کی ایک پیش گوئی

جس نے پورا ہونے سے انکار کردیا

مرزا محمود نے اپنے باپ کی سچائی کی دلیلیں بیان کرتے ہوئے اس کی چند پیش گوئیوں کا ذکر کیا، اسی ضمن میں ''قادیان کی ترقی کا نشان'' کے زیرِ عنوان ایک پیش گوئی یوں لکھی:۔

''حضرت اقدس کو بتایا گیا تھا کہ قادیان کا شہر ترقی کرتے کرتے ایک بہت بڑا شہر بن جائے گا جیسے کہ بمبئی اور کلکتہ کے شہر ہیں......''

(دعوۃ الامیر، انوار العلوم، جلد 7، صفحہ 506)

لیکن ہوا یہ کہ آج مرزا کو مرے ہوئے سو سال سے زیادہ ہوگئے لیکن قادیان بمبئی یا کلکتہ جیسا تو کیا بٹالہ یا گورداسپور کے قریب بھی نہیں پہنچ سکا بلکہ مرزا کے بیٹوں اور مریدوں کو اپنی ''خلافت'' کی دکان سمیت وہاں سے فرار ہونا پڑا اور نقلی مسیح کی یہ جماعت آج بھی صلیبی اور دجالی طاقتوں کی پناہ میں زندگی گذار رہی ہے۔

یہاں مجھے مرزا غلام احمد قادیانی کی وہ بات یاد آرہی ہے جو اس نے یہودیوں کے

بارے میں لکھی تھی، آپ بھی پڑھیں:۔

''......ذلت و مسکنت ان کے شامل حال ہوگی اور وہ دوسری طاقتوں کی پناہ میں زندگی بسر کریں گے''۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، رخ 21، صفحہ 409)

آج یہودیوں کا اپنا ایک خودمختار ملک تو دنیا کے نقشے پر موجود ہے جسے اسرائیل کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، لیکن قادیانیوں کی حالت یہی ہے کہ ذلت و مسکنت ان کے شامل حال ہے اور وہ دوسری طاقتوں کی پناہ میں زندگی بسر کر رہے ہیں (جن طاقتوں کی اکثریت صلیب پرست ہے، وہی صلیب جس کے بارے میں مرزا نے کہا تھا کہ میں صلیب پرستی کے ستون کو توڑنے کے لئے آیا ہوں)، مصورِ پاکستان ڈاکٹر محمد اقبالؒ نے قادیانیت کے بارے میں بجا فرمایا تھا:۔

''اُس کا حاسد خدا کا تصور جس کے پاس دشمنوں کے لئے لاتعداد زلزلے اور بیماریاں ہوں، اس کا نبی کے متعلق نجومی کا تخیل اور اس کا روحِ مسیح کے تسلسل کا عقیدہ وغیرہ یہ تمام چیزیں اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہیں گویا یہ تحریک یہودیت کی طرف رجوع ہے......''

(حرف اقبال، صفحہ 104، مطبوعہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اگست 1984)

آئیں مل کر دعا کریں کہ وہ تمام لوگ جو فتنہ قادیانیت کی چالوں میں آکر اپنے ایمان کی دولت لٹا بیٹھے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں تاریکیوں سے نکال کر اسلام کی روشنی کی طرف واپس لے آئے تا کہ قیامت کے دن انہیں اللہ کے آخری نبی، تمام جہانوں کے لئے رحمت، امام الانبیاء اور شافع روزِ جزا حضرت محمد ﷺ کے دستِ اقدس سے حوضِ کوثر کا جام نصیب ہو۔

اب جس کے جی میں آئے پائے وہ روشنی......ہم نے تو دل جلا کر سرِ عام رکھ دیا

وما علینا الا البلاغ المبین

☆☆☆☆